ذخیرہ
لاہور پاکستان

ترجمہ

ابوالفضل

حصہ سوم

(شاداں)

Marfat.com

602260

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفتر سوم انشائے ابوالفضل

جس میں خطبے خاتمے کتابوں اور بیاضوں کے انتخاب اور دوسری نثریں ہیں

خطبہ کچھ آیات سورۂ فتح کی تفسیر کا

فاتح - کھولنے والا۔ فتح کرنے والا۔ چونکہ یہ خطبہ بعض آیات سورۂ فتح کی تفسیر میں ہے۔ لہٰذا یہ لفظ بطور براعت استہلال آیا ہے۔

حکمت - علم و عمل بقدر طاقت بشری۔ جمعش حکم۔

رافع - بلند کرنے والا۔

اَعلام - جمع عَلَم رایت۔ نشان۔ جھنڈا۔

ایادِ - جمع ایدی بمعنی نعمت۔

مُبین - روشن و واضح۔

جلیس - ہم نشین۔

رمال - جمع رَمل ریگ۔ ریت۔ بالو۔

فَلَوات - جمع فلاۃ - بیابان۔

خلوات - جمع خلوت تنہائی ضد جلوت۔

صِلات - جمع صِلہ انعام و بخشش و عطا۔

صَلَوٰۃ - جمع صلوٰۃ درود و رحمت۔

اَضعاف - جمع ضِعف بکسر تنی دوچند۔

اَضاعیف - جمع الجمع ضعف بمعنی بسیار۔

تابع - پیرو - وہ شخص جس نے صحبت اصحاب جناب رسالت مآب پائی ہو۔

Marfat.com

مُلتجی - از التجا - پناہ گیرندہ۔
جمال - حُسن صورت و سیرت۔
جلال - شان و شوکت۔
لِاَجل - برائے۔
کہف - پناہ، غار۔
امام - پیشوا۔
مُستظلین - جمع مُستظِل - سایہ لینے والے۔ مُراد بادشاہ - یعنی سایہ گیرندہ بہ سایہ لُطف الٰہی۔
یوم العرض - پیشی کا دن مراد روز قیامت۔
ضرغام - شیر۔
غابہ - بیشۂ شیر۔
مؤید - تائید یافتہ
مُشدّد - قوّت یافتہ
جُند - لشکر - اجناد و جنود جمع۔
مِفتاح - کھولنے کا آلہ - کلید - کنجی۔ جمعش مفاتیح۔

قِلاع - جمع قلعہ - دژ - بارہ۔
ذِکر - یادگاری۔
مِصباح - آلۂ نور و روشنی - اے چراغ جمعش مصابیح۔
بِقاع - جمع بقعہ - جا و مقام و مکان۔
مَصاف - جائے صف زدن میدانِ جنگ۔
سَال بہ - اُسے بہالے گیا۔
وادی - رود خانہ۔ (منتخب)
طار بہ - اوڑا لے گیا۔
عنقاً - بفتح مونث اعنق اے گردن دراز - ایک فرضی پرندہ جس کی تعریف میں "معلوم الاسم مجہول الجسم" کہتے ہیں - و اہیہ و مصیبت و بلا (منجد)۔
طار بہ العنقاء - کنایہ از ہلاک الشی و بطلانہ۔
مَصاد - شکارگاہ - جائے صید۔
اِنقیاد - مطیع و فرمانبردار ہونا۔

ترجمہ مطلب خیز

اے علم و حکمت کے دروازوں کے کھولنے والے اور اے نعمت و عطا کے جھنڈوں کے بلند کرنے والے جس چیز کی ہمیں شناسائی نہیں ہے۔ اُس کا شناسا اپنے فضل سے بناوے اور جس چیز کا ہم کو علم نہیں اُس کا علم ہم کو سکھادے۔ رباعی

اے فاتح دربستۂ اقسام حِکَم — اے رافع رایات عطاہائے و نِعَم۔
کُن عارفم از ہر چہ کہ نشناختہ ام — آموز ز علمہ از آنچہ نادان ہستم

اُس ذات کی ہم حمد و ثنا کرتے ہیں جس نے مخلوق کے پاس اپنا رسول امین بھیجا اور

Marfat.com

خطاب اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا ۔ ہم نے تم کو فتح نمایاں عطا کی، سے اُس کو خوشخبری و مژدہ دیا۔ رباعی:۔

ہے اُن کا خیال بارجاں خلوت میں ۔۔۔ ہے پیش نظر جمال بھی جلوت میں
وے اُن کو خداوند تحفہ ہائے رحمت ۔۔۔ بڑھ کے ہوں جو یگ دشت گشت میں

درود ہو اللہ کا اور سلامتی اُن پر اور اُن کی آلِ اطہار و اصحاب کبار اور پیروانِ اسیا پر **بعد** حمد و نعت و منقبت کے واضح ہو کہ یہ خطبہ ایک فتح والا تحفہ اور خوش بختی کا ہدیہ بمنزلہ عطائے خداوند تعالےٰ و تبارک سے التجا کرنے والے فقیر حقیر ابوالفضل بن شیخ مُبارک کی طرف سے کھولے اللہ اُس پر دروازے فضل کے اور افضال کے اور ظاہر کرے اُس پر نشانیاں جمال و جلال کی، اُس شخص کی درگاہ میں ہے۔ جو شاہنشاہ اور عالم والوں کے لئے پناہ ہے۔ اور دنیا میں سایہ اللہ ہے۔ روز قیامت سایہ لطف الٰہی میں پناہ لینے والوں کا پیشوا۔ شہنشاہ شرق و غرب و شیر بیشۂ حرب ہے۔ اللہ کی طرف سے تائید یافتہ دکامگار ہے۔ اور قوت یافتہ لشکر پروردگار ہے۔ قلعوں کی فتح کی کنجی اُس کی تلوار ہے۔ گھروں کے لئے اُس کا ذکر چراغ پُرانوار ہے۔ جو اس کی مخالفت کے میدان میں گیا اُس کو آب رود غانہ بہالے گیا اور اُس کو عنقا اُڑا لے گئی۔ یعنی اُس کے لئے ہلاکت ہے۔ اور جو تیزی سے اُس کے شکارگاہ اطاعت میں اُڑ کے گیا اُس کی عمر دراز ہو گئی اور اُس کے لئے خوبی عیش و راحت ہے۔ **اشعار**

وہ ہے معمار قصر فتح میدان فضیلت میں ۔۔۔ ہے باغ مکرمت میں بونے والا نخل نصرت کا
ہے تخمیر مے راحت سرشت لطف میں اُس کی ۔۔۔ اور اُس کے خشم سے آثار زاہر مارہین پیدا

وہ ایسے جانشین نبیؐ ہیں کہ اُن کی ہمت کے دامنوں کے کھینچے چلنے کی جگہ سے نکلتی ہے خوشبو نیابت نبوی کی۔ اور اُن کے ارادہ و عزم کی نہروں کے جاری ہونے کی جگہ سے جاری ہوتی ہے نہر پیروی مصطفوی کی۔

صفحہ (۱)

مُعَمِّر ۔ آباد کرنے والا۔ از تعمیر۔	فَاحَ ۔ صیغہ ماضی از فوح خوشبو کا پھیلنا۔
ساحَت ۔ میدان ۔ صحن۔	اذیال ۔ جمع ذیل بمعنی دامن۔
غارِس ۔ بونے والا۔ از غرس۔	سَاحَ ۔ ماضی از سیح روان شدن آب۔
رَوح ۔ آسائش و رحمت۔	ہمت ۔ حرص و ہمت (منتخب)

Marfat.com

مطابقتہ - قدم پر قدم رکھنا - پیروی -
سبک - پگھلنا - وسکب بہنا - ٹپکنا -
حمایل - حمیل - سینہ کا ایک زیور -
مناہل - جمع منہل چشمہ - گھاٹ -
مخائل - جمع مخیلہ - آثار و علامات و ابر بے باران (الفرائد الدریہ) -
روض - جمع روضہ - باغہا - مثل ریاض -
مخمر - خمیر کرنے والا - گوندھنے والا - اسم فاعل از تخمیر -
راح - شراب -
اراقم - جمع ارقم مار سیاہ (منتخب) -
مساحب - جمع مسحب کھینچنے کی جگہ -
ارج - بوئے خوش -
مساکب - جمع مسکب پانی بہنے کی جگہ -
فلج - بفتحتین - جوئے خرد -
رشاد - راہ راست پر ہونا -
شمائل - جمع شمال و شمیلہ - خصائل نیک -
جوابات - جمع جواب جو در اصل جوابی تھا - جس کا واحد جابیہ ہے بمعنی حوض -
تنسم - باد نرم پانا -
قہب - ہوا چلنے کی جگہ -
شمال - باد شمالی -
مصب - جائے ریزش -
رسم - نشان و آئین و عادت و قاعدہ و قانون و تعریف شے بعرضیات جیسے تعریف انسان بہ ماشی و ضاحک -
تعدی - تجاوز -
نہی - منع کرنا - نہی عن المنکر - بدی سے منع کرنا -
امر بالمعروف - بھلائی کے کرنے کا حکم دینا حکم اسم و حد مصطلحات متعلق بمنکر معروف - امر و نہی - محارم - اصطلاحات فقہ - امر - حکم و نہی - تعدی - معروف و مجہول فعل - اسناد - مسند الیہ - اصطلاحات صرف و نحو - ان الفاظ میں صنعت ایہام تناسب ہے یا مراعاۃ النظیر -
استراض - سرسبز و شاداب شد -
غب - بعد -
ذبول - پژمردن - کمھلانا -
استفاض - پُر شد - بھر گیا - ماضی از استفاضہ بھر جانا پانی کا کناروں تک حتے کہ بہنے لگے -
حیاض - جمع حوض -
میعان - جاری شدن -
تبسم - ہنسنا - کھلنا -
حدود - جمع حد سزائے گناہ - و احکام - و غایت و قدرت و طاقت - تعریف شے بذاتیات جیسے تعریف انسان بہ ناطق -
محارم - امور ممنوعہ -
منکر - بفتح کاف امر بد و قبیح و ناشائستہ

Marfat.com

معروف ۔ مشہور ۔ نیک ۔ پسندیدہ ۔
صدّ ۔ روکنا ۔ پھیر دینا ۔
احاسن ۔ جمع احسن ۔ بہترین ۔
طائفہ ۔ گرد گردندہ ۔ طواف کنندہ ۔
ایمن ۔ بابرکت جمعش ایامن ۔
عاکفہ ۔ اعتکاف میں بیٹھنے والا ۔ عابد خلوت نشین ۔
مطاف ۔ جائے طواف ۔
شمال ۔ بفتح باد شمالی و بکسر خود طبیعت ۔
نہلان ۔ رواں شدن ۔ سیراب کردن مادہ نہل سے اس وزن کا مصدر چند لغات عربیہ میں نہ ملا ۔ اس لئے نیسان پڑھو ۔

جیسا کہ حاشیہ پر بطور نسخہ لکھا ہے ۔ اگرچہ یہ لفظ عربی نہیں ۔ رومیوں کا ساتواں مہینہ جبکہ آفتاب برج حمل میں ہوتا ہے ۔ اس مہینہ کی بارش کو بھی مجازاً نیسان کہتے ہیں (غیاث اللغات) ۔
خمّول ۔ گمنام شدن ۔ حیاض کے لئے یہ لفظ ان معنوں کے ساتھ بے محل معلوم ہوتا ہے مناسب محل اس لفظ کے کوئی معنے نہ ملے ۔
سُمُو ۔ بلندی ۔
نوال ۔ عطا و بخشش استعارہ تخیلیہ کے اعتبار سے نوال کے ساتھ لفظ میعان بھی مجھے اچھا معلوم ہوا
مکان ۔ منزلت و مرتبت و قدرت ۔

ترجمہ مطلب خیز

اُسی کی وجہ سے نور ہدایت و رہنمائی پھیلا ہے ۔ اسی کے لئے مخصوص دُعائے زندگی و بقا ہے اور وہی ہر قوم کا ہادی و رہنما ہے ۔ گل کھل گئے ہیں ٹپکتے ہیں ، پاکیزہ اور عمدہ فیض ہار دن میں اُس کے خصائل پسندیدہ کے مسلسل و متموج ہیں ۔ جو اُس کی بخشش کے چشموں سے اُس کے آثار حمیدہ کے نسیم متصل کی بہار عدل و احسان نے باد شمالی کے چلنے کی جگہ میں اُس کی مکرمت کے ۔ اور شگفتہ ہو گئے ہیں ۔ باغ علم و فضل کے اُس کے آب صاف کے بہنے کی جگہ سے مرحمت کے ۔ کوئی نشان محربات اور ممنوعات کا اُس کے زمانہ میں نہیں ۔ اس درجہ احکام خدائی کا وہ حافظ و نگہبان ہے ۔ اُس کے اجرائے احکام سے کوئی تجاوز کرے ۔ یہ کب کسی کی تاب و توان ہے ۔ روکنا بُرائی سے اُس کے نزدیک ایک امر معروف و مقبول ہے ۔ اور پھیر دینا بھلائی اور نیکی سے ایک فعل نامعلوم و مجہول ہے جس کی طرف اسناد و اعتماد نامعقول ہے ۔ خوشترین القاب والا اس کے کعبہ جمال کے گرد طواف کرنے والا ہے ۔ اور متبرک اوصاف والا اُس کے طواف گاہ کمال میں اعتکاف کرنیوالا ہے ۔ دیکھو اُسکے اقبال کے جریان

Marfat.com

آپ سے بعد پژمردگی باغہائے شریعت کیسے سرسبز و شاداب و نہال ہوگئے۔ اور اُس کی عطا و بخشش کے چشموں کی روانی سے بعد گمنامی و بے نشانی کس قدر رونق طریقت کے پُرآب و مالمال ہوگئے۔ ذرا دیکھو اُس کی برتری شان کو۔ اور ملاحظہ کرو اُس کی بلندی قدر و منزلت و مکان کو۔

صفحہ (۳)

اقیال - جمع قیل بالفتح مہتر و سردار اور لغت میں بمعنی ملک و شاہ ہے۔

مقبلین - چُومنے والے - یے بوجہ اضافت گر گئی۔

توازی - باہم مقابلہ کرنا۔

مرفوعہ - بلند۔

سِماک - نام دو ستارہ - ایک کو سماک اعزل اور دوسرے کو سماک رامح کہتے ہیں اور دونوں بمنزلہ دو پائے بُرج اسد ہیں۔

ملاک - بفتح اوّل - ٹیک دالمنجد صاحب منتخب بکسر بمعنی اصل - وچیزے کہ بر او قائم باشد چیزے لکھتے ہیں۔

مُلہی - برگرداننده - و در لہو و لعب دارنده۔

مآرب - جمع ارب بکسر بمعنی حاجت۔

فِرق - جمع فرقہ گروہ - جماعت۔

باغیہ - سرکش۔

اقصیٰ - انتہا - غایت - دور تر۔

آثرت - صیغہ متکلم از ایثار بمعنی برگزیدن۔

صراط مستقیم - راہ راست۔

غفران - مغفرت۔

ذنوب - جمع ذنب گناہ۔

غلمان - بکسر جمع غلام طفل بے ریش - و بمعنی بندہ مستعمل۔

اماجد - جمع امجد بزرگ تر۔

ارکان - جمع رکن بمعنی ستون مراد معتمدین سلطنت

مغازی - جاہائے غزا و جنگ۔

سمک - ماہی زیر زمین جو حامل زمین ہے۔

جباہ - جمع جبہہ بمعنی پیشانی - اور جبہہ بُرج اسد میں ایک منزل قمر بھی ہے۔

مُغبّرہ - خاک آلودہ۔

متمکّن - جاگیر۔

جَنان - دل۔

جلائل - جمع جلیلہ - بزرگ۔

غوامض - جمع غامض خفی پوشیدہ و باریک۔

اِفناء - مٹانا - فنا کرنا - نابود کرنا۔

طاغیہ - گمراہ۔

انشراح صدر - خوش دلی - فرحت۔

حِیناً بعد حِین - دمبدم۔

مقدمہ - اگلا حصّہ فوج کا - قلب درمیانی میمنہ دھنا - میسرہ بایاں - ساقہ پچھلا انہیں پانچ حصّوں کی وجہ سے عربی میں لشکر کو خمیس کہتے ہیں۔

Marfat.com

ترجمہ مطلب خیز

کیونکہ اُس کے اونچے غلاموں میں سے دُنیا کے شاہ ہیں۔ اور بزرگ ترین سلاطین پابوسی کنندگان ارکان درگاہ والاجاہ ہیں۔ کب کسی کو دعوے برابری و ہمسری اُس سے لائق و سزاوار ہے۔ درحالانکہ فتح و نصرت، اُس کے مقامات نبرد و جایہائے جنگ کی عاشق و جان نثار ہے۔ ان صفات سے موصوف ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ غازی ہیں جو پیرو احکام نبی حجازی ہیں۔ ماہی سے لے کر ماہ تک ہمیشہ بلند رہیں ؎ اُن کی دولت کے نشان و اعلام۔ اور اُن کی دروازہ کی خاک سے بادشاہوں کی پیشانیاں خاک آلود رہیں ؎ جو کہ ہے باعث تقویم انام۔ اُس کے مزید دولت و اقبال کی دُعا میری زباں پر جاگزیں ہے۔ اور اُس کو فتح و نصرت حاصل ہونے کی توجہ ہر وقت دلنشین ہے۔ کیونکہ اُس کے زمانہ مبارک کی برکات سے یہ بات ہے کہ مجھے شرف حصول علوم منقول و معقول صغر سنی ہی میں حاصل ہے۔ باوجودیکہ طفلی باریکی ہائے فہوم سے گردانندہ کامل ہے۔ چونکہ اُس کی فتح و فیروزی سے مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ اور اُس کی نصرت و کامیابی سے لوگ حاجت برآری سے واصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب گروہ گمراہ و سرکش کو مٹا کر بذریعہ قتل و غرق۔ اُسے فتح جدید حاصل ہوئی بر ممالک شرق۔ تو خوش ہونے والوں کی شادمانی کی جو انتہا ہو اُتنی ہی خوشی مجھے حاصل ہوئی پیہم۔ اور بڑھ گئی میری راحت و فرحت دمبدم۔ لہٰذا میں نے فتح کی مبارکبادی میں اس بات کو انتخاب کیا کہ سورہ اِنّا فتحنا کے وقف اوّل کی تفسیر لکھوں۔ اس وقف میں پانچ باتوں کو اکٹھا کیا ہے۔ ابتداء میں فتح مبین کا ذکر ہے۔ اور آخر میں مغفرت گناہ کا۔ درمیان میں تکمیل نعمہ اور رہنمائی بطرف راہ راست۔ اور فتح غالب کا بیان ہے۔ اور یہ پانچ چیزیں اس شہنشاہ کے لئے بمنزلہ ارکان پنجگانہ کے ہیں۔ (اگر بجائے خمس خمیس پڑھیں تو یہ معنے ہوں گے۔ اور یہ پانچوں اس بادشاہ کے لئے بمنزلہ ارکان لشکر کے ہیں) جو یہ ہیں۔ سپہر اوّل۔ قول۔ صولہ۔ سالہ۔ چنداول۔ لہٰذا اکبر کے لشکر کا مقدمہ اِنّا فتحنا لک فتحاً مبیناً (ہم نے تم کو فتح نمایاں عطا کی۔) اور پچھلا حصہ اُس لشکر کا۔ وَ ینصرک اللہ نصراً عزیزاً۔ (مدد کرے گا تمہاری خدا مدد غالب کے ساتھ) +

Marfat.com

صفحہ (۴)

لاحق - پس - بعد - ضد سابق -
مُلکِ قیّوم - بڑا قائم رہنے والا بادشاہ مراد خدا -
سَمُحَتْ - سخاوت و جوانمردی کردند -
حُلیَت - آراستہ اور مزیّن ہوئیں -
نکت - جمع نکتہ - باریک بات -
اَوابد - جمع آبد - غیر معمولی - رمندہ -
صیغت - از صوغ - ڈھالے گئے -
تجلّت - جلوہ کند - روشن شود -
تحلّت - لباس و حلّہ بپوشد -
سجنجل - آئینہ - صاحب لغت الفرائد الدریہ اس کو فارسی الاصل بتاتے ہیں اور محشی فقہ اللغہ نے اس کو رومی کہا ہے اور اپکولم اس کی اصل بتاتی ہے -
اسم ذات - اللہ - جو لیغفر لک اللہ میں مرقوم ہے -
اُدَوعُث - ودیعت نہادم - سپردم -
فرائد - جمع فریدہ دَر یکتا -
زُبُر - بضمتین جمع کر بُور بمعنی کتاب -
فاتر - سست
فِقَر - جمع فقرہ -
مرجو - امید کردہ شدہ -

مِرآۃ - آلہ رویت - آئینہ -
کِسوۃ - لباس -
بُشریٰ - نوید و مژدہ -
قنوت - دُعا -
تیسُّر - آسانی -
تنسیق - ترتیب و تنظیم -
تسوید - سیاہ کرنا - مسودہ کرنا - لکھنا -
اِنجاح - روا کردن حاجت -
شطح - کلام بیہودہ و امور خلاف شرع - کلمۂ کہ از و بوئے رعونت و دعوے یافتہ شود و آں در محققین نادر است -
احصا - شمار کردن -
تسمیہ - نام نہادن -
تباشیر - نور اوّل صبح -
بوارق - جمع بارقہ چمک -
رجونا - امید داشتیم -
التماس - درخواستن -
مقرنس - وہ عمارت جو بصورت قرناس (قلہ) کوہ ہو بنائے بلند -
اشراق - روشن شدن و درخشیدن -
محو - ناپدید شدن - مٹ جانا -
بُوح - بضم بائے موحدہ نامے از نامہائے شمس -

ترجمہ مطلب خیز

کیونکہ فتح و نصرت اوّل و آخر اور پیش و پس اُس وقف کے ہیں - اور وسط میں اس سورہ کے لیغفر لک (تاکہ اللہ بخش دے تمہارے وہ گناہ جو تم سے پہلے سرزد

Marfat.com

ہوئے، ہے جو بمنزلہ قلب لشکر کے ہے کیونکہ قلب بعد مقدمہ ہوا کرتا ہے۔ اور نیز اس میں ذکر اسم ذات ملک قیوم ہے۔ جیسا کہ قلب لشکر جائے قیام بادشاہ ہوتا ہے۔ اور یتم نعمۃ علیک (تاکہ کامل کرے اپنی نعمت کو تم پر) یہ آیت بمنزلہ میمنہ کے۔ اور ہدایت کرے تمہاری راہ راست کی یہ بمنزلہ میسرہ کے ہے۔ اور اتمام نعمت کو میمنہ کے ساتھ مخصوص کرنا اس لئے ہے کہ وہ زیادتی شرافت کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر میں نے تغیر اور تاویل اُس مشورہ کی شروع کی۔ اور جو تحقیق اور تفصیل کے لئے ضروری تھا اس کا میں نے بیان کیا۔ اور اُس میں میں نے عمدہ عمدہ فوائد تحریر کئے۔ کہ اُن فوائد سے باریک بینوں کے ذہن موافقت کرتے ہیں دیا اُن فوائد سے دوسروں کو فیضیاب کرتے ہیں۔ اور اُس میں میں نے ایسے نفیس موتی رکھ دیئے ہیں کہ جن سے محققین کی کتابیں آراستہ و مزین ہوتی ہیں۔ اور بہت سے نکتے میری فکر سُست میں آئے۔ اور بہت سے نادر فقرے میرے ذہن قاصر نے ڈھالے۔ امید ہے کہ یہ تحفہ فتحیہ اور سرنامہ فتوح الٰہی قبول کیا جائے۔ اور میری مرادوں کی صورت مہربانی و فضل کے آئینہ میں جلوہ گر ہو۔ اور میرے مقصود کا قد لباس اقبال و خوش بختی کو پہنے۔ بے شک مجھے یقین ہے کہ میری مراد کا چہرہ اُس کی عطا کے آئینہ میں دیکھا جائے۔ اور اُس کی بخششوں کے جمال میں میرے مقاصد کی صورتیں مشاہدہ کی جائیں۔ خوبی ہو میری کوشش کے لئے اور مژدہ ہو میری سعی کو۔ اب میں اُس شاہ کے بقا کی دُعا کرتا ہوں۔ جس کا پیش آنا میرے لئے ضروری ہے۔ اور اس دُعا کی قوت سے دوام درس اور ذکر خدا میں (جو کبھی نہ مرے گا) مشغول رہتا ہوں ٭

وہ عبارت جو اس خطبہ یا تفسیر کے خاتمہ میں لکھی

حقیقت حمد مخصوص ہے۔ اُس حمد کے سزاوار (خدا) کے لئے جس نے اس تفسیر کے ختم کرنے کی آسانی اور توفیق عطا کی۔ اور اُس کے تمام کرنے اور ترتیب اور تحریر سے فراغت پانے میں مدد کی۔ حمد ایسی ذات کے لئے ہے جس نے ہم کو اس کی طرف ہدایت کی باوجودیکہ ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔ اگر اللہ ہماری ہدایت نہ کرتا جس کی ہمیں تمنا تھی۔ اُس کو پورا کر کے اور بالخصوص جو دل کی خواہش تھی۔ اُس کو روا کر کے اس نے ہم

Marfat.com

پر احسان کیا۔ **اشعار**

پاک ہے بیہودگی سے اس رسالہ کا کلام — ہے بلند اس کی بنا اور بام ہے عالیمقام
نام کے اعداد سے نکلیگا سنِ اختتام — بیّنات الفتح ۱۲۱۳ جب لکھا ہے میں نے اس کا نام

اے اللہ نور ذات و تجلیات کے اوّل صبح کے نور میں مجھے محو کر دے جس طرح آفتاب کے نور میں ذرے محو ہو جاتے ہیں۔ واسطہ کمال ذات نبوی اور اُن کے جمال حال و اصحاب و آل کا۔

ترجمہ قطعہ فارسی متضمن تاریخ۔ صفحہ (۵)

احسان ہے خدا کا کہ یہ دُرِّ شاہوار — کرتے ہیں انجم فلکی سے برابری
بیدھا قلم نے ہیرے سے پھر سلک نظم میں — ایسا پرو دیا ہے کہ ہیں مرغوب جوہری
ہر جوہر اپنی قدر سے شایاں اسی کا ہے — بن جائے گوشوارۂ خورشید خاوری
لایا ہے جوہری انہیں بہر نثار شاہ — اس کی سی کس گہر میں ہے پاکیزہ گوہری
سلطان عہد اکبر غازی کہ چرخ پر — سیکھی اسی سے مہر نے ہے ذرہ پروری
ایسا سخی ہے اُس کی عطائے کثیر کو — کافی انہیں ہے مہر کی بھی کیمیا گری
اُس کے زمانہ میں جو ہُنر کا رواج ہے — ہر چیز عیب دار ہے غیر ہنر وری
برکت سے عہد و جہد شہ و اُستاد کے — کرتی ہے طبع یاری و توفیق یاوری
دس پانچ سال اپنے پدر کے حضور میں — حاصل کئے ہیں میں نے علوم مقرری
راتیں مطالعہ میں کتب کے گذاری ہیں — معذور ہوں جو مغز میں میرے نہ ہو تری
ہے شاہ میں وہ ہوں کہ ہزار آرزو کے بعد — کی آپ کی طرف مری قسمت نے رہبری
یہ آرزو ہے میرے دماغ امید کی — خوشبوئے لطف سے ترے پائے معطری
بیکار ہاتھ رہ گئے امداد چاہئے — دریائے غم میں میں نے جو کی ہے تناوری
اُمیدوار ہو کے یہ تحفہ کیا ہے پیش — دیکھو نگاہ لطف سے خواہش ہے مری

تفسیر جب یہ نام پہ شہ کے لکھی گئی
تاریخی اُس کا نام ہے تفسیر اکبری ۹۸۳ھ

Marfat.com

نوٹ:- بینات الفتح سے جس کو تاریخ اتمام تفسیر بتایا ہے سن نوسو بیاسی نکلتا ہے۔ اور تفسیر کبیری کے اعداد نوسو تراسی ہوتے ہیں۔ اس کی تاویل سوا اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ اواخر ۹۸۲ھ میں اس سورہ کی تفسیر کو شروع کیا ہوگا۔ اور ختم بھی مثلاً آخر ماہ ذالحجہ میں ہوئی ہوگی۔ مگر نام کتاب تجویز کرتے وقت ۹۸۳ھ شروع ہو گیا ہوگا ✦

لغات صفحہ (۵)

الماس رسالہ کادہ میں جو برلن دارالسلطنت جرمنی سے شائع ہوتا تھا لکھا تھا کہ آدامآس یونانی زبان کا لفظ ہے جو مدت مدید سے مشرق میں منتقل ہو کر آیا چنانچہ زبان پہلوی میں الفاظ الماس و الماست پائے جاتے ہیں۔ صاحب مخزن الادویہ فارسی لفظ ماس بتاتے ہیں، دوسرے اہل لغت کہتے ہیں۔ کہ جب یہ لفظ اہل عرب میں منتقل ہوا۔ تو الف و لام تعریف کا لجزو ہو گیا۔ ہیرے کے قلم سے موتی بید ھے جاتے ہیں صاحب جواہر نامہ نباتی زیتی۔ لپستہ۔ زرد۔ سرخ۔ اور سیاہ اس کے رنگ بتاتے ہیں اس کی بہترین کان دکن میں تھی ✦

دو دو چراغ خوردن - چراغ کی روشنی میں راتوں کو کتب بینی کرنے سے کنایہ ہے۔

شب بروز آوردن - رات بھر جاگتے رہنا کثرت بیداری سے دماغ میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔

دست کسے گرفتن - اس کی مدد کرنا۔

دست از کار رفتن - بیکار ہو جانا ہاتھ کا۔

مُوشَح - مزین و آراستہ چہ توشیح بمعنی حمائل در گردن افگندن آمدہ۔

شرح آداب المریدین - نام کتاب مصنفہ شرف الدین منیری۔

کہ ہر جوہرے کی جگہ کہ از جوہرے - یا - زہر جوہرے پڑھو۔ درخور۔ سزاوار و لائق ظاہر و مشرق۔ **باختر** مغرب۔ ان دو لفظوں کے نام فارسی لغات میں ملتے ہیں اور کتابوں میں بھی آتے ہیں مگر شمال و جنوب کے اسمائے فارسی سے اکثر لوگ ناواقف ہیں جو یہ ہیں۔

بَرین شمال۔ **فرودین** جنوب کیونکہ نقشہ زمین میں شمال اوپر اور جنوب نیچے تجویز کرتے ہیں۔

کیمیا - لفظ کیمیا کی حقیقت میں علمائے قیاسات کے گھوڑے دوڑائے ہیں بعض کہتے ہیں کمی سے مشتق ہے جس کے معنی سیاہ زمین کے ہیں۔ قدیم زمانہ میں مصر کا یہی نام تھا۔ چونکہ اس فن کا گہوارہ مصر ہی تھا لہذا مصر کے نام پر اس فن کا بھی نام ہو گیا اس تائید یوں ہوتی ہے۔ کہ کیمیا کو فن

Marfat.com

مصری بھی کہتے ہیں۔
بعضوں کے نزدیک عبرانی لفظ سے مشتق ہے جس کے معنے راز یا اخفا کے ہیں ممکن ہے اصل ہیں **شامان** ہو۔ کیونکہ اہل یونان مصر کو سام ابن نوح کی نسبت سے **شامیا** کہتے ہیں۔
ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ دراصل سیمیا تھا۔ اس کے معنی بھی اخفا اور پوشیدگی کے ہیں۔

اوراق - جمع ورق مراد کتاب۔
باز ماندن - عاجز شدن۔
دست بدامن کسے زدن - اُس سے تمسک کرنا۔
مُداوی - علاج کرنا۔
رَجع القہقری - اُلٹے پاؤں پھرنا۔

خاتمہ شرح آداب المریدین مُصنّفہ شیخ شرف الدّین منیری کا

شیخ مُبارک کا بیٹا ابوالفضل کہ نارسائی مقصود کی وجہ سے کتب بینی سے اپنا علاج ڈھونڈھتا ہے جب اُس کی عقل آبلہ پا یعنے ناقابل رفتار اپنی جستجو اور گفتگو سے عاجز ہوگئی یعنی سمجھنے سے قاصر ہے تو اُلٹے پاؤں پلٹ کر ہر خس و خار سے تمسک کرتا ہے۔

صفحہ (۶)

سنگسار - ایک قسم کی تعذیب کہ کسی کو کمر تک زمین میں کھڑا دبا کے اس پر سنگباری کرتے تھے۔
میسّر آمدہ صحیح **میسر آمدہ** - اگر میسّر آمدہ رکھو تو حصار کے بعد کاف بیان بڑھالو۔
حیات حسّی - حیات ظاہری یعنی زندگی دُنیا۔
مسترقات - جمع مسترقہ صیغہ مفعول از استراق جسکے معنی چوری کرنے کے ہیں منجد و منتخب میں استراف کے معنی کسی کی بات چھپ کے سُن لینے کے لکھے ہیں یعنی کن سوئیاں لینا۔ اور کاتب کا بعض مدّوں کو چھپا ڈالنا جس کا مطلب یہ ہے کہ باب افتعال میں جا کے مطلق دزدیدن کے معنے نہیں رہتے۔ مگر یہاں مستترقہ بمعنی دزدیدہ ہی لایا گیا ہے۔
فصاحت - ما یدخل فی الاُذن بغیر الاذن۔
دریافت - ادراک۔
نایافت - نایابی مقصود۔
زندہ ہائے مردہ دل سے مراد ابوالفضل کے زمانہ کے لوگ جو ناکارہ تھے۔
مردہ ہائے زندہ دان سے مراد) وہ

Marfat.com

لوگ جو مر کے اپنے کارنامے چھوڑ گئے ہیں۔ یا اہل فقر۔

مسترقات زمانہ سے مراد کاروبار دنیوی سے بچایا ہوا وقت۔

طائفہ۔ گروہ۔ یہاں مراد گروہ فقرا۔

حرف سے مراد تحریر۔

صوت۔ سے مراد تقریر۔

ہرزہ کردار۔ بیہودہ عمل۔ اس کے بعد را علامت مفعول بڑھالو یا ہرزہ گرد را پڑھو۔

باغت۔ اقلال لفظ بے اخلال معنی۔ بلاغت کل ہے اور فصاحت جزو۔

فرزندی۔ مراد کلام۔

سلخ۔ مہینہ کی آخری تاریخ۔

بدیہیات اول۔ وہ باتیں جن میں غور و فکر کی حاجت نہیں اور بمجرد تصور محکوم علیہ محکوم بہ عقل ان کے حتمی و یقینی ہونیکا حکم کرتی ہے۔ جیسے دو چار کے نصف ہیں۔

خاطر۔ دل۔ اس جگہ شاید باری بمعنی خدا بہتر ہو۔

درخلال۔ درمیان

دست دادن۔ حاصل شدن۔

انزجار۔ آزردہ شدن۔ یا انصجار۔ دل تنگ شدن۔

فطرت۔ آفرینش۔ دین۔ اسلام۔ یا

فطنت۔ بکسر زیر کی و حذاقت۔

محبوس۔ مقید۔ از رہگذر۔ از روے۔

تنگنائے پرآشوب۔ کنایہ از دنیا۔

سراسیمہ۔ پریشان خاطر و آشفتہ دماغ۔ دراصل سر بمعنی راس اور آسیمہ سے مرکب ہے آسیمہ جمال آسامہ کا ہے اور آسام قلب بعض آماس کا ہے اور اسام کا مخفف سام ہے جیسے سرسام جب ورم دماغ و سر ہو تو حواس مختل ہوتے ہیں۔ اس لئے بمعنی پریشان دماغ ہے۔

ازمر۔ از روئے۔

سوانح۔ جمع سانحہ آنچہ پیش آید و واقع شود اے واقعہ۔

خرسند۔ خوش و قانع۔

ملتقط۔ منتخب۔ مفعول از التقاط بمعنی برچیدن۔

اختلال۔ رخنہ پذیری۔

اخوان۔ جمع اخ برادران۔

وفات۔ پستی و فرومایگی۔

مجالست۔ ہم نشینی۔

برادران رسمی۔ ابنائے زمان۔

بدرقہ۔ پیشتر و لشکر۔ رہنما۔

برق خاطف۔ برق خیرہ کنندہ چشم یہاں مراد بسرعت تمام یا برائے مدت قلیل۔

عمر۔ جائے مرور۔ رہگذر۔

Marfat.com

عنایت۔ کسی کے لئے رنج برداشت کرنا	**ممتنع الوجود**۔ جس کا وجود غیر ضروری ہو۔ جیسے شریک باری۔
مضیق۔ جائے تنگ۔	**ممکن الوجود**۔ جس کا عدم و وجود مساوی ہو جیسے تمام موجودات۔
واجب الوجود۔ جس کا وجود ضروری ہو۔ جیسے خدا۔	

ترجمہ مطلب خیز

جو نایابی مقصود کا معذب ہو اُس کی رفتار و گفتار و روش و قول و آرزو و تمنا ہی کیا چیز ہے۔ الحاصل اُس کم حوصلگی کی وجہ سے جو زمانہ کے زندگان مردہ دل سے حاصل ہوئی ہے۔ خواہان ہم نشینی مردگان زندہ جان ہوں۔ یعنی اُن مرے ہوؤں کے تصانیف دیکھ کر اپنے میں ہمت و حوصلہ پیدا کرتا ہوں۔ اور تعلقات حیات ظاہری سے جوش میں دامن کتا کر آکر اپنا کچھ بچایا ہوا وقت اُس گروہ کے کلام میں صرف کرتا ہوں کہ جن کی صحبت کی دلی تمنا ہے اور نیک ذاتی اُن کی تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ اور اطوار پسندیدہ سے آراستہ ہونا جن کا بعض کے نزدیک یقینی اور ایک گروہ کے نزدیک مظنون ہے۔ اور واہی تباہی پھرنے والے دل کو ہیچ پر خوش کرتا ہوں۔ اور کتب بلاغت و فصاحت یعنی مطالعہ ادبیات سے کہ جن کی فصاحت و بلاغت مانگے ہوئے کپڑوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی ہے تنگ آکر سیر اُس شرح کی کرتا رہتا ہوں۔ جیسے شیخ شرف الدین منیری نے **آداب المریدین** مصنفہ شیخ عبدالقادر سُہروردی پر لکھی ہے جس کی زبان فارسی نہایت بے تکلف اور سادہ و صاف ہے۔ جو کچھ کہ وقت اور حال کی مناسبت سے وہ کلام کہ مصنف کے ساتھ نسبت فرزندی رکھتا ہے اور مجھے بھلا معلوم ہوا اُس کو میں نے لکھ لیا۔ یہاں تک کہ آخری تاریخ ماہ ربیع الاول ۶۹۶ھ کو اُس لکھنے سے مقام لاہور میں فراغت حاصل ہوئی۔ اور نفس امارہ کی جو ایک دیوانہ ہے زنجیر ٹوٹ گئی یعنی اُس کو قید تحریر سے رہائی مل گئی۔ اے اللہ تو مجھ کو اپنے عرفان اور اور اک زنجیر کا مقید بنالے۔ یا ایسی عقل عطا کر کہ بدیہیات اولی ہی پر نہ رُک جائے۔ بلکہ دوسرے علوم کی بھی طالب ہو۔ اور اگر وہ عقل حادثات عالم پر خوش نہ ہو تو کم سے کم اُن پر صبر کرے۔ تقدیر پر اعتراض تو نہ کرے۔ خدا سے معافی و بخشش چاہتا ہوں کہ یہ میں نے کیسی تمنا اور دعا کی۔ کب وہ وقت آئیگا کہ اپنے ارادوں اور مقصود سے ہٹ کر گلزار خوشنودی خدا میں آسودہ دل ہونگا۔ خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔ اور پھر خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔

Marfat.com

منتخبات طبقات صوفیہ کے آخر میں جو ابوالفضل نے لکھا

(عنوان از جانب جامع کتاب ہے)

اختلال حالات میں جب کہ خاطر حسست کو موجودات عالم سے ملال کامل حاصل ہوا۔ خصوصاً صحبت ابنائے زمان و برادران جہان سے طبیعت کو پوری آزردگی اور دل تنگی لاحق ہے۔ پھر بھی بوجہ موانع لازمی کے کہ ضرورت اور لزوم اُس کا از روئے پستی و فرومائیگی ہمت اور کمی دانائی کے بہم پہنچا ہے۔ اپنے آپ کو تنگی ہمنشینی برادران رسمی میں مقید رکھتا ہے۔ لیکن ہدایت عنایت بے نہایت رب العزت سے اس دنیائے پُر آشوب کی تنگ گلیوں سے عالم باطن میں کبھی کبھی بشتابی و تعجیل یا برائے مدت قلیل نجات پاکر اُس مُرغ وحشی کی طرح جو مدتوں پنجرے میں رہا ہو اور رہائی پانے کے بعد پریشان اور حیران ہو کر مطلب کی راہ بھول جائے۔ اور بے چینی کی حالت میں ہر طرف جائے اور ہر سمت مارا مارا پھرے۔ میں بھی گھبرایا ہوا اِدھر اُدھر پڑا پھرتا تھا۔

صفحہ (۷)

انحاء۔ جمع نحو بمعنی اطراف۔

ترصّد۔ ترقب۔ دیکھ بھال نگہبانی و بمعنی چشم داشت مستعمل۔

مُسَوّدہ۔ مفعول از تسوید بمعنی نوشتہ شدہ و بمعنی نوشتہ مجاز ہے (رف کاپی) اس کے مقابل مُبیّضہ بمعنی (فیر کاپی) ہے۔

مُجرّد۔ مراد آزاد باطن،

مقید۔ مراد پابند ظاہر۔

رعونت۔ خود آرائی حمق۔ نرمی و سُستی۔

غرور۔ الوقوف مع الطبع

ہشیار۔ ہوشیار باطن

مشتی۔ متفرق

ور قلم آوردن۔ نوشتن

اخوان حال۔ اشخاص موجودہ دنیا۔

اخوان مآل۔ اشخاص آئندہ۔

کجکول۔ بمعنی گدا و کاسۂ گدا مرکب از کج ضد راست و کول بمعنی دوش و کتف از زنجاست کہ بالاپوشے را کہ بجہت گرمی بر دوش پوشند کولیچہ گویند۔ چوں کجکول فقرا کج می باشد و از شانہ می آویزند لہذا کجکول نام نہادند۔

بے نوائی۔ بے سر و سامانی

تجرد۔ ترک تعلقات دنیوی۔

مست۔ مست ظاہر

فرشی۔ حموضت۔ کھٹائی نشہ کو اُتار دیتی ہے

Marfat.com

ایں فربہ - اشارہ بطرف نفس امارہ -
فربہی - نفس کی موٹائی مراد ہے -
جبالہ - دام درسن -
نعمت کشی - احسان مندی منت پذیری
داعیہ - خواہش -
عبد الطبعی - طبیعت اور خواہش نفسانی
کا پابند ہونا -
بندہ بندگی - قید عبد الطبعی -
جہانیاں - اہل دنیا
مدارج - مراتب - سیڑھیاں - زینہ -
بقدر - قدر دے دانہ کے -

افاقہ - مرض سے صحت پانا - نیند سے جاگنا -
غفلت سے ہوشیار ہونا - مجنوں سے عاقل ہونا -
عجول - بڑا جلدی کرنے والا -
تکفل - ضمانت -
عبد اللہ - طالب مولا -
عبد العلمی - انہماک بتحصیل علم -
تہرکانہ - بہادرانہ و دلیرانہ -
رہین - مرہون - گرو -
ارتقا - سیڑھی پر چڑھنا - بلند ہونا -
صحبت گذشتہائے سے مراد مطالعہ
کتب فقرائے مرحوم +

ترجمہ مطلب خیز

اسی حیرت و سرگردانی میں مرحومین فقراء کے مصنفات کے مطالعہ کی رغبت دل کو پیدا ہوئی - کہ جن کی زندہ دلی اور فراغت خاطر از دنیا و مافیہا کا یقین ایک جماعت کو ہے - اور ایک گروہ مظنون مانتا ہے - یہاں تک کہ طبقات صوفیہ مصنفہ شیخ عبد الرحمن اسلمی جن کا مرز فقرائے پیشین میں بہت بڑا ہے دیکھنے میں آئی - اس وقت کی حالت اور ذوق کے موافق (کہ جس پر کوئی اعتماد نہیں کر سکتا ہے) اس میں سے جو بھلا معلوم ہوا لکھ لیا - موجودہ اور آئندہ کے لوگوں سے امید ہے کہ اگر اس مسودہ پر ان کی نظر پڑے تو میرے اس منتخب کا میری اس حالت پر قیاس کر کے اگر اعتراض نہ کریں تو یہ بات انصاف سے بعید نہ ہوگی - ۲۶ رمضان سنہ ۶۹ھ میں فتح پور سیکری لکھا گیا +

دیباچہ چھوٹے یا عقل کے کجکول کا

مجھ مجرد باطن اور مقید ظاہر کی خام خیالیوں میں سے یہ بات ہے کہ مجھے اس امر کی تمنا ہے کہ بے سر و سامانی و عزلت گزینی کے زمانہ میں جب غرور ترک تعلق دنیوی میں گرفتار ہوتا ہوں - مجھ ہوشیار باطنی اور مست صوری کے کاسۂ سر میں یہ کجکول ترشی کا کام کرے - اور

Marfat.com

اس نشہ غرور کو اُتار دے۔ تاکہ تھوڑا سا افاقہ پاکر اپنی روش کے راستہ کو بھول نہ جاؤں اور جس چیز کو مَیں نے اپنے موٹے نفس کی لاغری کا سرمایہ سمجھا ہے کہیں وہ مزید فربہی نفس کا سبب ہو جائے۔ اے اللہ مجھ جلد باز حریص کو اپنی تدبیر کے تمسک سے باز رکھ کر مجھے اپنی کفالت وضمانت کے دام میں (جیسا کہ تو نے اس سے پہلے رکھا ہے) اب بھی رکھ تاکہ اُس آرام واطمینان کے شرف دولت سے مشرف ہو جاؤں جس میں اضطراب بیقراری کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اور قید بقا وحیات کی منت پذیری سے رہائی پاکر کبھی خوف فنا نہ ہو جو طالب مولا ہوتا ہے اُسے خیال شکر گذاری وجود کب ہوتا ہے۔ اور فنا کا خوف اُس کو زندگی دنیوی کی دُعا کی حمایت میں کب لے جا سکتا ہے۔ کیونکہ طالب مولیٰ کو نہ خواہش کسی امید کی ہوتی ہے اور نہ وہم کسی خوف کا۔ اے ابوالفضل تم کو اپنی ذات سے شرمانا چاہیئے۔ کہ طالب مولا ہو کر بندۂ علم بنے اور اُس سے بھی گرتے پڑتے نکل کر بندۂ طبیعت ہو گئے۔ اگرچہ ایک مدت تک لباس صاحبان علم میں تم رہے۔ مگر تمہاری وہ ہمت مردانہ کیا ہوئی کہ اُس میں جوش پیدا ہو اور قید غلامی طبیعت سے نجات دیدے ٭

آغاز انتخاب شرح آداب المریدین

دل پریشان از روئے پریشانی گرد و پایند بیقراری و قرین سوز دردی ہو کر جہان والوں کے سراپا پر نثار ہوتا تھا۔ اور ٹوٹے ہوئے پاؤں اور اندھی آنکھوں سے روشن اہل ہمان کے راستوں میں چل کر اور خوشنودی بنی نوع انسانی کا لحاظ کر کے سعادت کی سیڑھیوں پر چڑھ جانے کا گمان اپنے حق میں کرتا تھا +

صفحہ (۸)

مُخَادَعَات - فریبہا و مکرہا و حیلہ ہا۔
وَحَل - کیچڑ۔ نامضبوط۔ غیر منتظم۔
خَلَاب - دلدل۔ مشوش۔ پریشان۔
تماشا - دیدن۔ دلاویز - پسندیدہ۔
نامحرم - ناواقف راز مراد ذات ابوالفضل یا صفت قلم۔

تیمار - بروزن بیمار بمعنی غمخوار۔
مزخرف - باطل و تزویر کردہ شدہ و آرائش دادہ۔
محکم کردن - بندش میں استحکام مراد ہے۔
دیدہ بینائے چشم بابصیرت یا ئے مجہول یا تو امر کی ہے بمعنی عطا کن یا وحدت یا تنکیر کی ہے اس صورت میں دیدہ

Marfat.com

بینائے وشہپر عنقائے وصلح کل سب کا تعلق عنایت فرماسے ہوگا۔

سر برآوردن - نکلنا۔ اُبھرنا۔

از گرداب سر برنہ آوردن - غرق ہوجانا۔

اعجوبہ - وہ چیز جسے دیکھ کے تعجب ہو۔

حیرۃ التردد فی الامر۔

از عہدۂ چیزے برآمدن - اُس سے فراغت پانا۔

غافل - غافل۔

فرورفتگی - دھنس جانا۔

جہل - نادانی - **بیمار خود** - کنایہ از نفس خود۔

شقاوت - بدبختی - **چشم داشتن** - امید رکھنا

مداوا - علاج - **فضول** - زیادہ خواہ۔

شطر - جزو - **مفلس** - ناداران رموز فقر۔

ژاژ خائیدن - بیہودہ بکنا - اور بے نتیجہ کام کرنا کہتے ہیں کہ ژاژ ایک قسم کی گھاس ہے بدمزہ جسے اونٹ چباتا ہے اور بدمزگی کی وجہ سے نگل نہیں سکتا ہے اسی وجہ سے بیہودہ کام کرنے کے معنے ہیں۔

کون وفساد - ہونا اور مٹ جانا عالم دنیا۔

داعی - دُعا کرنے والا - بلانے والا۔

بالغ - کامل۔

دراز کردہ کا مفعول زبان ہے۔

زبان دراز کردن - بڑھ بڑھ کے کہنا۔

سراز چیزے برآوردن - عہدہ برآ ہونا۔

نمیقہ - رقیمہ - نوشتہ - محررہ پہ نمق بمعنی نوشتن آمدہ یا نمقہ بصیغہ ماضی یعنی لکھا اُس کو۔ اور اس کا مرجع حیرت ہے

بیداء - بیابان جمعش بید بکسر۔

قائد - آگے چلنے والا - جیسے اندھے کو کوئی لیکے چلتا ہے - **سائق** - ہنکانے والا جیسے گلہ بان گلے کو لیکے چلتا ہے۔

لایعنی - لاطائل۔

باز داشتن - روکنا۔

پیدا - ظاہر

سرگشتہ - حیران وپریشان۔

درگل ماندہ - عاجز ومجبور۔

در افراد ابنائے دنیا درآوردہ - یعنی پیدا کیا۔

بمثابۂ - آں چناں

دست دادن - حاصل ہونا۔

مشاغل - جمع مشغلہ کاروبار ضد فراغ۔

ترجمہ مطلب خیز

نفس امارہ کے فریبوں سے غافل اور بے خبر ہوکر نادانی کی کیچڑ اور بدبختی کی دلدل میں پھنس جانے کی کوئی اطلاع نہ تھی۔ یہاں تک کہ خود آرائی تماشا یا جستجوئے علاج نے چند دن مطالعہ شرح آداب المریدین شیخ شرف الدین منیری کا پابند رکھ کر

Marfat.com

دل سُست کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ جو کچھ دل زیادہ طلب کو پسند آئے اُسے مَیں لکھوں۔ اس بنا پر اپنی پریشانی کا کچھ زمانہ اس میں صرف کر کے اپنی دل پسند باتوں کو لکھ لیا۔ اور ناظرین کی پسند اور لاپسند کی پرواز کر کے اوّل تو اپنے نفس بیمار کی شفا پھر ضرورت منداں غمخواری کے علاج کی اس انتخاب سے اُمید و تمنّا ہے۔ لاحول ولاقوۃ مَیں یہ کیا بکواس کر رہا ہوں۔ اور مہمل بک رہا ہوں۔ بہتر تو ہے کہ میں اپنی زبان بادہ سرا پر مہر خموشی لگا کر ان خیالات محالات سے باز آؤں (کیونکہ ان باتوں سے نہ نفس بیمار کو شفا ہی ہو سکتی ہے اور نہ ضرورت منداں تیمار کا علاج) اور چپ ہو جاؤں۔ رباعی۔

دانا ہوتا تو یہ بیاں کم کرتا ۔۔۔ وہ اِن باتوں کی بند محکم کرتا
دل سوختہ چند میں فراہم کرتا ۔۔۔ ان باتوں پہ روتا اور ماتم کرتا

اے اللہ چشم بینا اور اسباب فنا عطا کر اور میرے دل بے حاصل کو سیر گاہ رتبہ تسلیم و رضا میں لے جا کر مرتبہ صلح کل عنایت فرما۔ اور عالم دُنیا کی کشمکش سے رہائی دے (ان باتوں سے خدا سے برات مغفرت چاہتا ہوں) باوجودیکہ جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے تیری حکمت کامل سے وہی ظہور میں آتی ہے۔ مگر میں تیری درگاہ فضل و کرم سے مانگنا اُٹھتا تو پھر اس بے حیائی کے بھنور سے کیسے نکلتا اگر روز کا دُعا مانگنے والا نہ ہوتا۔ یعنے تیرا ہر کام اگرچہ حکمت سے ہوتا ہے باوجود اس کے مجھ سے سوال کرنا وقوع میں آ ہی جاتا۔ مگر روزانہ کی دُعا نے ایسے سوال سے روک لیا۔ یعنی جب خدا کے کام مبنی حکمت پر ہیں تو پھر طلب و تمنا بے معنی چیز ہے۔ (نوشتہ ابوالفضل بن مبارک خدا اُن دونوں کو معاف کرے) +

خدا بزرگ و برتر ہے

(کلمہ اللہ اکبر دربار اکبری میں بطور سلام مستعمل تھا جو ضمناً الوہیت اکبر پر دال ہے) میرا دل عجوبہ کار ایسی حیرت میں ہے کہ جس کا بیان ناممکن ہے۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس حیرت سے میں کیونکر عہدہ برآ ہونگا۔ (یہ حیرت کیسے دُور ہوگی) اشعار

اُس کی حکمت کا دشت گو ہے عیاں ۔۔۔ چھور اس دشت کا مگر ہے کہاں
عقل حیراں اُدھر چلی کچھ کام ۔۔۔ ہر طرف پھر کے آ گئی ناکام

Marfat.com

جب لشکر کش تقدیر ازلی خالق دو جہان مجھ حیران ہیچمدان عاجز و ناتوان کو اپنی حکمت بے پایان سے اعداد افراد اہل زبان میں لے آیا (یعنی اللہ نے مجھے پیدا کیا) تو دنیا کے فضول کاموں میں ایسا مشغول کیا کہ لذت حیرت (محمودہ) اللھم زدنی حیرۃ فیک سے کہ وہ بھی بوجہ پست فطرتی اور عدم قابلیت سے ہے مگر کبھی کبھی وہ حیرت لاحق ہوتی تھی اس انہماک دنیوی نے اب اس سے بھی روک دیا۔

صفحہ (۹)

فسق - بکسر بیرون آمدن بندہ از فرمان و ترک امر حق نمودن و بیرون آمدن از راہ راست و کار بد کردن۔

فجور - بضم میل کردن از حق و دین و دروغ گفتن و بے فرمانی و تباہی کردن و ضائع نمودن نماز و برانگیختہ شدن بر معاصی۔

حرام - مراد اکل و شرب ناجائز۔

ذیان - پاداش دہندہ۔

حلائل - جمع حلیلہ بمعنی بزرگ۔

الاء - جمع الی بمعنی نعمتہا۔

عبدالدراہمی والدیناری - بندہ زر ہونا۔

رباعی ترانہ - دو بیتی - ایک قسم اس کی خصی ہے جسکے تیسرے مصرع میں قافیہ نہیں ہوتا ہے یہ رباعی ابو سعید ابوالخیر کی ہے۔

اشرار روزگار - شریران زمانہ۔

این وحل - مراد حیرت باشر یا دنیا۔

تلبیس - مکر و فریب۔

خلان - جمع خلیل - دوستان۔

انجاح - روا کردن حاجت

عرفی - عادت و شہرت سے منسوب۔

نفس الامری - یقینی۔

وساوس - جمع وسوسہ۔

برخوردار - مستفید۔

کشادہ پیشانی - خندہ رو۔

گرہ برابر و غمگین و ترشرو۔

عالم عقول - عالم عقول عشرہ یا عالم فرشتگان۔

صاحب - مالک - ہمنشین

لا یسال عما یفعل سنانا - جو تو کرتا ہے اسکی بابت تجھ سے پوچھا نہیں جا سکتا - یہ آیت تیری شان میں ہے۔

تابید - ہمیشگی۔

نبرد - جنگ و کشمکش کھینچا تانی تنگی۔

شگرف - نادر و عجب۔

ہائل - ہولناک - خوفناک۔

امر ہائل - مراد حیرت۔

وحل - کیچڑ - در چنگ - اے در دست مراد حاصل۔

لباس - از بس بڑا ظاہر دار

Marfat.com

ایں لباس بر تلبیس۔ سے مراد ذات ابوالفضل۔
نشاء۔ عالم۔ ایں نشاء۔ دُنیا۔
طَوِیّت۔ ضمیر و نیّت
سِرّیہ۔ پوشیدہ۔ نہج۔ طریق۔
رباعی:۔ ہے شب دنجور مقصد ہر روزہ پُر ہے مے سے مدام جام و کوزہ
ہنستا ہے زمانہ اور روتی ہے عمر پھر کیا طاعت ہے کیا نماز و روزہ

ہوا جس۔ خطرات۔
وصُول۔ حصول مطلوب۔ یا وصول الی اللہ۔
رجائی۔ اُمیدوار۔
خوفی۔ ترسندہ۔
نصیبہ۔ حصّہ۔ نصیبا و کے بعد شود یا گرد بڑھالو۔

اے مالک اور اے منتظم حقیقی تیری شان یہ ہے کہ تو جو کچھ کرے اُس کی بابت تجھ سے کچھ پوچھا نہیں جا سکتا۔ پھر بھی مجھے یہ نہ معلوم ہوا کہ میں نے کونسا گناہ کیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو نے مرتبہ عبداللہی سے ہٹا کے مرتبہ عبدالطبعی پر پہنچا دیا۔ تیری بڑی بڑی نعمتوں پر مجھے اعتماد ہے کہ یہ حالت عبدالطبعی دائمی نہ ہوگی۔ تاہم تیری آستان کریم سے التجا ہے کہ اب عبداللہی (عبدالطبعی بنالو) سے بندۂ زر نہ بنا دینا۔ کچھ مدت ہوئی کہ میری فطرت نیک اور طبیعت میں لڑائی ہے۔ اور اہل زمانہ کی کھینچا تانی میں پڑا ہوا ہوں۔ نہ تو بھاگ جانے ہی کی قوت ہے اور نہ اُس سے بچنے کی طاقت۔ رباعی:۔

وہ صبر کہاں کہ عشق سے باز رہوں وہ بخت نہیں کہ یار سے مل جاؤں
قدرت یہ نہیں کہیں قضا سے الجھوں طاقت یہ نہیں کہ یار سے بھاگ چلوں

سُبحان اللہ عجیب حالت اور غریب مقام پیش آیا ہے کہ دل تو امور ہولناک (حیرت یا نوع عقبےٰ) میں گرفتار ہے۔ اور ظاہر زمانہ کے شریروں کا یار ہے۔ نہ ایسی دلیری حاصل ہے کہ اُن پھندوں سے نکل سکوں۔ اور نہ اتنی قوت ہے سرانجام ظاہر (جسمانی) ہی کر سکوں۔ ان مجبوریوں سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ میں ظاہردار پُر مکر و فریب اپنے امور ضروریہ و لازمی میں کہاں تک مشغول ہو سکتا ہوں۔ بعضے وفادار دوست قدیمی ارتباط کی وجہ سے از روئے دلسوزی کہ اس دُنیا کے دوستوں کی طبیعت کا لازمہ ہے۔ میرے مقاصد اور مطالب پورا کرنے میں پوری کوشش کرتے تھے۔ جس سے اُن کے ارادہ کی راستی اور ضمیر کی خوبی بہ لحاظ ظاہر و عرف قرین یقین ہے۔ اور مجھ پریشان حال کی حالت پوشیدہ سے ان کی ناواقفیت نزدیک بہ یقین حقیقی ہے۔ اس سعی سے نہ تو ان کو روک ہی سکتا تھا اور نہ قبول

Marfat.com

کرنا ہی کچھ مناسب نہ تھا۔ یہاں تک کہ پہلی رمضان ۹۹۱ھ کو یہ تجویز یوں قرار پائی کہ کلیات امور سے واقف ہو کر ایک مرتبہ میں خود ہی ان مقاصد کے پورا کرنے میں انہماک کروں اے اللہ چھڑا دے ہم کو خطرات نفسانی سے اور وسوسہ ہائے شیطانی سے۔ اور مشرف کر ہم کو وصول الی اللہ سے اور ملا دے ہم کو عالم فرشتگان مقرب بارگاہ الٰہ سے ٭

اللہ بہت بڑا ہے

معرفت کے آستانہ سے مستفید وہ امیدوار خندہ رُو ہو سکتا ہے کہ بحالت کثرت نشاط و انبساط دونوں عالم کی غمگساری اُس کی ہمت کی مدنظر ہو۔ یا وہ ڈرنے والا تر شرو مستفیض ہو سکتا ہے کہ اگر تمام عالم سرور اُسے میسر ہو تب بھی شادمانی سے آشنا نہ ہو ٭

صفحہ (۱۰)

نشاۃ تین ۔ عالم ظاہر و باطن۔ دنیا و آخرت۔

دریافت ۔ ادراک۔ ایں درگاہ۔ مراد معرفت

الرجا ۔ الطمع فی الاجل ۔

قبض ۔ حالت خوف ایک وقت خاص کی۔ یا وارد قلبی جو موجب اشارۂ عتاب تادیب ہو۔

فراترازیں الخ ان چند مراتب مذکورہ سے بڑھ کے جن مراتب پر میں پہنچا ہوں اُن کا ذکر جب میں کروں تو اپنے دریافت کردہ امور کو معرض تحریر میں لاؤں ۔

تیز رو اوّل ۔ مراد رجائی ۔

کوہکن دوم ۔ مراد خوفی ۔

بارگاہ سلطنت ۔ جل حق تعالیٰ ۔

دوربین سوّمی ۔ مراد بزرگ معرفت

مداہنت ۔ خیانت نفاق دروغ (منتخب)

را بمعنی برائے واز برائے تبعیض ۔

آن مایہ ۔ آں قدر ۔

فراترک ۔ قدرے بلند تر ۔

الخوف ۔ جو چیز کہ آئندہ مکروہ سے بچائے۔

بسط وہ حالت ہے جس میں اور چیزیں سماتی ہیں۔ اور وہ کسی چیز میں نہیں سماتی ۔ بعض نے حالت رجا کو بسط کہا ہے۔ بعض کے نزدیک وہ وارد موجب رحمت و انس ہو۔

مقام ۔ پورا کرنا حقوق مراسم سلوک کا پورے طور پر ۔

حال ۔ قلب سالک پر جو حالت کہ بلا تعمد و اجتلاب وارد ہو بایں شرط کہ اُس کا زوال ہو اور اُسکے بعد ویسی ہی دوسری حالت طاری ہو۔ اگر حالت اوّل باقی رہے تو اُسے

60260

Marfat.com

قال بالدوام کہتے ہیں اور اگر اُس کا زوال ہو جائے اور دوسری ویسی حالت لاحق ہو تو قال بعدم دوام کہتے ہیں ..

شہود - رویتہ اشیاء ولائل توحید کے ساتھ و بمعنی رویتہ حق بالاشیاء۔ وحقیقہ یقین بغیر شک۔

سنگ راہ - مانع۔ **الحق** - بیشک۔

مبلغ - مرتبہ حدہ **سلوک کردن** - چلنا۔

زیادہ ازیں مراد مخالفت بد یا بے تمیزی۔

خدّاع - مکار۔ **منش** - فطرت۔

منشی - میں یا بمعنی "ہستی" ہے۔

گمان خوبی بردہ ام - میرا یہ خیال ہے کہ تو آئندہ اچھا ہو جائیگا۔

ایک رنگ حرف میزنم - اس طرح کی آشتی والی اور پند آمیز باتیں مَیں تجھ سے کرتا ہوں

خدا اندیشی - مراد فقیری و درویشی۔

دُشمن - ضد و مخالف۔ دراصل دو عدد معروف دشمان بمعنی ضد سے مرکب ہے یہاں مراد نفس ہے۔

ملازمت یا ملائمت نامردانہ سے مراد مکر و فریب نفس ہے۔

نفس ناطقہ - جوہرے مجرد از مادہ بذاتِ خود ومقارن بمادہ در افعال خود۔ از معارضہ اشوات اگر آزاسکون حاصل شود و اضطراب زائل شود مطمئنہ گویند و اگر سکون کامل نباشد

دبا تعرض موافقت نفس شہوانی کند۔ **لوامہ** نامند اور اگر مرتکب تعرض نہ ہو کر اُسے اطاعت مقتضیات شہوانیہ کرے تو امارہ کہتے ہیں۔

سزا - مراد اندوہ دائمی۔

راتبہ - روزینہ۔ **ظلمتیان** - مراد حاسدان۔

ورسیدن - فہمیدن۔

سنگ تفرقہ انداختن - متفرق کر دینا۔ منتشر کر دینا۔ کیونکہ جہاں چند پرندے مجتمع ہوں۔ اُن کے غول میں اگر ڈھیلا یا پتھر پھینک دو تو کوئی پرندہ کسی طرف اور کوئی کسی طرف اُڑ کے چلا جاتا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اُن کی عبادت میں تو مخل کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ بد کے ساتھ مخالفت کرنا وہ عبادت سمجھتے ہیں۔

بدے میں یائے مجہول تنکیری ہے۔

مرد - گوٹ **محاربت** - جنگ۔

معاملہ دانی - مراد شریعت۔

من از وچہ رنگ آسودہ ام - مَیں نے اُس نفس سے کیونکر اطمینان حاصل کر لیا ہے یعنی نفس کی بدی کو خوب سمجھ لیا ہے۔

دست طفل مشرب سے مراد روح یا نفس۔

بنقد - فی الفور۔ فی الحال۔

قحبہ - زن فاجرہ۔ زن بدکار و زناکار۔

Marfat.com

ان معنوں کے ساتھ صاحب منتخب عربی نہیں بتلاتے مگر لغت منجد میں اسکے دخیل ہونے کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔	**حیض** کنایہ از پلیدی۔ **گفت**۔ بیان و کلام **تیز روان عرصہ دانش**۔ کنایہ از فقرا۔ **مأمن**۔ جائے امن۔

(نوٹ) چونکہ حل لغات میں بعض حُمل مشکل کی توضیح کر دیتا ہوں۔ لہذا اگر بیان معنی میں صرف ترجمہ پر اکتفا ہو جائے تو اس کے مفہوم کو فرہنگ میں دیکھا چاہیئے +

ترجمہ

اور اُس درگاہ معرفت کے بندگ میں (جو دونوں عالم کی پیشوائی کے لئے برترین اسباب و وسائل میں سے ہے) اس قدر ادراک ہو کہ مراتب خوف و رجا۔ و بسط و قبض سے گذر کر کوئی خوشی یا غم اُس کی خاطر پاک میں جگہ نہ پاتا ہو۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ اُن چند مقامات بلند تر پر جو میں پہنچا ہوں جب اُن کا ذکر کروں تو اپنے معلومات کو زیب قلم جواہر رقم کروں۔ لیکن کیا کروں میری دانش جو جہان کی یار اور فطرت پر آتشبار ہے۔ اُس کے لکھنے کی اجازت نہیں دیتی ہے میرے دل شوریدۂ فقر و فنا میں یہ بات آتی ہے کہ رجائی بزم عشرت حق تعالیٰ ہم نشینوں کے لئے ایک ایک سایہ بلند پایہ ہے۔ اور خوانی ملازمان درگاہ سلطنت کبریائی کے لئے ایک نور موافق ہے۔ اور وہ بزرگ درگاہ معرفت محرمان خلوت خانہ شہود (واقفان رموز فقر) کے لئے ایک نمونہ خوب ہے کہ جس کی پیروی کرنا چاہیئے +

اللہ سب سے بڑا ہے۔

وہ حسد جو میرے حاسد کو ہر شخص سے زیادہ غم دائمی میں مقید رکھتا ہے۔ یہ غم دائمی خود اُس حاسد کے حسد کی سزا ہے جو ہر وقت اُس کے لئے موجود رہتا ہے۔ اے میرے نفس انسانی کبھی ایسا نہ کرنا کہ اپنے دل میں خیال انتقام منافقوں کی طرح پوشیدہ رکھنا یعنی حاسدوں سے انتقام کی خواہش کبھی نہ کرنا۔ اور اے میرے معاملہ نافہم نفس تیرا وظیفہ تو دریچۂ قدس سے قضاء قدر نے نور باطن کو مقرر کیا ہے۔ پھر کیوں ان حاسدوں کا خیال تیرے لئے سنگ راہ ہو۔ اگر یہ حاسد تیری نیکی کو سمجھ کر تیری دشمنی پر آمادہ ہیں۔ تو یہ مرض حسد کے بیمار ہیں۔ مریض سے ایک صحیح کام کی اُمید رکھنا خود غلطی ہے۔ اور اگر تجھے بد سمجھ کر تیری مخالفت کرتے ہیں۔ تو پھر تو اپنے علم کے موافق عبادت کے راستہ پر

Marfat.com

چلتے ہیں ایسی حالت میں کس لئے بیکار کو اس عبادت میں اُن کی خلل ڈالا جائے۔ بے شک جو بیمار مرض عدم امتیاز ہو وہ اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے۔ اے میرے نفس اپنی پست ہمتی یا حماقت سے (باوجودیکہ تو بد ذاتاں مکار میں سے ہے) تیرے قول و فعل سے میرا یہ گمان ہے کہ تو آیندہ اچھا ہو سکتا ہے اس لئے تجھ سے مَیں یہ پند آمیز اور آشتی کی باتیں کرتا ہوں۔ ورنہ کسی بُرے کو بُرا سمجھنا اور اُس سے برسرِ پیکار ہونا اگر درویشی سے دُور ہے تو معاملہ فہمی سے تو بعید نہیں۔ کاش میرا دشمن یعنی نفس یہ سمجھ لیتا کہ مَیں اُس سے کیونکر مطمئن ہو گیا ہوں (یعنی بد کو بد سمجھ کے اُس سے کنارہ کش ہوں) تو بالضرور اپنی مصاحبت پُر فریب سے باز آکر اور ظاہر و باطن اُس کا یک رنگ ہو کر وہ بھی راحت و آسائش میں ہو جاتا اور پھر مجھے کبھی فریب نہ دیتا۔ اور کاشکے میرے خیر اندیشی کو جو میں دشمن (نفس) کے حق میں کیا کرتا ہوں یا میری راست بازی کو کہ جس میں خیانت و نفاق کو ذرہ بھی دخل نہیں۔ یہ میرا نفس جو دوست طفل مشرب اور حقیقت نافہم ہے جان لیتا تو فی الفور میری دوستی سے رنجیدہ نہ ہوتا۔ دیکھا چاہئے کہ مَیں کب اپنی اس زن بدکار کی ناپاکی بیان سے کہ معاملہ کے نہ سمجھنے والے لوگ اُسے نفس ناطقہ اور دانش کے مَیدان میں تیز چلنے والے یعنے فقرا اسے نفس امارہ کہتے ہیں۔ پاک ہو کر مامن خوشی کی طرف مائل ہوتا ہوں +

صفحہ (۱۱)

عبد خواہش - بندہ شہوت مراد ابوالفضل۔

دشمن عالمیان - عالم والوں کا دشمن مراد نفس یا شیطان۔

عظمیٰ و کبریٰ - بمعنی بزرگ۔

کثرت آباد - دُنیا۔

جہانیاں - اہل عالم۔

جہاں دُشمنی - ایک عالم دشمنی کا یعنی بہت بڑی دشمنی۔ دوسری یائے تحتانی توصیفی ہے۔

دوستدار جہانیاں - مراد ابوالفضل۔

دو ضد - اجتماع ضدین محال مانتے ہیں۔

گرانی - رنج۔

دشمنی و دشمن عالمیان - شیطان یا نفس اہل جہان کا دشمن جان ہے۔ جو شیطان یا نفس کا دشمن ہو وہ اہل جہان کا دوست ہوگا کیونکہ مسلّم ہے کہ دشمن کا دشمن دوست اور دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے۔

ایں علف خواراں - مراد از ناداناں دنیا۔

ترازوئے خرید و فروخت معاملہ سے مراد قوت تمیز معاملات اہل دنیا۔ ترازو سے

Marfat.com

وزن کا امتیاز ہو جاتا ہے۔

راس المال۔ اصل سرمایہ پرنسپل۔

طبیعیاں۔ علم طبیعت کے جاننے والے۔

خواجہ دنیا۔ شاہ و امرا۔

پندار پرست۔ مغرور خود بین۔

خرد کے بعد کاف بیان اور واو اور **ازمیان** کے درمیان من بڑھالو۔

گرفتن۔ مواخذہ و عذاب کردن۔

یوسف۔ کنایہ از روح و جان۔

مراد۔ مقصد و مطلب۔ اُس سے مراد وصول الی اللہ۔ یا مرتبہ صلح کل۔ یا بیان نثاری آقا۔

چنیں۔ بمعنی کم خبر یہ یعنی تامہ ہے۔

گرانان کوئے نشیب نادانی۔ مراد برادرانِ انسانی۔

رعنا۔ خود آرا۔

زربندۂ۔ بندۂ زر

باز خریدن۔ چھڑا لینا۔ رہائی دینا۔

علف خوار۔ گھاس کھانے والے مراد چوپائے انعام و بہائم۔

کُندہ۔ بے تُرشی لکڑی جس میں دیوانے کا پاؤں دے دیتے ہیں۔ ہندی کاٹھ۔

چہار گوہر گراں بہا۔ اگرچہ اربعہ عناصر سے کنایہ ہوتا ہے۔ مگر یہاں جان۔ مال۔ عزت اور دین مراد ہیں۔

ناموس۔ عزت و آبرو۔

آکناس۔ خاکروب۔

آنجہاں۔ عالم ثانی۔ عقبیٰ۔

میطلبی۔ مے خواہی۔

ازیں اندیشہ سے مراد حوصلہ و خرد کا دینا۔

چارسوئے۔ چوپڑ بازار۔ چوک۔

چاہ۔ کنایہ از حبس تن۔

ایں بازار سے مراد حصول مراد ہے۔

جدّ۔ بکسر دو کوشش در کارے ضد ہزل۔

ترجمہ

مَیں اپنی اس یکواس کی خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔ اے اللہ اس بندۂ خواہش یعنی ابوالفضل کو بندۂ خدا بنا دے۔ ۱۷ ماہ ربیع الاوّل ۹۱۹ھ کو شہر لاہور میں جو دار السلطنت ہے۔ لکھا گیا +

اللہ سب سے بڑا ہے

وہ بڑی دشمنی جو نفس کی دشمنی کہلاتی ہے۔ اے اللہ مجھ دوست دار عالم کے لئے کتنی بڑی عطا و بخشش ہے۔ کہ جس کو مَیں نے برکت نور خرد کی وجہ سے گروہ انسانی کی دوستی

Marfat.com

بڑھانے والی قرار دیا ہے۔ بیت:۔

عشق قہر و لطف داور ہے نصیب　　دو ضدوں کا عشق ہے بیشک عجیب

دیگر

ہوں الیف قہر و لطف دادگر　　ہے تعجب دو ضدوں کے عشق پر

اگرچہ شکر اس بات کا کہ مجھ کو وسعت آباد رضا و تسلیم میں پہنچا کر شادی و غم دنیوی دونوں سے تو نے نجات دے دی ہے۔ زبان استقلال سے مدّت دراز میں ادا کرونگا۔ مگر اس مرتبہ رضا پر میرا پہنچنا میرے برادران انسانی کو بہت ناگوار ہے۔ لہذا یا تو اس دُنیائے وجود سے خلوت خانۂ عدم میں پہنچا دے۔ یا ان رنجیدہ خاطران نشیب نادانی کے رنج ہی کا علاج کر دے۔ مجھ کو تو تو نے اس دنیائے بدکار خود آرا کی قید سے چھڑا دیا ہے۔ پھر کیوں ان جانوروں کے طویلہ میں تو مجھے رکھتا ہے۔ میرے پاؤں پر جو اخلاص کا کاٹھ اور بھاری زنجیر مروّت کی گردن میں۔ اور تمیز معاملہ کی ترازو ہاتھ میں ہے۔ یعنی پابند اخلاص و مروّت و تخیر ہوں میں نے اپنا علاج اس بات میں سمجھا ہے کہ سرمایۂ ہستی کے جو چار قیمتی موتی ہیں۔ یعنی اوّل جان جو کم معرفت عالمان علم طبعی کا سرمایہ ہے۔ دوسرے مال کہ جو سوداگران پست ہمّت کا خلاصہ جواہر ہو سکتا ہے۔ تیسرے آبرو و عزّت جو مال دار اور خاکروب اور بدکار سب میں یکساں پائی جاتی ہے۔ اور مغروروں کے لئے بہترین اسباب بزرگی ہے۔ اور چوتھے دین جو راستی و درستی کی گلی کے اندھوں کے لئے بمنزلہ عصا کے ہے۔ ان چاروں کو آقا و النعم و مالک (اکبر) کی کارسازی میں نثار کر دوں۔ اور خوشی خوشی عالم آخرت کا مسرّت اندوز بنوں۔ اے اللہ جو ہمّت اور عقل کہ تو نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اُس کے اندازہ کے موافق تو اجرائے کار مجھ سے چاہتا ہے۔ حالانکہ میں جو باطن میں کچھ نہیں رکھتا ہوں۔ بے حد پامال خواہش ہوں۔ اے حیات بخشنے والے اس پابند خواہش ہونے پر میرا مواخذہ نہ کر۔ فرد

جبکہ بازار مقاصد میں گذر ہو میرا　　چاہ سے آجائے اس بازار میں یوسف میرا

یعنی جب وصول الی اللہ کے مرتبہ پر پہنچ چکا ہوں۔ تو یوسف روح کا چاہ تن میں محبوس رہنا کچھ اچھا نہیں وہ بھی اس قید حیات سے رہائی پا کر واصل الی اللہ ہو جائے۔ ۲۶ ربیع الاوّل ۹۹۹ھ میں شہر لاہور میں اسے لکھا۔

Marfat.com

صفحہ (۱۲)

مخصوص طائفہ۔ ہر مذہب کا فرد غفران و رحمت الٰہی کو مخصوص اپنے مذہب والوں سے سمجھتا ہے۔

اجتناب۔ پرہیز از نواہی۔

احصاء۔ شمار کردن۔

بدرنگے۔ بدصورت۔

عجوز۔ پیرزال۔

مشام۔ دماغ۔

نسیم۔ بود ہوا۔

اقبال۔ پیش آمدن۔ سامنے آنا۔

این نامرد فریب۔ دنیا جو نامردوں کو دھوکا دینے والی ہے۔

ادبار۔ پیچھے ہٹ جانا۔ پیٹھ موڑنا۔ ضد اقبال۔

بے یار دانش۔ دانش جسکی یار و مددگار نہ ہو۔

تفویض کل۔ اتمام امور کو خدا کے سپرد کر دینا۔

قلاشدی۔ رہنمونی۔ ترکی،

امتثال۔ بجا آوردن اوامر۔

ظلوم جہول۔ بڑا ظالم اور نادان مراد انسان

الکمہ۔ مادرزاد اندھا۔ سورداس۔

شناسیند۔ صحیح۔ شناسد۔

ہمت۔ کبھی اُس کا اعلاق ترک تمنائے دلی پر اور کبھی صدق اولی مرید پر اور کبھی اُن تمام ہمتوں پر ہوتا ہے جو صفائے الہام سے حاصل ہوتی ہے۔

این بیوفائے دوست کش دشمن نواز۔ مراد دنیا۔

فرتوت۔ بوڑھا پھپس مراد دُنیا۔

بے حقیقت۔ ناچیز۔ فرومایہ۔ معدوم

دانا فگن۔ عقلمندوں کو پست اور ذلیل کرنے والی۔

لذات این شراب فنا۔ مراد لذات دُنیا۔

تیر گہہائے سابق۔ رنجہائے زمانہ سابق۔

میان تہی۔ پوچ دہ یعنی۔

مردود۔ ردّ کیا ہوا۔ نامقبول۔

مُزوّر۔ پُرزور۔ مکار۔ انتماء بچیزے نسبت یافتن۔

طریق مراد۔ راہ راست راہ شریعت۔

نادان بردار۔ نادانوں کو بلند مرتبہ بنانے والی۔

خسران زدہ۔ زیان رسیدہ۔

فنا انتما۔ فنا پذیر۔ قابل زوال۔

با فراہم آوردگی۔ باوجود مجتمع ہونے۔

نشاء صورت۔ عالم ظاہر۔ دُنیا۔

انحراف و رزیدن۔ ہٹ جانا۔

جادّہ۔ راہ بزرگ و شارع عام۔ ایرانی بہ تخفیف دال استعمال کرتے ہیں۔

Marfat.com

ترجمہ

خیر[1] سگال نیک افعال وہی شخص ہوسکتا ہے کہ جو اللہ کی رحمت عام کو کسی گروہ سے مخصوص نہ مان کر (جیسا کہ ہر مذہب کا آدمی سمجھا کرتا ہے) اپنے آپ کو آلودگی خواہش نفس سے پاک رکھ کے اور[2] تسلیم و رضا کی مسند پر بیٹھ کے اپنے تمام امور کو خدا کے حوالہ کر دے۔ اور اس سے پست مرتبہ والا وہ خوش نصیب ہو سکتا ہے۔ جو دوست و دشمن اور اپنے اور بیگانے سب کے ساتھ دوستانہ سلوک کرے۔ اور[3] اس سے گھٹ کے وہ بلند اقبال ہو سکتا ہے کہ اگر سیر گاہ محبت میں نہیں پہنچ سکتا ہے تو رہنمائی بخت خداداد سے مرتبہ عزت رضا پر پہنچ کے دل کشادہ پیشانی کے ساتھ خوشنودی خدا ہی کو اپنی خوشنودی[4] سمجھے۔ اور اس سے پست مرتبہ وہ نیک ذات ہو سکتا ہے کہ اگرچہ مرحمت عام ایزدی کو اس نے کسی گروہ سے مخصوص سمجھا ہو لیکن روا اور طعنہ زنی مخالف سے مطمئن ہو کر صلح کل پر عامل ہو۔ اور[5] اس سے کمتر وہ سعادت مند صاف باطن ہو سکتا ہے۔ کہ اگرچہ وہ دولت سرائے محبت کل اور سیر گاہ رضائے کل اور دارالامن صلح کل میں نہ پہنچا ہو مگر اس طریقہ پر جسے دوسرے پیشوایوں نے از راہ نقصان عقل یا تقلید کامل نکالا ہے مکر و ریا کو دخل دیئے بغیر اس روش کے اچھے کو بجا لائے۔ اور برے سے بچے۔ اور ان چار[6] بزرگ گروہوں کے طبقے اس انسان کے درجوں کی طرح کہ جس کا مرتبہ ان سے پست ہے پایۂ شمار سے باہر اور احاطۂ بیان سے بڑھ کر ہیں۔

۵ "اللہ بہت بڑا ہے پیارو

بڑا[1] دنیادار وہ پست فطرت نابینا ہے کہ جو اس بدشکل اور بڈھی ڈھڈو دنیا کو عروس زیبا سمجھے لیکن پھر بھی چونکہ اس کے دماغ جان میں کچھ خوشبو ہمت کی پہنچ گئی ہے۔ اس لئے اس دنیا کے حاصل ہونے سے جو نامردوں کو فریب میں پھانسنے والی ہے۔ اطمینان اور آرام و سکون قلب سے نہ ہٹ کر خورسند و شادمان نہیں ہوتا ہے اور اس دنیائے بیوفا کے ہاتھ سے چلے جانے پر جو دوست کی قاتل اور دشمن پر نوازش کرنے والی ہے۔ پامال غم

---

[4] اگرچہ شیخ نے عبارت میں پانچ طائفے بیان فرمائے مگر یہاں چار ہی کہتے ہیں۔ اگر مراتب محبت کل و رضائے کل و صلح کل مراد لیں تو یہ تین ہی ہیں۔ ممکن ہے چار کی جگہ پنج ہو ۱۲ از شارح۔

Marfat.com

واندوہ نہیں ہوتا ہے۔ **ابن الدنیا** وہ عقل کا ہیٹا۔ دل کا اندھا ہے جو اس دنیائے کہنہ و ناچیز اور نادان کو بلند مرتبہ اور دانا کو ذلیل کرنے والے کی موافقت سے شادی و غم کا زبان رسیدہ ہو۔ حالانکہ ان لذائذ دنیا کے حاصل ہونے پر بھی اُس کی شادی کے حوصلہ کا پیٹ بھرتا نہیں۔ اور نہ اُس کی خواہشات کا نفس آرام پاتا ہے۔ یعنی دُنیا کی خوبیاں حاصل ہونے پر بھی ہوس کم نہیں ہوتی۔ اور نہ اس معدوم وجود نما کے ہاتھ نہ آنے سے اُس کے روزگار کا معدہ ماتم پر ہوتا ہے اور نہ خواہش کا پاؤں لنگڑا ہوتا ہے۔ یعنی دُنیا کے حاصل ہونے پر اُس سے روٹھ بیٹھے اور پھر اس کی طلب نہ کرے۔ اُس سے یہ بھی نہیں ہوتا۔ اور بندۂ دُنیا وہ کم بخت ہے کہ باوجود پہلے رنج اُٹھانے کے پھر بھی اس دنیا کے مقاصد لایعنی کے حاصل کرتے وقت کہ جس کو داناؤں اور فقیروں نے چھوڑ رکھا ہے۔ یہ شخص شاہراہ راستی و درستی سے منحرف ہو جاتا ہے یا اس مکالم مکار کے مکروہات کے دُور کرنے میں راہ شریعت سے ہٹ کر اپنی نجات کے لئے مکروحیلہ سے تمسک کرتا ہے ؛

صفحہ (۱۳)

اَمَتہ۔ کنیز۔ لونڈی ۔ **فنون**۔ اقسام

سوری۔ شادی و سرور در آخر یائے نسبت

گُرپُزت۔ اصلاً یہ لفظ فارسی ہے۔ **گرگ پزمی** گرگ۔ بھیڑیا۔ بُز بکری۔ اور یائے مصدری سے مرکب ہے۔ بھیڑیا بکری کے گلہ میں ملکر پہلے اُن کے خوف کو دُور کرتا ہے تاکہ اُن کا خون خوف سے خشک نہ ہو جائے۔ پھر کسی ایک کو دبا بیٹھتا ہے۔ اس لئے اسکے معنے مکاری کے ہیں۔ اہل عرب نے اپنے قواعد کے موافق تائے مصدری ملا کے گربزی سے جُزبزت بنایا۔ ایرانیوں نے اُسکو گربزت کر لیا۔ گربزی مخفف و مبدل گرگ بزی کا ہے۔

شہود۔ کبھی اس کا اطلاق رویتہ اشیاء پر بدلائل توحید۔ اور کبھی رویتہ حق و اشیاء پر اور کبھی حقیقتہ الیقین من غیر شک پر ہوتا ہے

علیاء یا عُلیی بلند تر مونث علی۔

فرقہ اولیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جو کشف و شہود کے ذریعہ سے کسی چیز کی حقیقت معلوم کرتے ہیں۔

اشراقیہ اصحاب افلاطون جو حقیقت اشیا نور قلب سے معلوم کرتے ہیں۔ بلا کسی دلیل کے۔

سمت۔ بکسر اول و فتح م از وسم نشان و داغ۔

جلب ملائم۔ حصول نفع ؛

Marfat.com

گریوہ۔ بکسرتین پشتہ۔
مہلک۔ جائے ہلاکت۔
خدلعیت۔ مکر۔ فریب۔
مستبصر۔ دیدہ ور۔ حکیم۔ صاحب بصیرت دانا۔
ہوشربا۔ صفت مستبصر ایسے دانا جنکی دانائی دیکھکر لوگوں کے ہوش اُڑ جاتے ہوں۔
اقصیٰ۔ دُور تر۔
اسنیٰ۔ بالقعر بلند تر۔ بالاتر۔ روشن تر۔
ایں گوہر بے بہا۔ مراد معرفت ذات و صفات الٰہی۔
کشف۔ کبھی اس کا اطلاق امانۃ باللہم پر اور کبھی تحقیق زیادہ حال پر تحقیق اشارہ پر ہوتا ہے۔
دلیل۔ وہ حجت جو مفید ظن ہو۔
برہان۔ وہ حجت جو مفید علم ہو۔
سُدّہ۔ آستانہ
ارجمند۔ باعزت۔ چہ ارج بمعنی عزت و مند کلمہ انصاف ہے۔
گرویدن۔ مائل شدن۔ **نبی**۔ خبر دہندہ
بوجود نبی گرویدہ اند۔ نبی پر ایمان لائے ہیں۔
طبقہ اُخریٰ۔ ہوا ولہ سے کام لیتے ہیں۔
متکلمین۔ علم کلام کے جاننے والے۔ یہ لوگ نبی کو مان کر کسی مسئلہ میں دلیل و برہان سے کام لیتے ہیں۔
سیّد۔ علامہ سید شریف۔
جرجان۔ معرب گرگان علامہ مذکور گرگان کے رہنے والے تھے۔
مہتدی۔ ہدایت یاب۔
دست و گریبان۔ اُلجھنا۔ جھگڑا کرنا۔
بخموشی حرف سر اشدان۔ بات نہ کرکے لوگوں پر اپنے کمال کا اظہار کرنا جیسا کہ بعض فقرائے ریاکار کیا کرتے ہیں۔
مخدرات قدسی۔ کنایہ از رموز معرفت
دربانی۔ حفاظت در۔ حاجبی۔
نوحہ دل آزار۔ سے مراد اظہار رموز معرفت۔
العمیٰ۔ نابینائی۔
مشائین۔ اصحاب ارسطو۔ چونکہ یہ لوگ کسی حقیقت کے معلوم کرنے میں دلائل کے لئے نفس کو حرکت فکری میں رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کو مشائین بڑے چلنے والے کہتے ہیں۔
مطالع۔ منطق کی ایک کتاب ہے۔
راہ ہدایت شناختن۔ دوسروں کی ہدایت کرنا۔
آرمیدگی۔ اطمینان۔
مستعد۔ قابلیت رکھنے والا۔
مقدمات معنوی۔ اصول ابتدائی رموز معرفت۔

Marfat.com

مخدّرات - پردہ نشین
قدسی - پاک۔
درمیان آوردن - ظاہر کرنا۔ بیان کرنا۔
کمربستہ - مستعد و آمادہ۔
پاسبانی - حفاظت۔
آستان - بارگاہ۔
خاقان - مراد خدا۔
دیدہ وری - بینائی - بصارت۔

ترجمہ

کنیز دُنیا وہ بدبخت ہے کہ باوجود اقسام بدی و بدافعالی کہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔ کُلیتہً راہ راست اور درستی کار سے ہٹ کر نفع حاصل کرنے اور ضرر دُور کرنے میں مراتب شادی اور مدارج غم میں مکاری کے پشتوں کو طے کر کے آمادۂ فریب و ریا ہے۔ مہر کے مہینہ میں سن چھتیس جلوس اکبری میں دل سے نکل کر زبان قلم پر آیا +

فائدہ

ایسے داناؤں میں کہ جن کی دانائی کو دیکھ کے ہوش اُڑتے ہیں۔ پوشیدہ نہ رہے۔ کہ مقصد اعلےٰ اور مطلب والا دریافت کرنا ذات و صفات الٰہی کا ہے (بزرگ ہے شان اُس کی) اور اس گوہر معرفت کے جویا دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ تو مکاشفہ اور مشاہدہ سے دریافت معرفت کے دامن کو اپنی ہمت کے ہاتھ سے پکڑتے ہیں۔ اور دُوسرا گروہ دلیل اور برہان کے عمدہ وسیلہ سے اِس مقصد باعزت کی بارگاہ بلند پر چڑھ کے کامیاب حکمت و دانائی ہوئے ہیں۔ فرقہ اوّل کی دو صفیں ہیں۔ ایک تو وہ جو باوجود کشف نبی پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو صوفی کہتے ہیں۔ اور اگر نبیؐ کے قائل نہ ہوں تو حکمائے اشراقیین کہلاتے ہیں۔ اور دُوسرا گروہ یعنی جو دلیل و برہان سے تمسک کرتے ہوئے کسی نبی کے بھی معتقد ہوں تو ان کا نام متکلمین ہے۔ ورنہ حکمائے مشائیں ان کا نام ہے یہ جوئیں نے لکھا یہ خلاصہ سید شریف جرجانی کا ہے جس کو انہوں نے حاشیہ کتاب مطالع میں محققین قدما کے اقوال سے نقل فرمایا ہے۔ اے اللہ جو تیرا پسندیدہ ہے اُس کی طرف ہدایت فرما۔ نوشتہ ابوالفضل بن مبارک خدا اُن دونوں کو معاف کرے +

اللہ بہت بڑا ہے پیارو

خود ہدایت یافتہ نہ ہو کہ دُوسروں کو ہدایت کرنا بصارت کو نابینائی کے ہاتھ

Marfat.com

بیچ ڈالنا ہے یا اپنے اطمینان کے گریبان کو بے انصافی کے ہاتھ سے چاک کرنا ہے۔ یعنی اطمینان و بے انصافی کو دست و گریبان کر دینا ہے۔ نہ جان کر گفتگو کرنا بیہودہ کاری ہے۔ اور کسی چیز کو بغیر پائے ہوئے بیان کرنا دلیل بے خبری و نادانی ہے خموشی میں اظہار فقر و کمال و دکان داری ہے۔ اے جویائے راہ حقیقت کسی قابل و واقف کو بتانے کی ضرورت نہیں کہ اُس کے سامنے رموز معرفت بیان کئے جائیں۔ اور نا قابل سے اس معرفت کی بات کی ہی کیوں جائے۔ اور نامحرم کو خلوت سرائے الٰہی میں کیوں پہنچایا جائے اس بات کو خوب دل سے پہچان لے کہ اگر تجھے کچھ شناسائی معرفت سے اور آگاہی حقیقت سے ہوئی ہے یعنی اس دریائے بے پایاں کا ایک قطرہ اور اس بیابان کا ایک ذرہ تیرے ہاتھ لگ گیا ہے اور تو دربانی کا منصب پا گیا ہے تو دربان کی طرح اُس کی حفاظت بھی کر۔ ورنہ اپنی حد سے باہر نہ جا اور بیہودہ شور نہ مچا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرا یہ دل آزار شور بارگاہ سُلطان تک پہنچے۔ اور اُس کی ناراضی کا باعث ہو۔ انیس صفر سن ایک ہزار میں لکھا گیا +

اللہ بہت بڑا ہے

اے ابوالفضل باوجود بینائی پھر کیوں اندھے بنتے ہو۔ اور دانا ہو کر کیوں نادانی کو پسند کرتے ہو +

صفحہ (۱۴)

دید و دریافت - بصیرت و ادراک۔

کلیلہ و دمنہ - جس کا ترجمہ فارسی مترجمہ ملا حسین واعظ کاشفی الموسوم بہ انوار سہیلی رائج ہے۔

تجارب - جمع تجربہ آزمودہ - اس کے بعد لفظ **شان** بڑھا لو - جس کا مرجع اخوان ازمنہ سابقہ ہے۔

عنفوان - مراد آغاز و ابتدا۔

بے ثبات - ناپائدار - مراد دُنیا۔

احول - دو بین - بھینگا۔

نمائش - نمود۔

حرف باند و دریافت ارجمند - مراد حکمت و معرفت۔

بے گم کردن - بھٹک جانا - گمراہ ہو جانا۔

فہمیدنی - مراد علم۔

کردار - عمل۔

ہر کرا ور عقل - دانائی سے تو ابلہی بہتر ہے۔ حدیث میں ہے۔ اہل الجنۃ بلہ - سعدی کہتے

Marfat.com

ہیں ؎

دیوانہ باش تا غمِ تو دیگراں خورند

دوربیناں خرد۔

فاضلہ۔ برتر و بزرگ۔ **محصول**۔ حاصل شدہ

املامی نمایند۔ مے نویسند۔

ہرچہ تمامتر۔ کامل۔ **خلاب**۔ کیچڑ۔

تفاوت و تباین۔ ہر دو بمعنی فرق و جدائی

تعکیہ کردن۔ اعتماد کرنا۔ **حیف**۔ افسوس۔

آلایش۔ آلودگی۔ مراد انہماک و اشتغال۔

انتظام۔ درستی و ترتیب۔

نخوری۔ صحیح بخوری۔ **دوفنون**۔ مکار۔

بازیت میدہد۔ ترا فریب مے دہد۔

فرو رفتن۔ غرق ہو جانا۔ دھنس جانا۔

وَنس۔ چمرک۔ میل۔

شوائب۔ جمع شائبہ۔ آمیز شہا۔

حیرانی۔ صحیح خرابی۔

نکال۔ بفتح عقوبت و عذاب۔

نکال معنوی۔ مراد نقصان عقل۔

وبال۔ ناگواری و دشواری۔

وبال ظاہری۔ مراد ملامت کیونکہ نادان سے کوئی مواخذہ نہیں کرتا۔

درگاہ وجوب۔ مراد حق تعالیٰ۔

مسہل۔ دست لانے والی دوا

رسمی۔ ظاہری۔

نابالغ۔ غیر کامل۔

اتصال حقیقی۔ وصول الی اللہ۔

ہرزہ گرد۔ واہی تباہی بکنے والا۔

مالیخولیا۔ قسمے از جنون (انگریزی منکلی)

دادور۔ بہر دو دال مہملہ برادر بزرگ۔

نہاد۔ ذات۔

خانوادہ۔ خاندان۔

مردمی۔ انسانیت۔ **مروّت**۔ جوانمردی۔

سائر۔ کل۔ **مناسبات میرود**۔ اقتضائے حال۔

سبحان اللہ۔ کلمہ استعجاب و تعظیم۔

نگاہ کردن۔ طرفۃ العین۔ چشم زدن۔

معاتب۔ بکسر چہارم عتاب کرنے والا اسم فاعل و ثانی بفتح چہارم اسم مفعول۔ عتاب کردہ شدہ۔

فنائے کلی۔ خودی و خود بینی سے دُور ہو کر فنا فی اللہ ہو جانا۔

ایں طائفہ۔ مراد گروہ صوفیہ۔

خیالات خام پختن۔ اُلٹے سیدھے خیال پیدا کرنا۔

ایں سرائے وحشت آباد بے آدمی

مراد دُنیا جو نفرت کے قابل ہے۔ اور جس میں کوئی انسان نہیں۔

قوت جان۔ غذائے روح مراد کلمات حکمت و معرفت آمیز۔

نفس ناطقہ۔ قوتے مدرک کلیات و جزئیات۔

Marfat.com

ترجمہ

گذشتہ زمانہ کے برادران انسانی کے معلومات اور مشاہدات کی نسبت (کہ ہمارے زمانہ کے عقلاء کے گمان میں وہ زمانہ بہترین زمانہ تھا، تمہیں معلوم ہے کہ اُن کے کُل حاصل کئے ہوئے تجربوں کو اجمالاً کتاب کلیلہ و دمنہ میں لکھ دیا گیا ہے۔ پھر ہمارے زمانوں کے من چلوں سے کیا امید ہو سکتی ہے (جب اُس گذشتہ بہتر زمانہ میں اچھے نہ تھے۔ اور ہر قسم کی برائیاں اُن سے سرزد ہوتی تھیں) لہٰذا جتنا جلد ممکن ہو کامل کوشش کے ساتھ اسباب تعلقات دنیوی کی دلدل سے اپنے آپ کو نکال لو۔ زمانہ کا فرق اور اختلاف جس کا ذکر میں نے تمہارے سامنے کیا اور اُس کو صحیح قرار دے کے میں تم سے کچھ کہہ رہا ہوں محض اس بنا پر ہے کہ تم عادت کے پابند ہو۔ ورنہ مزاج اس زمانہ بے ثبات کا ابتدائے پیدائش سے اس وقت تک (جس زمانہ کی نہ ابتداء معلوم ہے اور نہ انتہا ظاہر ہے) نیکی اور بدی۔ اور پستی و بلندی میں ہمیشہ یکساں رہا ہے۔ یعنی اچھے اور بُرے ہر زمانہ میں تھے۔ یہ بڑے افسوس کے لائق بات ہوگی کہ اشتغال دنیائے ناپائدار کے لئے (کہ جس کا وجود اس وجود غیر حقیقی کی طرح ہے جو کسی بھنگے کو دکھائی دیتا ہے) خلاصۂ حیات کو ترتیب اسباب لاحاصل میں صرف کیا جائے۔ اور یہ بھی افسوس کے قابل امر ہوگا۔ کہ جو باتیں تم حکمت و معرفت کی کرتے ہو اور تمہارا یہ نفس مکار کبھی کبھی صرف ایسی باتوں سے تم کو دھوکا دے دیتا ہے۔ اگر تم حکیم و عارف ہو۔ اگر تم اُس کے دھوکے میں آجاؤ۔ کیونکہ یہ راہ حکمت و معرفت تو بہت طولانی۔ باریک اور خطرناک ہے۔ اس راستہ میں تو راہنما بھی بھٹک گئے ہیں۔ اور پہلے ہی قدم میں غرق ہو گئے ہیں۔ علم اگر آمیزش جرک ریا سے پاک ہو کر افعال درست کے ساتھ آراستہ نہ ہو تو تمہیں دیکھو کہ کتنی بڑی خرابی کا سبب ہے اس لئے مولوی روم کہتے ہیں۔ ؎

جس کسی کی عقل میں نقصان ہے　　کام اُسی کا کچھ نہ کچھ آسان ہے۔

کیونکہ نقصان عقل کے ہوتے ہوئے عذاب ملامت سے ایسا شخص بری ہے۔ اس لئے کہ بیوقوف سے کوئی عاقل مواخذہ نہیں کرتا۔ ماشاء اللہ ایک چشم زدن میں خدا پر میں سو اعتراض کرتا ہوں۔ ممکن سے نسبت میں واجب کے سوائے رضامندی اور خوشنودی کچھ اور ظہور میں آئے تو یہ علامت بدبختی کی ہے۔ یہ عجیب تماشہ ہے کہ میں ہی قابل عتاب ہوں اور میں ہی اپنے پر عتاب کرتا ہوں۔ یعنی میں خود اپنے آپ کو ملامت کر رہا ہوں۔ بیمار بھی خود ہی ہوں۔

Marfat.com

اور معالج بھی خود ہی (حالانکہ مقولہ مشہور ہے رای العلیل علیل) ایسا مسہل کہاں سے ہاتھ آئے جو ظاہری فہم و دانش کے اخلاط فاسدہ کو دل کے معدہ سے نکال کر روشن دلی سے مشرف کر دے۔ اور خوبی صورت و خصائل سے جویائے معرفت کے ناکاملوں کے لئے بمنزلہ دام دجال کے ہمیں چھٹکارا دیدے اور خدا بینی و وصول الی اللہ کے مرتبہ کو پہنچا دے۔ سن چھ سو چھیانوے میں شہر لاہور میں لکھا گیا۔

اللہ بہت بڑا ہے منتخبات شرح آداب المریدین

دن جبکہ دل پریشان شرح آداب المریدین کے منتخبات کے لکھنے میں مشغول تھا اس واہی تباہی پھرنے والے دل کو گروہ صوفیہ کے کلمات کا پابند بنا کر اُس جنون کی بنا پر جو مجھ میں موجود ہے مختلف قسم کے واہیات خیالات کی اُدھیڑ بُن میں تھا کہ میرے برادر دینی اور بلاشبہ بڑے بھائی حکیم ابو الفتح گیلانی کے پاس یہ رباعی جو بالکل مناسب حال تھی آئی۔ اس دنیا میں جو محل نفرت ہے اور جس میں انسان کا وجود نہیں صرف وہی حکیم ایسے ہیں جن کی ذات بزرگ صاحب قوت روحانی مصداق معنی انسانیت ہے۔ اور اُن کی بوئے مروت و آدمیت میرے دماغ تک پہنچا کرتی ہے۔ جو روح کے لئے غذا اور عقل کے لئے زور کا کام دیتی ہے۔

صفحہ (۱۵)

تسوید نمودن - لکھنا۔

حشمت - شان و شوکت در اصل بہت سے نوکر اور چاکر اور پیروؤں کا ہونا۔

قال - اگر وارد سے دیگر مثل آں وارد نگردد قال بعد دوام گویند ورنہ قال بالدوام۔

شرحہ شرحہ - پارہ پارہ۔

خاطر را شرحہ شرحہ کرد - دل میں تاثیر پیدا کی۔

ہستی موہوم - زندگی ظاہر۔

بہاری - منسوب بہ بہار۔ زمانہ بہار میں خون میں ایک قسم کا جوش اور ہیجان پیدا ہو جاتا ہے

یا نہادی - بمعنی ذاتی۔

چشمے و سرمہ - ہر دو بیائے امر۔ آنکھ اور سرمہ دے۔

نزہتگاہ - سیرگاہ۔ **نظارگی** - بینندہ۔

معربد - عربدہ جو۔ جنگجو۔ جھگڑالو۔

عبرۃً - بطور نصیحت۔

خبرۃً - کمسر از روئے دانش و تجربہ۔

دل خون کردن - تکلیف اُٹھانا۔

حال - تغیر اوصاف العبد۔ یا۔ واردات قلبی۔

Marfat.com

بلا تعمد و اجتلاب بایں شرط کہ آں زائل شود و دیگرے مثل آں وارد گردد۔

کرد۔ کی فاعل رباعی۔

وصول۔ مراد وصول بحال۔

نیستی اعتباری۔ کیونکہ روح کو فنا نہیں

قدسی۔ پاک و پاکیزہ۔

برادرانِ فطرت۔ مراد دیگر افسان۔

زلّہ۔ پس خوردہ۔ اُلوش۔ آگے کا بچا ہؤا کھانا۔

تمغاچی۔ باجگیر۔ محصول وصول کرنیوالا۔

وبال۔ سختی و دشواری اندوہ۔

مفتح یا مفتتح۔ آغاز۔ ابتدا۔

ژندہ۔ پُرانا کپڑا۔ **عینی** حقیقی ضد علاتی۔

فرعونی۔ کنایہ از سرکشی۔

مرضہا۔ بیماری ہا جمع مرض۔ یا مرضا بیماران جمع مریض۔

دوست از دشمن نداند۔ جو دشمن اور دوست میں بھی تمیز نہیں کرسکتی ہے۔

تشنہ۔ پیاسا۔

نابرخوردار۔ غیر مستفید۔ **مُخادع**۔ مکار۔

نشان یافتہ آب۔ جس نے پانی کا پتہ پالیا ہو۔

تشنہ۔ مشتاق۔ **ابوالہوس**۔ بہت ہوس والا۔

وداع۔ رخصت کرنا۔ مراد دور کرنا۔ بہتر یہ ہے کہ دوا پڑھا جائے۔

معشوق۔ مراد حق گوئی یا دُنیا۔

ناحق۔ ناسزا۔ **تجرد**۔ قطع تعلق دنیوی۔

صدی۔ منسوب بہ صد۔ یا چندے بمعنی کچھ۔

جستنش ضمیر راجع بطرف آب (د۔ ب۔ غلط)

شرف الدین منیری۔ بدل۔ تشنہ نشان یافتہ آب +

ترجمہ

ارادہ تھا کہ بطور نصیحت اور دانش کے اس خط کو پورا لکھ لوں لیکن جب رباعی ہی میری شوریدگی حال سے پوری پوری مناسبت رکھتی تھی تو صرف اسی پر اکتفا کی۔ رباعی

کب کھولتا ہے راز حقیقت کو سوال — چاہے کھودو تمام حشمت اور مال
خون ہو نہ پچاس سال جب تک دل کا — کب ملتی ہے راہ قال سے جانب حال

اگرچہ اس رباعی کی تاثیر نے دل بے ہمت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے لیکن نہ اس سے کوئی امید ہی بندھی اور نہ مرتبہ حال پا جانے کی خوشخبری ہی ملی۔ خیر اُس کی تاثیر ہی پر شکر خدا کرتا ہوں۔

اللہ سب سے بڑا ہے

ابوالفضل ولد شیخ مبارک کو جو نہ اس حیات ناپائدار سے مسرور ہے اور نہ فنائے اعتباری

Marfat.com

سے رنجور اُس کا جنون ذاتی شوریدگی فطری دیا بہاری، کے ساتھ پھر سیر کلام پہ اُسے لے آیا۔ (یعنی یا اُس سخن اُسے کیا) کبھی بحیلہ غذائے روحانی پاکیزہ کلام کو لکھتا ہے۔ اور کبھی دوسرے برادران انسانی کی بہبودی کے لئے کاملین کا پس خوردہ اکٹھا کرتا ہے۔ اور کبھی طبیعت اور نفس کے سزاولوں کے شر کے دُور کرنے کے لئے کہ زندگانی کے بھائی یہی ہیں اوراق کے سیاہ کرنے میں کوشش کیا کرتا ہے۔ یعنی اس قسم کی تحریرات سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ نفس کے شر سے بچوں۔ اے اللہ چشم بصیرت اور بینائی بڑھانے والا سُرمہ عطا فرما (کیونکہ شرمندہ سختی دنیا ہوں) تا کہ گفتگو سے بر ایک وحشت آباد ہے۔ سیرگاہ خموشی میں پہنچ کر دیکھنے والا جمال حقیقی کا ہو سکوں۔ اللہ کافی ہے اور اس کے بعد ہوس ہی ہوس ہے ابتدا میں سن چالیس الٰہی کے یہ دو کلمے لکھے گئے +

اللہ بہت بڑا ہے

اے نفس جنگ جو اگر تیرے خیال میں انصاف پر عمل کرنے کا ارادہ ہے۔ تو اپنے ادراک کے موافق اپنے لئے لباس کہنہ معاملہ سی۔ اور بنی آدم کے لئے جو حقیقی بھائی ہیں۔ اپنے عمل کے مطابق نفع یا نقصان کا خلعت تیار کر (یعنی جب تو اُن سے بھلائی نہیں کرتا ہے تو پھر اُن سے کیوں بھلائی کی اُمید رکھتا ہے) اور اگر اپنی سرکشی کی وجہ سے جو تیری فطرت میں ودیعت رکھی گئی ہے۔ میری اس بات کو نہیں سمجھتا ہے تو پھر اپنی بیماری کا علاج دوسروں کی بیماری کے دُور ہونے سے کیوں چاہتا ہے۔ اور اپنے زخم کے مرہم کو دنیا کے بیماروں کی دوا کیوں بتاتا ہے (پہلے اپنا تو علاج کر دُوسروں کی تجھے کیا پڑی ہے۔ خود را فصیحت و دیگراں را نصیحت) +

اللہ بہت بڑا ہے

میرا نفس حق گوئے جو دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کرتا ہے اور آشنا اور ناآشنا میں فرق نہیں کرتا ہے یعنی سب کے ساتھ یکساں برتاؤ صداقت اور نصیحت کا کرتا ہے وہ دشمنوں کے راضی ہونے سے خوش اور دوستوں کے ناراض ہو جانے سے غمگین کب ہو گا۔ (وہ بات حق کہے گا۔ چاہے کوئی خوش یا ناخوش) میرا معشوق نفس حق گو اگر کوئی ناسزاوار

Marfat.com

بات مجھ سے چاہے تو میں اُس کے کہنے کو نہیں مانتا حالانکہ وہ میرا معشوق ہے اور مجھ سے بے نیاز۔ پھر میں اس کا عاشق اور نیاز مند ہو کر اُس سے ناسزا کے پُورے کرنے کی طمع کیونکر رکھ سکتا ہوں +

مکتوبات شیخ شرف الدین منیری کا انتخاب منتخب یا منتخب صفت مکتوبات

اُس پیاسے آب حیات معرفت کے پتہ پائے ہوئے یعنی شرف الدین منیری کے مکتوبات صدی[عہ] سے (کہ اُس آب حیات کی تلاش مشتاق بنا دیتی ہے اور اُس کا پی لینا مشتاق تر کر دیتا ہے) چند باتیں کہ جو دل ابوالہوس اور نفس مکار کو بھی معلوم ہوئیں۔ اس ارادہ سے کہ زمانہ عزلت میں توشہ کا کام دینگی نقل کئے لیتا ہوں +

صفحہ (۱۶)

طویت۔ ضمیر و نیت۔ **سداد**۔ درستی **مداہنت**۔ خیانت و نفاق و دروغ (معاطفت) میلان +

کیل۔ پیمانہ۔ **دشمن**۔ دوشمان بمعنی دو ضد ہے **مسئالت نمودن**۔ چاہنا۔ مانگنا۔ **مواسا**۔ غمخواری بدل۔ **مکیدت**۔ بداندیشی۔ **کنجشک حوصلہ**۔ کم ہمت۔ **مگیراد**۔ مواخذہ نکند۔ **حرف**۔ بات کلام۔ **دوست**۔ مراد ابوالفضل۔ **نرد**۔ علاوہ شطرنج کے ایک کھیل ہے جسکے مہروں کی چال موافق نقوش کعبتین چلتے ہیں کہتے ہیں کہ لیلاج اس کا موجد ہے۔ **نارضائی**۔ بہتر ہے کہ ناضامندی پڑھا جائے۔ **پایان**۔ انتہا۔ نہایت۔

خواہش محال۔ خلاف تقدیر الٰہی کسی شے کی تمنا کرنا۔ **چشم**۔ امید۔ **بیدانشان**۔ نافہمان۔ **ہمانا**۔ بالضرور۔ بالتحقیق۔ **رشاد**۔ بفتح راہ راست پر ہونا۔ **رسی صحیح نرسی**۔ مدارا تواضع و آشتی۔ **کتمان**۔ چھپانا۔ **منصہ**۔ حجلہ عروس۔ **بدگوہر**۔ بدفطرت۔ **آمرزش**۔ مغفرت۔ **گربزت**۔ مکاری اصل میں گرگ و بز اور تائے مصدری سے مرکب ہے۔ گرگ بکریوں کے گلہ میں داخل ہو کر اپنے آپ کو پہلے مانوس بنانا ہے تاکہ خوف سے اُن کا خون خشک نہ ہو جائے پھر ایک فربہ بکری کو لے بھاگتا

عہ میں اس لفظ کو نہ سمجھا اس لئے کہ یہ مکتوبات ۷۸۲ھ سے پہلے کی تصنیف ہیں کیونکہ شرف الدین احمد منیری کا سن مذکور میں انتقال ہوا ہے ابوالفضل کے زمانہ تک دو سو سال ہوتے ہیں اگر دو صدی ہو تو صفت مطابق واقع ہو سکتی ہے ۱۲

Marfat.com

ہے۔ یوں لازمی معنے مکاری کے ہیں۔
بروشے۔ بطور سے۔ **دشمن خود**۔ اے دشمن نفس امارہ۔
جہانے یک عالم راکمیں۔ گھات۔
کارخانہ انتظام۔ مراد دُنیا۔
کنج خمول۔ گوشہ گمنامی خرسند۔ قانع۔
اجابت۔ قبول کرنا۔ **واجب متعال**۔ ذات بلند۔ واجب الوجود اے خدا۔
شطرنج۔ اِسکے مُہرے چھ رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ نام ہُوا۔ کوئی صفہ کو اور کوئی ابوذر جمہر کو اور کوئی مندوری کو شطرنج کا موجد بتاتا ہے ٭

نوٹ:۔ اس طرز پر شرح لکھنے میں۔ سولہ صفحوں کی شرحِ میر سے چوالیس صفحات پر آئی۔ جسکو نسبت تقریباً تگنی کی ہوتی ہے۔ اگر اس روش کو باقی رکھا جائے تو یہ شرح کتاب کی تگنی ہو گی۔ وقت بھی زیادہ صرف ہو گا۔ اور کتاب کی قیمت بھی بڑھ جائیگی۔ لہذا صاحب فرمائش کی رائے پر عمل کر کے اب آئندہ سے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں ٭

ترجمہ

اے نفس اگر اس ارادہ میں تجھے درستی و ہدایت حاصل ہے تو اپنے معاملہ میں ذرا ہمت سے کام لے اور مردوں کی طرح قدم اُٹھا کیونکہ اگر بالفرض تو اپنے مقصود وصول الی اللہ پر کامیاب نہ ہو گا۔ خیر اتنا تو ہو گا کہ ہمت والوں کی طرح راہ خدا جوئی میں تیری سعی تو ہو گی۔ ماہ مرداد اکبری ۳۳ سنہ جلوس اکبری میں مقام لاہور میں لکھا گیا ٭

اللہ بہت بڑا ہے بھائی (اکبر اللہ ہے)

تواضع و آشتی اس کا نام ہے کہ ہنس مکھ اور خندہ پیشانی ہونے کے ساتھ امر حق ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ مداہنہ (ڈھیل اور فروگذاشت) اس کا نام ہے۔ کہ میلان و رغبت کے ساتھ امر حق پوشیدگی کے پردہ میں رہ جائے۔ یا کوئی باطل بات جلوہ گاہ ظہور میں آئے۔ اس بات پر شکر خدا کرتا ہوں کہ کلیات امور میں خیانت و نفاق کے راستہ پر میں نہیں چلا ہوں۔ یہ شکر اتنا کثیر ہے جو پیمانہ آسمان میں بھی نہیں سما سکتا۔ اور جو بعضے امور جزئی میں مجھ سے ڈھیل ہو گئی ہے۔ اس کا غم زمین کے قالب میں نہیں سما سکتا ٭

Marfat.com

اللہ اکبر ہے

ابوالفضل جو ہمیشہ دشمنوں کا بھی خیر خواہ ہو کر اُن سے بھی ارادۂ دوستی رکھتا ہے۔ پھر دوستوں کے ساتھ کیونکر انسانیت کی زندگی بسر نہ کرے۔ اس خوئے جمیل کی لذت کی وجہ سے بدذاتوں کے طعنے میرے دل میں کچھ اثر نہیں کرتے ٭

اللہ بہت بڑا ہے (اکبر ہے)

ابوالفضل جس کا قیام ہمت کی سعی اور فطرت نیک کی تلاش کی وجہ سے آستانۂ صلح کل پر ہے۔ اُن تنگ ہمت اور کم نظر دوستوں کے لئے جو آشتی ظاہر اور غمخواری دلی کو نہیں پہچانتے۔ اور جنگ اور صلح میں تمیز نہیں کر سکتے اللہ سے مغفرت چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ برادران کم حوصلہ کے خیال گناہ مکاری و بداندیشی میں مجھ سے مواخذہ نہ کرے۔ اور دوستوں کے اس اعتراض سے کہ "ہمارا دوست دشمنوں کے ساتھ کیوں دوست نما ہے۔ یا یہ ابوالفضل کی دوستی ہمارے ساتھ بھی اسی قسم کی ہوگی"۔ ہم کو دُور رکھے۔ اللہ اکبر ابوالفضل جو اپنے نفس امارہ سے تختہ نرد دشمنی اور دوسروں کے ساتھ شطرنج دوستی کھیلتا رہتا ہے۔ اے اللہ اُس سے تو کس بات کا خواہاں ہے کہ اُس کو اِدھر تو اپنی ذات کا دشمن بنا دیا اور اُدھر کسی نہ کسی طرح سے دنیا بھر کو میری گھات میں لگا رکھا ہے۔

اللہ اکبر نادان مصیبت پر صبر اور دانا شکر کیا کرتا ہے۔ صبر جو مصیبت کی پیشانی کا داغ اور اللہ کی ناخوشنودی کا باعث ہے دُنیا کے پیشواؤں کے ایک گروہ نے اِسے اچھا سمجھا ہے حالانکہ پست ہمتی کی وجہ سے اعلےٰ درجہ کی غلطی ہے (مصیبت پر شکر چاہیئے)

اللہ اکبر اے اللہ وہ مرغوب حکمت عطا فرما کہ جس کی وجہ سے نامحمود پر اپنی فضیلت نہ جتاؤں ورنہ بیدانشی کے گوشۂ گمنامی ہی میں مجھے خوش رکھ۔ کیونکہ ایسی دانش سے تو بیدانشی ہی اچھی ہے ٭

اللہ اکبر اس امر کو میں اپنی بے انصافی کہوں یا نادانی سمجھوں کہ خلاف مشیت و تقدیر الٰہی تمنا کیا کرتا ہوں جس کا حاصل ہونا محال ہے۔ اور پھر بھی اللہ تعالیٰ سے اُس کی

Marfat.com

قبولیت کی اُمید رکھتا ہوں۔ پھر یہ بے انصافی یا اندھاپن نہیں تو اور کیا ہے۔

صفحہ ۱۷-۲۳۳

اللہ اکبر بادشاہ عالم (اکبر) کی مہربانی کے مرتبے اور عطوفت کے درجے حد بیان سے باہر ہیں اور پھر مجھ ایسے کوتہ نظر مفید تنگی بشری سے تو اس مہربانی کا اظہار ناممکن ہے۔ لہذا عقل جو حاکم ہے اُس کے حکم کی تعمیل کے لئے کہ "اگر کوئی چیز پوری ہاتھ نہ لگے تو پوری چھوڑ بھی نہیں دی جاتی ہے" (یعنی اُس کے تھوڑے ہی پر اکتفا کرتے ہیں بھاگتے بھوت کی لنگوٹی بھی) اپنے قلم عاجز رقم سے اُن کی مہربانیوں میں سے چند باتیں لکھے دیتا ہوں۔

اکبر فرمایا کرتے ہیں کہ بیچارہ انسان باوجود نورِ خرد طبیعت کی تاریکی میں پھنس کر اپنی نجات کے راستہ کا جویا نہیں ہوتا ہے۔ باوجودیکہ اتنی ایک نعمتیں اُس کے لئے مہیّا کر دی گئی ہیں۔ پھر بھی حیوانات کو مار کر اپنے سینہ کو جو حقیقتہً محرم اسرار الٰہی ہے حیوانات کا قبرستان بناتا ہے۔ اور اپنے پیٹ بھرنے کے لئے اتنے ایک جانداروں کو فنا کر دیتا ہے۔

یہ بھی فرماتے ہیں۔ کاشکے میرا جسم عنصری اتنا بڑا ہوتا۔ کہ دُنیا کے ناسمجھ گوشت خوار لوگ میرے گوشت سے سیر ہو کر دُوسرے جانوروں کے مار کے کھانے کی طرف نہ متوجہ ہوتے۔

اس بات پر وسعت حوصلہ مہربانی شاہ کی مَیں شرح کروں۔ یا اُن کے قابل عزّت و رفعت ادراک بلند کا بیان کروں۔ اگر میں نوکر اور مقبول اکبر نہ ہوتا (اگر نوکر نمے بودمے و مداح بادشا بودمے۔ یعنی میں نوکر نہ ہوتا۔ صرف مداح اکبر ہوتا) اور مقبول بادشاہ بھی نہ ہوتا تو چند باتیں اپنی سمجھ کے موافق کہتا تب نادانی کے گڑھے میں پھنسے ہُوئے کوتہ نظر لوگوں کے طعنہ سے بچ سکتا تھا۔ استغفر اللہ میرا تو تمسک خدا سے ہے۔ اور دنیا کے بڑے آدمیوں کی رد و قبول سے دُور ہو کر سرافراز معرفت ہو چکا ہوں۔ تو پھر دنیا کے بے عصا دار اندھوں کے اعتراض کی مَیں کیوں پرواہ کرنے لگا۔ جس وقت اکبر دریائے پنجاب سے قریب شکار کے لئے گئے ہُوئے تھے۔ وہیں ۱۸ محرم ۱۰۰۰ھ میں یہ لکھا گیا۔

Marfat.com

اللہ اکبر تارک الدنیا سے موحد کے لئے گوشہ نشینی کا عشق اور اُس کی درستی عقل کی علامت ہے۔ اور دنیادار پابند تعلقات کے لئے خلوت گزینی بیماری نفس ہے (کیونکہ اعانت بنی نوع سے باز رہتا ہے حالانکہ انسان مدنی الطبع ہے) +

ابتداء عنوان کتاب ابوالفضل بن مبارک کے لئے (جو عارفان بلند ہمت کی دُعا سے جنگ کل کی تنگ گلی سے نکل کر مرتبہ صلح کل میں آگیا ہے۔ اور ہجوم عام (جلوت) و کثرت) خلوت گزین ہے) سفر اقلیم محبت کل پیش آیا ہے۔ یعنی جنگ کل سے پہلے مرتبہ صلح کل کو پہنچا۔ اور اب مرتبہ محبت کل میں آگیا ہے۔ اُمید ہے کہ محبت کل کے مُلک مُقدس میں توفیق الٰہی بنیاد خانہ ہوگی۔ تاکہ اس مرتبہ سے بھی آگے بڑھ کے آمادہ سفر انتہائے مرتبہ رضائے کل ہو جائے۔ یعنی مرتبہ محبت کل سے ترقی کر کے مرتبہ رضاء تسلیم پر فائز ہو جائے۔ اور اس مرتبہ رضائے کل میں کوئی ایسا دلکش نشیمن اُس کے ہاتھ لگے کہ مرتبہ تفویض کل آسمان نورد مسافروں کا رفیق راہ ہو جائے۔ اور اس دارالخلافۃ (تفویض کل الٰہی میں پہنچ کر یہیں اپنا گھر بنالے +

صفحہ ۱۸ مُبارک علی ایڈیشن صفحہ ۲۳۴ نولکشوری

تاکہ کسی نیک ساعت میں دریائے محو مطلق کا پیرنے والا بن جائے۔ اُس کے بعد سیرگاہ دولت جاویدی میں بقائے جاودانی پا جائے +

اللہ اکبر ایسا رفیق نہ خود رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور نہ کسی کو رنجیدہ کرتا ہے۔ خیر خواہ ہے۔ مگر بحالت خموشی بھی گویا ہے۔ خوشخبری دینے والا (مشیر۔ مشورہ دینے والا) مگر ساتھ ہی امانت دار ہے (خائن نہیں) رہنمائے بے رعونت ہے۔ آشنا دوست نما ہے (آشنائی کا مرتبہ دوستی سے کم ہے۔ دوست ہے مگر اُس میں صداقت پائی جاتی ہے (دوستی و محبت سے مرتبہ صداقت کا افضل ہے) واقف ہر منزل ہے (یا سرابان۔ مالک محافظ خانہ) ہر ملک کی زبان جانتا ہے۔ ہر معاملہ میں واسطہ ہوتا ہے اور ہر زبان کا مترجم ہے سمندر میں ملاح کا کام دیتا ہے۔ جہاز ہے مگر بے ملاح و بیاض و کتاب کو سفینہ کہتے ہیں۔ اس کا ملاح یعنی مُصنف اُس کے ساتھ نہیں ہوتا) بہترین سفر یا تجرد و خلوت کے سفر کا توشہ اور سواری ہے (کیونکہ کتاب انیس خلوت ہوتی ہے) اور اس لباس تجرد کا تانا بانا ہے (ایسے صفات

Marfat.com

والا رفیق میرے ہاتھ لگا۔ یعنی چند ورق جو کلام معمولی سے پاک تھے میں نے اُٹھا لئے (یعنی سادہ کاغذ اُٹھایا) تاکہ حقیقت و معرفت کی باتیں جو تجرد منشی میں معین ہوتی ہیں اُنہیں لکھوں تاکہ اُن اسمائے مذکورہ بالا کا سزاوار ہو کر میری طبیعت پابند مدنیت کے لئے مدینہ فاضلہ بن جائے۔ اور میری باطنی شورش کا معالج ہو جائے اور اس راہ سلوک کی وحشت و نفرت مجھے اس راستہ سے پلٹا نہ سکے۔ افسوس کہ میری جان نازک غیر متحمل تجھ سے ہٹنا نہیں چاہتی اور خیال واپس ہونے کا جنون خیز ہے۔ کیونکہ اس راستہ کی مُصیبتوں کے برداشت کرنے کی نہیں۔ نظم:-

پختہ تن کے تم تلوّن چھوڑ دو — رہنما چوں جست روشن بنو
اپنی آنکھوں سے بھی چھپ کر کام کر — چشم بد کا تا نہ ہو اُس پر اثر
پیش شاہان خوف جان ہے بیگماں — ذی ہمم کو صبر پر اس پر کہاں
پنبۂ وسواس جب کانوں میں ہو — پھر صدائے غیب کیسے سُن سکو
تب سنو گے چرخ سے غیبی صدا — کر دیا اُس کو جو کانوں سے جُدا

یہ امر تجھ کو کہیں گرداب حیرت میں نہ پھنسا دے کہ عالم والے تو اس راہ تجرد میں سرگرداں ہیں۔ اور تو تنہا ان منازل کو طے کر رہا ہے۔ نظم:-

جب نہیں ٹوٹا تو کیوں باندھا ہے سر — خوش رہیگا چند دن کوشش تو کر
کر دیا ہے معرفت کو جب نہاں — جسکو دیکھو ہے وہ اک جانب رواں
دیکھنا ہے جو مسبب کو عیاں — وہ سبب پر دل لگائے گا کہاں
کیوں نہ ہو ہر نظر پردہ سبب — دید صنعت کے مناسب کب ہیں سب
رخنہ انداز سبب ہو گر نظر — پھینک دے بیخ سبب کو کھود کر
جب مسبب ہے خدائے لامکان — ہیں عبث پھر سعی و اسباب جہاں
پختگی یہ ہے کہ تو دھوکا نہ کھائے — خوبی دُنیا کے دم میں آ نہ جائے
مثل نابینا سمجھ کے رکھ قدم
تا نہ ہو گر پڑنے کا تجھ کو الم

افسوس کہ یہ حیران کردہ معرفت اب تک باتوں ہی میں اپنا علاج سمجھ کے جلائے امن خموشی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

Marfat.com

ترجمہ نظم۔ عمل تو مردوں کے حصہ میں آگیا اور ہم باتوں ہی میں پھنسے ہیں۔ یہ کیا مصیبت ہے۔ صوفی کا دفتر تو کتاب و حرف نہیں ہوتا۔ اُس کا تعلق تو اُس دل سے ہے جو برف کی طرح سفید ہو (یعنی دل روشن) دنیا والوں کا توشہ تو تحریرات ہیں مگر صوفی کا زاد تو فیوضات الٰہی ہیں +

صفحہ ۱۹ - ۳۳۵

ہزاروں میں سے صوفی تو بہت تھوڑے ہیں۔ دوسرے مصنوعی صوفی انہیں حقیقی صوفیوں کی بدولت زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر تجھ میں زندگی ہے تو یہ حقیقی عشق تلاش کر۔ ورنہ تو بندۂ زمانہ متغیر ہے۔

خطبہ بیاض ایک تازہ جنون نے دل پریشان کو اس بیاض کے جمع کرنے پر لگایا۔ اور مجھ بندۂ خواہش کہ بارگاہ محبت الٰہی میں سنگسار شرمندگی بنایا میں نہیں جانتا کہ میرا یہ دل ہے یا میرا دشمن جان ہے۔ میں ابوالفضل کو جو بتقدیر الٰہی محل اجتماع اضداد ہے کیا کہوں۔ اگر میں اُس کی پستی کو لکھوں تو اُس کی پست ہمتی اور کم فطرتی کے گڑھے کی گہرائی بارگاہ خرد کے دُور بینوں کے خیال میں نہ آئے۔ اور اگر اس کی عالی فطرتی و بلند پروازی و دُور بینی و تیز روی کی شرح کروں تو زمانہ اور زمانہ والوں کے معدہ فاسد میں وہ کہاں سمائے۔ بہرحال وہ شخص بہت ہی عجیب ہے جو ٹھیکریوں کو موتیوں کے عوض میں بیچے تو نفع میں رہے۔ اور اگر موتیوں کو ٹھیکریوں کے عوض میں دیدے تب بھی نفع سمجھے الحمد للہ کہ عنایت خدا سے وہ ایسا تونگر دل ہے کہ زمانہ کے مالدار اُس کے مفلس گداگر ہیں۔ یعنی بڑے بڑے عالم اُس سے استفادۂ علم کرتے ہیں نہ دوستوں سے اُس کے دل پر کوئی بند اور نہ دشمنوں کو اُس سے گزند ہے۔ دشمن اُس سے فارغ البال ہیں اور دوست اُس سے خوشحال ہیں۔ افسوس میں یہ کیا کہہ رہا ہوں۔ اُس کی جائے معاملہ میں کہ مقام رواج بازار تمیز ہے۔ نہ دوستی کام آتی ہے اور نہ دشمنی کچھ ضرر پہنچاتی ہے مختصر یہ ہے کہ جس چیز کی وجہ سے عمداً و قصداً بلندی فطرت سے پستی نفس کی طرف آ کر زمانہ کی مزاج شناسی پر خوش رہتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس دنیا کے عاشقوں میں سے سمجھتا ہے وہ اس بیاض کے مسودات ہیں۔ چونکہ اس معاملہ کا تعلق حقیقۃً خدا

Marfat.com

سے ہے۔ لہذا کوئی ضرورت کسی عذر کی نہیں ہے کہ میں کیوں عاشق دنیا ہوں اور جب اہل دنیا میں داخل ہو کر ان سے معاملات پیش آتے ہیں۔ تو پھر ایسا عذر جو دشوار پسندان مغرور کے پسند ہو میرے پاس نہیں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ خموشی اختیار کی جائے لہذا جو کچھ مقتضائے وقت ہو اُس پر عمل کر کے (یا جو بادشاہ وقت حکم دے اُسے بجا لا کر) لوگوں کی نفرین و آفرین کی پرواہ نہ کی جائے۔ تاریخ آغاز اس سرمایہ جنون (مراد بیاض) کی ۲۲ رجب ۹۹۸ھ ہے۔ یہ خطبہ دار الخلافت لاہور میں لکھا گیا۔

آغاز بیاض آج کا دن کہ زمیاد یعنی ۲۸ تاریخ ماہ الٰہی ۳۷ جلوس اکبر اور منگل کا دن ۱۴ محرم ۱۰۰۱ھ کی ہے میدان فرحناک کشمیر میں ایک نیا جنون دماغ میں سمایا۔ اور اس پریشان حال صحرائے نمکزار طالب معرفت کو حرص سخن گزینی و خریداری منتخبات خود اس بات پر لائی کہ اپنے خیالات کی ایک بزم رنگین آراستہ کرے یعنی اپنے خیالات کو لکھے۔

صفحہ ۲۰ صفحہ ۲۳۶ نولکشوری

اور چند ورقوں کو کہ جنہیں عرفاً یا مجازاً بیاض کہتے ہیں اور زبان تحقیق میں اُس کا نام مالیخولیا نامہ رکھتے ہیں۔ سیاہ کرے (لکھے) اور ایسا کر کے اپنے تردد و اضطراب کی حالت کو میدان بصیرت و حکمت کے دوربینوں کے خاطر نشین کرے۔ اے اللہ اُسے خیالات فاسدہ کی کشاکش سے نجات دے۔ مجھے اپنے حافظہ پر بھروسا نہیں ہے۔ پھر تکرار سے بچنے کی ذمہ داری کیونکر کروں (یعنی ممکن ہے کہ یہ بات میں مکرر لکھ رہا ہوں) اور حالت بھی میری سنجیدہ نہیں جو اپنے پسندیدہ پر درستی یا مقبولیت کا اعتماد ہو۔ نظم:۔

خوش نصیبی دیتی میرا ساتھ اگر — اس طرف مائل نہ ہوتا عمر بھر
دل میں آتا ہے کیا میں نے گناہ — جو کئے اوراق پہ میں نے سیاہ

اگرچہ ان اوراق کے لکھنے میں محرک خاطر اپنے مناسبات طبع کا انتخاب و نقل تھا لیکن اُس کے دیر میں ہاتھ لگنے اور مشکل سے حاصل ہونے کی وجہ سے۔ اور نیز میرے اہل دنیا مال پرستوں میں داخل ہونے اور انہیں کے ساتھ محشور ہونے کی وجہ سے ان کی مرغوب باتوں میں سے بھی جو کثرت سے ملتی رہتی ہیں۔ جو پسند طبیعت تھیں فطرت کی پسندیدگی کے ساتھ مگر خلاف اپنی روش اور مذہب کے لیکر اس مسودہ میں داخل کر لیں۔

Marfat.com

دیباچۂ بیاض ابوالفضل بن مبارک کہ مدد خدا سے مرتبہ صلح کل سے بلند تر ہو کے گروہ مخلوق کے ساتھ نرد محبت کھیلا کرتا ہے۔ اس لئے برادران فطری کے لئے ایک بیاض تیار کر رہا ہے اور ہم صحبت آشناؤں کے لئے بھی چند ورق سیاہ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف مشغول رکھ کے فارغ البال کر دے۔ اللہ کافی ہے۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہوس و حرص ہے۔

عنوان بیاض صاحبان دانائی اور اہل پند و نصیحت پر پوشیدہ تر ہے کہ ان دنوں موافق نوشتہ تقدیر گوشۂ عزلت سے نکل کر تعلقات دنیوی میں آ پڑا ہے۔ اور ہمیشہ سستی و کاہلی میں زمانہ کے بھائیوں پر سبقت لے گیا ہے۔ اگرچہ کوتاہ بینوں کی نگاہ میں ترفع و جاہ دنیوی غیر ثابت کہ محل حسد اکثر برادران شریک آب و گل کا ہے پا لیا ہے لیکن درحقیقت بلند نظر لوگوں کی نگاہ میں بازار نفس الامری کے اہل بازار کا بازیچہ بن گیا ہے یعنی اہل حقیقت کی ہنسی کا باعث ہو گیا ہوں۔ پناہ میں رکھے۔ اللہ ہمارے اور اہل دُنیا کے شرّوں سے چند کتابیں کہ یہ کتاب بھی اُنہیں میں سے ایک ہے۔

صفحہ ۲۱۔ صفحہ ۲۳۷ نولکشوری

مختلف وقتوں میں سیاہ کی جاتی ہیں۔ یعنی جو چند کتابیں میں لکھا کرتا ہوں اکثر اُن میں سے بظاہر خوب اور غیر مفید ہیں معلوم نہیں کہ سواں حصہ بھی اُس کا پسندیدہ کسی ایسے دل کا ہوگا۔ کہ زمانہ کا ہاتھ اُس کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور یہ خواہش پسندیدگی یا جمع آوری بیاض اور قسم جنون ہے۔ جیسا کہ مثل میں ہے۔ جنون کی بہت سی قسمیں ہیں۔ نوشتہ بندۂ کمتر ابوالفضل بن مبارک خدا اُن دونوں کو معاف کرے ۹۹۲ھ میں لکھا گیا۔

اللہ اکبر جس چیز کو باعث تجلّی دل سمجھ کر کشکول کے پاس نہ ہونے میں اُس سے تسلی حاصل کیا کرتا ہوں جب غور کے ساتھ دیکھا تو اُس کو اجزائے کجکول میں لکھنے کے قابل پایا۔ جس طرح اپنے آپ کو اُس کے نظارۂ جمال سے محروم رکھنا مناسب نہ سمجھا اُسی طرح ان اجزائے کجکول کو جو بظاہر مخالف اور بباطن موافق ہیں۔ اس وادی ایمن سے دُور رکھنا پسند نہ آیا۔ لہذا اس خزانۂ اسرار الٰہی کا خزانچی بن کر ہر روز کا روزینہ اُس میں سے دل دانا کے لئے مقرر کر دیا۔ اور اس گنجینہ اسرار کو اپنے روز تنہائی کا ہم نشین و ہمدم

Marfat.com

جان کر دکہ وہ روز تنہائی میری خاطر دُور اندیش کا مطلوب ہے) عالم دنیا کی بزم آرائی کا منصب اُس کو دے دیا۔ یعنی وہ اسرار الٰہی میری خلوت میں میرے انیس ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ مجموعہ زمانہ تنہائی میں غیر مانوس بیگانوں کی طرح نہ ہو یا زمانہ کے آشنایوں کی طرح عدم محبت کا برتاؤ نہ کرے اور انیس محفل دل و ہم نشین مجمع جان ہو کر اندوہ شادی سے کہ یہ دونوں نالائق بیٹے خوف و رجا کے ہیں۔ اُن سے حفاظت کر کے میرے نفس و روح کو مناسب و نامناسب طبع کے ہاتھ نہ بکنے دے۔ نظامی ؎

متاع گراں مایہ حاسد نہ ہو　　اگر ہو بجز عیب حاسد نہ ہو

سبحان اللہ یہ کس قسم کا جنون میرے دل میں سمایا ہے۔ میں جو ہمت عدم خواہش میں رکھتا ہوں۔ اور کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ اُس ہمت سے مجھے بچا کھچا نہ ملتا ہو۔ پھر میں یہ بے ہودہ کیوں بکتا ہوں۔ اور اس گمراہی کا مجھے کیوں خیال ہوتا ہے۔ اے ابوالفضل اگر کوئی تجھے نہیں پہچانتا تو تُو خود تو اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ اے عقل عطا کرنے والے (خدا) عقل پر ناز اور اعمال پر پھولنے سے باز رکھ کر خواہش اور بے خواہش دونوں سے چھڑکارا دے کر اور خودی سے محروم کر کے بقا باللہ کے مرتبہ سے ملا دے۔ سنہ ۹۹۵ھ میں لاہور میں لکھا گیا +

اللہ اکبر راقم ان سطروں کا (ابوالفضل) حالت جنون میں گروہ بلند مرتبہ اہل تصوف کی باتیں لکھا کرتا تھا۔ اور نادانی سے اپنے آپ کو اس گروہ صوفیہ میں شامل سمجھ کر مرتبہ علم الیقین سے مرتبہ عین الیقین میں آیا ہوا خیال کرتا تھا +

صفحہ ۲۲-۲۳۸ نولکشوری

آخر کار مدد خدا سے جہل مرکب (اپنے آپ کو صوفی سمجھنے) سے جہل بسیط کی طرف آگیا۔ اُمید کہ اب علم سیکھ کر عمل کی طرف مائل ہوگا +

دیباچہ بیاض معاملات (دنیا میں رہ کر) تعلقات معاملات دنیوی سے اور پھر اپنے کاروبار سے اپنے آپ کو روکنا چونکہ فطرت کے خلاف بلکہ نفس بشری کے خلاف راہ چلنا ہے۔ اس زمانہ میں خواہ دنیا کے پست ہمتوں کی طرح یا بحسب تقدیر و اتفاق عاشقان دُنیا کے گروہ بے شکوہ میں منسلک ہے۔ لہٰذا اپنے کام کی درستی کی طرف

Marfat.com

مائل نہیں ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ اس انہماک دنیا کو کثرت امید و شورش ہوس و وفور حرص پر محمول کر کے اپنی درستی نفس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بیسویں رمضان ۹۹۸ھ میں کہ میرا دل دوربین عالم اور اہل عالم پر حکیمانہ نظر ڈال رہا تھا۔ اور زمانہ اور زمانہ والوں کے نفع و نقصان کی خرید و فروخت کی بازار میں بیچنے والوں اور خریداروں کے مکنونات خاطر اور ان کی طرح طرح کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کے موافق سامان (معاملات) کا مطالعہ کر رہا تھا تو چند باتیں میں نے نکالیں کہ اُن کا لکھنا "جو فروشاں گندم نما" سے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ بہت کچھ اُدھیڑ بن کے بعد یہ بات قرار پائی کہ کلیات امور کو جانچ کر کچھ قوانین جزئی منضبط کر دے اور برائے نصیحت و حفاظت معاملات چند ناصح مقرر کر دے تاکہ اگر تھوڑی دیر بھی اس دنیا میں جو کاروانی کی سرا اور پاسبانی کا گھر ہے لوگ فرصت دیں تو اپنے معاملات کو بھی درست کر لوں اور اس نفس امارہ کے لئے بھی کہ توفیق الٰہی کی وجہ سے سرزنش عقل سے لوہے کی لگام میں بندھا ہوا ہے اور آرائش دنیوی سے اجتناب کر کے ایک بزرگ (اکبر۔ یا عقل و نفس ناطقہ) کے عطیہ کے سوا کسی دوسری چیز پر نگاہ تک نہیں ڈالتا ہے (اُس ضابطہ ناصح کی وجہ سے) اس مرد فریب نامرد معشوق یعنی دنیا پر نظر التفات ڈالنے کے لئے ظاہری حسی رکاوٹیں بھی حاصل ہو جائیں۔ اور وہ خواہش بھی جو از روئے بشریت و فطرت و پستی ہمت و طبیعت مجھے ستاتی رہتی ہے ختم ہو جائے۔ (صحیح مرا میر نجاند انجامد) تاکہ ایک مرتبہ محبت کرنے والے فدویوں کی جماعت کو جمع کر کے اپنے رہنما و ہادی اور بادشاہ (اکبر) کی خدمت سزاوار اپنے حوصلہ کے موافق کر سکے۔ اور ایسی مردانہ جنگ کرے کہ کارکنان بے انصاف کو بھی سوا انصاف کے چارہ نہ ہو (یعنی مجبوراً میری نبرد مردانہ کو مان لیں) تاکہ عقل اور فہم شناسی اس سرکردۂ خدا (اکبر) کی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ کہ اکبر نے خوب سمجھ کے یہ خدمت ابوالفضل کے سپرد کی۔ اور دوسرے لوگوں کی ہدایت کا باعث ہو تاکہ میری طرح دلدہی کے ساتھ اکبر کے خدمات انجام دیا کریں ❖

صفحہ ۲۳-۲۳۹ نولکشوری

اور جن کے اندیشہ کی آنکھ کوتاہ بین ہے (جس کی وجہ سے ہمیشہ خلوت میں طعنہ کی زبان کھولا کرتے ہیں کہ ہم ایسے پرانے نوکر جنگ آزمودہ کے ہوتے ہوئے ایک ناتجربہ کار

Marfat.com

(ابوالفضل) کو کمینگی و پستی کے حضیض سے اُٹھا کر لیاقت و قابلیت کے اوج و بلندی پر لے جانا اور سردار سپاہیوں کے ہیئت و لباس (زمرہ) میں لے آنا کیا مناسب ہے) اُن کے دل و زبان پر بھی قفل لگا کر شرمندگی کے پسینہ میں انہیں نہلا دیا جائے یعنی خدمت شائستہ جنگ کر کے معترضین کو چپ کر دیا جائے۔ اور توفیق الٰہی کی رہنمائی سے اس بادشاہ عالی کے شکر نعمت کے بار سے بھی سبکدوش ہو کر میرے لئے ان نادانایاں دنیا کے گروہ میں آدمیوں کی ایسی زندگی بسر کرنے کا سامان میسر ہو جائے اور اس خواہش اعلیٰ کے اسباب جو عمدہ بیان کی ہوئی ترکیب سے مُہیّا ہو گئے ہیں۔ سرانجام پا کر (ابوالفضل) کامیاب ظاہر و باطن ہو جائے اور اگر اس خدمت کے انجام دینے کی مہلت لوگ نہ دیں اور اس باغ سے گلچینی کا موقع ہاتھ نہ آئے۔ آپ ہی بتائیے کہ عمدہ ارادہ کے پورا کرنے کی حالت میں اس دُنیائے غدار سے رخصت ہونا بہتر ہے یا غفلت میں رہ کر پردۂ عدم میں چھُپ جانا لہٰذا یہ کام (قرار دادن ضوابط جزئیہ) صحیح ارادہ کی بنا پر نہ اُمیدوں کے پورے ہونے کے وثوق کی بنا پر باوجودیکہ ہر بار قوی مانع پیش آتے رہتے تھے شروع کر ہی دیا گیا۔ ہمارا کام کوشش کرنا ہے اور توفیق اللہ کی طرف ہے۔ نوشتہ ابوالفضل بن مبارک خدا اُن دونوں کو معاف کرے +

اللہ اکبر جب میرا دل سُست قول بے عمل سے شرمندہ ہؤا۔ اور کشکول سے شرما کے اُسے اُٹھا کے طاق پر رکھ دیا۔ (کیونکہ اُس میں ایسی ہی باتیں درج ہیں جن پر میرا عمل نہیں) اور میرا دل آوارہ گرد چونکہ بیاض کا خوگر ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس بیاض کو اپنی ہم صحبتی یا ہم نشینی یا نصیحت پذیری کے لئے اختیار کر لیا ہے۔ اللہ ہماری راہ راست کی طرف ہدایت کرے +

یہ عبارت پشت کتاب کیمیائے سعادت مصنفہ امام غزالی پر ابوالفضل نے لکھی ہے

نظم

کہہ گیا یہ بات کوئی ذی ہُنر — جو زمانہ میں رہے گی یادگار
کیمیا مطلوب ہے تجھ کو اگر — بے تکلف کر زراعت اختیار
زرع کا دو ثلث اگر ہوتا ہے زر — ثلث باقی کا بھی ہے زر میں شمار

دیگر شعر: کیمیا درکار ہے تو کر زراعت بے خطر — زرع کا دو ثلث زر ہے ثلث باقی بھی ہے زر

Marfat.com

شرح شعر۔ زرع کھیتی۔ لفظ زرع میں تین حرف ہیں۔ دو ثلث یعنی دو حرف اوّل اُس کے زائے معجمہ اور رائے مہملہ ہیں جن کا مجموعہ زر ہوتا ہے۔ باقی ایک ثلث یعنی تیسرا حرف لفظ زرع کا عین مہملہ ہے اس سے اُس کا اسم عین مراد ہے۔ اور عربی میں لفظ عین کے بہت سے معنوں میں سے ایک معنی زر کے ہیں۔ لہٰذا زرع (کھیتی) ہمہ تن زر ہی زر ہے۔ پھر زراعت کیمیا نہ ہوئی تو اور کیا ہے ؎

اے بھائی (ابوالفضل یا نفس امّارہ) تو یہ کیا بیہودہ بکتا ہے کہ زراعت یا کیمیا اچھی چیز ہے ایسا نہیں بلکہ حرص کے معدہ کو جو چیز بھر دے اور وجود کے تانبے کو زر خالص بنا دے۔ ایک مرتبہ میں (یعنی علم اخلاق اور شریعت میں) تو قناعت ہے اور ایک رتبہ میں (یعنی حکمت میں) صلح کل ہے۔ اور ایک حالت میں (یعنی مرتبہ انسانیت و نیک نفسی میں) محبت کائنات ہے۔ اب رہا چوتھا مرتبہ وہ مذہب تحقیق ہے۔ اس مرتبہ کو تو عارفان حق بھی نہیں پہنچتے ہیں تو پھر ایسی مخلوق جو دنیا میں مبتلا ہے اُس کا کیا ذکر۔ اس درگاہ تحقیق میں تو صلح کل مرتبہ کفر پر اور محبت کائنات ضلالت و گمراہی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بزرگ ولیوں نے فرمایا ہے کہ "نیک لوگوں کی نیکیاں مقربان بارگاہ الٰہی۔ کے حق میں بدیوں کا مرتبہ رکھتی ہیں" ؎

صفحہ ۴۲ صفحہ ۴۳ نوٹ کشوری

اے مخاطب تیرے دل قابل رحم میں یہ خیال نہ آئے کہ عدم توجہ بخدا کے کیا معنے ہیں اور اس وجہ سے بطلان کے دوزخ میں تو گر پڑے۔ اے بھائی بیچارہ ممکن کے لئے اور ایک ذات واجب منجملہ محال ہے۔ اور طلب محال ایک کار عبث ہے۔ لیکن ایسے مسکین ممکن کے لئے ممکن ہے جو ہم نشینی نفس ناطقہ سے مشرف ہو۔ اور علم رائج کو حاصل کر کے پہلے تو اس سے اپنے آپ کو پاک کر کے پھر فضائل سے آراستہ ہو کر مراتب علمی پر فائز ہوا ہو۔ اور پھر حسن و قبح اشیائے سے تجاوز کر کے کہ محض اعتبار ی ہیں حسن سیرت اور سیرت کو جو کہ ایک جمال ہے نظر انداز کر کے تخلیہ دل پر آمادہ ہوا ہو (یا سعادت یافتہ ہوا ہو) تو پھر ایسے شخص کی نزہت گاہ خاطر میں مخلوق و خالق دونوں کی جگہ نہیں ہوتی ہے کیونکہ محو مطلق ہو جاتا ہے۔ پاک ہے اللہ برتر و بزرگ۔ نوشتہ ابوالفضل بن مبارک در شہر لاہور سنہ ۹۹۶ھ

Marfat.com

انتخاب اختتام مثنوی تحفۃ العراقین خاقانی شروانی

موجد سخن اور معنی کا ایجاد کرنے والا خود سرائی کی باتیں کرنے والا خاقانی کہ جس نے دنیائے پر فریب کے سنائیش آباد میں امرت کو زہر کے ساتھ اور زخم کو مرہم کے ساتھ ترکیب دی ہے اور اس کا نام تحفۃ العراقین رکھا ہے۔ اگر مدح و ثنا پسند کرنے والے اہل عراق اسکی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور اسے ایک تحفہ شئے مان کر اس کی پرستش کریں۔ تو کیا تعجب کی بات ہوگی، کمال ہے کوئی سردار اہل تمیز یا جویائے تمیز تاکہ اس کتاب کے بارہ میں مذاق حقیقت کے موافق چند باتیں کہے۔ کہ جس سے عالم مطمئن میں شور و شر کا نتیجہ نہ پیدا ہو۔ لہذا یہی بہتر ہے کہ میں بھی تمام آدمیوں کی طرح اس کتاب کی کمند عشق اپنی گردن میں ڈال کر پس خوردہ کھانے والا ہو جاؤں اور اس ناگوار جوارش سے (تحفۃ العراقین سے) جو پیشانی عقل کے لئے داغ اور نفس بشریہ کی پیشانی کے لئے نور چراغ ہے۔ کچھ اپنے کچکول میں جسے محل خاص پر اور زبان مخصوص میں ابوالحرص کہتے ہیں لائے (یعنی کچکول میں اس کا کچھ انتخاب لکھ لیا) دار و کی جگہ آرد اچھا ہے، ممکن ہے کہ معدۂ حرص اس سیاہ کرنے والے کاغذ اور تباہ کرنے والے دل (ابوالفضل) کا تحریر و بداعمالی سے سیر ہو جائے دیا اس کی سیاہ کاری ختم ہو جائے، اور کتاب سے صرف نظر کر کے مضمون کی طرف مشغول ہو جائے اور نقش سے نقاش کی طرف مائل ہو جائے۔ المختصر بہر حال اپنی خرد و فطرت کی خواہش کے موافق کہ وہ بھی درحقیقت مقاصد طبیعت سے ہے یا بموجب تلاش طبیعت کہ لباس خز میں سیدھے سادے لوگوں کو دھوکا دیا کرتا ہے۔ یا بہ لحاظ دیگر اس تحفۃ العراقین سے جو کچھ بھلا معلوم ہوتا ہے یا ہم صحبتاں زمانہ کی طبیعت کی ضیافت کے لئے جو مناسب معلوم ہوتا ہے اپنے دوسرے منتخبات میں اسے بطور ضمیمہ شامل کئے لیتا ہے۔

صفحہ ۲۵ مبارک علی ایڈیشن صفحہ ۱۴۲ نولکشوری

اے اللہ اس کو اپنی طرف مشغول رکھ کے موجودات سے جو بازار پریشانی ہیں بچائے رکھ۔ اللہ کافی ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے ہوس ہے۔

Marfat.com

مجموعہ مشتمل بر نظم و نثر شیخ فیضی

الحمد للہ کہ یہ مانی کا ارژنگ جو دشوار پسندوں کا دل نشین اور نکتہ سنجوں کا برگزیدہ ہے یعنی مجموعہ فیضی تیار ہو گیا۔ اور خدا کی مدد سے جو معانی کا خزانہ کھول دینے والا ہے۔ یہ عجیب و غریب کتاب کہ سرمایۂ عیش بیداردلاں اور سوئے ہوئے نصیب والوں کے لئے افسانۂ خواب ہے فراہم ہو گئی۔ چونکہ یہ پریشان خاطر (ابوالفضل) کثرت خدمت اور زیادتی خدمتگذاری سلطان عارفان (اکبر) سے (جو زینت دینے والے تخت ظاہر و باطن کے۔ سکندر کا ایسا شکوہ اور ارسطو کی ایسی دانش والے تحقیق کے منقش کرنے والے اور تقلید کے پگھلانے والے جیتر و تاج کو بلند کرنے والے کشور و اقلیم میں بادشاہ بنانے والے ہیں۔ ترجمہ اشعار

اُس کے کینہ اور اُس کی محبت میں چیونٹی کے پاؤں کا فرق ہے یعنی اس کا کینہ بھی مہر ہے۔ اُس کے سر اور آسمان میں بال برابر تفاوت ہے یعنی آسمان کا ایسا سر بلند ہے۔ اُس کے چلنے سے اُس کی راہ میں سے جو مچھر اُڑے اُس کے لئے سرنگوں بارگاہ ہونا سزاوار ہے)

رسمی حکمت دانش کی طرف جیسا کہ مشغول ہونا چاہئے تھا منہمک نہ ہو سکا۔ اور اس خدمت گذاری کو اپنی خوش بختی کا سرمایہ اور سعادت اندوزی کی اکسیر جان (اپنی تمام جوانی کو اس کار بزرگ میں صرف کر دیا۔ اور حکماء کی باتوں کے انتخاب پر دل نہ لگاتا تھا۔ یہاں تک کہ زمانہ شعبدہ باز اور چرخ فتنہ پرداز نے دسویں ماہ صفر ۱۰۰۴ھ ہجری میں واقعۂ صبر شکن و جانگداز برادر نیک اعمال کا (یعنی سانحۂ مرگ فیضی) جو رہنمائے جویائے حقیقت۔ اور حکمت سکھانے والے زمانہ کے۔ ہنگامہ آرائے تیغ و قلم (یعنی ادیب و بہادر) جھنڈا بلند کرنے والے انسانیت و مروت دلیری کے۔ نامرادوں کی مراد پوری کرنے والے۔ زمانہ کے زخمدلوں پر مرہم لگانے والے اکبر شاہ اسرار کے خزانچی۔ وزیروں کے دستور العمل۔ بیت:۔

اُن کا چہرہ اُن کی رائے سے جب روشن ہوا تو آفتاب کو اُس نے کار آفتاب (منور کرنا) سکھایا +

ہیں۔ ظہور میں لایا۔ یعنی جب گردش سپہر بے مہر سے واقعہ مرگ فیضی دنیا میں پیش آیا۔ دانش آموز لوگ تیرہ روزگار سی میں بیٹھے یعنی غمگین ہوئے۔ اور جویائے حقیقت حقیقت جوئی کے ماتم میں بیٹھے۔ یعنی فیضی کیا مرے حقیقت پژوہی مرگئی عیش و عشرت نے سر دیوار سے

Marfat.com

ٹکرایا دیا زندگانی ختم ہوگئی اور نقش فرخندگی تختۂ روزگار سے چھیل ڈالا گیا۔ اگر اتنی قوت ہوتی کہ آسمان سے لڑ سکتا اور زمانہ سے اُلجھ سکتا تب مجھے چین ہوتا۔ جب اس پرانے خیمہ (آسمان) کا تانا بانا توڑ کے پھینک دیتا اور رات اور دن کے پیوند کو جو راحت کی بانجھ اور رنج کی حاملہ ہیں توڑ پھوڑ ڈالتا۔ قطعہ:۔

صفحہ ۲۶ صفحہ ۲۴۲ نولکشوری

اس نیلے خیمہ (آسمان) کی طرف جانے کا اگر مجھے راستہ ملتا۔ تو اس وقت اطمینان سے بیٹھتا جب اس کی رسیاں کاٹ کے پھینک دیتا۔ اور اسے ڈھا دیتا جس طرح آہ مظلوم آسمان تک پہنچتی ہے اسی طرح میرا ہاتھ اگر آسمان تک پہنچتا (یعنی اگر میرا بس آسمان پر چلتا) تو اُس کا سارا بند طلسم توڑ پھوڑ ڈالتا۔

نہیں نہیں آسمان تو خود اہل زمین پر (جو سوگوار فیضی ہیں) شفق سے خون کے آنسو رو رہا ہے اور زمانہ اہل زمانہ سے زیادہ پریشان حال ہے۔ قریب ہے کہ آسمان سے حرکت جاتی رہے (یعنی قیامت آجائے) اور اوراق سال و ماہ کے لپیٹ ڈالے جائیں یعنی زمانہ ختم ہو جائے جیسا کہ خاقانی مثنوی تحفۃ العراقین میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ نظم۔ اب یہ وقت ہے کہ زمانہ ختم ہو جائے۔ اور عدم کا سیلاب دروازہ سے داخل ہو۔ یہ بھی وقت ہے کہ ستاروں کے گھوڑے نعل اور سُم دونوں گرا دیں۔ یعنے قیامت آجائے۔

استغفر اللہ میں یہ کیا بک رہا ہوں وہ حکیم ظاہر و باطن جس کا نفس معجز نما دُنیا کے مُردوں کو حیات جاودانی دیا کرتا تھا۔ اُسے عار موت کب لاحق ہو سکتی ہے۔ صرف یہ بات ہے۔ کہ دُنیا والوں کی بے شرمی و جنگجوئی کی وجہ سے اس سرائے عاریتی (دُنیا) سے اس نے مُنہ موڑ لیا ہے۔ اور پُرانی تمنّا آسمان والوں کی پوری کر دی۔ تاکہ دُنیا والے بھی (بمفاد قدر نعمت بعد زوال) اُس کی کام بخشی کا اندازہ اور اُس کی آزاد منشی کا تخمینہ کر سکیں۔ اور آسمان والے بھی اُس کی نیک بختی اور دانش سے از سر نو مستفید ہوں۔ ترجمہ قطعہ

وہ حکمت و بصیرت کے آسمان کا آفتاب تھا۔ اب اُس نے موت کے بادلوں میں اپنا حسین چہرہ چھپا لیا ہے۔ وہ تو بمنزلہ روح کے تھا۔ اور روح کے لئے موت نہیں۔ لہذا

Marfat.com

میں زندہ کا مرثیہ کیونکر کہوں ؟

اس تیرہ بختی اور مردگی عیش کے زمانہ میں دل زخمی و رنجیدہ نے اپنی سمجھ کے موافق پرانی نظم و نثر کی کتابوں سے انتخاب کر کے ایک مجموعہ تیار کیا ہے۔ ممکن ہے کہ بیماری جان غمگین و دل اندوہگین کچھ علاج قبول کرے۔ اور اس مرگستان موافقت و خزاں دوستداری (دُنیا) میں ایک ہم زبان موافق اور ایک ایسا غمخوار رہا کہ جس کا پتہ انسانوں میں نہیں لگتا میسر ہو جائے۔ اور نفس دیوانہ فطرت اور بجز و فریب کے لئے کہ ہمیشہ آزادی کے قافلہ کا لٹیرا ہے۔ (اُس کے لئے یہ مجموعہ) ناصح فصیح زبان کا کام دے۔ افسوس کہ یہ انتخاب کا بڑا کام جس میں دانا اور ہوشیار بھی چوک جاتے ہیں۔ مجھ ہندی نژاد پریشان روزگار کی قوت سے باہر ہے۔ لیکن میرے بھوکے دل نے معنی کی اشتہا کی وجہ سے موتیوں کی جگہ ٹھیکریاں اور کنکریاں چُن کر مشکل پسندوں کے لئے سرمایہ خجالت تیار کر دیا ہے۔ اور دل ناعاقبت اندیش نے کلام کی پیاس (شوق) کی وجہ سے سراب کو سمندر جان لیا۔ لہٰذا مطعون باریک بیناں معترض ہو گیا + ترجمہ بیت

جس کو تو یاقوت بتاتا ہے وہ شیشہ ہے پھر پرکھ والے جوہری کے ہاتھ اسے کیوں بیچتا ہے

اللہ اکبر ابو الفضل بن مبارک کہ میدان شہود کے تیز رو اور بارگاہ وجود کے دُور بینوں (صوفیوں) کے کلام پاک کے دیکھنے سے خیال باطل میں پڑ گیا تھا۔ اور اپنے آپ کو ہستی کی وحشت جا کے مطمئن لوگوں میں سے جان کر اس گروہ بلند مرتبہ صوفیہ میں منسوب قرار دیتا تھا اور نفس مکار نے مرتبہ صلح کل سے بڑھا کر محبت عامہ کے مرتبہ تک پہنچا کے بزم مدعی کے مسندوں میں سے اُس کا ہونا اسے بتا دیا تھا (واماندہ بود صحیح دانا ندہ بود)۔

صفحہ ۲۷ صفحہ ۳ سے ۲۴ نولکشوری

کہ یکایک حسن سانبھری کا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا۔ جن کو نفس بیہودہ خیال اپنے مخصوص ہم طریقوں میں سے اور اور مصائب زمانہ ترک تعلق سمجھتا تھا۔ ان کی موت سے اطمینان خاطر کا سر پتھر سے ٹکرایا۔ (اطمینان جاتا رہا) اور دل جو ہم آغوش رضا و تسلیم تھا۔ اُس کا پردۂ ناموس پھٹ گیا۔ کبھی تو نفس امارہ کا گناہ دل پر تھوپتا ہے۔ اور کبھی دل کا جرم نفس امارہ کے سر لگاتا تھا۔ یہاں تک کہ دل اس نفس امارہ کی پردہ دری مہیا کرتا تھا۔

Marfat.com

اور نفس اپنی عجائب کاری و مکاری سے دل کی آرائش کرتا تھا (اس کو پھسلاتا تھا) یعنی تو پابند صبر و رضا ہے۔ اسی طرح چند دن تک اس سرگردان مکتب دانائی کو زجر و توبیخ کے ٹانچوں سے سرخرو رکھا کہ پھر یکایک اس خود سرا اور خود فروش کا (نفس کا) سر خاک مذلت پر گر پڑا۔ یعنے مصاحب حکمت و صداقت و معین معرفت و خدا پرستی میر فتح اللہ شیرازی کا انتقال ہو گیا۔ اور شور بزم اطمینان میں اور غوغا معرکہ رضا میں پہلے سے زیادہ مچ گیا۔ اور اس بے شرم کا (نفس کا) پردۂ کار بہت زیادہ پھٹ گیا (یعنی نفس کا فریب صبر و رضا سب ظاہر ہو گیا) چونکہ نفس کا پیشہ فریب اور اُس کا کام مکر ہے۔ ہزار تدبیر سے اپنے آپ کو لباس رضا میں چھپا رکھنے کا اہتمام کرتا تھا۔ یہاں تک کہ بتقدیر آسمانی معین فطرت و برادر ہمت و یار حضر و مددگار سفر حکیم ابوالفتح گیلانی مسافر ملک بقا ہو گئے۔ اور طشت ناموس اس مکار کا (نفس کا) بام سے گر پڑا۔ اور اُس کا راز فاش ہو گیا۔ اور نفس کی بازار حیلہ سازی کی بالکل کساد بازاری ہو گئی۔ یعنے جب کسی تدبیر سے اضطراب دُور نہ ہو سکا تو نفس کا فریب معلوم ہو گیا۔ کہ اس نفس مکار نے بنا بر مصلحت وقت اپنا نام دل مطمئن رکھ چھوڑا ہے۔ اور جنگ دو عالم کو صلح کل کہہ رہا ہے۔ اور ناخوشی بقدر ذرات عالم کا نام رضا رکھا ہے۔ حالانکہ وسعت آباد دل میں رضا کا گمان نہیں۔ اور صلح کل کا نشان نہیں۔ ایک مدت دراز تک گروہ عام میں ہو کر میں پائمال اندوہ تھا۔ اور ظاہر و باطن کے اندھوں کی طرح بے صبر ہو کر اظہار اضطراب و قلق کرتا تھا۔ چونکہ چشمۂ شیریں صداقت سے کام جان کو ایک گھونٹ حاصل تھا۔ لہذا مطالعہ کتب صوفیہ سے بسبب عزت اُن کتب کے اُس اضطراب سے باز رہا۔ اور اپنے کجکول سے جو ناصح بے غرض اور واعظ بے ریا ہے دُور رہا۔ اور اس بیان کو اپنے دل مشغول غم کے سامنے رکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ معاملہ پیش آیا ہے۔

صفحہ ۲۸۔ صفحہ ۲۴۴

کہ راہ تو ظاہر نہیں اور رہنما غائب اور ناتوانی کثیر اور دشمن (نفس امارہ) پیرہن (پہلو) میں لہذا بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔ اور اپنے حدود اندازہ سے باہر

Marfat.com

قدم نہ رکھنا چاہیئے۔ اور جو باتیں مناسب حالت ہوں کتب گذشتگان سے انتخاب کرکے اس بیاض سادہ میں لکھ لے اور اپنے آپ کو اے ابوالفضل جس طرح تو نے نادانی کے عالم بالا کے مقام حیرت ممدوحہ میں نادان سمجھا ہے۔ اور ظاہر بھی کیا ہے۔ اب مبتدی مکتب دانش بن جا۔ اس حالت پر تھوڑے دن بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ خواہش نفسانی یا ہدایت الٰہی نے اس گروہ فقراء کے کلام عالی کے مطالعہ پر مستعد آمادہ کیا۔ جس کو پیشوائے عارفان شیخ فریدالدین عطار نے سلک نظم میں منسلک کیا تھا۔ اُس میں سے جو مناسب وقت و حالت معلوم ہوا اسے لکھ لیا۔ اس سے فراغت کے بعد دیوان حکیم سنائی غزنوی کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے مناسب حال اور مجموعہ دانش میں سے انتخاب شروع کر دیا۔ اللہ تعالےٰ اپنے باریافتہ درگاہ اور نظر کردہ کے انفاس پاک کی برکت سے اولاً اس حیران انجمن آفرینش (ابوالفضل) کے ظاہر و باطن کو اعمال ناپسندیدہ سے پاک کرکے اپنے اطوار پسندیدہ سے مزین کر دے اور ثانیاً دوام آگاہی و حضور الٰہی سے مشرف کرکے دسدنت گاہ رضا و خوشنودی میں رکھے۔ اور ثالثاً رہبری عنایت بے نہایت سے بلند تر کرکے عالم آزادی و فراغت کلی میں پہنچا دے۔ اور محو کامل بنا کر قربت حقیقی عطا کرے۔ کابل سے پلٹتے وقت اطراف پشاور میں دسویں ربیع الاول ۹۹۸ھ میں لکھا گیا۔

خاتمہ انتخاب دیوان خاقانی

سخنان پاک صوفیہ سے حکمت سیکھنے والا حکیم خاقانی کہ جس نے اپنے سے بہتر کسی مرشد کی صحبت نہیں پائی اور مر گیا۔ اور اُس کی قابلیت ظہور میں نہ آئی اور پردہ پوشیدگی میں چھپی رہی۔ اُس کے کلام نے میری ہمت میں جوش پیدا کر دیا۔ اور میری فطرت و عقل کو پاک و صاف کر دیا۔ اور مجھ باتوں میں آئے ہوئے کو جو قدر اشتباہ میں پڑا ہوا تھا اپنے قول شائستہ و عمل مناسب سے اپنے مرتبہ کا شناسا بنا دیا۔ اور مجھ سادہ لوح کو جس نے گلیم عمل میں قدم نہیں رکھا تھا۔ اور سخن ممشناسی کی بدمستی کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑے عاملوں اور اعلےٰ معاملہ کرنے والوں میں سے خیال کرتا تھا۔ یہ بتا کر کہ میں عالم بے عمل ہوں۔ جویائے عمل نیک بنا دیا۔ کاشکے خود خاقانی کو اُس کا کلام

Marfat.com

اتنا نفع پہنچاتا۔ کہ مراتب دنیوی کے نہ حاصل ہونے کی حسرت سے نجات پاکر گلشن سرائے قناعت میں پہنچ جاتا۔ اگرچہ میرا دل بیہودہ گرد اس بات کو جانتا ہے کہ صرف باتوں سے مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور تحریر و تقریر سے سوائے دُوری مطلوب اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا ۔

صفحہ ۲۹ صفحہ ۲۴۵

لیکن بدبختی اور بدعقلی سے کسی قلعہ مضبوط کا تو کیا ذکر اہلیت کی گلی میں تو ایک گھر کی بھی بنیاد نہیں رکھتا ہے۔ اور حیرانوں کی طرح نشیب و فراز صورت و جسم و بلند و پست الفاظ و معانی کے گرد کبھی تو کامیاب اور کبھی جویائے مقصد نیک نفسی ہے۔ کچھ زمانہ تک مدارج علمی و مراتب حکمی میں خلوت خانۂ دل کو شبہ و شک کی کارروان سرا بنا کر لباس ادراک کو جو سوئی سے سیا نہیں جا سکتا اور تاگے سے ٹانکا نہیں جا سکتا۔ اپنے بے ڈھنگے جسم پر سیتا رہتا ہے۔ اور اپنے کچھ ویران وقت کو آباد سمجھ کر ایسے صوفیوں کی کتابوں سے جو اپنے حوصلہ بلند سے قربت کی چوٹی پر چڑھ کے گویا ہوئے ہیں اُن کے معلومات عینی و قلبی میں منہمک رہ کر غلط خیالی سے اپنی اس مشغولی کو مشغولی بہ خدا جان کر خلعت رعونت کو سرانجام دیتا ہے اور ہمیشہ بوجہ حیرانی و سرگردانی عربی و فارسی و نثر و نظم میں مشغول ہو کر بتہائے غیر مکر اپنے لئے بناتا ہے۔ یعنی اہل تصوف کی کتب عربی و فارسی و نظم و نثر کو دیکھ کر اُن میں سے انتخابات بلا تکرار کرتا رہتا ہے۔ فی الحال کہ انتخاب دیوان خاقانی سے فراغت ملی اور چند باتیں جو موافق فرصت مناسب معلوم ہوئیں ان سے اپنے لئے ایک بت تیار کر لیا۔ اور آئندہ دوسرے بُت کی فکر ہے۔ اے اللہ حوادث خواہش کی تیز آندھی سے اُسے محفوظ جگہ میں پہنچا دے۔ ۲۳ ماہ صفر ۱۰۰۰ھ میں دارالخلافت لاہور میں لکھا گیا ۔

خاتمہ منتخب دیوان انوری

نگارخانہ معنوی و نقش آرائے صوری یعنی عبارت و مفہوم دونوں سے خوب دیوان

Marfat.com

انوری کہ جس نے سو رنگین جال اور ہزاروں رنگ برنگ کی کمندیں واقفان ملک سخن کی گردنوں میں ڈال کر ایک شور آسمان بے تمیزی یعنی نشیب آباد دنیا (زمین) میں مچا دیا اور شراب دانائی طالب علماں کم حوصلہ کو خم بھر بھر کی دی۔ اور بازار صورت کے بزازوں (اہل سخن) کو جنہوں نے اس عالم فانی میں (کہ یہ شورش و فساد کا گھر ہے اور دیو کو رئیس بنانا اور سلیمان سے مزدوری کرانا جس کا اعلیٰ کام ہے۔ اور کسی جاہل اندھے کو کسی صاحب بصیرت پر ترجیح دینا اس کی عمدہ شائستگیوں میں سے ہے) نام بزرگی اور اسم سروری پایا ہے بدمست کر کے کبھی تعریف قبول کرنے والا اور کبھی تعریف کرنے والا ان کو بنا دیا ہے خدا کا شکر ہے کہ مجھ مخمور ہستی کو کیسے کہوں کہ اس دیوان انوری نے دانش کے جام سے کوئی جرعہ نہیں عطا کیا۔ حالانکہ اس دیوان نے یہ قطعہ جو زینت خلعت انسانیت ہے میرے پیش نظر رکھ دیا ہے۔ ترجمہ قطعہ

میں ہوں اور یہ عہد و پیمان ہے کہ قحبہ زیبائے دنیا کے ساتھ سہواً یا عمداً کمینوں کی طرح عشق نہ کروں گا۔ اگر قدرت دینے کی نہیں ہے تو کچھ پرواہ نہیں۔ الحمد للہ قوت نہ لینے کی تو مجھ میں موجود ہے +

لیکن اس دیوان سے مجھے ایسی بات ہاتھ نہ لگی جس سے میری افسردگی خمار کا علاج ہو یا شوریدگی خاطر کے مفید ہو +

صفحہ ۳۰ صفحہ ۲۴۶

جبکہ لبالب خم آسمانی یعنی دیوان ہائے حکیم سنائی و خاقانی شروانی میرے خمار بادۂ معرفت کا علاج نہ کر سکے۔ تو ان ایسے خمار افزا جرعوں سے کہ بر سبیل ندرت کلمات تصوف و حکمت اس مداح ہجو گو یعنی دیوان انوری سے ٹپکے ہیں کیا کام نکل سکتا ہے۔ الحاصل بمقتضائے پست فطرتی بشری کہ ذات میں اس جویائے راہ و دور از مقصود میں پائی

عہ اہل سخن کا استعارہ بزازوں کے ساتھ اس محل پر مجھے اچھا نہ معلوم ہوا۔ جبکہ اس جملہ میں کوئی لفظ مناسب بزاز نہیں آیا۔ اس کی جگہ اگر لفظ میخواران میکدہ ہو تو زیادہ مناسب ہوگا۔ ۱۲ مترجم

عہ بیان یہ چاہتا ہے کہ خماران کی جگہ خمار شکن ہو۔ معنے بنانے کے لئے ترجمہ میں مجھے کچھ الفاظ بڑھانا پڑے +

Marfat.com

جاتی ہے۔ اپنی حالت اور پسند کے موافق اس دیوان انوری سے کہ جس میں بجز لفاظی کے اور کچھ نہیں ہے چند باتیں انتخاب کر کے نقل کر لیں۔ اور بموجب مہربانی اعلائے الٰہی کہ میری آب و گل میں دست قدرت کی امانت رکھی ہوئی ہے۔ برادران دُنیا اور ہم نشینوں کے لئے اس بازار پُر سامان یعنے دیوان انوری سے کچھ سامان لے لیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کو دنائت بشری سے نجات دے کر اور ارتکاب نفع ذاتی سے باز رکھ کر گوشۂ گمنامی اپنی طبیعت کا طبیب بنا دے۔ تاکہ عبودیت الٰہی کا سزاوار ہو کر راہی ملک بقا ہو۔ اللہ کافی ہے۔ اور اس کے بعد ہوس ہے۔ ۵ ربیع الاوّل سن ایک ہزار ہجری میں بہ نقش نادر بمقام لاہور لکھا گیا۔

خاتمہ منتخب دیوان ظہیر فاریابی

مشیت خدا نے اپنے اس مجبور و بیکس (ابوالفضل) کو بزم رنگین عام فریب یعنی دیوان ظہیر فاریابی کے مطالعہ میں مشغول رکھ کر چند کنکریوں کو موتی ہونے کی غلط خیالی کے ساتھ سرمایہ خوشی بنا کر انتخاب کرنے کا حکم دیا۔ اے ابوالفضل تم بھی عجیب چیز ہو کبھی تو قربت الٰہی پر بھی راضی نہیں ہوتے ہو (بلکہ محو مطلق ہو جانا چاہتے ہو) اور کبھی ہستی کی پست چیزوں پر عاشق کی طرح مائل ہو جاتے ہو۔ تم جو اپنے نشیب و فراز کے مراتب کے پہچاننے میں عاجز ہو تو پھر گروہ ہائے دُنیا کی شناخت کا کیوں دعوے کرتے ہو۔ تم تو سخن گوئی کی بازار سے گوشۂ سکوت میں آ گئے تھے۔ پھر تمہیں کیا ہؤا کہ تم اُلٹے پاؤں پھر آئے اور مداحان لاف زن کے پیچھے ہوئے۔ یہ تمہارا نفس مکار اس غلط خیالی کے ساتھ کہ مراتب سخنوری کے جمع کرنے کا سامان کہ جو حقیقۃً اعلیٰ سامان حکمت کا ہے۔ سرانجام پا جائیگا۔ کیونکر بال پکڑ کے کھینچتا ہؤا (بجبر) ملّاحان بیہودہ گو (شعرا) کے دارالیقین میں تم کو لے آیا۔ اگر کم حوصلگی سے تم سے چُپ نہیں رہا جاتا تو ملک سخن میں تو قحط نہیں پڑا ہے۔ ایسے معاملات دنیا و آخرت کی باتیں کرو جن میں سچائی کا نور پایا جاتا ہو۔ ہر چند کہ تم آزاد لوگوں میں سے ہو مگر تقدیر غالب کچھ دنوں کے لئے تم کو گردن پکڑ کے دنیا کی طرف لے آئی ہے۔

Marfat.com

صفحہ ۳۱۔ صفحہ ۳۴۷

چونکہ نیک بختی حقیقی تمہیں حاصل ہے اس لئے قضاء قدر نے تمہیں چشم بینا اور گوش شنوا دیئے ہیں جبھی تو یہ عالم دنیا جو بعضے مجروان کوتہ نظر کی آنکھوں میں خارستان معلوم ہوتا ہے۔ تمہاری نظر میں تو یہ مظاہر الٰہی میں سے ہے۔ اور گلستان کا کام کرتا ہے انشاء اللہ بہت جلد تم مامن اصلی و مقام بقا، پر مشرف ہو جاؤ گے۔ اللہ کافی ہے اور باقی ہوس ہے۔ انجام وہی ہے جو خیر کے ساتھ ہو۔ ماہ شہریور (کنوار = اکتوبر) سال ۳۶ جلوس اکبر میں بمقام لاہور لکھا گیا ؛

خاتمہ منتخب حدیقۂ حکیم سنائی غزنوی

عقل بڑھانے والی باتیں اور عقل کو زینت دینے والے معانی نے حکیم سنائی غزنوی کے دجو تقلید کے ظلمت آباد سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور تحقیق کے شیریں گھاٹ کی بوُاں کی جان خرو فرجام کے دماغ میں پہنچی ہے۔ اور وہ نور آزادی سے منور ہوئے ہیں) مجھ شناور دریائے حقیقت کو خوش وقت کر دیا۔ اور ایک طرح سے مجھ آزاد کو دکہ پابندانِ دنیا کے ساتھ معاملہ فہمی کی وجہ سے صلح کل کا برتاؤ کرتا تھا اور اپنی ہمت کی وجہ سے اہل دُنیا کا خواہاں محبت تھا۔ تاکہ اطمینان خاطر کے وقت ان کے بار محبت کو دل سے نکال ڈالوں، متاع صلح کا نفع عطا کیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ سنائی قصیدہ گو کے کلام سے چمکتے ہوئے بیش قیمت موتی جو عقل کے کان کے لئے گوشوارہ ہونے کے سزاوار ہیں اخذ کر چکا تھا۔ لیکن سنائی مثنوی گو کے کلام سے تو میں کیمیا گر بن گیا۔ سنائی قصیدہ گو اگرچہ بڑا بھائی خاقانی کا ہے۔ لیکن سنائی مثنوی گو تو اُس کا دادا ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اگرچہ حکیم حقائقی (یعنی سنائی قصیدہ گو) کے کلام سے دل منور ہو گیا۔ لیکن وہ لذت جو کلام معجز نظام سنائی مثنوی گو سے حاصل ہوئی وہ بیان میں نہیں آسکتی۔ کیوں نہ ہو وہ تو محتاج دنیا تھا اور یہ پابند عقبیٰ۔ وہ پانے والا افعال تجرد کا تھا۔ اور یہ زینت دہندہ افعال تفرد۔ خدا کا شکر ہے کہ بعض اشعار حدیقۃ الحقیقۃ سے اپنے حالات کے مناسب انتخاب کر لئے اور ۱۳ شوال ۹۹۹ھ میں دار السلطنت لاہور میں اس سے

Marfat.com

فراغت ہوئی۔ لیکن اس نسخہ حدیقہ میں چونکہ دس ہزار بیت سے زیادہ نہ تھیں۔ اس لئے دل مشتاق کو بھی سیری نہ ہوئی۔ اُمید ہے کہ نسخۂ کامل سے ایک اچھی مقدار اشعار کی انتخاب کی جائے گی۔ اے اللہ اقوال سے اعمال کی طرف لے جا اور پھر اعمال سے فراغت دلی و نور قلبی کا مرتبہ عنایت فرما۔ نوشتۂ ابوالفضل بن مُبارک ؒ

خاتمہ منتخب دیوان کمال اسمٰعیل اصفہانی

مجھ جو یائے بصیرت کو اُس بیان معرفت نے جو ابتدائے دیوان کمال اسمٰعیل میں لکھا تھا کمند عقیدت میں پھانس لیا۔ اور وہ مجھ کو خارستان بے بوستان ستائش (مدح امرا) میں اور خواہش کی حالت نزع میں اور کمینہ برادران دنیا کی مذمت گاہ میں کھینچ کر لے گیا۔ یعنی ستائش امرا و اظہار تمنا و ہجو اہل دنیا کے مضامین اُس میں دیکھے۔ کبھی توہیچ پر خوش ہونے والے میرے دل کو اس طرف دہ دیوان لگاتا تھا کہ کلام کے بہت سے درجے ہیں۔ ممکن ہے کہ کمال اسمٰعیل اپنے کلام میں چند باتیں معاملہ دانی اور حقیقت شناسی کی کہہ اُٹھے جس سے میرے دل بے حاصل کی شورش میں کچھ سکون پیدا ہو۔ اور کبھی میرا دل بیہودہ گرد اس واہیات خیال کی طرف لاتا تھا کہ بات کے بہت سے مرتبے ہیں۔ اگر بارگاہ حقیقت میں یہ کلام نہیں پہنچا سکتا ہے۔ تو کلام کے نشیب و فراز ہی کی شناخت اس سے پیدا ہو جائے۔ اور کبھی پابند طبیعت ہو کر زیور پسند کرنے والی عورتوں اور آرائش کرنے والے ہیجڑوں کی طرح اُس کے اشعار مدح و ہجو کا اُن نظارہ کرنے والوں میں سے ہوتا تھا۔ جو سادہ دل اور جہاں پیما ہیں۔ ہر چند کہ اُس کا دیوان جو مجھے ملا ہے بہت پریشان ہے اور باوجود پریشانی کسی حد تک اُس میں نقصانات بھی ہیں۔ چونکہ توفیق الٰہی نا اہل نہیں ہوں۔ اس لئے حاصل کرنے میں ایک صحیح اور کامل نسخہ کے کوشش کی۔ اوندھا سیدھا کبھی دل خوش اور کبھی دل ناخوش کے ساتھ اُس نگارستان ظاہری پر کہ بچوں کے پھسلانے کا سرمایہ اور ہرزہ کاردل کے کھیل کا راس الماس ہے۔ از اول تا آخر مطالعہ کر کے لٹھرے ترکوں کی طرح اچھے بُرے کی تمیز نہ کر کے اُس کے کچھ اشعار نقل کر لئے۔ تاکہ میرے کجکول کے جو میرے زمانہ جنون کا بڑا دھوکا باز ہے اجزا ہو جائیں۔ اور یہ خاتمہ جو حقیقۃً دیباچہ ہے ۲ صفر ختم کیا گیا بھلائی اور کامیابی کے ساتھ کو دالخلافۃ

Marfat.com

لاہور میں لکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ تجرد بعد از تعلق عطا فرمائے۔ اور نو معرفت سے بھر جائے بعد ترک تعلق میسر کرے +

کتاب اوصاف الاشراف مصنفہ خواجہ نصیر الدین طوسی کی پشت پر ابوالفضل نے لکھا

زمانہ اپنی باطل کاری کے سر پر بالضرور بہت زیادہ دست شفقت پھیرتا ہوگا۔ کہ محقق طوسی ایسے شخص سے اس قسم کی (اعتراض والی) باتیں لکھوا رہا ہے۔ اور اب اس کو اپنے اہتمام بطلان پر اور بھی ناز کرنا چاہئے۔ کہ مجھ ایسے طالب صلح کل کو آسودہ خاطران کوئے عدم (مردگان) کے ساتھ جھگڑا کرنے کے خارستان میں پھنساتا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ فریب پیشہ نے ماضی و حال کو اپنے مقصد میں گذارا ہے۔ یعنی ہر زمانہ میں سب کو فریب دیتا رہا ہے۔ اور آئندہ کے درہم برہم کرنے کی فکر میں ہے۔ یہ میرے بکواس ہے کہ اپنے نفس بد کے جرم کو میں زمانہ پر لگاتا ہوں۔ اے ابوالفضل کیا تجھ کو خلل دماغ ہو گیا ہے۔ کہ کبھی تو نادانستگی میں زمانہ پر زبان اعتراض کھولتا ہے۔ اور کبھی زمانہ کو چھوڑ کر نفس کو ملزم ٹھہراتا ہے۔ مجبور قابلیت لیعنی انسان کو زبان کوتاہ اور دست بریدہ اور پائیں شکستہ دیا ہے۔ یعنی انسان مجبور محض ہے۔ لہٰذا بیہودہ نہ بک۔ اور خموش رہ ۔ ۲۴ ربیع الاول ۹۹۶ھ میں لکھا گیا۔ اے اللہ ہم کو راہ راست کی ہدایت کر۔ نوشتہ ابوالفضل بن مبارک +

صفحہ ۳۲-۲۴۹ مجموعہ کی پشت پر لکھا تھا

یہ ایک مجموعہ ہے متوسط میاں تجرد و تعلق کہ سادہ لوحاں کوئے نشیب کو اعانت اعمال سے سر حد علو پر دکہ در حقیقت راہ ہائے مقاصد کے میانہ رووں کی منزل ہے، پہنچاتا ہے۔ اور ہوشمندان بلند پرواز دوربین کو بارادۂ حصول علو توسط میں لاکر سرگردان بادیہ طلب بنا دیتا ہے۔ لکھنے والا اس عبارت کا ابوالفضل بن مبارک ہے جو کشاکش فہم بلند فطرت بلند و اعمال پست و زندگی بد میں محل ماتم و سرور بن رہا ہے اے اللہ استقلال عطا فرما تاکہ ماتم یا سرور زمانہ سے متزلزل نہ ہو جاؤں یا عنقا کے

Marfat.com

شہ پر عنایت کرتا کہ بلند پروازی کر کے تجھ تک پہنچ سکوں یا فنا ہو کر تجھ میں مل جاؤں۔
۱۸ ذوالحجہ ۹۹۸ھ دارالفاخرہ لاہور میں لکھا گیا۔ محفوظ رکھا جائے بلیات سے۔

خاتمۂ مجموعہ حکما

وہ مجموعہ جو مشتمل خرد پروران دانش منش کی باتوں پر ہے۔ اور وہ یادگار نشانیہائے حکمائے سلف اور آنے والے روشن دل خواہان ہدایت کے لئے تبصرہ ہو سکتا ہے بطور عاریت حقیقی (کیونکہ مالک حقیقی ہر چیز کا خدا ہے) اور ملکیت عرفی کے (میرے) پاس ہے، میرے دل مشتاق کا دکہ کوتاہ خیالی متکلمان سے تنگ آکر زندگی ظاہر سے سیر ہو چکا تھا، بہجت افزا ہوا۔ باوجودیکہ اُس مجموعہ کا خط ایسا خراب ہے کہ نازک طبع لوگوں کو اُس کی بدخطی نہایت ناگوار ہے۔ مگر اس لئے کہ باعث رونق بازار خرد ہے لہذا میری نظر اُس کے حسن باطنی پر (خوبی مضامین) پڑی۔ اور رافت عام کی وجہ سے جو میری فطرت میں داخل ہے۔ اُس کے مطالعہ میں مشغول ہو کر خون جگر سے اُس مجموعہ کی سیاہی ظاہری کو دل کی بیاض و سپیدی (کتاب) پر آراستہ کیا اور شریکوں کی شرکت کے بغیر پردہ نشینان پردہ حکمت (مضامین حکمیہ) کا تماشا کر کے خوش ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ یہ بات دل میں آتی تھی کہ عام فائدہ اور خرد آموزی کے لئے اس مجموعہ کمال کو پورے طور سے اس کی عبارت یونانی یا عربی دقیق کے لباس سے نکال کر ایسا لباس سہل عبارت عربی کا پہنا دیا جائے۔ کہ عربی کے مبتدی بھی اُس کے جمال عالم افروز کا نظارہ کر سکیں۔ تاکہ طالبان بصیرت معنوی دولت مند حقیقی ہو جائیں (یعنی اُسے سمجھ سکیں)۔ اور اگر موقع ملے تو فارسی ترجمہ بھی کر دیا جائے۔ تاکہ نادان عجم بھی اُس سے بہرہ ور ہو جائیں الحمد للہ کہ پہلا مطلب پورا ہو گیا۔ یعنی سہل عبارت عربی میں لکھ لیا۔ اور بہت تھوڑے مقامات اس مجموعہ کے ایسے باقی رہے۔ کہ جن کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو

صفحہ ۳۳ صفحہ ۲۵۰

آدر عبارت پیچیدہ و دشوار کو اعانت وقت کی بدولت تھوڑے سے غور کے بعد حل کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح باتوں سے مستفید کیا ہے اسی طرح عمل سے

Marfat.com

بھی مال دار کردے۔ اور دل مستقیم کی پناہ گاہ میں پہنچادے۔ اور اس مجموعۂ برگزیدۂ حکمت کو زمانۂ تجرد کے ذخیرہ کے لئے اپنے کجکول میں شامل کر لیا۔ اُمید ہے کہ کام آئے گا۔

خاتمۂ مثنوی مرکز ادوار شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی

شکر خدا و ثنائے قادر و توانا کہ مثنوی مرکز ادوار فیضی تیار ہوگئی اور پراگندہ موتی انتظام کی لڑی میں پرو دئے گئے۔ شعرائے دُوربین خوب جانتے ہیں کہ آسمانی پردہ نشین (مضامین) نہانخانۂ معنے سے کس طرح بلندی حرف پر چل رہے ہیں۔ اور نو واردان گوہرین الفاظ کس طرح روشندان دل میں داخل ہو کر بزم آرائے نشاط ہیں۔ ندرت مضامین نو لکھوں یا نیرنگی الفاظ مانوس بیان کروں۔ ترجمہ بیت

یہ تو عقل کے لئے نور ہے افسانہ نہیں ہے۔ آشنائے علم جانتا ہے یہ بیگانہ و غیر مانوس نہیں ہے۔ جبکہ اساس کلام گو نیائے معرفت میں ہو تو وہ زبان خموشی سے مدح کا سزاوار ہوتا ہے۔ یہ طاقت کہاں کہ دریا کو گھڑے میں سمایا جائے۔ اور یہ قوت کہاں کہ سمندر کو قطرہ میں پیش کیا جائے۔ ہر صنعت اُسکی زبان حقیقت سرا اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ علے الخصوص جبکہ کلام دلپذیر ہو۔ مجھے کیا پڑی ہے کہ شرکت کی کشمکش میں پھنسوں اور چادر حیا کو دل کے کاندھے سے اُتار دُوں۔ قطعہ:۔

سخن کو مدح کی حاجت نہیں ہے — تو دریا کو نہ سکھلا جوش کھانا
کہیگا کان میں محرم کے خود راز — تو بلبل کو نہ بتلا گیت گانا

مجبوراً اُس سے (تعریف) ہاتھ اُٹھا کر نیرنگ سازی زمانہ کو لکھتا ہے۔ اور نصیحت سننے اور عبرت حاصل کرنے کا منتر سکھاتا ہے۔ اکتیسویں سال جلوس ۹۹۳ھ میں اُس (فیضی) شہسوار میدان سخنوری کا ارادہ ہوا کہ زمین خمسۂ نظامی کو اپنی طبع بلند کا جولان گاہ بنائے اور مقابل میں مخزن اسرار نظامی کے مرکز ادوار تین ہزار اشعار کے ساتھ گوہر بصیرت کی بڑھانے والی ہو۔ اور مقابل میں خسرو شیریں کے سلیمان و بلقیس مثل ایک ثمر نو رسیدہ کے عقل کے خانہ باغ سے ظاہر ہو۔ اور بجائے

Marfat.com

لیلیٰ مجنوں کے مثنوی نلدمن کہ ہندوستان کے پُرانے قصّوں میں سے ہے دل فیضی سے ٹپکے (نکلے) +

صفحہ ۳۴ صفحہ ۲۵۱

اور ہر ایک مثنوی چار ہزار بیت سے زیور بلند نامی اختیار کرے اور وزن ہفت پیکر میں ہفت کشور پانچ ہزار بیت کے ساتھ آبادی پذیر ہو۔ اور بحر سکندر نامہ میں اکبر نامہ لکھنا قرار پایا۔ کہ سکندر نامہ کے اشعار کے موافق اُس میں دفتر شکوہ شاہنشاہی میں سے ایک فہرست لکھ دی جائے۔ اُسی زمانہ میں پہلی کتاب (مرکز ادوار) شروع کر دی گئی۔ اور اگلے لوگوں کی طرح حروف بسم اللہ کے رموز میں چند اشعار سامعہ افروز سامعین ہوئے۔ اور اُسی مخزن اسرار کی طرح نیرنگی نفس و سخن و قلم و آفرینش و دل و علم و نظر و تمیز میں کثرت سے موتی اُن کی ضمیر دریا بار سے ٹپکے اور اُس فرید زمانہ کی دیدہ دری سے منتظم ہوئے۔ مُلک کے مالک (اکبر) نے اس چہرہ نمائے حقیقت (مرکز ادوار) کو مرآۃ القلوب کے بزرگ خطاب سے روشناس ہر دو عالم کیا۔ چونکہ ہمّت فیضی محراب آگاہی کا قمقمہ (گوشوارہ۔ زینت) تھی خاطر متنفر (دُنیا) کسی چیز میں مشغول نہ ہوتی تھی۔ اور بوجہ مستعدی و انہماک ہر ساعت ایک نیا نقش بر روئے کار لاتا تھا۔ اور ایک کام ارادہ کے سامنے رکھ دیتا تھا۔ یعنی اَور اَور کام آ پڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اُسی زمانہ سے قریب پانچوں جادو بھری مثنویوں کے عنوانات کچھ ہوش افزا داستانوں کے ساتھ سخن شناس آگاہ دل لوگوں کے کانوں کے نشاط آرا ہوئے۔ اور اُن کے آرادۂ بلند کی وجہ سے ختم نہ ہوئیں۔ چونکہ بنیاد شعر و شاعری تخیل و کذب پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے بادشاہ جہان کی فطرت پاک اُس کی طرف کمتر مائل ہوتی ہے اور اُس خاکۂ خیالی کی اکبر کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ باوجود اس حالت کے کہ اکبر کو شعر سے رغبت نہ تھی۔ اور اُس یکتائے بزم شناسائی (فیضی) کو بوجہ حقیقت شناس ہونے کے بحیثیت ایک شاعر کے منتخب نہیں کیا تھا۔ پھر بھی یہ خواہش کیا کرتے تھے جو ابر آبدار (مضامین و اشعار) دریائے ضمیر آسمان سیر فیضی سے ساحل فصاحت پر آجائیں۔ یعنی یہ مثنویاں ختم کی جائیں۔ لیکن درستی ارادہ و یاوری سعادت کی وجہ سے باوجود

Marfat.com

...ی قوت شاعری کے یہ جوش دلی (تصنیف مثنوی میں) کمتر اس سرچشمۂ دانش سے
...ور میں آتا تھا۔ اور اپنے آپ کو (فیضی) شعراء سے الگ رکھتے تھے۔ اور زیادہ تر شاعری
...ے دُور رہ کر پرانی حکمت کی کتابوں میں غور و خوض کیا کرتے تھے۔ اور اپنے اوقات کا لحاظ
...ر کے ہر نفس صنعت ہائے الٰہی میں سونچ بچار کیا کرتے تھے۔ ہر چند کہ موافقان
...بر اندیش اُن پانچ بلند بنیاد قصروں (خمسہ) کے اُٹھانے (بلند کرنے) میں کوشش
...رتے تھے۔ مگر کچھ مفید نہ ہوتی تھی اور روز افزوں باطنی انکشافات کی وجہ سے ہمہ تن
...وہ دلی نقش ہستی کے مٹانے پر رہتا تھا۔ ایوان شہرت کے منقش کرنے کا قصد بالکل
...رکھتے تھے (نگارین ساق۔ صحیح۔ نگارین کردن) +

صفحہ ۳۵ صفحہ ۲۵۲

یہاں تک کہ اُنتالیسویں سال جلوس میں اکبر نے فیضی کو لاہور میں بُلا کر اُن مثنویوں کے
...تم کرنے کا حکم دے کر فرمایا کہ پہلے افسانہ نلدمن ترازوئے سخن میں تولایا جاوے (کہا جائے)
...ھوڑی مدت میں اُس نے اختتام کا غازہ اپنے چہرہ پر ملا۔ اور مرتبہ بلند تحسین کا اُس نے
...صل کیا۔ اور اُس کارنامہ میں بہت سے جادو طلسم حکمت کے درج کئے گئے چنانچہ
...ود فیضی فرماتے ہیں۔ مثنوی

میرے قلم کی آواز نے اندھیری راتوں میں بہت سے سوئے ہوئے معانی کو
بیدار کیا ہے۔ جب میں نے دل و زبان کو پگھلایا ہے تب یہ نقش میں
اہل عالم کو دکھا سکا ہوں۔ ہزاروں جادو اور منتر میں نے تار سے باندھے
ہیں۔ تب یہ مثنوی تیار کی ہے۔ افسانہ تو نیند کا ڈھیر لگا دیتا ہے۔
لیکن میں اس افسانہ سے بیدار ہو گیا ہوں +

اکیسویں رات مہر ماہ الٰہی چالیس سن جلوس اتوار کے دن دسویں صفر ۱۰۰۴ھ
کو جبکہ فیضی مرکز ادوار کی تصنیف میں منہمک تھے فرمان الٰہی (پیام موت) آگیا اور
وہ آزاد (فیضی) جو موت سے خبردار تھا۔ بڑی خوشی کے ساتھ عالم بالا کی طرف چل دیا۔ نظم

جسم خاکی کو زمین پر چھوڑا۔ اور جان و عقل کو آسمان پر لے گیا۔ اپنی جان گرامی
آباد علوی کو واپس دے دی۔ اور جسم خاکی زمین کے سپرد کر دیا اور دُوسری

Marfat.com

جان (سمرقند) کہ مخلوق میری اخلاق گوئی کو نہیں جانتی ہے۔ جانان (خدا) کے سپرد کر دی (مخلطہ کی جگہ مخاقہ اچھا ہے) صاف شراب کی تلچھٹ سے مل گئی تھی۔ وہ صاف خم کے سرے پر آئی اور تلچھٹ سے الگ ہو گئی۔

معشوقہ سخنوری سوگ میں بیٹھی یعنی عروس سخن رانڈ ہو گئی۔ اور بہت سے آدمیوں نے فیضی غم میں جگہ پائی یعنی غمناک ہوئے۔ اکبر جو حقیقت شناس ہیں اُن کا دل بھی بھر آیا کہ ایسا حکیم مداح مر گیا اور اس محفل اخلاص کی مسند کے صدر نشین (یعنی فیضی مر گئے) کا جام حیات لبریز ہو گیا۔ شاہزادگان (سلیم و دانیال و مراد بخش) بلند ذات نے اظہار افسوس کیا۔ کہ استاد و اتالیق۔ مزاجدان۔ خود آموز سیر گاہ بزم حضوری سے دوری اختیار کر لی۔ یعنی مر کر ہمارے پاس سے چلے گئے۔ بڑے بڑے سردار ارکین سلطنت کے گلدستہ شادی سے تر و تازگی جاتی رہی یعنی ملول ہو گئے۔ کہ سردار یاران بزم و رزم (فیضی) کا پیمانہ زندگانی بھر گیا۔ اہل غرض کی اُمیدیں دل کی دل ہی میں رہ گئیں۔ ملال و اشکالات زمانہ (فیضی) نے سامان حیات باندھ لیا یعنی مر گیا۔

صفحہ ۳۴ سطر ۳ صفحہ ۳۵

واردان عالم مسافرت (جو لوگ حصول مقاصد کے لئے کہیں سے فیضی کے پاس آئے تھے) کے جگر میں آہ اور گلے میں گریہ پھنسنے لگا۔ کہ دل کو چین دینے والے نے اپنا دل دنیا سے اُٹھا لیا۔ صادران خواہان اطلاع (طلب علوم) تنگدلی کے غمکدہ میں بیٹھے اور خیال سفر (فیضی کے پاس آنے) کو دل سے نکال ڈالا کہ بات پیدا کرنے والے حقیقت کے بیان کرنے والے کا چشمہ حیات پھٹ گیا۔ مفلسان محتاج کے پاؤں میں ناکامی کا کانٹا ٹوٹ کے رہ گیا کہ بیغرض مرادیں پوری کرنے والے نے کارخانہ تعلق (دنیا) کو ترک کر دیا۔ اسی طرح ہر گروہ کو ایک نالہ و فغاں خاص نے گھیر لیا۔ اور تازہ اندوہ کی وجہ سے شور افسوس بلند کیا۔ یہ داستان غم ہستی سوز بیان سے باہر ہے اور لکڑی کے قلم کے پاؤں سے طی نہیں ہو سکتی ہے۔ یعنی تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ جب عالم والوں کی یہ حالت ہے۔ تو پھر مجھ دوست دار ظاہر و باطن کی دردناکی کا اندازہ کون کر سکتا ہے اور دل کی بیقراری اور افسردگی ظاہر قیاس کے حوصلہ میں کب سما سکتی ہے۔ سراجا عی

Marfat.com

میرا دن اُس دل افروز فیضی کی جدائی سے تاریک ہوگیا۔ رات بھی میری آہ آتشناک سے جو جگر سوز ہے دن ہوگئی دن کی آہ آتشبار نے رات کو دن بنا دیا۔ میرے دن کی روشنی اور رات کی سیاہی جاتی رہی۔ اب میری رات نہ رات ہے اور نہ دن دن ہے +

اور حال یہ ہے کہ مجھ تعلق آرائے ظاہری و وحدت گزین باطنی کا راز دار اُس کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ اُسی سے میرے دلی ناسور کا مرہم مہیا ہوا کرتا تھا۔ قریب تھا کہ شدت رنج سے اس حیران انجمن آفرینش کا پیوند عنصری ٹوٹ جائے۔ یعنی اعضائے جسمانی پارہ پارہ ہو جائیں اور ہستی کا تانا بانا بالکل الگ الگ ہو جائے لیکن قضا سے اُلجھنے میں کچھ فائدہ نہیں اور آسمان سے جھگڑنا کیا کام آتا ہے۔ رباعی

اگر میں چرخ کی شکایت کروں تو یہ ٹھیک نہیں۔ اور اگر آسمان کا شکوہ کروں تو اس شکوہ کا کیا فائدہ +

جس طرح مجھ کو اس آسمان کبود نے ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔ اسی طرح اس خیمہ کی رسیاں اور منجیں بھی ٹوٹ جائیں۔ یعنی اس آسمان کا خیمہ ڈھے پڑے۔ مجبوراً گوشہ عزلت اختیار کر کے جانکاہی کے ساتھ منتظر مرگ بیٹھا ہوں اور دلخراشی اور جگر افشردگی اپنا کام ہے۔ قطعہ

مَیں شہر عمر کا آخری قافلہ ہوں۔ وہ مرد پیشرو تھا اس لئے قافلہ سے پہلے چلا گیا۔ سعدی ہمیشہ فراق کا بار اُٹھاتا رہتا تھا۔ اس مرتبہ برداشت کے ہاتھ سے لگام چھوٹ گئی +

افسوس قوت سکون باقی نہیں۔ اور معرفت عمل کی طرف مائل نہیں ہونے دیتی۔ یعنی جانتا ہوں کہ اضطراب غیر مفید ہے مگر صبر ناممکن ہے۔ گو طرح طرح کی حکمت کی باتیں جانتا ہوں۔ مگر کسی نے بھی میری مدد نہ کی۔ یعنی غم کو کوئی بات مانع نہ ہوئی اور ہر تدبیر تسکین میری آتش آشفتگی کے لئے سلگانے والی چیز بن گئی۔ فرد

مَیں نے بڑی کوشش کی کہ داغ ہجر کو چھپا ڈالوں۔ آتش غم پر بلتے ہوئے ہونے کی وجہ سے ممکن نہ ہوا کہ جوش میں نہ آؤں +

Marfat.com

صفحہ ۳۷ صفحہ ۲۵۴

نصیحتہائے بادشاہ رحیم و مہربانہائے متواتر اُس قدردان حق جُو اکبر کی مجدد پشتہ صبر پر بحالت آبلہ پائی لے آئیں اور دلدہی و جان بخشی سے اُس آداب سکھانے والے ظاہر و باطن کے پھر مَیں کاروبار دُنیا میں لگا گیا۔ اور کشمش نے اُس سپہدار دُنیا و آخرت کے (اکبر) مجبوراً مجھے مقید و شہر بند کر دیا۔ اور اندھیرے گھر میں زمانہ کے جو محل جور و ستم ہے مجھے جگہ دی۔ اب مَیں کیا کروں۔ اور کیا تدبیر کروں کہ کشاکش غم سے ایک منٹ آرام نہیں اور کوئی سانس اطمینان کی نہیں لیتا ہوں ؎ ابیات

شبون و فریاد سے اے میرے رب — غم میں اُسکے خشک ہے دامانِ لب
درد دل رکھتا ہوں اُسکا بیحساب — پھر بھی زندہ ہوں نہ کیوں آئے حجاب

سُبحان اللہ **اکبر نامہ** کے لکھنے میں جسے نثر کے ڈھانچے میں ڈھال رہا ہے۔ ابوالفضل بن مبارک کے دل میں یہ خیال تھا کہ اُس نخل پیرائے بوستان سخن آفرینی (فیضی) کی توجہ اس متردد و مشتغل کے بار خاطر کو بہت کچھ اُٹھائیگا۔ یعنی تالیف اکبر نامہ میں فیضی میری مدد کرے گا۔ لیکن زمانہ رنگارنگ کی عجائب کاری سے وہ خیال اُلٹا پڑا۔ اور وہ وقت سامنے آیا کہ خدا کسی کو اُس روز (وقت) میں نہ ڈالے (کہ آخر کار) اُس مسافر سیرگاہ پاکی (عالم بالا) کے سخنان دل آویز کا سرانجام مجھ پریشان خاطر ہیچمدان پر آپڑا۔ ابیات

بہت کچھ آگے پیچھے مَیں نے سوچا — نہیں سمجھا اُس کی کوئی دانا
زبان اس بارہ میں ہرگز نہ کھولو — رہو حیرت میں اور منہ سے نہ بولو

مجبوراً دل پژمردہ و جان افسردہ کے ساتھ اُس دمساز دل افروز (فیضی) کی ہمزبانی کے خیال اور بقائے ذکر جمیل کے تصور میں اس میزان دانش (فیضی) کی تصانیف کے جمع کرنے میں بڑی کوشش مَیں نے کی۔ اُس سے معلوم ہوا کہ فیضی نے اپنی دشوار پسندی اور بلند خیالی کی وجہ سے اشعار سابقہ سے پچاس ہزار شعر اپنی تصنیف سے کاٹ ڈالے ہیں۔ اور اُن تخیل کی گردنوں کو شہرت و روشناسی کے ایوان سے گرا دیا ہے۔ یعنی ناظرین کے سامنے اُن اشعار کو لانا نہیں چاہا۔ بیالیسویں سن جلوس میں خاطر پریشان اور دل مشغول و منہمک کی جستجو سے پچاس ہزار شعر نظم و نثر سے اکٹھا کر لئے

Marfat.com

گئے۔ اُمید ہے کہ تمام تازہ روشتان حقیقت کے۔ اور کل ثمر نورسیدہ اُس خانہ راغ آگاہی کے یعنی کل کلام فیضی اکٹھا ہو کر انجمن افروز نشاط ہو۔ (اگر عبارت اس طرح ہو: "یہ ہمگی تازہ رویان آن شبستان حقیقت۔ و تمامی نورسان آن بوستان پیرائے آگہی" ہو تو۔ آن شبستان حقیقت۔ و آن بوستان پیرائے باغبان آگہی۔ سے مراد فیضی اور کلام فیضی دونوں ہو سکتے ہیں)۔

اس تلاش کی دوڑ دھوپ میں کتاب بدخط اورگسیٹ دیکھنے میں آئی جس کو اُس مسافر ملک تقدس نے زمانۂ علالت میں لکھا تھا۔ بحر مرآۃ القلوب (مرکز ادوار) میں۔ اُس کے اشعار کا پڑھنا دشوار معلوم ہوا۔ اُس یکتائے روزگار (فیضی) کے ہمنشینوں سے اُس کے پڑھنے میں مشورہ کیا +

صفحہ ۳۸۔ صفحہ ۲۵۵

جب نا اُمیدی کا ترانہ ہمدمان فیضی سے سُنا۔ ہمت کا پاؤں گاڑ کر نور آگاہی و قوت دل سے اُسے پڑھ لیا۔ اور اُس کو منقسم بہ اقسام کیا اور ہر صنف ایک بڑے کاغذ پر لکھ کے اس کے ہر شعر کو تمیز کی قینچی سے الگ کیا۔ اور صفحہ کاغذ پر اُسے لکھ کر داستانوں کی ترتیب دی۔ اور ترتیب پسندیدہ اور عنوان نو سے اُن داستانوں کو زینت دی عجائب برکات سے یہ بات ہے کہ جس کسی داستان گوہرین کا خیال پیدا ہوا اُس داستان کے اشعار غیر منتظم اُس مسودہ میں نکل آئے۔ اور جو اعلیٰ موتی کہ جس کا انتظام کی لڑی میں ہونا ضروری تھا۔ اُس آگاہی کے کنڈے (مسودہ) سے لے لیا۔ چونکہ دانائی قافلہ سالار اور نصیب معین تھا۔ اُس کلام منظم و منثر کو کہ ہمدمان و شاگردان فیضی منتظم نہیں کر سکتے تھے اُس منہ پر حسن تالیف آ گیا۔ اور تائید آسمانی سے مصنفات فیضی کو پیغام حیات ابدی لے آیا۔ اور مجھ کو خوشی اور ہمدمان فیضی کو حیرت لاحق ہوئی۔ مثنوی۔

اس داستان سے میرا دل تازہ ہو گیا۔ اور میری نشاط کا دماغ پُر آوازہ ہو گیا۔
میرے جوہر ہوش میں اضافہ کر دیا۔ یہ کیسا گوہر میرے کان کا گوشوارہ بنا۔
ممکن ہے کہ دلہائے مطمئن کو اس سے قوت حاصل ہو۔ اور اُس نورانی پیکر (فیضی) کے لئے زینت پاکیزگی ہو۔ چونکہ واقف کاران بیدار مغز انجام کی سرنوشت کو آغاز کی

Marfat.com

پیشانی سے پڑھ لیتے ہیں۔ اور حسن خاتمہ کو جو مقبولیت دل کے نور سے نمایاں ہوتی ہے
سرنامہ نیک اندیشی و خیر سگالی سے حاصل کرتے ہیں۔ لہذا ہوائے قبولیت میرے
دل کی سیرگاہ میں چل رہی ہے یعنی مجھے قوی امید ہے کہ یہ مثنوی مقبول ہوگی اور ہمیشہ
نام آور رہنے کی خوشخبری میری عقل کے سوراخ گوش میں شور نشاط ڈال رہی ہے مثنوی
الحمد للہ کہ یہ پہلی داستان دلچسپ طریقہ کے ساتھ میں نے درست کرلی
پڑھنے والوں کو خوش کردے گی۔ اور جاننے والوں کے لئے معجون مفرح کا کام
دے گی۔ اس کتاب نامور باقی کا نام میں نے اورادِ راز رکھا۔ محشی نے نسخ
سابقین نولکشوری میں۔ بماندم کے معنی "برگ اشتم" لکھے پھر بھی بایں اور برد"
کا مفاد صحیح میری سمجھ میں نہ آیا۔ اگر مصرعہ ثانی یوں پڑھیں ؎ بمانم دریں
نام آور دراز۔ تو معنے یہ ہونگے کہ اس نامہ نامور جاودانی کی وجہ سے اس دنیا
میں مدت دراز تک میں نام آور رہوں گا۔ دوستوں کے دل کو اس سے نور
واصل رہے۔ اور یہ مثنوی طعنہ دشمناں سے دور رہے +

خطبۂ مرقع بادشاہی۔ سجدۂ حمد خدا سر قلم سے ادا کیا جاتا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ
قلم اظہار عاجزی کر رہا ہے۔ کیونکہ تصویر کھینچنا خانہ منقش ثنائے الٰہی کا نقاش حدوث
و مصوّر امکان (یعنی انسان) کی قدرت سے باہر ہے۔ اگر بنیاد آسمان اور عمارت زمین سے
خدا کی تعریف کی جائے (یعنی خدا نے زمین و آسمان بنائے) تو بینائی کے خطوط شعاعی میں اس
سے بڑھ کر ہوگی۔ کہ کوئی کسی بڑے بادشاہ کی تعریف مٹی کی دیوار اور لکڑی کی چھت بنانے
سے کرے۔ اگر اس حمد و ثنا میں ارواح و اجسام کے امتزاج و اختلاط کے ساتھ (جسے
موجودات کا البم کہتے ہیں) توسل ڈھونڈھا جائے تو گویا شرح خوبی بے نہایت کو منتہی
کے وسیلہ سے سنوارا گیا۔ یعنی خدا کی یوں تعریف کی جائے کہ اللہ نے ارواح و اجسام
کو ملا کر انسان کی ایسی ذات بنائی تو میں نے ابدی کی تعریف فانی سے کی ؎ قطعہ

صفحہ ۳۹ سے صفحہ ۴۵۶

اگر پشم عنقا کے کل خطوط شعاعی کو اکٹھا کر لو۔ یعنی تمام عنقاؤں کی مجتمع ہو جائیں تب
بھی ان سب کو مل کر اس کے کمالات کا اندازہ کرنا اس طرح ہے جیسے کوئی گزوں

Marfat.com

سے چاندنی ناپے +

سبحان اللہ یہ کیسی تحریر ناقص ہے جو لکھی جا رہی ہے۔ قلم تقدیر نے نوعہدۂ مدح سرائی وجود واجب صورت ہائے ایجادی و نقوص ہستی (موجودات) کو دیا ہی نہیں ہے (از حدیقۂ حکیم سنائی غزنوی) **مثنوی**

مَیں کون ہوں کہ اظہار عظمت خدائے متعال کر دوں۔ دل میں اس کی قدر ہے۔ کہاں ہے۔ وہم برہنہ پائے بہت راستہ حمد کا طے کیا۔ لیکن بارگاہ الٰہی کے دروازہ سے خالی ہاتھ پھیرا +

مَیں جو اس سواد نورانی (حمد) کا حرف شناس نہیں۔ اُس ارادۂ حمد خدا سے رجوع کر کے بادشاہ زمانہ پیر وقت اور مرشد روزگار کی بڑی بڑی تعریفوں اور اوصاف کے خیال سے اپنے دل کو +

بصیرت کے چراغ کو نور عطا کرنیوالے بھی ہیں اور مخلوق کے لئے بہت عزیز بھی ہیں۔ نور آگین کرتا ہے اور خدا پرستی اور حق شناسی کی نشانیوں سے زبان کو آراستہ کرتا ہے۔ اور ہاتھ کو دل سے ہم زبان اور قلم چوبی کو گوشت والی زبان سے ہمراز کرتا ہے۔ یعنی جو دل میں اور زبان پر ہے اُسی کو لکھتا ہے۔ یعنی شکر نعمت الٰہی کا اظہار کرتا ہوں کہ خدا نے ہمارے زمانہ کو گذشتہ زمانہ کا نقش و نگار بنایا ہے اور ظاہر کو مرتبہ باطن عطا فرمایا ہے۔ اور ظاہر کو ہمرنگ باطن کر دیا۔ تقلید کو تحقیق بنا دیا۔ پچھلا زمانہ نازکیوں نہ کرے اور زمانہ والے کیوں نہ پھولیں۔ اس زمانہ سے پہلے تو باتیں ہی باتیں تھیں۔ اب وقت عمل کا ہے پہلے ہر نقش مستی خدا پرستوں کی رہزنی کرتا تھا۔ اب وہی مشعل ہاتھ میں لے کر راہ خدا کا رہنما ہے۔ پہلے ظاہر و باطن باہم شریک تھا۔ اب یہ دونوں خلوت کدۂ وحدت میں ہمراز ہیں۔ پہلے عقل کو استقلال نہ تھا۔ اب سلطان عقل بہت بلند تخت والا ہے اور یہ باطنی خوبیاں اور نشاط ہا و یداں ذات پاک خدا پرست۔ خداشناس ہمارے زمانہ کے بادشاہ کی برکتوں سے ہیں۔ **شعر**

انتظام امور میں گردوں　　اُس کا شاگرد ہو تو ہے اُستاد

اقبال کے تخت کا آراستہ کرنے والا تخت پر بیٹھنے والا۔ خوش نصیبی کی مسند کا زینت دینے والا۔ ہدایت کے چراغ کی روشنی بڑھانے والا۔ کمال کے محل کو بلند

Marfat.com

کرنے والا۔ بیت

پاک بین اور مقدسوں میں سب سے زیادہ صاحب بصیرت ہے اور قائم اللیل لوگوں میں سب سے زیادہ بیدار دل ہے +

عالم ظاہر و باطن دونوں کا آفتاب جہانتاب ہے۔ بزم حکمت و انصاف کا نور افروز ہے۔ ہاتھ اور پیشانی کے خطوط کو پڑھنے والا ہے۔ یعنی نوشتہ تقدیر کو پڑھ لیتا ہے۔ نقوش عالم مجردات و عالم عنصری کا جاننے والا ہے + ابیات

صفحہ ۴۰ سے صفحہ ۲۵۷

نظر کی طرح سیر کرنے والا شہنشاہ ہے اور عقل اس کا گھوڑا ہے یعنی سریع الادراک و عاقل ہے۔ جہانگیر بھی ہے جہاندار بھی ہے اور جہان بخش بھی ہے یعنی فاتح و منتظم و کبیر العطا ہے حقیقت و مجاز دونوں کا جاننے والا ہے عالم غسل ہے۔ وہ کون اکبر شاہ غازی لے اللہ تو اس بادشاہ صاحب اقبال کے (کہ جس کا سایہ بھی تخت کے لئے زینت ہے)۔ سر پر سلطنت کے چتر کا سایہ رکھ اور دونوں عالم کی مرادیں اس کی پوری کر +

اس بادشاہ خدا شناس سلیمان حشم گوہر والا نژاد کی برکتوں سے برخوردار ہی اور بزرگ خصلتوں کے مصدر شریف عادات حق پسندی و حق گذاری کے جمع کرنے والے۔ سعادت اقبال کی پیشانی نور عظمت و جلال کی قوت بصارت کی ٹھنڈک۔ سلطنت کبریٰ کے بڑے بڑے موتی۔ خلافت بزرگ کے سچے بیٹے۔ بزرگی کے خاندان کے نور فضیلت کے ستارہ۔ تاج کے نور پروردہ۔ پسندیدگی ہائے خدا پر وثوق رکھنے والے۔ سایۂ اللہ (اکبر) کے نور سے روشنی حاصل کرنے والے تخت و تاج کو بلندی دینے والے شاہزادہ خردمند سلطان سلیم کو ابتدائے شباب اور آغاز جوانی کے وقت (کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس تخت آرائے اقبال (اکبر) کے سایۂ دراز میں درازی عمر اور کمال باطنی پر مشرف ہو) موجدان قضاء و قدر نے عطیہ خانہ الٰہی سے عقل دوربین اور دوربابہ اور کمال سعادت بلند جو صلہ عطا فرمایا ہے۔ اور اس نونہال اقبال کی چشم حق بین میں سرمہ بینائی لگایا ہے اقلاً ان کی نظر بڑے بڑے حقوق پدری پر پڑی اور انہوں نے باپ کی اطاعت میں

Marfat.com

کمر ہمت باندھی۔ گو وہ اکبر کے بیٹے ہیں۔ مگر اُنہوں نے اپنے آپ کو اکبر کا خدمتگار بنا دیا۔ ثانیاً جب شہنشاہ اکبر کی اعلیٰ بزرگیوں پر گہری نظر پڑی تو ایک نیا پُرکار غبت کا دل کی کمر پر باندھ لیا۔ تیسرے بڑے بڑے انوار معنوی نے اس ہادی دنیا (اکبر) کے حلیم کی نظر بلند کے سامنے جلوہ کیا تو بہت سی کمندیں ارادت و عقیدت کی گردن جان میں حلیم نے ڈال لیں۔ چوتھے تھوڑی سی رات میں رہبری بخت بیدار سے دروازۂ دولت حقیقی کا سلیم نے کھول لیا اور مراتب پیمارگانہ اخلاص کے تیز روان عرصہ آگہی کو مشکل سے حاصل ہوتے ہیں اس کو آسانی سے ہاتھ لگ گئے۔ (اس صورت میں کشودند کی جگہ صرف کشود ہونا چاہئے) (اگر کشودند بصیغہ جمع پڑھیں تو در بچہ سے پہلے کاف ہو۔ اور کشودند کے بعد واؤ عطف نہ ہونا چاہئے۔ اس صورت میں کشودند کے فاعل قضا و قدر ہوں گے اور مابعد کا جملہ خبر ہوگا) خوشنودی پدر و مہربانی شاہ ہدایت پیرو تربیت مرشد نے عمر و دولت و سعادت و حسن انجام کو بڑھا دیا۔ ایسے قدردان وسیع النظر کی زندگی کو کارکنان قضا و قدر دراز کریں۔ تاکہ اس طول عمر کی وجہ سے آثار حق شناسی میں اضافہ ہو +

صفحہ ۱۴ صفحہ ۲۵

اور افزونی دولت کے لئے بھی مژدہ رسان غیبی تہنیت گو ہوں (بیان تہنیت کا ہمیشہ ایسا گوہر بلند سایہ عاطفت و تربیت شاہنشاہی میں رہ کر لذات ظاہری و منافع باطنی سے کامیاب رہے۔ اور مخبران عالم قدس اُس کے لئے خوشخبری زیادتی سعادت کی لائیں۔ کہ ذات پاک اُس مجموعہ ہوشمندی کی عالم ظاہر سے بلند تر ہو کر گلشن سرائے مجتبے سے کہ گلستان ہمیشہ بہار ہے مشرف ہو جائے۔ تاکہ جو باتیں اہل عالم کے لئے پردۂ غیب ہیں اُس کے لئے آئینۂ حق نما بن جائیں۔ اور اس مرتبہ سے بھی قدم آگے بڑھا کے صورت اشیاء کو مظہر نور حقیقی جاننے لگے۔ اور اس مرتبہ عرفان کو طے کر کے سمجھ لے کہ نور ایک ہی ہے جو طرح طرح کے مظاہر ظہور رکھتا ہے۔ اور اس سے بھی بلند تر ہو کے دورنگی (ظاہر (خدا) اور مظہر (موجودات) کی اُس کے عرفان کی وجہ سے اُٹھ جائے یعنی دوئی کا پردہ اُٹھ جائے اور وحدت ہی وحدت نظر آنے لگے۔ اور سوا ایک نور مطلق کے

Marfat.com

اس کے صحن دل میں کوئی اور نور شعاع ظہور نہ ڈالے۔ اور مژدہ رسانان عالم بالا مبارکی عاقبت سزاواری انجام کی خبر اُس کو پہنچائیں کہ اپنی خوش قسمتی سے دریائے حقیقت وحدت میں داخل ہو جائے اور پردہ دوئی کا اور حجاب من وتو کا اُٹھ جائے۔ اور ہمیشہ یہ گلدستۂ بہار ہوشمند می (سلیم) مراتب حالات میں نمائشائے حُسن حقیقی کرتا رہے۔ اور جلوہ گاہ حُسن کو کہ آئینہ جمال جہاں آراء ہے (مشاہدۂ وحدت و کثرت) پیش نظر بلند رکھ کر اپنے دل فیضیاب کہ اس طرز دانا پسند سے خوش اور شاد رکھے +

اس زمانہ مسرت افزا میں بمقتضائے جامعیت کمالات اُستادان کامل کے خطوط کی طرف کہ سخن کو دوست رکھنے والوں کی نظر میں یہ خط جلوہ گاہ ظہور و محل انکشاف نور مقید ہے۔ اور دُور بینان حقیقت شناس کی آنکھوں میں یہ خط جام گیتی نمائے حقیقت مطلق ہے توجہ عالی کو مصروف رکھتے تھے۔ بیشک طلسم نادر خط ایک آسمانی ہندسہ ہے۔ جو قلم ایجاد کے پرکار سے چہرہ کشا ہوا ہے۔ یا کوئی روحانی نوشتہ ہے جو تقدیر کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے۔ ابوالفضل ایسے آدمی سے تعجب ہے کہ تحریر کو ایجاد خدائی کہتے ہیں۔ اوّل ما خلق اللہ القلم اور لوح محفوظ و قلم کے تصبوں نے ان سے ایسا لکھوا دیا۔ نیز اس عبارت کی تاویل ہو سکتی ہے، بلکہ آئینۂ جہاں نما اور اصطرلاب حقیقت کشائے معنی ہے۔ جسے وجود کے بلند پہاڑوں پر ترتیب دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ دیدبان ظاہر اور خبر رسان باطن ہو۔ خط راز دار سخن۔ ترجمان دل۔ مغز جان۔ قوت دست۔ سویدائے سفینۂ ضمیر ہے اگر اس کا واسطہ نہ ہوتا تو بہت سی حقیقتیں، خدائی اور خدا کی نامعلوم رہ جاتیں۔ سخن دسترخوان فضیلت کو بزم دانش طلبان کے حاضروں کے سامنے بچھاتا ہے اور خط دُور و نزدیا۔ کے آگاہی حاصل کرنے والوں کے لئے خوان نعمت مقرر کرتا ہے۔ فرد

صفحہ ۲۴ صفحہ ۲۵۹

اگر قید کتابت نہ ہو تو شگفتہ معنی رنگین اور الفاظ جان پرور کہاں ہو سکتے ہیں۔
اگر خط نہ ہوتا تو سخن زندہ نہ ہوتا۔ اور دل کو متقدمین کا تحفہ بہت کم ملتا (یعنی نہ ملتا)
ظاہر پرست لوگ خط کو پیکر مادر دوستانی) سمجھتے ہیں۔ اور باطن پرست اُسے چراغ معرفت کا فتیلہ جانتے ہیں۔ وہ ایک ظلمت ہے جس میں ہزاروں نور ہیں۔ نور ہی

Marfat.com

نہیں ہے۔ بلکہ حفاظت نظر بد کا تل بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ ملک آگاہی کا زینت دینے والا ہے۔ بلکہ معنے کا بڑا شہر ہے۔ گو اندھیری رات ہے مگر ہوش بڑھانے والی بجلیاں اُس کے ساتھ ہیں۔ کالا بادل ہے مگر نور کی جھڑی برساتا ہے۔ خزانہ معنی کا ایک طلسم ہے کہ باوجود پڑے رہنے کے سکہ رائج ہے۔ اور چپ ہو کر بھی گویا ہے۔ اپنی جگہ پر رہ کے بلند پرواز ہے۔ اگر ظاہری صفت اُس نادر ایجاد خط کی لکھی جائے تو اس کو پیوند الٰہی (منسوب بخدا) لکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ اُن مقدسات معنوی کا بارگاہ علم ایزدی سے اُس نسبت خاص کی وجہ سے جو نفس ناطقہ کو اُس بارگاہ باعظمت احدیت سے حاصل ہے بہت بیں سے تھوڑا سا اُس گوہر آمود تجرد (خط) میں لمعۂ ظہور پایا جاتا ہے اور سلطان دل اُن مقدسات معنوی کو شہر ستان خیال میں کہ حقیقتاً وہ خیال ایک دواسطہ برزخ درمیان مجرد (روح) اور مادی (جسم) کے ہے پہنچا دیتا ہے۔ تاکہ خیال آزادی کو گرفتاری کے ساتھ اور رہائی کو قید کے ساتھ حاصل کرے۔ اور وہاں سے کبھی زبان کے کوٹھے پر چڑھ کے اور کانوں کی کھڑکی میں اُتر کے منزل بمنزل رابطہ تعلق کو چھوڑ کے خلوت کدۂ دل میں دوڑ آتی ہیں۔ اور پھر دل سے وحدت سرائے تقدس یعنی عالم بالا میں رجوع سعودی کرتے ہیں اور کبھی فرمانروائے دل اس مسافر آسمان سیر و مضامین کو بغیر سواری زبان وادی دست کی طرف بھیج دیتا ہے۔ یعنی بجائے تقریر تحریر میں آتے ہیں۔ اور پھر قلم کی خشکی اور روشنائی کے سمندر پر سے عبور کر کے صفحہ حسن کے میدان میں کجاوہ کھول دیتا ہے (نزول کرتا ہے) اور وہاں سے اسباب قیام کو باندھ کر بینائی کی شاہراہ سے دارالملک حقیقت (دل) کی طرف کوچ کا نقارہ بجاتا ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ ہر راہ رو کے لئے جو دارالعلم دل سے عمل خانہ صورت میں داخل ہوتا ہے سوائے ان منازل کے جن کا ذکر اوپر ہوا چار منزلیں اور ہیں کہ قافلہ معنی اُن میں سے گذرتا ہے۔ اور اُس سے مقصود چار حالتیں ہیں۔ کیونکہ پہلے دل میں اُس کام کا خیال پیدا ہوتا ہے جس کو خاطر کہتے ہیں۔ اس حالت کا نام **حدیث نفس** ہے۔ دوسرے دل اُس کی طرف کھینچتا ہے اور دل میں ایک خلش پیدا ہوتی ہے۔ اس کو میل و ہیجان کہتے ہیں۔ تیسرے دل میں ارادۂ مصمم پیدا ہوتا ہے۔ چوتھے وہ کام پردہ پوشیدگی سے جلوہ گاہ ظہور میں آتا ہے۔ چاہیئے ہے و باید کہ ہودج نشینان

Marfat.com

معنی (سخن و کلام) کے آنے جانے کی ان منازل و مراتب میں طالب علم نظر عمیق کرے۔

صفحہ ۴۳ - صفحہ ۲۶۰

بہت سی حقیقتیں آزادی اور پابندی کی رونما اور جلوہ گر ہوں۔ چونکہ ایک خاص طریقے پر بیان خوبی خط کیا گیا ہے۔ لہذا پھر دوسرے طریقہ پر اُس کی حقیقت لکھی جاتی ہے۔ اور دوسری خوبی کی تشریح کی جاتی ہے۔ کہ عام تصویر موجودات کے نقاش خانہ میں سے عجیب چیز ہے۔ اور اُس کے وجود میں طرح طرح کا حُسن جلوہ گر ہے۔ اور حضرت بادشاہ ظاہر و باطن (اکبر) بہت خوب بات فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ "صنعت تصویر آدمی زاد کو معرفت خدا کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ خصوصاً مصوّر کو کہ جب وہ قلم کا نادرہ کار سے کسی آدمی کی صورت کی ایسی شبیہ بناتا ہے۔ کہ دیکھنے والا متحیر ہو کے رہ جاتا ہے لیکن انسان میں جو جان گرامی اور جوہر ادراک اور حرکات دلفریب ہیں۔ اُن میں سے ہزار میں سے ایک بھی اپنی تصویر میں نہیں دکھا سکتا ہے تو اپنی عاجزی اور قدرت الٰہی کا معترف ہو کر مبدع کل (خدا) کی معرفت کے سمندر کا پیراک ہو جاتا ہے۔" بیشک اکبر کے اس بیان دریافت (تحقیق) کو دیکھ کر بعض نادان جو اس صنعت نادر (مصوری) کی خوبی سے انکار کیا کرتے تھے نصیحت پذیری کے گریبان میں شرمندگی کا سر ڈال کے اس کی خوبی کے مقر ہونے اور جب نقش و نگار آئین تصویر لکھنے میں آگیا تو از سر نو خاص طریقہ پر حالت خوشخطی بھی لکھی جاتی ہے خط بھی ایک قسم کی تصویر ہے کیونکہ وہ شبیہ دکھانے والا عالم بالا و پائین دونوں کا ہے۔ اگرچہ بہت سے موقعوں پر چیزوں کی صورت کو وہ خط نقش کرتا ہے لیکن بہت سے پاک نہادان معنوی (مضامین) کو بھی اس پیکر غرابت بخش (تحریر) میں لا کر اُن کا جمال آرا ہوتا ہے۔ اور بہت سے معانی فطری یا اخلاقی کی تصویر کھینچ کر ظاہر پرست کو اس راہ تحریر سے منزل گاہ معنی کی رہبری کرتا ہے (ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ مذکور بیان تصویر میں ہو تو پھر پاک نہادان معنوی سے مراد اخلاق و خصائل و جذبات اور پیکر غرابت بخش سے مراد تصویر ہوگی) اور خط تصویر خاص ہے کہ حرفوں کی صورتیں ہر گروہ نے مطالب و

Marfat.com

مقاصد کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے قرار دی ہیں۔ اور ہر گروہ ایک طرز مخصوص کے ساتھ لکھتا ہے۔ جیسے کہ عالم تصویر دل میں ہر تصویر صاحب تصویر کو بتاتی ہے اور صاحب تصویر یعنی ذات شخص صفات مخصوصہ (جیسے رنگ۔ ناک نقشہ وغیرہ) کو اسی طرح صورت خطی (تحریر) الفاظ پر دال ہوتی ہے اور الفاظ معانی پر۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے کبھی ہوا کو سخن بنا دیا (کیونکہ نفس وسیلہ سخن ہے) اور کبھی سخن کو خاک کر دیا (کیونکہ مکتوبات ایک مدت میں فنا ہو کر خاک ہو جاتے ہیں)۔

چونکہ خط کی معرفت کے لئے شناخت حروف ضروری ہے لہٰذا اُن کی تشریح کر کے اس مصنوع ایزدی (حرف) کی حسن افزائی کی جاتی ہے۔ اسے حکمت کے رازوں کے قبول کرنے والے اگرچہ ان مراتب حروف کی تحقیقات کا یہ محل نہیں ہے لیکن اس میں سے تھوڑا سا بیان کرنا مناسب وقت معلوم ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ حرف ایک کیفیت خاص ہے۔ جو متعلق ایک دوسری کیفیت سے ہے کہ وہ کیفیت (صوت) قائم بہ ہوا ہے جو عناصر اربعہ میں سے ایک ہے۔

صفحہ ۴۴ صفحہ ۲۶۱

(مبارک علی ایڈیشن میرے پاس نہیں۔ نواکشوری ایڈیشن کا جب صفحہ ختم ہوتا ہے تو ایک عدد بڑھا کے دوسرے ایڈیشن کا صفحہ قائم کر دیتا ہوں)۔

جب دو سخت چیزیں کہ ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں اور جب سختی کے ساتھ جدا ہوتی ہیں جس کو قلع کہتے ہیں یا شدت کے ساتھ ملتی ہیں جسے قرع کہتے ہیں تو ان دونوں چیزوں کے درمیان کی ہوا میں تموج پیدا ہوتا ہے۔ جیسے تموج آب ہوتا ہے۔ اس تموج سے چند کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں انہیں کو صوت و آواز کہتے ہیں اور بعض عقلمندوں نے مجاز کو دخل دے کر سبب قریب سے صوت کی تعریف کر کے کہا ہے۔ کہ صوت ہوائے متموج کا نام ہے۔ اور بعضے سبب بعید کا اعتبار کر کے قرع یا قلع سخت کو صوت کہتے ہیں۔ جب حالت صوت کی کہ وہ ایک کیفیت ہوا سے معلوم ہو چکی تو جاننا چاہیئے کہ اس صوت مطلق کو اور بہت سی کیفیتیں لاحق ہوا کرتی ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ اصوات ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاتی ہیں مثل باریک اور موٹا ہونے اور ناک

Marfat.com

ہیں ہونے اور گلے میں سے بھاری آواز نکلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ایک اور کیفیت خاص بوسیلہ مخارج و تقطیع اجزا ہے ہوائی لاحق صوت ہوتی ہے۔ جیسے دوزیر یا دو بم یا دو غنہ یا دو آواز گلوئے گراں سے ایک دوسرے سے جدا ہوں اُن کو حرف کہتے ہیں۔ شیخ بوعلی سینا کتاب شفا میں صوت کی اس کیفیت خاص کا نام حرف رکھتے ہیں۔ اور ایک جماعت حکما جس صوت پر یہ کیفیت خاص عارض ہو اُس کو حرف کہتے ہیں۔ اور بعضے جو دقائق ایجاد میں زیادہ دوربین ہیں وہ عارض و معروض (کیفیت و صوت) کے مجموعہ کو حرف سمجھتے ہیں اور یہی قول اقرب بعجت ہے۔ اور جب حقیقت حرف واضح ہو چکی تو حقیقت حال شمار حروف اس طرح ہے کہ ہر گروہ تعداد حروف میں مختلف ہے۔ جن خطوط سے یہ مرقع والا مرتب ہے۔ ان میں اٹھائیس حرف لکھے گئے ہیں کہ جو صورۃً اٹھارہ ہوتے ہیں مگر شرط یہ ہے ہمزہ اور الف میں جب فرق نہ کریں۔ ورنہ اُنتیس حرف ہونگے اور یہ مفردات الف دبے میں ہائے ہوز کے بعد لام والف ملا کے لکھتے ہیں۔ یہ طریقہ متاخرین کا ہے۔ جب الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے تو لامحالہ اُسے کسی حرف سے ملا کے لکھنا پڑیگا۔ اور لام ہی کے ساتھ الف کو ملا کے لکھنے میں خصوصیت یہ ہے کہ اسم لام کے بیچ میں الف اور اسم الف کے بیچ میں لام ہے (یعنی الف و لام میں اتحاد قلبی ہے) اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اگلے زمانہ میں حروف پر اعراب لگاتے تھے۔ ایک گروہ متاخرین آسانی کے لئے عبارت کی روشنائی کے خلاف دوسرے رنگ کی روشنائی سے نقطے بجائے اعراب لگاتے تھے مثلاً عبارت اگر سیاہ روشنائی سے ہوتی تھی تو اعراب کے نقطے سرخ روشنائی سے لگائے جاتے تھے۔ چنانچہ زبر کی جگہ ایک سُرخ نقطہ حروف پر دیتے تھے۔ اور ضمہ کے لئے حرف کے سامنے سُرخ نقطہ اور زیر کے لئے حرف کے نیچے سُرخ نقطہ لگاتے تھے اور بعد کچھ عرصہ کے خلیل ابن احمد عروضی نے ان نقاط میں تغیر کر دیا۔ اور ہر حرکت کے لئے ایک صورت اور اُس کا محل قرار دیا۔ جیسا کہ فی الحال لکھا جاتا ہے اور معروف ہے۔ (خلیل سو ہجری میں پیدا ہوئے اور ایک سو ستر ہجری میں مر گئے مشہور یہ ہے کہ عمرو بن عبدالعزیز کے زمانہ میں قرآن پر اعراب لگائے گئے۔ سن وفات عمرو بن عبدالعزیز بھی ایک سو ہجری ہے۔ لہذا یا تو زمانۂ اعراب قرآن بحکومت عبدالعزیز غلط ہے یا خلیل کا موجد اعراب حاضرہ ہونا غلط ہے)۔

Marfat.com

صفحہ ۴۵ صفحہ ۲۶۲

حروف کی دو قسمیں کرتے ہیں معجمہ یعنی نقطہ دار۔ کیونکہ اعجام کے معنے شبہ کے دُور کر دینے کے ہیں اور حروف غیر منقوطہ کو مہملہ کہتے ہیں۔ یعنے اُن میں نقطہ ترک ہو گیا ہے اور بعض اطلاقات میں کل حروف تہجی کو معجم کہتے ہیں جس طرح نقطہ سے دفع اشتباہ ہوتا ہے۔ اسی طرح نقطہ نہ ہونے سے بھی ازالہ اشتباہ ہوتا ہے۔

جاننا چاہیئے دوسری چیزوں کے مدارج حسن کی طرح مبصرین کے تفاوت کے اعتبار کی وجہ سے مراتب حسن خط میں بھی اختلاف ہے۔ اور ہر گروہ کسی مرتبہ کو پسند کر کے اُسی طرز خاص سے خوش ہوتا ہے۔ اور جو لوگ بخت بیدار سے یعنی عقل رسا کی وجہ سے نظر بلند رکھتے ہیں۔ وہ ہر مرتبہ حسن خط سے مسرور و بہجت اندوز ہوتے ہیں۔ اور چونکہ حضرت شہزادہ والا نژاد کو خدائے قادر نے ہمت وسیع اور دل عارف و فطرت بلند عطا فرمائی ہے۔ اور اُنھوں نے خط کے ہر طرح کے حسن میں نظر غائر ڈالی ہے۔ اپنی خوشی اور گروہ مخلوق کی مسرت کے لئے اُن کے حضور میں یہ بات آئی۔ کہ ایک مجموعہ اُستادوں کے خط مرتب کیا جائے تاکہ سرمایہ عشرت حسن صنعت الٰہی بھی سرانجام پائے۔ اور عالم حسن مصنوع بھی جلوہ گر ہو۔ اور اس ترتیب و ترکیب کے وسیلہ سے پیرایہ سرور دو نوگردہوں ظاہر بین و باطن پرست کا مہیا ہو جائے۔ اس لئے اپنی تمیز حق بنیاد کے وسیلہ سے اُس گوہر والائے دانش نے خوشنویسان کامل کی تحریریں اور دلکش قطعے جمع کئے اور یہ انوار جمال الٰہی کی فہرست بزرگ (مجموعہ خوشخطی) کہ ایک جماعت اُس کو آئینہ حسن مطلق کہتی ہے۔ اور ایک گروہ اس کو آئینہ جہاں نما کہتا ہے۔ اور ایک طائفہ اُس کو ارژنگ مانی کا لقب دیتا ہے۔ اور ایک طبقہ اُس کا مرقع نام رکھتا ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے اور پارچے پارچے جمع کر کے حسن عالم افروز کے لئے ایک نادر گلدستہ بنا دی ہے۔ تھوڑی سی مدت اور ابتدائے سال چہلم جلوس میں یہ گلشن ہمیشہ بہار معنی (مجموعہ خوشخطی) سرسبز و شاداب ہوا (تیار ہوا)۔ بیت

حرف اُس کا شگفتہ ہے گلشن نور میں شب چراغ سے روشن

یہ مجموعۂ خوشخطی اپنے نور کی وجہ سے ایک مجموعہ روزہائے روشن ہے کہ ایک جگہ جمع

Marfat.com

ہو کر اہل عالم کا حیرت افزا ہے۔ یا باعتبار روشنائی کے ایک بزم شبینہ ہے کہ جس نے رہروان شاہراہ معنے کے لئے راستہ میں ہزاروں چراغ روشن کر دیئے ہیں۔ اگرچہ بظاہر سودائی صورت (باعتبار روشنائی) ہے۔ لیکن ہزاروں عقل کی باتیں اُس میں ہیں۔ وہ مرقع سودائی تو ہے۔ مگر ہزاروں شاہراہیں نور آگاہی کی اُس میں پائی جاتی ہیں۔ یا یہ مجموعہ کوئی خط ہے۔ جو رخسار معانی ہو درج نشین ہے۔ یا یہ سیاہ نقاب ہے کہ جس کے خانوں سے سلمی صفتاں (معشوقاں) معنوی ہزار ناز و ادا کے ساتھ غمزہ زنی کر رہی ہیں۔

صفحہ ۴۶ صفحہ ۲۶۳

یا کوئی زلف معطر ہے جو جلوہ گاہ باطن کے نسرین بدنوں (مضامین) کے رخسارہ پہ لٹک رہی ہے۔ رباعی

ہر صفحہ ہے اُس کا حسن میں باغ و بہار ہر لوح ہے مثل صفحۂ روئے نگار
ہر حرف ہے مانند خطِ چہرۂ یار ہر نقطہ ہے خال لب شیریں گفتار

بیدار دلاں دانشمند پر یہ بات روشن ہے کہ یہ خلقت کی عجیب چیز جس کو خط کہتے ہیں۔ عالم قدیم کی طرح اُس کا نہ سر ہے اور نہ پاؤں۔ کیونکہ اُس کے لئے نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا لیکن جب اِن حواس خمسہ کے محاومات کا حُسن زیادہ تر حسن فرضی سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ ہر گز وہ دل کی ان پانچ کھڑکیوں کے وسیلہ سے یعنی (حواس خمسہ) سے ایک خاص حسن خط سے لذت حاصل کرتا ہے۔ اس لئے ہر زمانہ میں ہر گروہ نے ان حرفوں کی ایک طرز خاص کے ساتھ صورت تجویز کی ہے۔ جیسے خط ہندی (سنسکرت) و سریانی و یونانی و عبرانی و قبطی (مصری) و مقلی و کوفی و کشمیری و حبشی و ریحانی و روحانی وغیرہ۔ اور بحسب اصطلاح ہر قوم ایک قسم کا حسن اس نگارخانہ عجیب میں نمایاں ہے۔ اور بعض پرانی کتابوں میں خط عبری کی نسبت آدم ہفت ہزاری (بلحاظ مدت ہبوط) سے دیتے ہیں اور ایک گروہ ادریس سے منسوب کرتے ہیں۔ اور ایک جماعت کہتی ہے کہ ادریس خط مقلی کے موجد ہیں۔

اور زیادہ فرق خطوط میں بلحاظ سطحیت اور دوریت کے ہے۔ چنانچہ خط کوفی میں مسدس (۶) دوریت ہے اور باقی (۵) سطحیت۔ اور مقلی بالکل سطح ہی سطح ہے۔ اور پرانی عمارتوں کے کتبے زیادہ تر اسی خط میں پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ سیاحان صاحب بصیرت اس بات کو بتاتے ہیں۔

Marfat.com

اور بہترین خط معقلی وہ ہے جس میں سیاہی و سپیدی دونوں ایک ہیئت خاص کے ساتھ ایک دوسرے سے اس طرح ممتاز ہوں کہ پڑھنے والوں کو اُن حروف کے سواد و بیاض سے اشتباہ دُور ہو جائے جو خطوط کہ فی الحال ایران و توران و روم و ہندوستان میں بزرگان دانش کے درمیان مشہور ہیں وہ آٹھ خط ہیں۔ اُن میں سے چھ خط کو **ابن مقلہ** کی طرف منسوب کرتے ہیں جس نے سنہ ۳۱۱ ہجری میں اپنے نور بصیرت سے خط معقلی و کوفی وغیرہ سے ایجاد کئے ہیں۔ اور ہر حرف کے لئے اپنے گمان میں ایک طرز خاص قرار دیا ہے۔ کہ اُس طرز کے جاننے والے جب کسی تحریر کو اُس طرز کے موافق پاتے ہیں تو اُسے خوشخط کہتے ہیں اور نام اُن آٹھ خطوں کے یہ ہیں:۔ ثلث و توقیع و محقق و نسخ و ریحان و رقاع و تعلیق و نستعلیق اور بعضے پرانے مؤرخ خط نسخ کو یاقوت خوشنویس مستعصم باللہ آخری خلیفہ بنی عباس، کی ایجاد جانتے ہیں۔

صفحہ ۴۷ صفحہ ۲۶۴

اور ثلث و نسخ میں دوریت دو دانگ (۲/۴) اور سطح چار دانگ (۴/۴ = ۲/۲) جلی کو ثلث کہتے ہیں اور خفی کو نسخ۔ اور توقیع و رقاع میں چھ میں سے ساڑھے چار دوریت ہے اور ڈیڑھ سطحیت جلی کو توقیع کہتے ہیں اور خفی کو رقاع۔ محقق و ریحان میں ساڑھے چار سطحیت ہے اور ڈیڑھ دوریت جلی کو محقق اور خفی کو ریحان کہتے ہیں۔ اور علی بن ہلال جو ابن البواب کے نام سے مشہور ہیں۔ ان چھ خطوں کو خوب لکھتے تھے۔ اور یاقوت نے تو انہیں درجہ کمال پر پہنچا دیا تھا۔ اور یاقوت کے بعد اُس کے چھ شاگرد خوشخطی میں مشہور عالم ہوئے۔ اوّل شیخ احمد جو شیخ زادہ سہروردی کے نام سے مشہور ہیں۔ دوسرے ارغوان کابلی۔ تیسرے مولانا یوسف شاہ مشہدی۔ چوتھے مولانا مبارک شاہ زرین قلم۔ پانچویں سید رشید۔ چھٹے میر یحیٰی۔ **ساتواں خط تعلیق** ہے۔ جو رقاع و توقیع سے استخراج کیا گیا ہے اس میں سطحیت بہت کم ہے اور خواجہ تاج سلیمانی کہ پہلے چھ خطوں میں خوب کمال رکھتے تھے اس خط کو بھی خوب لکھتے تھے۔ اور متاخرین سے مولانا عبد الحی کہ منشی سلطان ابوسعید مرزا تھے اس خط میں کامل تھے۔ اور مولانا درویش اس خط میں اُن سے فوقیت لے گئے ہیں اکابر منشیوں میں سے شرف خاں کے برابر کسی نے نہیں لکھا۔ و خواجہ عبد اللہ صیرفی وغیرہ

Marfat.com

محی الدین شیرازی و ملا عبداللہ آتش پنہ ہروی و حافظ حفیظ و مولانا ابابکر و مولانا شیخ محمود و خواجہ عبداللہ مروارید نے ان ساتوں خطوں کو مرتبہ اعلیٰ تک پہنچا دیا چنانچہ ان خوشنویسان نادر کی شہرت خوشخطی نے زمانہ کو گھیر لیا۔ اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ زمانہ امیر تیمور میں میر علی تبریزی (المعروف بہ علی الموحد) نے نسخ و تعلیق سے ترکیب دے کر ایک آٹھواں خط ایجاد کیا ہے جس کو نستعلیق کہتے ہیں اور وہ مکمل دور ہی دور ہے۔ اُن کے شاگردوں سے دو شخصوں نے اس خط میں کمال پیدا کیا۔ ایک تو مولانا جعفر تبریزی۔ دوسرے مولانا اظہر۔ لیکن میر علی تبریزی کے وضع نستعلیق ہونے میں کلام ہے۔ کیونکہ بہت سی تحریریں نستعلیق میں زمانہ تیمور سے پیشتر لکھی گئی ہیں جو دیکھنے میں آئی ہیں۔ اور اس نستعلیق کے خوشنویسوں میں مولانا محمد ہادی ہیں۔ اور سب کے سردار مولانا سلطان علی المشہدی ہیں۔ اس طرز نادر میں خط کو مرتبہ اعلیٰ پر پہنچا دیا۔ اگرچہ مولانا اظہر سے اُنہوں نے تعلیم نہیں پائی۔ لیکن اُن کی صلیوں سے مشق کیا کرتے تھے۔ اور فیض کثیر حاصل کرتے تھے۔ اور پچھا آدمی مولانا علی المشہدی کے شاگردوں میں سے اس روش خاص میں مشہور ہوئے ہیں۔ سلطان محمد خان، سلطان محمد نور، مولانا علاؤ الدین محمد ہروی۔ مولانا زین الدین عبدی نیشاپوری۔ محمد قاسم شادی شاہ +

صفحہ ۴۸ سطر ۲۶۵

ان میں سے ہر ایک ایک طرز خاص کے ساتھ ایک گروہ کی دلربائی کے ساتھ مخصوص ہے ایک مولانا سلطان علی قائلی اور ایک مولانا سلطان علی شیر مشہدی۔ اور ایک مولانا ہجرانی کہ اس خط میں بڑا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور بعد اُن کے خوشنویسان نستعلیق کے سردفتر میر علی ہروی ہیں۔ اگرچہ بظاہر اُنھوں نے شاگردی مولانا زین الدین اختیار کی۔ لیکن حقیقتاً قطعات مولانا سلطان علی سے پورا استفادہ کیا ہے۔ لیکن فروغ فہم کی وجہ سے اُن کی روش میں تغیر دے کر تصرفات نمایاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ کسی نے اُن سے پوچھا۔ کہ آپ کے اور مولانا سلطان علی کے خط میں کیا فرق ہے۔ جواب دیا کہ میں نے بھی خط کو بدرجۂ کمال پہنچا دیا ہے۔ لیکن وہ حسن جو خط مولانا سلطان علی میں ہے وہ میرے خط میں نہیں ہے دوسرے خوشنویس مولانا محمد حسین تبریزی اور میر احمد مشہدی اور مولانا حسن علی مشہدی اور مولانا شاہ محمد نیشاپوری اور میر معز کاشی اور میرزا ابراہیم اصفہانی ہیں کچھ وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے

Marfat.com

اس تصویر خاص (خط) میں اپنی عمر گرامی کو صرف کیا ہے۔ اور فی الحال وہ جادو رقم کہ سایۂ تخت خلافت عظمیٰ (سلطنت اکبر) میں جسے مالک اس نقش دلپذیر (خوشخطی) کا کہہ سکتے ہیں۔ مولانا محمد حسین کشمیری ہیں جنہیں خوشنویسان زمانہ پر تفوق حاصل ہے اور جب عقل ڈھونڈنے والوں کی باتوں کے اقتضا کے موافق کچھ اجمالاً اس نگارین نامہ (مجموعہ) کی بابت خاکنشین آستانۂ استقامت ابوالفضل بن مبارک کے قلم زر رقم (عاجز) رقم کار قمزدہ ہوا تو بیت

یہی بہتر کہ دانائے سخندان نہ کھولے حد سے باہر راز پنہاں

اُمید کہ یہ مرقع بہار ظاہر و باطن اور مبارک نقش و نگار (مجموعہ) مالک دولت ہمیشہ تازگی بخشنے والا محفل گرامی کا ہو۔ اور ہر صفحہ معطر اُس کا فرمان دوام شادکامی ہو۔

خطبۂ کجکول بزرگ

سبحان اللہ حاکم معنی (ابوالفضل) نے گداگری ظاہر کا کام اختیار کر لیا اور عقلمندی کے خزانچی مفلس بڈھی عورتوں کا پیشہ کرتا ہے (یعنے دوسروں کے کلام سے انتخاب کرتا ہے) اس بات کو نفس عجائب کار کے قسم جنون سے سمجھے۔ یا ذات ابوالعجائب (ابوالفضل) کی مکاریوں سے سمجھے۔ یا ذخیرۂ آخرت میں سے اسے خیال کرے۔ یا اسباب دنیا میں سے اسے گنے۔ یا خانۂ دانش کا حکمت آموز راستی اس کجکول کا نام رکھے۔ یا بزم بیہودگی کا رنگریز اسے خطاب دے۔

ہوس کی وجہ سے اپنے خیال میں یہ سب لعبت بازی کرتا رہتا ہوں۔ ممکن ہے
کوئی صاحب نظر یہ تماشا دیکھنے آجائے۔

بہرحال اس ارادہ سے کہ عزلت کے زمانہ میں (کہ اس بدمست خودی کی مدت دراز سے یہی عزلت و تجرد آرزو ہے۔ یا یہ بات مکرہائے عجیب اس آمادۂ مکر و خدیعت (ابوالفضل یا نفس امارہ) سے ہے ایک ایسا مجموعہ +

صفحہ ۴۹ صفحہ ۲۶۶

جو بزم معنے کے لئے رنگ آمیز اور نفس امارہ کے لئے رزم آراء و جنگجو ہو سکے ترتیب

Marfat.com

دیا جائے۔ تاکہ رفیق بے ناز اور ناصح بے رنج ہو۔ میرے نفس مدنی الطبع کے لئے صحرائے تفرد و تجرد میں بوجہ تنہائی شورش میں نہ لے آئے۔ اور میری بھوکی دانش کا ادھار ہو۔ اور اُس علم سے جو میری نظر کے سامنے آیا۔ اور ہر اُس کتاب سے جسے دیکھ کر میں خوش ہوا۔ چند باتیں اپنی حالت و ذوق کے موافق کہ اس حالت و ذوق میں سے کسی پر اعتماد نہیں تھوڑی سی مدت میں انتخاب کر کے اپنے اکٹھے کئے ہوئے کو اُن پورے رسالوں کے ساتھ جن کو بزرگوں کے مجموعوں سے میں نے انتخاب کیا تھا ملا کر اس نادر مجموعہ کا کہ بصیرت کا ایک سمندر اور دانش کا ایک دفتر ہے۔ رباعی۔

پاکی میں ہر ایک صفحہ اُس کا گلزار ہر سطر ہے مانند خط رخ نگار
ہر حرف مثال زلفگان رُخ یار ہر نقطہ ہے خال لب شیریں گفتار

حال و زمان ترک تعلق کی مناسبت سے میں نے بکول نام رکھا ہے۔ یہ میں کیونکر کہوں کہ حرص انتخاب کلام کے معدہ کو میں نے سیر کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ بات سچی نہ ہوگی۔ بلکہ میں نے دل معاملہ نافہم کی گرسنگی کی طرف تسلی کی ہے منتظم کرنے والا متفرقات کا ابوالفضل بن مبارک بعد پہلی ولادت کے کہ رحم عنصری (شکم مادر) سے صحرائے ہستی میں چلا۔ پانچ ہی برس کی عمر سے کہ برخلاف تمامی مخلوق کے اُس کی تمیز کی صبح کی ابتدا تھی۔ ہمت و ہدایت پدر بزرگوار سے طالبان علوم رسمی میں داخل ہوا۔ پندرہ برس کی عمر میں اس زمانہ کے تحصیل درس رائج سے مست (فارغ) ہو گیا۔ دس سال اور بحث مباحثہ میں اسباب غرور سرانجام دے رہا تھا۔ اور نخوت و خود پرستی کو بڑھاتا تھا۔ اُس زمانہ میں قوت علمی ایسی محکم نہ تھی کہ پرانی کتابوں کے انتخاب میں کہ یہ انتخاب خود فضولی نفس اختراع پسند سے ہے۔ مائل ہوتا بلکہ پوری ہمت تصنیف میں مصروف تھی۔ تاکہ ہر فن میں ایک نئی بنیاد رکھی جائے لیکن طالبان علم کی رجوع کی لذت اور اُن کے ہجوم کی مسرت سے اپنی آرزوئے دلی (تصنیف) کی طرف مشغول نہ ہو سکا۔ اس لئے سوا علوم پڑھانے کے اور کوئی کام نہ تھا۔ اور دوسری ولادت (حصول عقل و تمیز) کے بعد کہ شکم نادانی سے نکل کے باغ دانش میں نزول ہوا تو جمع کرنے میں خوشنودی ہائے خدا کے اس قدر منہمک و سرگرم تھا۔ اور نشانہائے حق شناسی میں داخل ہونے کی لذت اور رعونت نفسانی سے نکلنے کا ذوق اس حد پر تھا کہ پرانی کتابوں پر نظر ڈالنے کی مطلق پرواہ نہ تھی۔ اور بعد تیسری ولادت کہ شکم جنگ و جدل و گفتگو (مناظرہ) سے خلوت سرائے

Marfat.com

صبح کل میں پہنچا۔ تو رعونت نفس سے بھی رہائی مل گئی۔ اور چشم بینا بھی ہاتھ لگی اور نور یقین بھی حاصل ہوا۔ اور حوصلہ کا میدان فراخ ہو گیا۔

صفحہ ۵۰ صفحہ ۲۶۷

اور ان غیر متناہی عطایائے الٰہی کے وسیلہ سے نفیس و پاک کلام ناظمان و ناثران کے مطالعہ میں انتخاب کرنے میں اپنے مناسب طبع کے اور کریموں کے دسترخوان سے زلہ برداری میں کسی حد تک مشغول ہوا۔ اور دوست و دشمن دونوں کو نظر انداز کر کے بے غوضانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اس وسیلہ سے بازار صبح کل کو رونق حاصل ہوئی۔ اور پائے ارادہ کو جائے دلپذیر ہاتھ لگی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اپنی پسند خاطر کو جمع کر کے اپنی ہوشمندی کے بازو کا تعویذ بنا لیا۔ خدا سے یہ تمنا ہے کہ موجودین اور آنے والے اس سے بہرہ مند اور کامیاب ہوں۔ اے اللہ اپنے برگزیدہ لوگوں کی دعا سے چوتھی ولادت سے مشرف کر۔ یعنی صبح کل کے شکم سے کہ جو محل ہجوم گروہ موجودات ہے نزہت سرائے تجرد میں شرف خصوصیت عطا کر تاکہ یکبارگی عالم کو آئینہ حق سمجھ کر کثرت تماشائے وحدت کر کے دولت آباد محبت کل پر سرفراز ہو جائے اور ایک درجہ اس سے بھی ترقی کر کے ماسوی اللہ کے بھول جانے کو اپنی ہمت کی عصا بنا لے۔ تاکہ سزاوار امیدواری ولادت پنجم ہو جائے۔ یعنی شکم دوئی خاص الخاص خلوت وحدت میں آرام حاصل ہو جائے اور دریائے فنا کا پیراک بن جائے۔ تاکہ ولادت ششم میں یعنی شاہباز جان پاک جس وقت جسم بودا کے قفس سے رہائی پائے۔ (یعنی مرتے وقت) بار پابندی دنیا اپنے دل کے کاندھے پر اٹھائے ہوئے بارگاہ تقدس (حضور خداوندی) میں آئے۔ تاکہ ساتویں ولادت کہ وہ روز جزا ہے عطا و انعام بزرگ کا سرافراز ہو کر سزاوار حصول مقصود ہو۔ میں کہاں تھا اور کہاں سے کہاں آ پڑا۔ اشعار

بات بالا ہے خوف اس کا ہے — کہیں منہ سے مرے نہ کچھ چھوٹے
بادیائے بیاں ہے تیز بہت — خوف ہے ہاتھ سے عناں چھوٹے

بیشک جس کا قدم دل قائم نہیں ہوتا ہے اس کی زبان قلم بیہودہ گو ہوتی ہے۔ اور بیدلی کی شرح کثیر ہے۔ رباعی

ہو روز دراز اگر ہوں باہم شامل — جان کو اس سے نہ ہو قناعت حاصل

Marfat.com

تو ہے اس بات پہ ہماری ہنستا دیوانہ نہیں ہے تو ابھی ہے عاقل

اس پریشان دل (مجھ) کو سامان خاطر کہاں میسر ہے جو اس کی شرح کر سکے۔ بہت میں سے تھوڑا سا یہ ہے کہ نادانی کے دور کرنے اور دانائی کے خریدنے کے زمانہ میں جسے تحصیل علوم کہتے ہیں اور اس زمانہ میں اپنے معلومات کو اپنے سے چھوٹے شاگردوں کے لئے تقریر و تفسیر کرنا جسے پڑھانا کہتے ہیں ۔

صفحہ ۵۱۔ صفحہ ۲۶۸

اور زمانہ کی رایہائے مختلفہ کے دیکھنے کے زمانہ میں کہ تمیز درمیان خیر و شر و نیک و بد، بلکہ درمیان دو خیر اس تماشہ میں حاصل ہوتی ہے مقصود کے پہچاننے میں بہت خلش پیدا ہوئی۔ ہر چند پرانے اوراق بہت دیکھے اور علمائے زمانہ سے بھی ملا مگر زخم دلی بڑھتا گیا۔ اور شورش دل میں زیادتی ہو گئی۔ مرتاضان خدا شناس کی گداگری مفید نہ ہوئی اور حکمائے دانش پیشہ کے اختلاط سے بھی کام نہ بنا۔ رباعی

افسوس میرے سوز میں کوئی نہیں یار اس راہ میں کوئی نہیں میرا غم خوار
دل میں میرے ہیں جوہر راز کثیر ملتا نہیں کوئی راز دار اسرار

جس بارگاہ میں میں نے قدم رکھا تو دیکھا کہ خلق پرستی کا نام خدا پرستی رکھا ہے۔ اور ہنگامہ دوکان داری گرم کیا ہے۔ اور شہرستان گمنامی کے بعضے چھڑیوں (پس کوچہ کوچہ بعد کوچہ) میں خدا جویوں میں سے ایک گروہ کے ساتھ کہ جو نفس مکار کے ساتھ جنگ میں عاجز تھے اتفاق صحبت واقع ہوا۔ یہ گروہ خود نفس امارہ کی طرح طرح کی بیماریوں کے علاج میں گرفتار اور افسردہ خاطر ہو رہے تھے۔ ان کو کسی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنے کی تو فرصت تھی نہیں پھر بیمار پرسی اور علاج کا ذکر۔ مجذوبوں میں سے ایک گروہ (کہ جن کو عنایات الٰہی نے تدبیر سے خلاصی دے رکھی تھی۔ اور جمال ایزدی نے ناز و کرشمہ کر کے آتش خانہ قبض یا گلشن بسط میں اُن کو لا کر قدرت جستجوئے کار کی نا دی تھی) دیکھنے میں آیا۔ بادشاہوں کے بادشاہ (خدا) کے معاملات کو گدائے آتش خانہ (صاحب حالت قبض) کیا جانے۔ اور نبض غم کو طبیب شادی (صاحب حالت بسط) کیا پہچانے اس بے بناوٹ والے گروہ سے بھی میرا عقدہ حل نہ ہوا۔ نہ کتب مبسوطہ میں دوا ملی۔ اور نہ گروہ مخلوق میں کسی طبیب نفس سے ملاقات ہوئی تو پھر

Marfat.com

کسی علاج کرنے والے کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ فرد

مسکین مرا دل ہے گو بہت کچھ ماہر　　حکمت میں عجز کر رہا ہے ظاہر

لیکن جس رنجیدہ یا بیمار زخمی جگر نے یہ شعر کہا ہے۔ بیت۔

بھولے سے بھی کیا نہ کسی نے بھی ذکر یار　　قصوں میں اپنی نیند کو برباد کر دیا

میں اس شعر کے مفاد کو اپنے حق میں کیوں ادا کروں جبکہ حکیم برزویہ کی حقیقت پرائی نے میرے ہوش کے کانوں میں داخل ہو کر مجھ غمزدہ کی کسی قدر غمخواری کر دی لیکن وہی غمخواری جو ایک ماتم زدہ سے دوسرے ماتم زدہ کو حاصل ہو۔ ایک عاقل جانتا ہے کہ ایسی غمخواری تو ماتم افزائی ہوگی نہ بیمار پرسی و تیمارداری۔ فرد

کسی دوسرے وقت پر روک رکھو　　جدائی و سوز جگر کے بیان کو

صفحہ ۵۲ سے صفحہ ۲۶۹

جب بتکدۂ غرور سے بارگاہ عنایت اکبر میں پہنچا اُن کی مہربانی نے مجھ گونگے ہیچمدان کو زبان فصیح عطا فرمائی۔ اور دل نکتہ سنج اور دُر دریاب بخشا۔ اور جس آدمی کے ساتھ جس روش کلام میں مباحثہ ہوا فور علم اور زور بازوے کلام کی وجہ دیا۔ وفور علم کی وجہ سے رونق سخن میں، اقبال مند اور نصرت یافتہ ہوا (میں غالب رہا) لیکن جو فتح باطنی۔ کے امیدوار ہیں۔ اُن کو مباحثہ ظاہری کی کامیابی و فیروزی سے کیا فائدہ۔ اور جن کا دل جل رہا ہو (عاشقان خدا) اُن کو پنکھے کی ہوا کیا مفید ہو سکتی ہے۔ حقیقتہً دردمندی بڑھ گئی اور فلش دل زیادہ ہو گئی۔ اور جو امید کہ دانشمندان زمانہ سے تھی بر نہ آئی اور بالکل مایوس ہو گیا۔ کیونکہ ہر ایک اپنے غلط خیال میں ہیچمدانی پر خوش ہو کر دوسرے دل پر زبان ملامت دراز کرتا ہے۔ ان کے معاملات میں نہ تو تمیز درمیان دلیل و مغالطہ کے ہے اور نہ فرق درمیان تحقیق و تقلید کے۔ سوء مزاجی اور فساد عقل کی وجہ سے حقیقت کا گمان اور حقانیت کا شبہ کسی پر کرتے ہی نہیں۔ اور اپنے آپ کو دریائے تحقیق میں شناور حقیقت شناس جان کر دروازہ مباحثہ اور راہ تلاش کو کلیتہً بند کر دیا ہے۔

یہاں تک کہ رہبری بخت خداداد سے انجمن صلح کل میں گذرا ہوا۔ اور کسی قدر اُس شورش و ہیجان میں سکون پیدا ہوا۔ لیکن کیا کروں کہ اس سرا بستان صلح کل میں کسی قصر

Marfat.com

کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی ہے۔ تو پھر محبت کل کا کیا ذکر۔ لیکن اس وجہ سے کہ اس بیگانہ سود و زیاں دنیا کو لباس تعلق دنیوی میں بہت رکھا ہے (یعنی مجھے جو پروائے نفع و نقصان دنیا نہیں کرتا ہوں۔ کارکنان قضا و قدر نے دنیا میں پھنسا رکھا ہے) اور قریب ہے کہ یہ عاشق پرواز صحرائے عدم تعلق کو قبل اس کے کہ سامان راہ اور سر انجام اُس درگاہ تجرد کا میسر ہو۔ سفر اقلیم عدم پیش آ جائے (یعنی مر جاؤں) مَیں کیا بتاؤں کہ اس خیال سے دل پر کیا گزرتی ہے اور پریشانی حال کس حد کی ہے۔ لیکن جبکہ یہ اشتغال بموجب حکم حکیم زمانہ (اکبر) ہے۔ تو کسی قدر دل کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ اور اوباشان غم و بے باکان الم کے ہجوم میں سنگ تفرقہ آ پڑتا ہے (یعنی غم دُور ہو جاتا ہے) بہرحال ایسے دل اور اتنے ایک خطروں کے ساتھ وہ منتخب حالات جو یاران ہم صحبت کے کام آئیں۔ اور مَیں نے اُنہیں نقل کیا تھا اکٹھا کر لیا۔ ہر چند ترتیب کا خلعت تجکول کے قد پر سینا گویا خلاف قاعدہ کرنا ہے۔ لیکن جبکہ ارادہ بہت جلد اپنے مقصد پر پہنچنے کا ہے تو تعلق موجودہ اور تجرد نسیہ (یعنی انہماک بدنیا جو فی الحال ہے اور خیال تجرد جو آیندہ پُورا ہوگا) نے تھوڑی ترتیب کجکول کی اجازت دے دی اور میں نے اُس کو پانچ حصّوں پر مرتب کیا۔ وہ پانچ حصّے یہ ہیں:۔ معقولہ۔ مکشوفہ۔ منقولہ۔ منظومہ۔ متفرقہ۔ ہر چند جو کچھ قید کتابت اور حروف کے سانچہ میں آیا ہے وہ زادۂ عقل و نتیجۂ خرد ہے۔ مگر بات کہنے کا ایک قانون نہیں ہے کہ تصنیف و تالیف اُسی طریقہ پر کی جائے۔

صفحہ ۳ تا صفحہ ۴۶۰

لہٰذا ہر کم عقل بے ہمت خواہ مخواہ ہنگامہ گفتگو گرم رکھ کر مدعی علم اور ادراک ہوتا ہے بنابریں مجبوراً کھوٹی باتیں جو عقل تیرہ رائے کے سچے بیٹے اور خرد روشن ضمیر کے ناخلف فرزند ہیں کسی مصلحت اور حسن نیت کی وجہ سے عالم ظہور میں آئیں۔ بہت نیک اندیش اور دُور بین ہونا چاہئے۔ تاکہ پہلے ہی مرتبہ یہ دونوں قسمیں اُس کی چشم عبرت بین میں ظاہر ہو جائیں۔ کیونکہ اس محل پر بڑے بڑے ہوشمند مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں پھر بیوقوفوں کا کیا ذکر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی علاج صفراوی کا سوداوی کرے اور ابدی زیان کاری میں پڑ جائے۔ لہٰذا گہری نظر والوں نے اُن دونوں قسموں کو خاندان خرد سے خارج کر کے نتائج

Marfat.com

خاطر کو معقول و منقول پر تقسیم کیا ہے۔ اور فرزانگان حقیقی عقل کو کہ زیور شرافت و بزرگی ظاہری کی وجہ سے حکمائے طبیعی کے کمال علمی کا نتیجہ ہو سکتے ہیں **عقلیات** نام رکھا ہے اور عالم باطن کے قدسی نژادوں کو کہ فروغ عقل الٰہی سے منکشف ہوتے ہیں کیفیات کے ساتھ مشہور کیا ہے۔ اور جو ان دونوں باتوں سے الگ ہے اُن کو **منقولات** کا خطاب دیا ہے۔ اے عالم جویائے حق اگر نقش (مخلوق) پر تیری نظر پڑے تو عقل مجبور ان قابلیت اور محکومان قدرت غالب الٰہی (مخلوق) پر اعتراض کی اجازت کب دیتی ہے (کیونکہ المجبور معذور اً مقولہ مسلم ہے) اور اگر نقاش (خدا) پر نظر ڈالی جائے تو نادانی کی شرمندگی کے سوا اور کیا ہاتھ لگیگا۔ ایک حکیم مطلق کی باتوں کو نادان کب سمجھ سکتا ہے۔ یا مخلوق خالق کو کب پہچان سکتی ہے۔ اس خیال معاملہ شناس کی بنا پر تقسیم معقولہ و مکشوفہ و منقولہ کی مقرر کی گئی۔ فی الحال جبکہ اس آشوب خانۂ زمانہ میں مقاصد ثلثہ (معقولہ۔ مکشوفہ منقولہ) میں خلط و ملط ہو گیا ہے۔ اور پرکھنے والا صاحب بصیرت ناپیدا۔ اور طالب بینائی جو بے رعونت ہونا پدید۔ اور محض نادان دنیا میں کثیر۔ اور طبیب مہربان پردۂ پوشیدگی میں۔ ذرا خیال کو بلند رکھو۔ کہ مجھ خدا کو دہ ست رکھنے والے اور اپنی ذات کے دشمن کو کیسی دقت پیش آئی۔ اور محتاطان بندۂ دلیل کو کس قدر مصیبت اُٹھانا پڑیگی کسی بے قوف کے دل میں یہ نہ آئے کہ اس دنیا میں جو عبرت بخش اور ہوش افزا ہے۔ فی الحال رونق بازار بے تمیزی ہے اور مزاج زمانہ کی بنیاد بے تمیزی پر رکھی گئی ہے۔ اور رواج کار زمانہ باطل پر منحصر ہے اور نقشبند غیب (اللہ) ابتداء ایجاد سے اسی طرح جمال آراء ہے۔ افسوس افسوس یہ کیسی ناسمجھی ہے۔ جو دل سے تحریر میں آرہی ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے کہ خدا کے تصویر خانہ ایجاد میں کسی باطل کو دخل ہو۔ کیونکہ باطل تو خوابگاہ عدم میں سویا ہوا ہے یعنی باطل ایجاد الٰہی میں موجود نہیں +

صفحہ ۵۴ صفحہ ۱۷۴

اور جو چیز پردۂ غیب سے خلعت وجود پہنتی ہے اُس میں خیر غالب ہے۔ کیونکہ جان عطا کرنے والا جہان کو آراستہ کرنے والا ایسی چیز کو پیدا ہی نہیں کرتا ہے جس میں خیر و شر بدرجۂ مساوی ہوں۔ پھر شر غائب کو کیسے لباس فاخرہ وجود پہنائیگا۔ خوب سمجھ

Marfat.com

لو۔ کہ شر برابر اور شر غالب دونوں نظیر و جفت شر محض ہیں۔ اور شر محض بالاجماع ممتنع الوجود ہے۔ اور جو باتیں من قبل مصیبت و انواع ستم سے بزرگان گذشتہ و حال کو لاحق ہوئیں اور ہوتی ہیں۔ اوّل نظر (سرسری نظر) میں چہرہ غور و فکر کو خراشیدہ رکھتی ہیں۔ حالانکہ ملا جفا عطیۂ بزرگ الٰہی ہیں۔ اے ابوالفضل تم نے دنیا میں یہ کیسا ہلڑ مچا رکھا ہے۔ اگر تمہاری کم ظرفی تم کو بے قرار کرتی ہے تو بفحوائے تکلموا الناس علی قدر عقولہم زمانہ کے حوصلہ کے موافق باتیں کرو۔ لیکن میں کیا کروں اور کیا علاج کروں۔ فرد

ہزار مشک ہیں درکار اور ہزار شکم — لذیذ آب خضر اور میں ہوں مستسقی

اور منتخبات نظم کو اگرچہ وہ بھی داخل اقسام ثلاثہ مذکورہ ہیں لیکن چونکہ خرقۂ نثر کو اپنے شانہ سے اتار کر لباس فاخرہ نظم کا پہنے ہوئے ہیں اور نیت بوستان سخن کرتے ہیں۔ اس لئے اُن کو اس نوع سے علیحدہ رکھا۔ اور بعضے انتخابات جامع علوم کے متفرق تھے ہر قسم کی ترتیب دینے کے لئے اطمینان خاطر کی ضرورت تھی اس لئے اُس کی ترتیب سے باز آکر ایک قسم علیحدہ متفرقات کی کر دی۔ اور اس بحر بیکران کے موتیوں کے تلاش کرنے والوں کی سہولت دریافت کے لئے ہر قسم و رسالہ منتخب کے شروع پر ایک نشان لگا دیا۔ تقسیم علوم نفائس الفنون (نام کتاب) وغیرہ کہ جس کی ترتیب اچھی نہیں ہوئی۔ اگر اجزائے کچکول کی اُن سے زینت ہو تو اس کام میں کسی قسم کا نقصان واقع نہ ہوگا۔ اگر مجھے فرصت ہوتی تو دانش کے معاملات میں کہ طریقہ منتظمین ظاہر و دانش آموز خرد پروران معنی کا ہے۔ چند طرز بتاتا تاکہ صاحبان معاملہ (مصنفین) اپنے نفع و نقصان کی بنیاد انہیں پر رکھتے۔ اور معلم و متعلم دانش فروزی اور تعلیم و تعلم کی بنا اُسی پر رکھتے اور نفس امارہ کی جگر بندی کے لئے ریاضت کیشوں کو اوّلاً اسباب شائستہ آہنگری کے مہیا ہو جاتے اور ثانیاً چند زنجیریں کہ جوان باد پیمایان ہوا و ہوس کے لئے پچھاڑی کا کام دیتیں ہاتھ لگتیں۔ اور اُن خدا رسیدہ لوگوں کے دل جو ہیچ پر خوش ہیں اپنے خیال محال سے باز آجاتے۔ اور اُن کو اس امر کا یقین ہو جاتا کہ ذات مقدس باری اس سے بڑھ کے ہے کہ میدان امکان کے طائران تیز پر (علما و حکما) اُس کی بارگاہ کے گرد (اُس کی کبریائی بہت بڑی ہے) پہنچ سکیں۔ اور خدا جویان محال طلب کو ادراک باری کے خیال سے روک کر اصلاح نفس مکار خود پرست میں کوشاں تر بنا دیتا تاکہ اپنے حوصلہ کی چادر

Marfat.com

سے پاؤں باہر نہ نکال کر جو کچھ فرمان عقل ہے اُس سے تجاوز نہ کرتے ۔

صفحہ ۵۵ ۔ صفحہ ۲۷۲

لیکن کیا کروں اجازت نہیں ہے اور صاحب تمیز مفقود اور خریدار ناپیدا۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ خدا کا خرد دوربین عطا کرنا بھی اجازت کار دیتا ہے ۔ اور خدیو زمانہ کو فرمانروائے معنوی قرار دینا اپنے اعتبار کو رواج دینا (پھیلانا) اور خریداروں کے لئے دکان آراستہ کرنا ہے۔ لیکن اس ساتویں ہزار سن ہبوطی کے دور میں کہ رونق بازار فتنہ ہے اور بے روشنی کی پرورش کرتے ہیں اور گمراہی کو رونق دیتے ہیں ۔ مہیائی اسباب ظاہری سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اجازت نامہ صمیم قلب کی ضرورت ہے ۔ فی الحال کہ زندگی ختم ہونے کو ہے مجھے نہیں معلوم کہ میں جو رزم آرائے ایجاد ہوں دروازہ صلح کھٹکھٹاتا ہوں یا بزم دوستی سرانجام دیتا ہوں ۔ اب جو غفلت کی نیند سے بیدار ہوا ہوں بغیر ہاتھ منہ دھوئے حرف حقیقت زبان سے کیونکر نکالوں ۔ کچھ دنوں کچھ نہ ہونے پر خوش رہ کر اپنے دل ہرزہ گرد کو اس مجموعہ (کجکول) ہوش افزا مستی بخش و مغرور کنندہ سے مست رکھوں ۔ جب گفتگو مثل خموشی پوچ و بے معنی کے ہے اور ہوشیاری مثل جنون حلقہ خائے در کے ہے تو پھر بیت المقدس معاملہ میں کیونکر پہنچ سکتے ہیں ۔ اور ہوش و عقل کہ کارروانی کے دروازہ کی کنجی اُس کا لقب ہے جب یہ دولت خانہ حق شناسی کا قفل بن رہی ہے تو اس جستجو اور گفتگو سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے ۔

اپنے سے سیر چاہئے ہے سردار ہو جان و بدن سے بھی وہ اپنے بیزار
ہر کام میں بند شیں ہیں حد سے بڑھ کر ہے بند شکن تیز روی ہیں درکار

آخر میں منتخب مثنوی مولوی رومؒ کے لکھا گیا

ہمیشہ میرا دل ہوش پیما انتخاب مثنوی مولوی معنوی کی طرف رغبت رکھتا تھا ۔ اور ہمیشہ اپنی ذات سے گفتگو رہتی تھی کہ تنہا علم ظاہری متکلموں کا اس کام میں کفایت نہیں کر سکتا ۔ فراغت قلبی کے ساتھ عالم تجرد و تعلق دونوں کی ضرورت ہے اور عقل دوربین کے ہوتے ہوئے رسم و عادت سے اجنبیت کے بغیر بھی چارہ نہیں ۔ اور ذوق معنوی کے ہوتے ہوئے کہ جس کی تھوڑی سی شرح بھی بیان میں نہیں آسکتی صلح کل کی زینت بھی لاحق

Marfat.com

ہونا چاہیئے۔ تاکہ آزادی کے کوٹھے پر چڑھ کے ایک نظر خاکدان پابندی پر ڈالی جا سکے اور گنجینۂ بے نہایت معانی کی خزانچی گری کی حالت کے ساتھ چھان بین عالم تعلق کی کی جا سکے۔ اس زمانہ میں کہ حدود پگلی سے ۴ ماہ آذر ۱۲۳۷ھ جلوس کو بہمراہی اکبر دھاوا ہوا۔ تو یہ خواہش انتخاب مثنوی بلندی ظہور پر آئی لیکن مثنوی مکمل ہاتھ نہ لگی۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کتاب جب باوجود فراوانی ہاتھ نہیں آتی تو یقیناً شرائط مذکورہ ضروری نہیں اور یہ خواہش میری جھوٹی ہے۔ مجبوراً ابوبکر شاشی کے اُس منتخب سے انتخاب کرنا شروع کر دیا جس کو اُنہوں نے اپنی سمجھ کے موافق انتخاب کیا تھا۔ اور دھاوے کے ساٹھ تین دن میں وقت فرصت اپنے پسندیدہ مقامات پر نشان لگا دیا۔

صفحہ ۵۵ - صفحہ ۳۷

اللہ تعالیٰ اپنی طرف مشغول رکھ کر حرص انتخاب سے باز رکھے کہ جس میں بہت کچھ ناسمجھی کو دخل ہے۔ یا مجھ میں جتنی ناسمجھی ہے اُس کا مقتضا یہ ہے کہ خدا مجھے انتخاب سے باز رکھے۔ اللہ کافی ہے اور اُس کے علاوہ ہوس میں داخل ہے۔ نوشتہ ابوالفضل بن مبارک۔

اللہ اکبر خوشی کرنا عورتوں کا کام ہے اور غم طریقہ بزدلوں کا۔ جوانمردوں کی عزلت گزینی بیخردی ہے۔ شعر کہنا معیار اور اک قوت شاعری ہے نہ امتحان انسانیت شاعر "سانپ کا کاٹا ہوا رسّی سے ڈرتا ہے"، یہ مثل بڈھی نازک دل عورتوں کی ہے۔ کسی مرد یا طالب مردی کو ہرگز اس پر عمل کرنا نہ چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیشہ کی مغاک زیاں کاری میں پھنس جائے کیونکہ بزدل کو جب کسی سانپ نے ایک بار کاٹ لیا اور وہ علاج سے اچھا بھی ہو گیا۔ تو خود اُسے نہ ڈرنا چاہیئے نہ کہ کسی بہادر کو۔ نغمہ سے شادی و غم دونوں پیدا ہوتے ہیں۔ مگر خوبی نغمہ کی یہ ہے کہ غم پیدا کرے ورنہ شوق خود سننے والے میں غم پیدا کر دیتا ہے۔ شعر

مطرب جو ترانۂ شب غم گاتا ہے ۔ گویا تمام گئے ہوئے غموں کو آواز دیکر بلاتا ہے

خاتمہ عیار دانش۔ تمام ہو گیا یہ گنج نامۂ شاہنشاہی۔ اور اعلیٰ کام معاملہ دانی کا ارکان سلطنت و خلافت کا دستور العمل۔ عدل و مہربانی کی کچہری کا فرمان ادب۔ علم و بصیرت کی فکروں کا نتیجہ۔ کارخانہ کے منتظمین کی فکروں کا خلاصہ۔ دانائی کے دفتر کا اوّل جہاں آرائی کی رقموں کا مجمل۔ مکتب ادب کی تعلیم کی تختی۔ صاحبان عقل کے دار و مدار کا نسخہ اصلاح مزاج

Marfat.com

عالم کے لئے نوش دارو (امرت اور ایک معجون خاص) شادی وغم کے زہر کھائے ہوؤں کے لئے تریاق فاروق (نام ایک تریاق کا جو دافع زہر ہے) سعادت ابدی کے تاج کے یاقوت کی کان۔ سلطنت سرمدی کے تخت کے موتی کا سمندر۔ عقلمندوں کے بازو کا تعویذ۔ دانش پسندوں کے سحر کا منتر۔ زمین پر پھرنے والا مگر آسمان مرتبہ (بلند) ہندوستان کی پیداوار مگر لباس فارسی۔ بچوں کے کھیل کا سرمایہ۔ بڈھوں کے لئے سرفرازی کا دیباچہ اس دنیائے عاریتی کی جستجو کا نقد۔ اس سراب دریا نما (دنیا) میں دوڑ دھوپ کا حاصل۔ ایک سلیمان کی ضرورت ہے کہ ان بے زبانوں (جانوروں) کی زبان سمجھے اور ایک بادشاہ فہیم سزوار ہے کہ ان غیب خوانوں (جانوروں) کی تحریر کے معانی پڑھ سکے۔ اگرچہ زمانہ نوشیرواں عادل میں ترجمان خرد (حکیم برزویہ بنے اس راز الٰہی (کلیلہ ودمنہ) کو زبان سنسکرت سے زبان پہلوی میں اور بعد ازاں زبان عربی میں نظماً و نثراً ترتیب دے کر تشنہ لبان صحرائے طلب کی جان پر احسان کیا۔ لیکن بوجہ بلندی مقصود و پستی ہمت مترجم اُس کے راز سربستہ کھل نہ سکے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس زمانہ بہجت افروز نورانیت نے اس شہنشاہ عارف باللہ (اکبر) کے کہ لاکھوں نوشیرواں عدالت کا نسخہ اُن کی بارگاہ سے لیتے ہیں۔ اس پردہ نشین بزم شبینہ روشنائی (کلیلہ ودمنہ) کو کہ پردہ میں بیٹھے بیٹھے تنگ آگئی تھی ظاہر کر دیا۔ چنانچہ پاک نظر والے سیدھے سادے اہل عجم نے کہ الفاظ و عبارات پیچیدہ اُس کے ان کے لئے سنگ راہ (مانع) ہوتے تھے۔ اب بغیر حجاب ظاہری کے تمام معنوں کا نظارہ کر لیا۔

صفحہ ۵۶، صفحہ ۳۷

بیشک یہ (عیار دانش) لنگڑوں کے لئے پاؤں اور بڈھوں کے لئے عصا بن گئی نہیں نہیں اُس نے تو اندھوں کو آنکھیں عطا کیں اور انکھیاروں کے آنکھ دل میں سُرمہ لگا دیا۔ (اور روشن کر دیا) نہیں بلکہ مُردوں میں ایک نئی رُوح پھونک دی۔ اور زندوں کو عقل دُوربین سے قریب کر دیا۔ نہیں نہیں نفس انسانی کے لئے بحالت پابندی جسمانی سرچشمہ آزادی و روحانی جاری کر دیا۔ و تجرد منشان مادی کو غوطہ زن دریائے شہود کر دیا۔ اللہ کا شکر کہ عالم صورت (عیار دانش) التیام (مراد اختتام) پا گیا۔ اور عالم معنی منتظم ہو گیا۔ پہلے اُس کو منظم رائے دابشلیم نے کیا۔ اور آخر میں فرمانروائے ہفت اقلیم (اکبر) نے بے شک

Marfat.com

رائے دابشلیم ایک دانا تھا۔ جو ہندوستان سے نکلا اور پھر ہندوستان میں واپس آیا۔ مصرع

مانند مسافر کہ وطن کی طرف آئے

انصاف تو یہ تھا کہ اگر یہ کتاب کلیلہ و دمنہ لباس دُنیائے علم انشاء پردازی میں ہوتی کہ جس میں بازار عبادت آرائی و ہنگامہ استعارات گرم ہؤا کرتا ہے تب بھی لازم نہیں تھا۔ کہ اس قدر پابند الفاظ و لغات ہوا جاتا اور ایسے مقاصد و معانی کو بعید الفہم کر دیا جاتا نہ کہ ایسی صورت میں جبکہ یہ ایک کتاب حکمت پیر خرد کی طرف سے کل انسانوں کے لئے ہے اور ایک فرمان سُلطان عقل کی طرف سے کل عالم والوں کے لئے ہے۔ پس اس حالت میں تو منشی کو ایسی عبارت میں لکھنا چاہئے کہ کوئی بھی اُس کے مطالب معلوم کرنے میں ذرا بھی تکلیف نہ اُٹھائے۔ ملا حسین واعظ کاشفی نے کہ جو استعارات والی عبارت لکھنے کے عادی ہیں اگرچہ بہت کچھ کلیلہ و دمنہ کے معانی کے چہرہ پر سے نقاب اُٹھا دی ہے لیکن چند نئے پردے اپنی مشاطۂ طبع سخن آراء سے اُن کے سامنے لٹکا دیئے ہیں۔ اس دیباچۂ معنوی (انوار سہیلی) میں کہ ہر صفحہ اُس کا صبح سعادت کا نور ہے سہیل کے نور سے روشنی چاہنے والوں کے لئے (یعنی مستفیدان کتاب انوار سہیلی کے لئے) کوئی لمعہ (چمک) اُٹھا نہیں رکھا اور عالم معنے کے مسافروں کے لئے یہ کتاب ایک آسمان پر نور ہے کہ ہزاروں سہیل ستارے اُس کے گرد طفیلی بننے کے لئے چمکتے رہتے ہیں (یعنی سہیل بھی اُس سے نور اخذ کرتا ہے) چونکہ اصل کتاب سے بوجہ حکایات طویل و روایات پست و بلند سررشتہ مقصود مشکل سے ہاتھ لگتا تھا۔ لہذا اس ترجمہ میں ہر حکایت کے خاتمہ پر اُس کا خلاصہ بھی لکھ دیا گیا ہے اور چونکہ مطالب سمجھانے میں بہت کوشش کی گئی ہے تو اُس خلاصہ پر بھی اکتفا نہ کر کے اُس کا خلاصۃ الخلاصہ جو بازوئے عقل کے لئے تعویذ ہو سکتا ہے چند سطروں میں لایا گیا ہے تاکہ ادائے کلام کے مراتب اور دریافت مقصود کے درجے سُننے والوں پر بقدر مراتب استعداد ظاہر ہو جائیں۔ اگرچہ یہ قیمتی جواہر اگلے زمانہ کے عقلائے خاص کے عیار دانش کے بڑھانے کے لئے تھے۔ لیکن اس زمانہ کے عوام پر اُن کے مطالب کے واضح ہونے کا سبب ہمارا آقا (اکبر) ہؤا۔ کیونکہ عبارت آسان میں اکبر نے ابوالفضل سے اُسے لکھوایا) اور اب خاص و

عـــہ عالم کی جگہ مَعلَم بمعنی منقش صفت ذی (لباس) بہتر یہ ہے اور "چہ دراں صورت دانش نامہ بود" کی جگہ "دراں صورت کہ دانش نامہ بود" ہو تو عبارت زیادہ واضح ہو جاتی ہے ۱۲ مترجم +

Marfat.com

عام سب کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہمارے بادشاہ دانش پناہ کی برکت سے اس زمانہ کے ادنےٰ لوگ اگلے زمانہ کے اعلیٰ لوگوں کی مشارکت (برابری) کا ہاتھ چومتے ہیں۔ ہرچند اپنی خلیفہ زمانہ (اکبر) کی بزرگی (یا برگزیدگی) کا ذکر کرنا بظاہر محرران زمانہ کے ساتھ دروازۂ مشارکت کھولنا ہے +

صفحہ ۵۷ صفحہ ۲۷۵

اور فی الحقیقت ذرہ (عبارت ناچیز کو مقام مدح آفتاب (اکبر) میں لانا اور روز روشن میں چراغ روشن کرنا (جلانا) لیکن کیا کیا جائے کہ مقصود یہ ہے (کہ لوگ محاسن اکبر میں) فکر کریں نہ اپنی خودنمائی اور مطلوب لوگوں کی رہنمائی نہ فخر و مباہات کا اظہار۔ کیونکہ ظالمان جنگجو (طعنہ زنان اکبر) کا اجتماع خاموشان گوشۂ ادراک کو بارگاہ سخن میں لے آتا ہے (یعنی لوگوں کی طعنہ زنی سے خواہ مخواہ بولنا پڑتا ہے) اور ہمارے زمانہ کے علماء کا قابل رحم ہونا (یعنی ان کا سکوت کرنا اور معترضین کو نہ جواب دینا) اطمینان کی سیرگاہ کے آسودہ خاطر دل اظہار حق کے آگے بیقرار کر کے سخن کے دارالفتنہ میں ڈال دیتا ہے (بمفاد۔ البلاء ہو کل بامنطق) ورنہ یہ شکستہ بال کہاں۔ اور اس بات کا خیال کہاں عقلا نے انصاف پسند موافقت وقت کو جو دنیا کے عجائبات میں ہے پاکر بموجب حکم عقل شکر گذاری زمانہ و صاحب زمانہ (اکبر) بجائیں۔ اور تھوڑی دیر کے لئے پردۂ غرور سے باہر آکر دانایان زمانہ و ابشلیم کی دانائی کی کتابوں کا مطالعہ حکیمانہ اپنے زمانہ کے خلیفہ کے مسعود تک کا کریں۔ کہ باوجود رہزاروں قافلہ سالاران قافلہ عقل کے آنے جانے اور اتنی ایک مکتب خانہ دانش پسندی کے فرہنگ ناموں کے جمع ہو جانے کے فی زمانہ ما عقل کا عیار (خلوص) حاصل کرتے ہیں۔ اور سلطان عقل کو تخت بلند پر بٹھاتے ہیں۔ مجھے زمانہ پر ناز ہے کہ بادشاہ زمانہ حکیم معلم دکھائی دیتا ہے اور زمانہ کے بادشاہ اس کے کارخانہ حکمت سے حکمت سیکھنے والے ہیں۔ بیت

شاہ گر ہو معلم و دانا　　سب کو زیرک بناتی ہے دنیا

آئین سلطنت و حکمت میں اُس نے بہت سے کام کئے ہیں اور دستور العمل بنا دیئے ہیں تاکہ منتظمان دنیا کے لئے تا اختتام عالم لائحہ عمل ہو سکے۔ اور اُن کو احتیاج کسی مشیر و وزیر کی نہ ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ زمانہ والوں کو ضرورت کتاب کلیلہ و دمنہ کے دیکھنے کی نہیں

Marfat.com

اور کلیلہ و دمنہ (ایک گیدڑ اور لومڑی کا نام) کوئی احسان اس گروہ (مرومان زمانہ اکبر) پر نہیں۔ فی الحال وہ زمانہ ہے کہ جانوں کا طبیب (ماہر نفسیات) اس امر سے۔ آسودہ اور مطمئن ہے کہ اہل زمانہ کی نارسائی ذہن کے تعلق میں حکمت کی باتیں وحوش وطیور کی زبانوں سے کہیں اور حقیقت سمجھانے کے لئے طفلانہ تمثیلوں سے تمسک کیا جائے۔ فی الحال زمانۂ موجود کو اہل زمانۂ سابق پر ناز اور موجودین زمانہ کی احتیاج ہے اور گذشتہ زمانے والوں کو زمانہ موجود کی ضرورت اور موجودین کو گذرے ہوؤں سے استغنا (لاپروائی) اگلے زمانہ میں ہندوستان کا راجہ البشلیم تعلیم حاصل کرنے کے لئے سیلون میں حکیم بیدپائے کے پاس گیا تھا۔ فی الحال سیلون شہنشاہ اکبر کی آستان بوسی کا کام باندھتے ہیں +

صفحہ ۵۵ صفحہ ۲۷۶

اُس زمانہ میں بادشاہ عالم کو خواب میں متنبہ کیا کرتے تھے (اکثر قصوں میں یہی بیان ہے کہ بادشاہ نے خواب میں یہ دیکھا وہ دیکھا) اس زمانہ میں حاکم مُلک (اکبر) کو قضا و قدر عقل روشن عطا کرتے ہیں۔ پہلے کاموں کا امتحان پیروں کے تجربوں سے کرنے تھے۔ اب تجربہ کی جانچ احوال نوجواناں سے کرتے ہیں۔ پہلے عقل کا پاؤں قائم نہ تھا۔ اب عقل کا تخت عرش بلند پر ہے پہلے شیر زمینی شنزبہ بیل کا آرزومند تھا (انوار سہیلی کے شیر و گاؤ کی حکایت کی طرف تلمیح ہے) اب شیر آسمانی کی بھی نہیں آتی ہے۔ پہلے شیر گاؤ سے ڈرتا تھا۔ اب عنقا کبوتر سے ڈرتی ہے پہلے دمنہ مکار (مکار لومڑی کا نام) کی بازار گرم تھی۔ فی الحال کلیلہ (ایک گیدڑ کا نام) سادہ لوح کامیاب ہے۔ پہلے مرغ حیلہ کے جال میں پھنسا تھا۔ اب خود حیلہ و مکر کا پاؤں جال میں ہے۔ اُس زمانہ میں بداندیشوں کے تباہ کرنے کے لئے بہت سی تدابیر کی ضرورت تھی۔ اب بدباطن اور مکار اپنے پاؤں سے دار پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور اپنی عقل سے سیاست گاہ سزا میں آجاتے ہیں پہلے لوگ دوستوں کی اعانت کے محتاج تھے اب عام نے (اکبر کی) اُس احتیاج کو دُور کر دیا ہے۔ پہلے کوا اُلو سے آزردہ تھا۔ اب بیل شیر سے مطمئن ہے (انوار سہیلی کی ایک حکایت کی طرف تلمیح ہے) پہلے بندر کچھوے کو دھوکا دیتا تھا۔ اب ناکا بھی اپنا نفس گرم مینڈھک پر بھی نہیں چھوڑتا۔ پہلے زاہد ایک جانور پر بھی (عبادت میں) غلبہ نہیں پاتے تھے۔ اب رند اور اوباش کار زاہدان کرتے ہیں۔ پہلے چنڈول (قبرہ) بادشاہ سے ڈرتا تھا۔ اب،

Marfat.com

عنقا درگاہ اکبر میں پناہ لی جاتی ہے پہلے نیکوں کو مکاری سے مقتل میں لے جاتے تھے۔ اب بروں نے اپنی وضع کو چھوڑ دیا ہے۔ اور نرہتگا و عنایت اکبر میں آتے ہیں۔ پہلے بادشاہ زمانہ بدکاریوں کے سزا پانے سے غفلت سے بیدار ہوتا تھا۔ اب بدکار لوگ بادشاہ زمانہ سے ہل کے مقصود حقیقی کو پاتے ہیں۔ پہلے لوگوں نے اپنے مرتبہ کا اندازہ نہیں کیا تھا۔ اور لوگ اپنے استحقاق سے زیادہ کی طلب اور تلاش میں پڑ کر ہلاک ہوتے تھے۔ اب ہر شخص اپنے مرتبہ کو جان کر اپنی چادر سے زیادہ پاؤں نہیں پھیلاتا ہے۔ پہلے بادشاہ زمانہ کی رہنما ایران دخت اور برہمن لوگ گمراہ کرتے ہیں تھے۔ اب سینکڑوں ایران دخت رہنمائی کا نسخہ لیتی ہیں اور ہزاروں برہمن اپنے دفتر گمراہی کو ہدایت کے پانی سے دھو ڈالتے ہیں۔ پہلے کمینے لوگ بزرگوں کی قیمت کے برابر بک جاتے تھے (یعنی کمینوں کی بزرگوں کی ایسی قدر ہو جاتی تھی) اب نوبت بزرگوں کی بھی نہیں آتی ہے (کیونکہ سب کے سب بزرگ ہو گئے ہیں)، پہلے سوا اخص لوگوں کے دادی توکل کوئی اختیار نہیں کرتا تھا۔ اب ہر شخص شاہراہ توکل پر چلتا ہے۔ بیشک ایسا کیوں نہ ہو کہ پہلے اندھیرے کی گرم بازاری تھی اور اب رونق بازار نور ہے۔

صفحہ ۵۹ صفحہ ۲۷

اُس زمانہ میں خدا کی باتیں کرتے تھے (یعنی ہے یا نہیں ہے تو ایک ہے یا متعدد۔ صفات عین ذات ہیں۔ یا زاید از ذات) اور اب خدا کے واسطے باتیں کرتے ہیں (یعنی ہر کام ان کا قربۃً الی اللہ ہوتا ہے۔ پہلے عقلی کاموں کی تصحیح کتابوں سے کیا کرتے تھے۔ اور اب لکھی ہوئی باتوں کو عقل سے جانچتے ہیں۔ پہلے ارادۂ قلبی کو باتوں سے سنوارتے تھے (یعنی باتیں ہی باتیں تھیں اور دل میں کچھ نہ ہوتا تھا) اب بات کو نیت درست کا تاج پہناتے ہیں۔ پہلے دروازہ اقبال کھٹکھٹاتے تھے۔ (یعنی جویائے اقبال ہوتے تھے اور اب خود اقبال مثل سلقہ بر در ہے یعنی دروازہ پر کھڑا رہتا ہے۔ پہلے گفتا۔ جلوہ گر تھی یعنے لوگ۔ صرف باتیں بنایا کرتے تھے عمل کچھ نہ تھا۔ اب عمل نمایاں اور ظاہر ہے۔ اُس زمانہ میں دعوے ہی دعوے تھا۔ اور اس زمانہ میں بالکل معنویت ہے۔

اس کتاب عیار دانش میں جو میں نے عبارت آرائی نہیں کی۔ اور متاع بلاغت کو بو

فوٹ:۔ نقرپیا ہر جملہ میں ایک حکایت انوار سہیلی کی طرف تلمیح ہے۔

Marfat.com

میں بازار میں نہیں لایا۔ اس کا یہ سبب نہیں کہ نفس امارہ اس کی طرف مائل نہیں تھا۔ اور خیال سخن گذاری نہ تھا۔ یا سامان قیمتی بلاغت کا کتب خانۂ دل میں موجود نہ تھا۔ کیونکہ دل بوالہوس تیز رفتار اسپ خیال ہے اور میدان سخنوری کا خواہاں تھا کہ اس قدر جولانی کرے۔ کہ میدان فارسی کے شہسوار تحسین و آفرین میں زبان کھولیں اور میں خود بھی کلک رنگا رنگ کے سر دوش پر دست نوازش پھیر دوں۔ کیونکہ میدان وسیع اور دوڑانے والا شوخ اور چالاک ہے۔ لیکن اس بنا پر کہ سعادت میرے ہم نشین بھی اس لئے مجھے سعادت نے قصور وار نہ ٹھہرایا۔ اگر اس میں عبارت آرائی سے کام لیا جاتا تو قصور وار ٹھہرتا۔ باندھو اس قسم کی عبارت سے بگ موٹی ٭

اگلے زمانہ کو کہ اصل اس کتاب کی اُس زمانہ کے موافق منظم کی گئی ہے مدنظر رکھ کر اس پیر کہن سال (مراد کلیلہ و دمنہ) کا کہ جس نے عنایت بادشاہی سے نیا خلعت پہن کر از سر نو جوانی پالی ہے۔ عیار دانش نام رکھتا۔ اگر صرافان خزانہ شناسائی و معرفت جو مشکل پسند اہل عالم علم ہیں میری نظر میں نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ گوہر دانش جو اس زمانہ حقیقت نشان میں ہے بے افسانہ و افسون (عیار دانش) اُس گوہر دانش کو کب سنجیدہ بنا سکتا ہے یعنی اس زمانہ کے لوگ برکت اکبر سے خود ہی سنجیدہ ہیں اُن کو اس کتاب سے سنجیدگی حاصل کرنے کی احتیاج ہی نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس شہنشاہ عالم کو کہ دانش و بینش کا ایک عالم دیگر ہے۔ (یعنی اکبر جو مجمع دانش و بینش ہے) عمر طویل عطا فرمائے۔ روز یک شنبہ گیارھویں شعبان سنہ ۹۹۶ھ میں لکھا گیا ٭

اللہ اکبر یہ کتاب نادر المقاصد و عمیق المطالب (عیار دانش) کو رات دن کے دشمن نفس کی مکاریوں سے کہ جس نفس نے دار المعاملہ بشریت میں دوست کے نام سے مشہور ہو گیا ہے (یعنی عیار دانش کا لکھنا بھی نفس کی فریب بازی میں سے ہے) اپنی کمیت عرفی اور عاریت حقیقی میں لے آیا (یعنی عیار دانش تیار کر کے میں اُس کا مالک بن گیا) اور یہ عیار دانش ابو الفضل کو جو راز ہستی سے واقف ہو چکا ہے خوش رکھتی ہے۔ درحالیکہ محل اتم ہے۔ اے اللہ کتاب سے عبارت کی طرف اور عبارت سے مفہوم کی طرف اور مفہوم سے گلشن سرائے نور مطلق میں پہنچا دے ٭

دفتر اول اکبر نامہ اللہ کا شکر ہے کہ ساتویں اردی بہشت سنہ ۴۱ جلوس مطابق جمعہ ۲۷ شعبان سنہ ۱۰۰۴ھ میں ٭

Marfat.com

صفحہ ۶۰ صفحہ ۲۷۸

دولت ابدی اعتصام (بطور تفاول سلطنت اکبر) کی تیس سالہ عجائب کاریاں اور کچھ اکبر کے تیس سالہ اقبال کی نیرنگ سازیاں۔ ترجمہ نظم

دُنیا کی شمع اور آسمانوں کا بادشاہ اور زمانہ کا آفتاب اکبر شاہ ہے۔ اُس کے چہرہ سے روز خوش بختی روشن رہے۔ اور اُس کی بہار سے زمانہ گلشن رہے +

قوت اندیشہ سخن سنج سے اور سعی قلم آسمانی خرام سے اچھا اختتام پا گئیں۔ یعنی تیس برس کے حالات اکبر۔ اکبر نامہ میں لکھ دیئے گئے۔ بہت سے بڑے بڑے بادشاہوں کا بھی ذکر اُس وحید خلقت کی بدولت اس کتاب میں لاکر تاریخ کے باغ کو ابوالفضل نے شاداب و سیراب کر دیا۔ فنا کی میٹھی نیند میں آرام سے سونے والوں کے چہرۂ نشاط کو زندگانی جاوید نے منور کر دیا۔ یعنی اکبر نامہ میں ان کا ذکر کرنے سے اُن گذشتہ شاہوں کو زندگی ابدی مل گئی۔ ترجمہ اشعار

اللہ کا شکر ہے کہ اس نقش و نگار والے گھر نے نقش و نگار ابدی حاصل کر لیا ہو شخص کہ خیال نکتہ دانی رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس سے کس قدر تراوش معنی ہوتی ہے +

اگر نظر بصیرت اس پریشان حال کی اپنی قابلیت پر پڑتی تو اپنے آپ کو سزاوار اس بڑے کام کا اہل نہ سمجھتا۔ اور مفہوم شعر و انا پر عمل کر کے اس عجیب کام (تصنیف اکبر نامہ) سے دل اُٹھا لیتا (باز رہتا) ترجمہ اشعار

جب تجھے آب روان کی ایسی طبیعت حاصل نہیں تو نامہ شاہان کی طرف ہاتھ نہ بڑھا اگر مُنہ کھانے سے خالی رہے اس سے بہتر ہے کہ ناموافق کھانا تو خوان پر چُنے

لیکن فرمائش اکبر اور نیرنگی اخلاص بلند (اُس خلوص نے جو اکبر کے ہاتھ ابوالفضل کو ہے) نے میری نظر فطرت کو متعلقات اقبال پر کھول دیا (یعنی مجھ پر واضح کر دیا کہ تعمیل ارشاد اکبر وسیلہ اقبال مندی ہوگی) اور تحکماً مجھ کو مجھ سے لے لیا۔ یعنی زبردستی کر کے مجھے مجبور کر دیا (لکھنے پر آمادہ کر دیا۔ ابتداے شعور میں زبان عربی کا عادی تھا اور زبان فارسی بہت کم بولتا تھا۔ میر بہار معنوی و تماشائے خانہ باغ حکمت نظری و عملی نے ان سب باتوں سے دل اُچاٹ کر دیا۔

Marfat.com

خصوصاً دیووں اور پریوں کے پُرانے قصّے سُننے سے بالکل الگ رہتا تھا۔ اور نقد دلی یا نقد مال کو گھسی پیسی اور دھار والی چیزوں کے عوض میں دے دینے کو بڑا نقصان سمجھتا تھا یعنی اپنی قوت باطنی و زور طبیعت کو قصّوں میں صرف کرنے کو سخت نامعقول سمجھتا تھا۔ اس نور معرفت میں قصہ دیران تاریخ دیکھنے میں آیا ہے۔ میدان تاریخ جو انگاہ فارسان حقیقت بھلا کب ہو سکتا ہے۔ جبکہ عالم ظاہر کے نیک بختوں کی نگاہ کا بھی سزاوار نہیں ہے۔ انسان کے لئے لازم ہے اپنے انفاس کے جواہر قیمتی کو بیکار ضائع نہ کرے۔ اور زندگانی عاریتی کو عقل کے احکام بجالانے میں صرف کرے۔ نہ یہ کہ اپنا زمانہ ہستی اور غفلت میں گذارے۔ اور گراں قیمت جوہر حیات کو نامناسب ٹھیکریوں کے عوض میں بیچ ڈالے۔ حریصان بے فطرت و بیہودہ گویان پریشان دماغ نے اپنی مقصد برآری کے لئے نادرست باتیں لکھ دی ہیں اور عقلا و حکما سے شرم نہ کر کے دیدہ و دانستہ حق کو باطل کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اور طبیبان ناتجربہ کار و معالجان بے سروپا نے نیکی کے اختیار کرنے اور بداعمالی سے بچنے کے لئے خوف و رجا کے قصّے گھڑ دیئے ہیں +

صفحہ ۶۱ صفحہ ۲۷۹

جھوٹ کی گڑھی دوا نادرستی کی زہر گیا سے ملی ہوئی کو نفس رنگارنگ اور مالیخولیائے عنصری کا علاج سمجھ کر غم کے وسیع راستہ میں آ گئے ہیں۔ اور بہت سے پابند ان کتب خیال پرست اُن خیالات غلط کو وحی آسمانی مان کر بکواس کرنے والے ہوئے۔ اور تباہی شعور اور شورش طول کلام سے تخیلات کو گفتار دلآویز حقیقت کے ساتھ ملا دیا۔ اور بہت سے سچے اور نیک بخت لوگوں اور سیدھے سادے خیر اندیش مؤرخوں نے کھوٹے اور بیہودہ خیالات بیان کر کے کوتاہ اور عدم معرفت کی وجہ سے یاوہ سرائی کی ہے۔ اور سلیم دل حق شناس لوگوں کی دوڑ دھوپ (سعی) سے جھوٹی روائتیں سامنے آ گئیں۔ اور زمانہ کے گذرنے اور کتابوں کے پرانے ہو جانے۔ اور عقل کی گوشہ نشینی اور طبیعت کی ہنگامہ آرائی سے طوفان برپا ہو گیا۔ اور غلط ملط کے سیلاب جوش مارنے لگے۔ بہت سے آدمیوں اور طرح طرح کے لوگوں نے ان باطل آمیز فرسودہ کتابوں کے پڑھنے سے بڑا وبال اپنے سر لے لیا اور بدنامی جاوید میں پڑ گئے۔ اور بخت کے سوتے ہوئے اور عقل کے غفلت میں ہونے کی وجہ سے۔ معرفت کے بے نظیر موتی کی جگہ جس سے فتنہ گاہ ظاہر و باطن میں سکون ہوتا اور تیرگی ظاہر و باطن اُس کے

Marfat.com

نور سے روشنی بستی واہیات گڑبڑ باتیں اختیار کرلیں۔ اور خس بوسی و خاشاک افشانی کی وجہ سے اُس ستارۂ نور افروز دستناسائی، کو غبار اندوہ بنا دیا۔ اور شہر سعادت کو ویران کر دیا اس بات کا اور بھی تعجب ہے کہ اُس بے تمیزی کے صحرائے گرم میں جہاں پناہ اور آرام کی کوئی جگہ دکھائی نہیں دیتی۔ اپنی ایسی خواہش سے جو سموم سخت جان فرسا ہے۔ اُس کو سرمایۂ میٹھی نیند کا قرار دیتے ہیں۔ اور غفلت کی تاریکی میں ڈوب کر شادی و غم کی بنیاد کو خواب ہائے پریشان پر رکھتے ہیں۔ مثنوی

افسوس کوئی کس طرح طے کرے کہ راہ تو تلوار کی دھار پر ہے اور پاؤں تنکے کے
ہیں ایڑی بھی زخمی ہے اور تلوے بھی سوجے ہیں۔ الماس کے میدان میں پاؤں
کیونکر رکھوں ؛

اِس تیرہ درونی اور کشمکش دلی میں ستارۂ حقیقت چمکا۔ اور مدد فطرت سے گوش ہوش کھل گئے۔ طنز آسمانی نے نفس مائل کجی کے تپانچہ مارا۔ اور زبان بے زبانی (حالی) سے نصیحت کرنا شروع کی۔ کہ اے لپسر مبارک (ابوالفضل) تجھ کو تو صلح گاہ نیک اندیشی میں منتخب منزل عطا کی ہے۔ تیرے دماغ میں کیا آئی۔ اور تیری چشم عیب بین کیوں کھلی۔ کب تک تو عیب جو اور سزاگو رہیگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا گوہر نیکی عدم معرفت کا خاک پوش ہو جائے دمنی میں نہ مل جائے ؛

صفحہ ۶۲ صفحہ ۲۸۰

اس سبب سے کہ اس فن تاریخ دانی میں کوئی دستر[illegible] حاصل نہیں۔ پھر بھی عام لوگوں کی طرح کہ جانتے بھی نہیں اور کیں اندوزی پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور زبان وداں کو ملامت سے آلودہ کرتے ہیں۔ تم بھی نادانی کے راستہ پر چلتے ہو اور غور و غوص سے کام نہیں لیتے ہو۔ اگر نور حکایات و روشنی روایات نہ ہوتی تو اتنے ایک چراغ عقل کہاں سے روشن ہوتا اور گذشتہ عقلمندوں کے سخنان معقول ہم تک کب پہنچتے۔ کلام کہ ایک نقش برہوا۔ اور حوادث معقد ہے بہت کم عمر ہوتا۔ اور قبل والوں کا فیض بعد والوں تک نہ پہنچتا معاندان دور بین اس اعلیٰ مطلبہ (فن تاریخ) کے کار ستایش و تحسین سے صرف نظر کر کے اُن عیب مذکورہ تاریخ پر نظر تک نہیں ڈالتے ہیں تو پھر تاریخ کے عیوب کی بابت گفت و شنید کا کیا ذکر فرد

Marfat.com

(صداقت اور محبت کے کمال پر نظر ڈالو گے) کے نقصان کو نہ دیکھو کیونکہ جو بے ہنر ہوتا ہے ہی عیب کو دیکھا کرتا ہے)
اور کیوں دل کے سامنے جو چشمہ فیض الٰہی ہے آمیزش معقول یا منقول کا راز چھپا رہ جائے (یعنی کیوں
دل تاریخ کی جھوٹی اور سچی بات میں تمیز نہ کرے دستر (یعنی پردہ کی جگہ ستر یعنی راز النسب ہے) ۔
اور کیوں ہوشیار دل ملول ہو کر زبان طعنہ کھولے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہمت بلند اور
فطرت عالی ہمیشہ کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ اور اگر کتب متقدمین میں ایسی ہی حقیقتیں لکھی جاتیں
جو رسائی ذہن سے دور ہیں تو متوسط العقول اور کم سمجھ جو پائے جن سے دنیا بھری پڑی ہے
کب مزہ لذت کا حاصل کر سکتے تھے۔ اور پرانی کتابیں گمنامی کی پوشیدگی میں مٹ کے رہ
جاتیں۔ اس وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اس خلط عجیب کو ظاہر کیا۔ اور نیرنگ ساز قدرت (خدا)
نے ایجاد کے تختہ پر یہ دلفریب نقشہ (آمیزش معقول و نامعقول کا) کھینچا۔ تاکہ معنوی حور
نژادوں (کلام) کے لئے نظر بد سے بچنے کا تل بھی ہو۔ اور پردہ نشینان غیبی (سخن و مضمون) کے
رواج پانے کے لئے سواری بھی ہو۔

تاریخ کی کتابیں بزم و رزم کے درجے۔ اور درستی و راستی و بہبودگی و مسخرگی کے مرتبے
اور طرح طرح کے قہر و لطف اور شناخت انسانی میں اقسام پیرہن۔ اور آبادی ملک کے
طریقے اور عقلمندوں کی حقیقت شناسی اور دانش وروں کی غلطی میں ڈالنے والی باتیں۔
اور دنیا کے طرح طرح کے نشیب و فراز۔ اور زمانہ کے بزرگوں کی سادہ دلی اور خوش بختی کا
دروازہ کھٹکھٹانا۔ اور بہت خاندان عقل و شہادت کا ہیچ پر خوش اور قانع رہنا۔ اور تمام عجیب
باتیں روزگار عجائب کار کی اور بہت سے تجربے۔ روح افزا بیان اور دل نشین طریقے سے
بتلاتی ہیں۔ اگر بصیرت سے کام لیا جائے اور مناسب غور کیا جائے تو تلاش کرنے والے دانش
کو جو اعمال کو دوست رکھتے ہیں سے دوسری حیات (نام آوری) حاصل ہو جائے جس کی آرزو
میں مستغرق رہتے ہیں۔ اور زندگانی جاوید کا سرمایہ مہیا ہو جائے۔

صفحہ ۳۱۶ - صفحہ ۲۸۱

شاہد شناسائی بھی اگرچہ بے نور خرد ظہور کے چبوترہ پر نہیں بیٹھتا ہے اور پردہ نشین
معنی اس گوہر شب چراغ (خرد) کے نور کے بغیر اپنا منہ نہیں دکھاتا ہے۔ لیکن حقیقت کا
نقش و نگار کرنے والا یعنی طالب حقیقت (تاریخ سے) سرمایہ نور حواس کے ذریعہ سے حاصل

Marfat.com

کرلیتا ہے خصوصاً دریچۂ چشم اور روزن گوش کے ذریعہ سے قبول کرنے والا نور کثیر کا ہوتا ہے۔ اور اگلے لوگوں کے کارناموں کے دیکھنے اور سُننے سے نورِ عقل پاتا ہے۔ اور زینت حسن روز افزوں جمع کرلیتا ہے۔ اور طرح طرح کے روایات کے دواخانہ سے علاج ملال اور دوائے غم ہاتھ لگتی ہے۔ اور اس طرح کی معجون دلکشا عالم تعلق (دُنیا) کے لئے ضروری ہے۔ یعنی تجربے جو تاریخ سے حاصل ہوتے ہیں اُن کا ہونا دنیا میں ضروری ہے۔ بالتحقیق اغراض ہمت تصنیف سے اس وجہ سے تھا کہ خاطر ابوالعجب ہمیشہ جوش آزادگی مارتی ہے اور ہاتھ کو غالی کار سے اور دل کو غالی خیال اغیار سے چاہتی ہے تو پھر اس ہنگامہ داستان طرازی (تاریخ نویسی) کی طرف کہ بہترین وسیلہ دنیا داروں کا ہے کب مائل ہوسکتی ہے۔ اور کیونکر حسن مطلق (مشاہدہ حق) کو مظاہر غالق دنیوی میں دیکھ سکتی ہے۔ فی الحال کہ مجاہدہ نفس سے روک کر سیر گاہ صلح کل میں لئے جارہے ہیں۔ اور پستی پابندی دنیا سے بلندی آزادی پر بلا رہے ہیں۔ اگر مژدہ معرفت خدا گوش سعادت میں آئے۔ تو کیا بعید ہے اور دل اُس نشہ سابقہ سے رک جائے تو کونسی تعجب کی بات ہے حقیقت امر یہ ہے کہ دل سے زبان پر جو کچھ آتا ہے۔ اور قلم جو کچھ کاغذ پر لکھتا ہے سب ابوالآبا عقل کے فرزند ہیں (سب عقلی باتیں ہیں) اور تمام نیرنگی اس بے رنگ (غیر مکار) بدائع نگار (عقل) کی ہیں لیکن ہستی کے اُس نورانی گوہر (عقل) پر بتقدیر آسمانی ہم نشینی غضب و حرص اور ہم آغوشی غفلت کی وجہ سے کہ وہی غفلت ان دو غول راہ سعادت (چشم و آذن) کی فرزند رشید ہے۔ چونک لازوال تہ بتہ بیٹھ گیا۔ اور بیٹھتا رہتا ہے۔ اور اس نکوہیدہ اختلاط جان گزا (ہم نشینی چشم و آذن و ہم آغوشی غفلت) کی وجہ سے طرح طرح کی کتابیں لکھ کر مطمئنان خاطر کی حیرت بڑھا دینے والی ہوئی اور ہوتی ہے۔ (عقل زنگ آلود، محشی کہتے ہیں = ازیں تعلق زبوں باقسام اسما موسوم شدہ) اور وہ زنگ ابدی عقل کبھی تو دیدار حق سے باز رکھتا ہے۔ اور کبھی ستارہ ادراک کے لئے حائل نہیں ہوتا ہے۔ لیکن عاملان عمل کو عاجز کر دیتا ہے۔ جو باتیں کہ عقل دور از زنگ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اُس میں صفا و جلا اس حد پر ہو کہ اسرار حق کو معلوم کر سکے اور بضائے گوہر نور بصیرت سے بینائے راز ہو سکے تو ایسے نتائج عقلی کو مکشوف کہتے ہیں۔ اور اگر بدرجۂ زنگ و جلائے عقل اس درجہ ہو کہ تجلیات آسمانی و نصرتی کو گفتگوئے دل پسند اور برگزیدہ میں مجملاً بیان کر سکے اور دلیل کو محل ضرورت میں مناسب طور سے

Marfat.com

ادا کر سکتے تو زبان اہل زمانہ میں اُس کو معقول کہتے ہیں۔ اور نتائج رنگین عقل کو منقول کہتے ہیں اور اسے غیر معتبر سمجھتے ہیں۔

صفحہ ۶۴ صفحہ ۳۸۲

افسوس انسان میں یہ قدرت کہاں کہ دست تصرف دراز کر سکے اور عقل جویائے غیبوبیت میں یہ طاقت کہاں کہ اسرار الٰہی کو ظاہر کر سکے۔ عجائب کاری خدائے یکتا اور رنگ آمیزی نقاش تقدیر کو وہ مرد ہوشیار سمجھ سکتا ہے۔ جو خیر و شر متساوی اور شر غالب کو مانند شر خالص محال و ناممکن جانے اور مستارۂ وجود کہ غیر محض اور نور صرف ہے خیر غالب ہی پر چمکے۔ دل دیوانۂ مائل کجی اُس خیال تاریخ نویسی سے دُور رہا۔ اور زبان بیہودہ گو کو ایک نادر قید نے روک رکھا۔ پھر اس طول کلام کے بعد المختصر دل کو اُس طرح طرح کی منازعت با مور خان سے کسی قدر سکون ہوا۔ اور میری تنگ ہمتی کا علاج ہو گیا۔ اور اُس نفرت تاریخ نویسی سے الگ ہو گیا اور لوگوں کے علاج کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آرایش ظاہر و باطن پر مستقل ہو کر نامناسب امور تاریخ کے چھیلنے اور صاف کرنے پر حسب ضرورت زمانہ خیال کیا۔ ارادہ یہ تھا۔ کہ آئین دانش آموزی کے چند قواعد بنا دیئے جائیں تاکہ معلم اور متعلم ہنگامہ گفت و شنود کی بنا اُن پر رکھیں۔ اور نفس جنگ جو کے لئے زنجیر تلاش کرنے والے مجاہدوں کو پہلے تو اسباب منتخب آہنگری تیار ہو جائیں۔ اور پھر چند زنجیریں ایسی مہیا ہو جائیں جو خیال پرست بادپیما لوگوں کے لئے بیڑیاں ہو سکیں۔ (یہ معنے سیمیائی سے تھے اور اگر بادپیمائے سیمابی رکھا جائے یعنی بیہودہ کار بیقرار ہو گا۔ اور اُس سے مراد نفس ہو گا) اور خداجویاں محال طلب کی مشقت و رنج روزافزوں دُور ہو جائے۔ اور قوت تہذیب نفس مکار ہاتھ لگے اور خدا رسیدہ لوگ جنہوں نے حقیقۃً خدا کو پایا نہیں اور اس نہ پانے ہی پر خوش ہیں اپنے نارسا خیال سے باز رہ کر اپنی نارسائی سے تائب ہو جائیں۔ اور جان لیں کہ درگاہ عظمت الٰہی اس سے بڑھ کے ہے۔ کہ اوج امکانی کے طائران بلند پرواز (عقلاء و حکما) اُس تک اُڑ کر پہنچنے کا ارادہ کریں اور بازار دنیا کے معاملہ کرنے والے اپنے نفع و نقصان کی بنیاد میرے اُن بنائے ہوئے قاعدوں پر رکھ کے بے سر و پا پریشانی سے نکل جائیں۔ اور اپنی حد و اندازہ سے قدم باہر نہ رکھکر بیہودہ کار اور فضول گو نہ ہو جائیں۔ لیکن ہوشیاری کے ساتھ رفتار کرنے اور زمانہ سازی کی

Marfat.com

وجہ سے کہ جویائے سعادت و بیدار بخت کو اس سے چارہ نہیں ہے اپنے دل میں کہتا تھا آدم سے اس وقت تک سات ہزار برس گزر گئے کہ بے تمیزی کی شورش اب بھی ترقی پذیر ہے اور پریشانی عدم معرفت ہر خورد و بزرگ کو اب بھی حیران رکھتی ہے۔ فی الحال کہ ابتدا دوسرے دَورہ کی ہے (آٹھواں ہزار شروع ہے) ایجاد کی محفل کا آراستہ کرنے والا (خدا) مثل سابق اکثروں کے لئے نقاب مانع شناسائی بناتا رہتا ہے یا پردۂ گمراہی کو اُٹھا کر رہنمائے سیرگاہ حقیقت ہوتا ہے +

ابوالفضل مزاج آسمان و زمین سے اپنی خواہش (شناسائی) کی بو سونگھتا تھا۔ (اس محل پر لفظ مزاج کا مصرف میں نہ سمجھ سکا) اور نوشتہ روزگار سے نقش الٰہی کو جویا تھا۔ کہ یکایک پیشانی زمانہ سے اُس نے آیتہ نا اُمیدی پڑھ لی۔ یعنی یہاں مطلب ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔

صفحہ ۴۵ صفحہ ۲۸۳

اور بینائی دل کے سامنے یوں ظاہر کیا کہ زمانہ نے مقصود حاصل ہونے کے لئے اس شعبدہ باز کے واسطے کتنے ایک سات ہزار والے دَورے درکار ہیں۔ اپنی گمراہی اور طول اُمید کی وجہ سے اُس وقت کا منتظر بیٹھا تھا کہ یکایک نیک بختی کے ستارہ نے اپنا نور مجھ پر ڈالا۔ اور دل اُس خیال بیہودہ سے باز آیا۔ اور یہ بات واضح ہو گئی کہ راست روی بطریق عام تو نگاشتۂ قلم تقدیر ہوئی ہی نہیں ہے (اسی بنا پر مؤرخین اُلٹا سیدھا لکھا کرتے ہیں) کارکنان قضا و قدر نے تو مجھے اپنا معالج بنایا ہے۔ نہ دُنیا بھر کا طبیب کہ سب کی درستی کروں۔ میری بات چیت مثل خموشی بے مغز اور ہوشیاری مانند جنون خالقہ خانۂ درد ہے۔ ہوش جس کو کلید کارروائی کا خطاب ملا ہے وہ تو حق جوئی کی بارگاہ کا قفل ہو رہا ہے۔ اور ہر گروہ کی نیک بختی اُس کے درست خیال اور ارادۂ خیر خواہی پر منحصر ہے دل اُس طبیبی عالم کے ارادہ سے ہٹ گیا۔ اور یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہمت مدد کرے اور زمانہ فرصت بھی دے تو اہل زمانہ کے مزاج کا خیال کر کے ایک کتاب لکھے اور اُس میں رموز حقیقت اجمالاً بیان کرے۔ ممکن ہے کہ کسی صاحب دل کے کان کے گوشوارے دوہ رموز بن جائیں۔ اور کسی آنکھ کے لئے توتیا ہو جائیں۔ مثنوی

Marfat.com

مدت سے میرے خیال میں یہ بات تھی کہ میں اپنے دل اندیشہ ساز و دانا سے حکمت ہائے پوشیدہ کو ظاہر کروں اور قیمتی سامان فروخت کے لئے پیش کروں ناواقفوں کو آگاہ کر دوں۔ اور اپنی خیر خواہی کو تازہ کر دوں +

اس زمانہ میں فرمانروائے اعظم شہنشاہ عالم اکبر نے اپنے بزرگ حالات جاوید طراز کے لکھنے کا حکم دیا۔ دل کو قوت اور زبان میں طاقت پیدا ہو گئی۔ اور جس طرح دل چاہتا تھا دل کی پوشیدہ باتیں دریائے خاطر سے ساحل کاغذ پر آ گئیں۔ اور طریقے حکم بجالانے کے عمل میں آئے۔ اور کچھ حصول نعمت کا شکر ادا ہوا +

اگرچہ سخن اپنا مقصد چاہتا تھا ظاہر ہونا لیکن مرہون اپنے وقت پر تھا۔

سُن لو اب وہ وقت جاں نواز آ گیا۔ کہ وہ کلام میرے دل سے جلوہ گر ہو +

بہت سے مؤرخین گذشتہ اور بہت سے حال کے محرر و مصنف ایک ہی قسم کی زبان رکھتے ہیں یعنی ایک رنگ پر لکھتے ہیں اور ایک ہی روش پر بنیاد کلام رکھ کر زمانہ کے پرانے اور پامال طرز کا اظہار کرتے ہیں۔ تمام ارادۂ زینت الفاظ کا ہوتا ہے اور مطلب کو پیرو لفظ جان کر اُلٹی کوشش ہوتی ہے۔ اور مقفی گوئی اور برابر کے جملے لکھنے کو فصاحت خیال کرتے ہیں۔ اور اشعار شعرا کو زینت نثر سمجھتے ہیں۔ اور مراعاۃ النظیر و اشتقاق و طرز ترصیع و روش تجنیس پر عبارت کا دار و مدار ہوتا ہے۔ اور اختیار کرنے اقتباس (تضمین آیات و احادیث و اشعار و امثال و مقولات) و صنعت براعت استہلال۔ اور تحریر تلمیح اور معمی لانے اور ادائے صنعت اطراء (مبالغہ در مدح) میں اپنے گرامی انفاس (دم و وقت) کو صرف کرتے ہیں) اور خوبی ہائے فن بدیع (صنائع) کو کلام کے بلند مرتبہ ہونے کا سرمایہ سمجھتے ہیں اور فضیلت بلاغت و بزرگی معنی پر نظر اُن کی پڑتی ہی نہیں +

صفحہ ۶۶ صفحہ ۳۸

کچھ لوگ ذرا قدم آگے بڑھا کے میدان معنی میں چلتے ہیں۔ مگر باریکی خیالی اور تخیل واہیات کو اُس میدان معنے کا شکار سمجھتے ہیں۔ اور عبارات پیچیدہ و استعارات بعیدہ کو جن میں دانایان درست خیالی کی مذمت و ملامت کی نشانیاں موجود ہیں۔ زینت کلام خیال کرتے ہیں اور معانی دقیق تازہ ایجاد میں کہ اکسیر دانائی اُن سے بنا سکتے ہیں اور الفاظ مشکلہ میں

Marfat.com

تمیز نہیں کر سکتے ہیں۔ اکثر عام لوگ سوائے کلام متداول زود فہم کے سننا نہیں چاہتے اور دونوں طریق دیر فہم مذکور پر زبان طعنہ دراز کرتے ہیں۔ بال کی فرمائش اور مدد ہمت اور قوت بخت بیدار سے اس ہمایوں نامہ (اکبر نامہ) میں سخن سرائی کی بنیاد ایک نئے طریقہ پر رکھی گئی اور ادائے مطلب کے لئے ایک نئی روش اختیار کی گئی۔ اور تعلیم عقل اور رہبری روشن ضمیران ایجاد سے پسندیدہ طریقہ فطرت کے ہاتھ لگا۔ لہذا نقادان مبصر کند پنے گوہر کو پہنچا دیا۔ اور گرم جلان و تشنگان صحرائے تلاش کے لئے ایک قطرۂ آب ٹپکا دیا۔ اپنے دل کے طلسم کو جس میں خزانۂ معنا مین کے تھے توڑ ڈالا۔ اور حرف پر ایک طلسم باندھ دیا۔ اس لئے تاکہ جو مجھے دیکھنا چاہتا ہے میرے فلاد سے جان کو اس جلد اکبر نامہ میں دیکھے اگر مجھے جان کر پوشیدہ مانا جائے تو یہ کتاب بمنزلہ جسم ظاہر کے ہے۔ اور اگر میں یوسف ہوں تو یہ قمیض یوسف ہے ٭

مدح و ذم کی محفل (اکبر نامہ) آراستہ ہو گئی۔ اور تحسین و تنفرین کی ایک نئی بازار رونق پذیر ہوئی۔ جو لوگ غرور کے لوٹے ہوئے اور تنقید کے غارت کئے ہوئے نہ تھے اور چشم بینا کھول کر تلاش سخن دل پسند اور دل سخن پسند میں خاک چھانتے پھرتے تھے۔ اور زمانہ کی کشش اور جستجو میں مدت گذر جانے سے افسردہ خاطر نہ ہوتے تھے اپنی محنت و مشقت کا صلہ (اکبر نامہ) پاکر ہنگامہ شادکامی انہوں نے بلند کیا۔ اور تعریفیں کر کے مجھے عرق خجالت میں غرق کر دیا۔ اور خار زار طبیعت میں پھنس کے رہ گئے ہیں۔ اپنی نارسائی فطری سے اور اس گروہ کی ہمنشینی سے جنہوں نے اپنے نقد ہوش کو طرز رائج تحریر کے ہاتھ گرو کر دیا ہے شورش و فتنہ میں سر اٹھایا۔ اور جو لوگ سخن شناس تھے مگر ساتھ ہی کوتاہ نظر بھی وہ حسد کے شکنجہ سے جانکاہی اور دلگداہی رنج و غم میں پھنس گئے۔ اور زبان طعنہ و تمسخر کھول کے سادہ لوگوں کے دلوں میں غیر رسپید اکرنے والے ہوئے۔ یعنی ان کو اکبر نامہ سے متنفر کر دیا ٭ **مثنوی**

میں ان گہر شناسوں کی خاک راہوں جنہوں نے فی الحال برخلاف ناسپاس لوگوں کے
اس موتی کے خزانہ (اکبر نامہ) کو کھولا تو اس پر منصفانہ نظر ڈالی +
ایک صاحب بصیرت جو میرا خیر خواہ تھا۔ اور نظر دوستی سے مجھے دیکھتا تھا۔ وہ مجھے نصیحت کرنے لگا۔ اور از روئے مہربانی مجھ سے یہ کہا تم اتنی زحمت کیوں اٹھاتے ہو اور کام

Marfat.com

کو اس رنگ سے کیوں لکھتے ہو ہزاروں میں کوئی ایک شخص نکلیگا۔ کہ اس عجیب کتاب کو ٹھیک پڑھ سکے۔ اور اس طرز جدید کی نیرنگی کو سمجھ سکے پھر قوت حقیقت شناسی کی کس سے امید کی جائے ؛

صفحہ ۶۷ صفحہ ۲۸۵

بلند پایہ والا دانا کہاں جو نقاب چہرہ سے اُٹھا دے یعنے مطالب اکبر نامہ سمجھے پس یہی بہتر ہے کہ اس نئے طرز کے فرش کو لپیٹ ڈالا جائے۔ اور اہل زمانہ کی زبان میں باتیں کی جائیں۔ اور خوان طعام عام لوگوں کے لئے تیار ہوا۔ اُس دیدہ ور کی اس نصیحت معاملہ فہمی سے دل کو اطمینان ہوا۔ اور اُس کی اُس وفا گزینی سے نشاط میں جوش پیدا ہوا۔ اور اُسکی خجستہ ذاتی نے مجھے جواب دینے پر آمادہ کیا۔ حقیقت کی ڈبیا کو کھول کر میں نے کہا کہ عامہ رتبہ کھانے والوں کے لئے روزی و رزق بہت ہے۔ پاک طعام آسمانی تو یگانہ زمانہ (اکبر) کے لئے مہیا کیا جا رہا ہے۔ مجھے عوام سے کیا مطلب۔ سامان و اسباب آسمانی تو یگانہ ملک آگاہی (اکبر) کے لئے بطور تحفہ زینت دیا جا رہا ہے۔ گروہ عامہ سے اسے کیا تعلق۔ شعر

کیا کبوتر کو زغن سے سروکار　　باز شاہی کے ہے لائق یہ شکار

بیان حکمت آمیز حکما تو ایک صاحب بصیرت کے لئے مفید بھی ہوتا ہے۔ اور ارادۂ دلی کو بڑی قوت بھی بخشتا ہے ؛

انسان چار قسم سے باہر نہیں۔ اوّل وہ دشمن تاریک دل جو بات کو سنتا ہی نہیں۔ دوسرے وہ نیرہ سرشت بد ذات جو اپنی بیدانشی کو دانائی سمجھتا ہے اور بیماری لاعلاج (جہل مرکب) میں عشرت تندرستی و صحت دکھاتا ہے۔ تیسرے وہ جویائے روشنی و سعادت منش کہ حسد کی قید سخت اور نادانی کے تاریک گڑھے سے نکل کر زحمت تلاش میں قوت و قدرت رکھتا ہے۔ لیکن بدبختی اور سیہ کاری طالع سے ادراک معانی بلند نہیں کر سکتا ہے اور عقل کی محفل کی پردہ میں بیٹھنے والیاں اس کو اپنا منہ نہیں دکھاتی ہیں۔ چوتھے وہ دانا مرد خوش بخت ہے۔ جو زیادتی معرفت کے ساتھ عقل رسا اور ہمت بلند بھی رکھتا ہے اور ادراک کی گہرائی میں آگے آگے چلتا ہے۔ زمانہ شناس ان تین آدمیوں کے ساتھ خموشی سے کام لیتا ہے۔ اور اس جوہری جویائے حقیقت (قسم چہارم) کے سوا درج دہن کو نہیں

Marfat.com

کھولتا ہے۔ تاکہ چراغ علم روشن ہو جائے۔ اور نور آگاہی سب کو گھیر لے ٭

اے پسر عقل ابوالفضل! تو فضول کیوں بکتا ہے اور بیہودہ گوئی کیوں کرتا ہے۔ بایں خیثیت کہ تو کلام کو بطرز نو لایا ہے۔ اور اہل زمانہ کے معیار کے موافق نہیں کہا ہے پھر یہ سب تعریف زبان کس لئے ہے۔ اور سر غرور کیوں اُٹھاتا ہے۔ اگرچہ سچ کہتا ہے اور ارادہ خودستائی نہیں ہے۔ پھر بھی مناسب یہی ہے کہ صورت مشابہ بغرور کو صفحہ ہستی سے چھیل ڈالا جائے۔ اور باطن صاف اس گفتار ناسزائے سے دامن آلودہ نہ ہو۔ **مثنوی**

اے ہنر کے پانی میں ڈوب نہ جا۔ اپنے قدم کو اُس کی جگہ پر قائم رکھ۔ اس گرداب علم میں تو ہزاروں کشتیاں ڈوب گئیں اور ایک تختہ بھی ساحل تک نہ پہنچا۔

صفحہ ۶۸ صفحہ ۲۸۶

حقیقت بیان کرنے والے گوہر معنی کے پرکھنے والے خوبی کلام اور بلند مرتبگی سخن اس بات میں جانتے ہیں کہ اس بارگاہ نادر (عبارت آرائی) میں پانچ گراں قیمت چیزیں ایک جمع ہو جائیں۔ **اوّل** معانی آسمان پاکی سے دل بیغش پر اور ڈال کے نزول صعودی کریں یعنی بلندی خیال اُن معانی میں پائی جاتی ہو۔ **دُوسرے** پسندیدہ تعلق ان عنصری خانۂ دل کی پردہ نشیناں برگزیدہ کا پرنیان حروف سے پیدا کرے۔ یعنی معانی الفاظ مناسب میں ادا ہوں۔ اور اُن روحانی نژادوں (معانی) کو اس عنصری پیکر (الفاظ) سے اس طرح ملائے کہ مانند روح و جسم ایک عجیب معجون مرکب بن جائے۔ **تیسرے** ایک نیا طرز دل پسند غم دور کرنے والا سامعہ افروز جان ہوا اور جان کو بڑھا دے (یا صاف کر دے) **چوتھے** نخل بندی اور معنی مرتبہ آرائی معنی کی کسی محل مناسب پر ہو۔ اور الفاظ متحمل المعانی و ذوالوجہین کو ترک کرے۔ اور بات کو مقام ضرورت پر کہے۔ اور شاہد سخن کی مسند لفظی و معنوی کو زینت دے (اگر بالش کی جگہ آرائش ہو تو معنے یہ ہونگے کہ آرائش ظاہر و باطنی سے معشوق سخن کو آراستہ کرے) **پانچویں** عبارت آرائی میں الفاظ بعید الفہم اور تکرار قبیح سے بچے اور غیر مانوس و الفاظ ثقیل اُس عبارت میں نہ آنے پائیں جس طرح الفاظ مستعمل زمانہ و متبذل نہ ہوں۔ اُسی طرح روانی و مانوسی کا غازہ بھی اُن کے چہرہ پر ہو۔ اور یہ مجمع خوبی ہائے مذکورہ اُسوقت درست ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

اور کلام کو پسندیدگی اُس وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ ارادہ درست اور بات نیالی اور تلاش بسیار اور اعانت عقل فوری ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ اور نیازمندی والی وضعیت عدالت بے نظیر بھی ہمراہ و رفیق ہو۔ اور ہر ایک کے لئے بہت سی شرطیں اور بہت سے لوازم ہیں۔ جن کے شمار کی متحمل یہ کتاب نہیں۔ اور اُن کا بیان کرنا تھوڑے سے وقت میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایسے وقت میں یار موافق و مددگار کی سخت ضرورت ہے جو اپنے نور دانش سے کتاب پر روشنی ڈال کر عیب ڈھونڈ نکالے۔ اور از روئے دوستی اُس عیب کی درستی میں اپنی ہمت صرف کرے۔ بالتحقیق صحبت ایسے مرد دانا اکسیر دانائی کی اکٹھا کر دینے والی اُن چھ گوہر گرانمایہ کی ہوگی۔ (عزم درست کو چھٹی چیز قرار دیا ہے) فی الحال کہ دل پریشان ہے۔ اور خاطر ہزار جگہ پھنسی ہوئی ہے۔ اور مؤرخ (ابوالفضل) طرز فارسی سے کم واقف ہے اور حقیقت کی راہ دکھانے والا نایاب ہے۔ پھر آرزوئے دل کیوں کر پوری ہو۔ اور کب امید شادمانی کتاب کی جا سکتی ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ معانی آفرین اور سخن پرداز دانش اور حقیقتوں کا کانٹا (ترازو) یعنی شیخ ابوالفیض فیضی کہ مرتبہ پدر رکھتا تھا۔ اس فتنہ گاہ عنصری (دنیا) سے آرامگاہ پاک (عالم بقا) میں چلا گیا۔ اور شاہزادہ عنصری اُن کے سوگ میں بیٹھی۔ میرا حال اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ اور دل نے زنجیر عقل کو توڑ ڈالا۔ فیضی کے پیغام الٰہی (موت) سے غفلت دُور ہوئی۔ اور بہت پشیمانی لاحق ہوئی۔ کہ میں کوئی کام نہ کر سکا۔

صفحہ ۹ صفحہ ۲۸۷

افسوس ہے اس دانش پر جو اندیشہائے پیچ در پیچ رکھتا ہے۔ سینہ تو تہمت پر ہے۔ اور نتیجہ میں کچھ نہیں۔ میں خود کچھ نہیں اور میرا اندیشہ مجھ سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر مجھ سے زیادہ کمتر میں غرق کوئی نہیں ؛

چشم عیب بیں اتفاق اور مجھے شرمندہ ہونا پڑا۔ دفتر اقبال (اکبر نامہ) کے شروع کرنے میں (اکبر) کا سبب اس کے سب قصے کہہ چکے تھے تو اس (اکبر) نے سخن سرایاں (فیضی) کی اصلاح سے خاندان حسن اس کتاب کا اختتام پایا۔ کہ یکایک مصیبت جانگزا پیش آئی (فیضی) مر گئے۔ اور مجھ کو دیکھنا پڑا کہ خدا کسی کو نصیب نہ کرے۔ چنانچہ اپنی کم لیاقتی اور کم ہمتی سے

Marfat.com

ایک مدہوشانہ آواز نکالی اور اپنی عدم قابلیت اور نقصان کاری سے سب کو آگاہ کر دیا۔ قطعہ

اے سخن پناہ میری خامی سخن پر نظر نہ ڈال کیونکہ میں پیشوائے حکما فیضی کی موت سے دل جلا ہوں۔ میں اُس ساغر بلورین سے بھی زیادہ شکستہ دل ہوں جو سخت پتھر پر ہاتھ سے چھوٹ پڑے ۔

دس سال جلوس کے حالات مجھ ہیچمدان محفل دانائی کے لکھے ہوئے پر اُنہوں نے نظر ثانی کی تھی لیکن اس طرح سے نہیں کہ اُن کا (فیضی کا) دل آسمان پیوند اُس سے تسلّی یافتہ ہوتا اور یہ حیران مکتب ہوشمندی (میں = ابوالفضل) اُس سے خوش ہوتا کہ زمانہ نے یہ نیرنگی دکھلائی۔ کہ فیضی مر گئے۔ اور زمانہ نے مجھے جانکاہی میں ڈال دیا۔ مجھے زندگی دشوار ہو گئی۔ اور دل رنگینی اسباب دنیوی سے بیزار ہو گیا۔ آگاہی و طلسم دانائی کے مالک اور قافلہ سالار ظاہر و باطن کے افسون مہربانی نے اُس نفرت دنیا سے۔ مجھے ہٹا کر پھر از سر نو پابند تعلقات دنیا کر دیا اور باوجود پریشانی خاطر و برہمی دل اُس گوہرین نامہ (اکبر نامہ) کے لکھنے میں مَیں نے اپنی ہمت کو صرف کیا۔ لیکن کام کے دُشوار ہونے اور مصیبت زدہ ہونے کی وجہ ہر ہر لمحہ پر ایک تازہ پریشانی دل پریشان کو اور زیادہ پریشان کرتی تھی۔ اور نئی نئی پریشانیاں شہرستان خیال سے میرے دل ویران کی طرف آتی تھیں۔ پھر انتشار کی گرد کیوں نہ اُٹھتی۔ اور ارادہ کا پاؤں کیوں نہ لڑکھڑا جاتا۔ اور باوجود پریشان حالی و ارادہ ہائے مختلف ایسا بلند عقل (فیضی) کہ ہر طرح سے غلبہ پا سکے ناپدید (پوشیدہ) اور ایسا ہمزبان کہ مراتب آگاہی میں نسبت اُس کے ساتھ رکھی جائے پردہ میں چھپا ہوا یعنی فیضی جس سے اصلاح و مشورہ لیا جائے وہ مرا ہوا (یا والا دانش۔ ہم زبان سے خصوصیت فیضی کی نہیں) کاشکے اس قحط الرجال میں کوئی ایسا معین ہوتا کہ زمانہ افسردگی خاطر و پریشانی دل میں ایک ہی صفحہ ایسا لکھ دیتا جو آلودۂ طرز تحریر سابق نہ ہوتا۔ اور اگر سرمایہ دانش میں کوئی مددگار نہ ہوتا تو کوئی اتنا شناسا و عارف ہی ہوتا کہ دل پریشان لکھے ہوئے پر دخل و تصرف ہی کر سکتا۔ اور غلط کے دُور کرنے اور کوئی اچھا لفظ لانے اور کوئی معنی پیدا کرنیکی قوت رکھنے والا ہوتا۔ اور اگر زمانہ ان ایسے لوگوں سے بخل کرے تو ایسا شخص تو ضرور ہی ہے کہ فروغ آگہی اور قوت دلیری سے عیب شناس ہی بنا سکے۔ چونکہ دل میں ارادۂ آزادی دُنیا سوز افزوں ہے اور طرح طرح کے مشاغل متضاد ہیں ایسی حالت میں ہنگامہ آرائے صورت و مساز محبت گرمیا پردہ نشین یعنی دل جو کچھ ہاتھ کے حوالہ کرتا ہے ابوالفضل قلم سے لکھ لیتا ہے ایسا لکھا ہوا کیا قدر قیمت رکھ سکتا ہے

Marfat.com

صفحہ ۷۰ صفحہ ۲۸۸

چونکہ خیال صاف تھا۔ اور شکر نعمت الٰہی ترقی پر اور ارادہ درست اور ہمت بادشاہ معین ہے اُس تیرگی غم (ماتم فیضی) میں ستارہ خوش بختی نے اپنا نور ڈالا اور قوت تیز روی عطا فرمائی۔ **مثنوی** مخزن اسرار

میرے دل میں یہ جو نقد معانی حد سے فزوں ہے

اس ملک ابدی کو میں نے خود بخود نہیں پایا ہے بلکہ نظر عنایت منعم (خدایا اکبر) سے ملا ہے۔

پہلی آذر ماہ۔ چالیسویں سن (جلوس) کو اپنے غمکدہ (خانہ۔ یا۔ دل) کا دروازہ بند کر کے بظاہر لکھنے میں اکبر نامہ کے گھر کو غیر سے خالی کیا تھا اور بباطن ستائش خدا میں دل تاریک۔ کے لئے ایک چراغ بھیک مانگتا تھا اور سر نیاز کو آستانۂ خدا پر رکھ کے توفیق اتمام خواہش طلب کرتا تھا۔ یکایک صبح دولت نے چہرہ روشن کیا۔ اور روشنی نور نے اُس قصر بے روزن (دل) میں چمک بڑھا دی جب غور کیا گیا اور حیرت دُور ہو گئی تو شگفتہ قلم کو ضیا کا مشرق اور نور کا مطلع پایا۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اور عیش نادر و عجیب سامنے آئی۔ بندھی ہوئی گرہ کھل گئی۔ تن سوختہ خزاں نے قبائے بہار پہن لی۔ اور رہنمائے مقصود ظاہر ہو گیا۔ دل بارادۂ کار کمر اُٹھا اور قلم بہ دست و پا نے خاکہ مسودہ کا کھینچا۔ اور بیان کے نغمہ سرور گانے والے کو قضا و قدر نے رقص و سماع پر آمادہ کیا۔ اور تھوڑی سی مدت میں سخن سرائی کے خزانہ کا خزانچی بنا کر فرمان شہرت عطا فرمایا۔ اور خطاب نادر الکلامی گویائی کے ایوان کا کلس ہوا۔ کچھ حکمت کی دلآویز باتیں پسندیدہ طریقہ پر لکھی گئیں اور حصول نعمت کے شکر نے زینت تحسین حاصل کی۔ سخن شناسان جویائے حق کے تحفہ کے لئے ایک مزین دفتر منتظم ہو گیا۔ اور بڑی دولت چہرہ افروز سعادت ہوئی۔ **مثنوی**

خوش نصیبی سے در دولت کھلا — بڑھ کے خواہش سے مجھے تحفہ ملا
نطق کا بلبل میرے گل طبع سے اوڑا — پردہ غیب کا میری نوک قلم سے چاک ہو گیا

مجمع معانی فوج در فوج بلائے اور بغیر بلائے دروازہ سے داخل ہونے لگے معشوقان دل (مضامین) آگے آگے دوڑے۔ قلم نے اُن کو نغمہ آواز قلم سے اندر بلا لیا۔

اب اس کا محل ہے کہ ترانۂ نشاط درست کرے اور زمزمہ شادمانی اختیار کرے (گھیر لے۔) لیکن جس کی ہمت (ابو الفضل کی) بہت سے رسالوں کے حالات لکھنے سے متعلق ہو اُسکی نہار شکنی ایک سال کے حالات لکھنے سے کیسی ہو سکتی ہے اور کس برتے پر دل کو خوشی کی طرف مائل کر کے طرب کرنیوالا ہو۔ علی الخصوص فی الحال کہ بقضائے الٰہی شورش دماغ میں سمائی +

Marfat.com

صفحہ ۱۷ صفحہ ۲۸۹

اور دل پریشان کا آرادہ کچھ اور ہی ہے۔ جسم آبادی طلب اور جان وحشی خیال سفر آخرت میں قاطع تعلق اور زمانہ کی جہالت زبان کو بند کرنے اور دل کو چپ کرنے میں اور شوق دلی اقبال نامہ اکبر نامہ کے لکھنے میں ترقی پذیر۔ رباعی

ہے کاہ کو غم کوہ کا خالق کی پناہ　　معشوق دل مور ہوا ہے اک ماہ
یہ واقعۂ عجیب پیش آیا ہے　　درویش ہے مبتلائے عشق ذیجاہ

ساری جستجو خیال کی یہ ہے کہ جب واقعات چند سال کے اکٹھے لئے جائیں اور حق ادائے بیان حسب خواہش مسرت دوام بخشے۔ ایسے افعال کی اعانت سے کہ سعادت جن کا پرتو ہو چنانچہ حریصان دنیا سے قدم آگے بڑھا کے پرستش الٰہی میں تیز روی رکھتا ہے (ابوالفضل) اسی طرح پشتۂ اضافت (نسبت) و نسبت سے نکل کے معرفت الٰہی کے مرتبہ بلند پر آرام قبول کرے اور کشمکش غولستان مصیبت زا (دنیا) سے علیحدہ ہو کر گوشۂ پاکی (عالم بقا) میں عشرت جاودانی کا جمع کرنے والا ہو۔ قطعہ

ایسے گھر سے اٹھائے سامان کو　　چھت میں ہو چھپ رہو مدرار
جب کہ رہنا نہ ہو کسی گھر میں　　چاہے پھر عمر سو ہو یا ہو ہزار
دور کر دے حجاب خود بینی۔　　تاکہ درگاہ حق میں دیں تجھے بار

لیکن اس معرفت کی فضا میں میدان عرفان کے تیز پرواز دل کے بازو تھک جاتے ہیں۔ تو پھر حریصان خود پسند کا ذکر۔ اس راہ خطرناک کے موانع یا دشواریوں کا ذکر کروں یا اس وادی پرآشوب کے لٹھوں (وساوس) کی وجہ سے رہنمایان منزل مقصود کو جو غم نایابی حاصل ہے اس کو لکھوں۔ یا رفیقان خود بینی کی بزدلی کے درد کو بیان کروں۔ اس منقش گھر دنیا میں اسباب عقل گوشۂ گمنامی میں۔ اور طبیعت بشری بلندی ظہور پر۔ عالم ظاہر کی رنگ آمیزی دل کو شکار کرنے والی۔ اور حکیم نفسانی پردہ میں چھپا ہوا۔ اور کمینہ بذات لوگوں کی تکلیف رسانی مزید برآں۔ کچھ تو چکنی چپڑی باتوں سے اور کچھ خموشی سے اپنی بدی کو عوض میں نیکی کے بیچ رہ کر رہنمائی کے پردہ میں رہزنی کرتے ہیں۔ اور زیادہ تر لوگ دھوکا کھانے سے حیلہ سازی ایک دوسرے کے ساتھ عمل میں لاتے ہیں۔ اور لوگوں کے ستانے کو (پھر بیچارے جانوروں کی کس کو پروا) سرمایۂ فخر سمجھتے ہیں۔ اس قحبۂ دانا فریب رستم افگن کے عشوہ و ناز پر عاشقوں کا کیا شمار یعنی عاشق

Marfat.com

دنیا بے حد ہیں۔ دنیاداران کسب کنندۂ نقصان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے سب سے بڑا یا پہلا ان میں کاوہ پست فطرت ہے جو اس دوست کش دشمن نواز (دنیا) کی محبت میں بطور گرد پھنسا ہوا ہے اور پیش آنے (موافق ہونے) سے اس موجۂ نمائش سیمائی (دنیا) کے کامیاب خرسندی اور غفلت آموز شادمانی ہے یعنی موافقت دنیا پر خوش ہونا حقیقۃً غفلت شماری ہے۔

صفحہ ۲۷ صفحہ ۲۹۰

مگر پیٹھ موڑنے سے اس گندم نمائے جو فروش (دنیائے مکار) کے روندا ہوا غم کا اور ملادلا رنج کا نہ ہو۔ اسی وجہ سے دانایان ادب افروز راز دانایاں معرفت اس شعبدہ باز (بازیگر) زود زوال (دنیائے مکار و فانی) کا باپ یعنی ابوالدنیا کہتے ہیں۔ **دوسرا** وہ بے وقوف ہے جو اس پیر بے تمیز و ناانصاف (دنیا) کی آمد و رفت سے زدہ شادی و اندوہ ہوتا ہے نہ کثرت لذت سے اس فانی ہستی نما (دنیا) کے اس کا حوصلہ نشاط سیر ہوتا ہے۔ اور نہ نفس اس کی آرزو سے نشیمن آرام میں ہے۔ اور نہ کمی سے اس نیست ہست نما کے اس کا معدۂ ماتم پر ہے اور پائے خواہش لنگ ایسی شخص کو زبان مبہم حقیقت میں اس متلون عربدہ جو کی لپیری کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔ یعنی ابن الدنیا کہتے ہیں۔ **تیسرا** وہ ناعاقبت اندیش کمینہ ہے جو باوجود نیرنگیہائے مذکورہ دنیا اس عالم کے سامان جمع کرنے میں (کہ ہر وقت معرض فنا میں ہے) شاہراہ راستی سے ہٹ جاتا ہے اور نامناسب (مکروہات) زمانہ مکار کے دور کرنیکی تدبیر میں مکر و حیلہ سے تمسک کرتا ہے۔ اور باتیں بنا کر اپنے آپ کو ناملائم زمانہ سے نجات کے ساحل پر پہنچاتا ہے۔ ایسے شخص کو بزرگ لوگ کنایۃً نیرنگساز ہزار فتنہ (دنیا) کا غلام یعنی عبدالدنیا کہتے ہیں۔ **چوتھا** وہ سوئے ہوئے نصیب اور پریشان عقل والا کہ جمع کرنے میں مقاصد دنیوی کے اور حوادث سے بچنے کے لئے اپنی کج اندیشی سے نفع و ضرر کو ستارہ سے منسوب کرتا ہے۔ رمز میں سچ بات کہنے والے اس جنگجوے بیوفا (دنیا) کی اسے لونڈی کہتے ہیں یعنی امۃ الدنیا اس کا نام بتاتے ہیں محفل انصاف کے صدر نشین پر یہ امر واضح ہے۔ کہ جس فتنہ گاہ (دنیا) کے برگزیدہ لوگوں کی یہ عادت ہو اس میں راحت و آرام ڈھونڈھنے والے کا کیا حال ہوگا۔ اگر اس دانائی والی بات کی تشریح میں گذشتہ لوگوں اور طرح طرح کے اہل زمانہ کے حالات لکھوں تو کام میں وہ خلل پڑے کہ قلم راہرو کا اول ہی منزل میں

Marfat.com

پاؤں تھک جائے۔ اب کچھ میری داستان سنو۔ اور اپنی چارہ سازی میں پائے ہمّت گاڑ دے۔ شعر

مَیں اوّل سے جو قصّہ کہہ سناؤں چلوں اتنا کہ پھر واپس نہ آؤں

یعنی میری داستان طویل کبھی ختم ہی نہ ہو۔ میرے والد ماجد گوشہ نشینی سے خوش رہتے تھے اور اس فتنہ گاہ دنیا سے الگ زندگی بسر کرتے تھے اور میرے اوپر میرے دوسرے بھائیوں سے زیادہ مہربانی کرتے تھے اور اپنے علم و عمل کی قوّت سے ابتدائے نشو و نما سے گمراہان گناہگار سے مجھے ملنے نہ دیتے تھے۔ اور ہمیشہ باطنی صفائی اور ظاہری پاکیزگی اور زبان فصیح اور زبان دلکش سے نصیحتہائے حقیقی و واقعی سے میری حفاظت کرتے تھے جیسا کہ خاقانی کہتے ہیں۔ شعر

چھپی چھپتول شروع سے مَیں کبھی نہ کھیلا مثال طفلاں
سبب یہی ہے کہ باپ اور ماں میرے تھے میرے مہرباں

جس طرح علوم ظاہری اُن کی خوبیہائے باطنی کے لئے زینت یا حجاب تھے اپنی محبّت سے اس پریشان دل (ابوالفضل) کو بھی اُسی رنگ میں (عالم علم ظاہر) دیکھنا چاہتے تھے اور میری توجہ پانچ ہی سال کی عمر سے حیرت (خداجوئی) کی طرف تھی (بفحوائے حدیث اللھم زدنی حیرۃً فیک) (یا حیرت بمعنی علم الشیٔ بحقیقت وکُنہ آں) اور اُس گفت و شنود (علم رسمی) کی طرف طبیعت بالکل مائل نہ ہوتی تھی +

صفحہ ۳۷ سطر ۲۹۱

بالضرور اُس رہبر (دل و خاطر) کا رہزنی (مانع آنا) کرنا جو کمال کی منزلوں کے طالبوں (طالب علموں) کا رہبر ہوا کرتا ہے میری فطرت و خلقت کے ایوان کا شمسہ (کلس) تھا یعنی میری فطری خوبی تحصیل علوم رسمی کی مانع ہوتی تھی، یا میرے شمسہ پیشطاق فطرت کا کمال تھا یعنی لفظ کمال صفت شمسہ ہے اور پہلی صورت میں کمال مضاف الیہ منزل طنبان ہوگا، جیسے جیسے عمر زیادہ ہوتی جاتی تھی اور شعور بڑھتا جاتا تھا۔ علم ظاہری سے نفرت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ اور ہر ساعت جنگ بے آشتی میں تیزی ہوتی جاتی تھی اور سب سے دل کو خالی کر کے جنون سے موافقت میں راہ نشاط طے کرتا تھا۔ اور مرنے کے خیال میں آسائش و آرام ملتی تھی +

Marfat.com

جذبۂ قلبی قافلہ سالار حقیقت (پدر مبارک) نے مجھ پریشان بے دماغ و دل کو پابند کتب حکمیہ رسمی بنا دیا۔ پندرہ برس کی عمر میں کہ سب اس عمر میں غفلت کی گہری نیند پڑے سوتے ہیں۔ مَیں نے میدان حکمت اور راہ وسیع قرار دادہ (درس مقررہ) کے بہت سے کوس طے کر لئے۔ مراتب علم نے رعونت و غرور کو بڑھا دیا۔ اور مستی واقفیت علوم شور و فساد انگیز ہوئی۔ باوجود ایسی قوی رہنمائی (علم یا پدر) و نگہبانی دائمی نفس امارہ کی سرکشی بڑھتی جاتی تھی۔ اور نئے نئے طریقوں سے ہنگامۂ خود بینی کا زینت آرا ہوتا تھا۔ سرچشمۂ نظر (اپنی نظر جویائے حقیقت سے) اور خدا طلبی مفرط کی برکت سے اشراقیوں کے راز اور صوفیوں کی مخفی نادر باتیں اور حکمائے مشائیں عجیب معارف مَیں نے جمع کئے۔ اس کا محل تھا کہ اتنی ایک عقل کے ہوتے ہوئے اس نفس مکار متلون کی نخوت افزائی میں کچھ کمی ہوتی۔ مگر مثل سابق خود نمائی و خود پرستی میں ترقی ہی کرتا جاتا تھا۔ مگر اہل دُنیا سے تعلق اختلاط منقطع رکھتا تھا اور وکان دُنیا کے نہ چلنے کیوجہ سے مجبوراً خلوت گزینان دل میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور خیال مائل مسافرت (ترک تعلق) نئی شورش کی طرف رہنمائی کرتا تھا۔ یہ پریشانی جنون کی وجہ سے نہ تھی کہ حکم عقل سے سرتابی کر کے گمراہ ہو جاتا۔ اور بے مروتی کی آشفتگی بھی نہیں کہ خدایان مجازی (دنیا کے بڑے آدمیوں) کے رنج پہنچانے کے راستہ پر چلوں۔ اس لئے غم و شادی کے گڑھے میں دل اندوہگین و خاطر غمگین کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ مگر خیال آزادی دنیا کسی قدر تسلی بخش ہوتا تھا۔ اور اُس پست فطرتی کی وجہ سے جو مجھ میں تھی اور وہ کم ہمتی جو میری ذات میں تھی باوجود انقباض خاطر از معاشرت دنیوی و کثرت رنج (بیان۔ صحیح۔ غنا) اس نگارخانہ ناپائدار (دنیا) کے جاہ و شتم کی دوستی دل میں شورش پیدا کرتی تھی۔ اور جذبۂ باطنی کی عجائب کاری سے شگفت زار میں پڑ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ناخوشنودی پیر نور آگین (میرے باپ مبارک) کی اُن پریشان خواہشوں (تجرد گزینی) سے بہت نزدیک اور میرا باز رہنا اُن اندیشہائے متضاد سے بہت دُور۔ اور ہر دم امتثال امر اُس یکتائے ملک آگاہی (مبارک) کا ترقی پر۔ اور ہر ساعت طرح طرح کے جذبوں میں ایک دوسری طاقت تھی۔ رباعی ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ

وہ بخت کہاں کہ یار جانی سے ملوں — وہ صبر کہاں کہ عشق سے اسکے بچوں
قدرت یہ کہاں کہ مَیں قضا سے اُلجھوں — وہ پاؤں کہاں کہ اس جگہ سے نکلوں

Marfat.com

صفحہ ۴۷ صیفحہ ۲۹۲

یہاں تک کہ فضائے آسمانی نے محفل مُبارک شہنشاہ (اکبر) میں میرا ذکر پہنچا دیا۔ اور خوش نصیبی کا ستارہ افق اقبال سے چمکا۔ سلطنت کے ہرکارے بار بار آئے اور بلاوے کا حکم نازل ہوا۔ مکاری نفس عجائب کار سے خیال ترفع جاہ دنیوی ایوان ضمیر سے دُور ہوگیا۔ اور ارادہ قطع تعلق غالب آیا۔ قریب تھا کہ سر و پا برہنہ صحرائے جنون کو نکل جاؤں اور دیو بھوت کی طرح قید اختلاط کو توڑ کر راہ آزادی اختیار کروں۔ وہ طبیب روحانی (مبارک) چونکہ بادشاہ زمانہ کو خدا پرستوں کا قافلہ سالار سمجھتا تھا۔ اور قضا و قدر کی لکھی ہوئی تقدیر کو کسی قدر جانتا تھا۔ میرے علاج کی طرف متوجہ ہوا۔ اور تعلق دنیا کا سبق پڑھانے کے لئے درج وہاں کو کھولا۔ اور اس رہنمائے طریقت (پدر) کی جادوگری و مسخرسازی سے اولبستان دولت (دربار اکبر) میں گیا۔ اس تخت نشین فرہنگ آراء کے آستانہ پر سجدہ کرنے سے پیشانی اقبال میں جلا اور نور پیدا ہوگیا۔ بغیر اس کے کہ سعی حرص اندوزی ہمت کے دامن کو آلودہ کرنے والی ہو۔ اور وسیع کوچہ ہوس میں قدم جستجو تھکیں۔ بغیر اس کے کہ انتظار کی شرمندگی اُٹھانا پڑے اور لوگوں کے دروازوں پر دَوڑ دَھوپ کے آبدریزی ہو۔ بغیر وساطت سفارش کسی شخص کے الطاف شاہنشاہی نے مجھے گھیر لیا۔ اور گمنامی کے گڑھے سے علو مرتبت کی بلندی پر پہنچا دیا۔ خداوند ظاہر و باطن کی نظر کیمیا اثر نے ہمت کو نور بخشا اور دل کو ایک نئی فراغت حاصل ہوئی۔ اور بیماری دشوار علاج دوحشت جنون، سے جس کا علاج میرے باپ باوجود کامل طبیب ہونے کے نہ کر سکے کسی قدر نجات ملی۔ قوت آگاہی کی وجہ سے دنیا والوں کے ساتھ بساط موافقت و مساوات بچھائی اور اپنی گھات میں منافقانہ بیٹھا۔ تو پھر بہت سے عیوب نفسانی ظاہر ہو گئے۔ اور کچھ کے دُور کرنے کی قوت حاصل ہوئی۔ اور اس دشمنی کی قیامت میں یعنی محاسبۂ نفس میں حقیقتہً نفس کی دوستی پر آمادہ ہوا اور مردمان کثیر کا اختلاف دل کو اس فعل خوب (محاسبہ) سے روک نہ سکا اور سیرگاہ باطن میں گردنتور نہ اُٹھا سکا۔ کچھ دنوں تک مبارک محفل اکبر میں ہنگامۂ دانائی گرم رہا۔ مقاصد کی تنقیح اور دلائل تشخیص کی گرم بازاری رہی۔ عدم عرفان مراتب حکمت اور تہدستی علوم حقیقی سے زمانہ کے اُن باتیں بنانے والوں پر جو فضیلت اور چرب زبانی کی تدبیر سے مرتبہ بلند معرفت میں جگہ پائے ہوئے تھے کام دشوار ہوگیا۔ یعنی عاجز ہو گئے کبھی خموشی زبان و جنبش ابرو و گردش چشم سے حیلہ سازی کرتے تھے۔ اور کبھی معمی گوئی و بیہودہ سرائی سے جواب گھڑتے تھے۔

Marfat.com

صفحہ ۵۷ صفحہ ۲۹۳

قوت تائید آسمانی سے اس طرح کار بند ہوتا تھا کہ اُن کی بدگوہری کا طلسم توڑ پھوڑ کے پھینک دیتا تھا۔ مجبوراً سوال و جواب سے ہاتھ اُٹھا کر بکواس شروع کر دی۔ میری معقول باتوں کو خلاف مذہب قرار دیکر کچھ سیدھے سادے ترکوں کو بہکا دیا اور اعانت سے اُن بیوقوف جاہلوں کے زبردستی پر آمادہ ہوئے۔ سعادت بخت کی مدد سے منطق و حکمت کے مرتبہ بلند سے نیچے اُتر کر تمام منقولات حدیث و فقہ کے اسرار میں نکتہ سنجی و باریک بینی مَیں نے دکھلائی۔ اور اس دیوانے گروہ کے طریقہ پر اس کے مسلمات الاعینی و مسائل غیر حقیقی (غیر خالص) پر اعتراض کرنا شروع کر دیئے۔ گفتگوئے مذہب و ملت میں طول ہوا۔ سوال مواخذہ شبہات کو میرے باطنی معتقدات قرار دیکر کینہ اندوزی و انتقام پر آمادہ ہوئے۔ اور کچھ لوگ یا کچھ دنوں تک) وہ اپنی اس دھوکا بازی پر عشرت بذاتی کرتے تھے (خوش ہوتے تھے) پرانے شناسا اور قدیم دوستوں نے مجھ سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اور مَیں اپنے وطن میں مثل مسافر ہو گیا۔ شعر

اپنے موطن میں بیکسی سے اپنی　　بڑھ کے صحرانشیں سے ہوں میں تنہا

کبھی اس خلوت در کثرت سے نغمۂ نشاط گاتا تھا اور نتیجہ نیک اندیشی سمجھ کر سپاس و ستائش ایزدی میں اضافہ کر دیتا تھا اور کبھی کوتاہی قدرت اور تنگی حوصلہ سے اپنے دل میں کہتا تھا کہ یہ کیسی عجائب کاری ہے کہ اہل عالم کے ساتھ مَیں نے نیک اندیشی کی بساط بچھا رکھی ہے۔ اور اپنے ساتھ حریفوں کی طرح عاجزانہ داؤ لگاتا ہوں۔ یعنی دوسروں کے ساتھ بھلائی اور اپنے لئے بُرائی کرتا رہتا ہوں۔ پھر یہ لوگ کیوں میری دشمنی کی تاک میں لگے ہوئے ہیں۔ مدد آسمانی اور خوش بختی سے باوجود عجائب کاری زمانہ و کساد بازاری حق جوئی و ملامت آشنا و بیگانہ دلاف و گزاف دُور و نزدیک و منازعت بدذاتان ناعاقبت اندیش میری دلجمعی و اطمینان خاطر میں انتشار و پریشانی لاحق نہیں ہوتی تھی۔ حقیقت و صداقت کی بازار کے مدھم ہونے پر بھی نئی شادی چہرۂ نشاط کو روشن کر دیتی تھی۔ فرد

شکستگی پہ مثال صدف ہوں خندۂ زناں　　ظفر پہ خندۂ تو ہے کارنا قصان جہاں

جب کچھ زمانہ اس پر گذرا۔ دروازے دولت کے کھل گئے اور اعتبار کے چہرہ پر نور ظاہر ہوا۔ یعنی میں معتبران دنیا سے ہو گیا تو دنیا کے غلامان مال جنگ حسد کو بغض دینی کے ساتھ ظاہر کر کے

Marfat.com

خیال بد میں پھنس گئے اور تنگ چشمی و کوتاہ اندیشی سے مویدمن اللہ (ابوالفضل) کے ساتھ جنگ پر آمادہ ہو کر نقصان ابدی اپنے لئے جمع کر لیا۔ نظم

یہ دو تین اپنی ذات کے بدخواہ کرنے والے سب کے سب مجھ کو اپنے عہد کی طرح توڑتے
ہیں صفت میں ماہتاب چرخ ہوں میں۔ نہ ٹوٹوں گا اگر ٹوٹوں، بڑھوں میں +

چونکہ ارادہ درست اور عقیدہ مضبوط تھا یہ حیلہ سازان بدانجام نقصان رسیدۂ بازار صورت و معنے ہوئے۔ اور حقیقت حال پر مطلع ہو کر شرمندگی کے پسینہ میں ڈوب گئے +

صفحہ ۲۶ صفحہ ۲۹۴

ایک وہ دن تھا کہ نشیب و فراز عالم کا پہچاننے والا (ابوالفضل) ان لوگوں سے ملنا چاہتا تھا اور یہ احتراز کرتے تھے۔ اب وہی غافل لوگ اس متحیر آسودہ دل کی دلجوئی کے لئے آرزوئے خدمت اپنے خیال میں رکھتے ہیں۔ اور اُس (ابوالفضل) کے لئے بحالت بار استحقار اس تاریکی نفرت میں ستارہ سعادت چمکا۔ یعنے جب لوگ میری تحقیر کر رہے تھے تو اس حالت پریشانی میں میری قسمت چمکی۔ اور کلام مؤثر اکبر سے میں سیرگاہ صلح کل میں داخل ہوا۔ نفس شوریدہ نے اطمینان کی جائے برگزیدہ میں جگہ پائی۔ اور ذیل کے ترانۂ حقیقت کی وجہ سے دامن نشاط پکڑا کہ اگر دنیا والے تجھے بُرا جان کر گو دشمنی اختیار کرتے ہیں تو وہ اپنی سمجھ کے موافق راہ عبادت پر چلتے ہیں۔ تو سمجھدار ہو کے کیوں بگڑتا ہے۔ اور اگر تجھے نیک سمجھ کے بھی وہ طریقہ دشمنی اختیار کریں تو پھر بیمار حسد ہیں۔ بیمار سے صحیح کا کام تو کیوں جانتا ہے۔ کمی انسانیت اور کوتاہی قدرت کی وجہ سے میرا دل نغمہ اس تمنا کا گاتا تھا۔ اور جوش اس آرزو کا ظاہر ہوتا تھا کہ اس میں کیا ہرج ہوتا اگر دشمن نافہم یہ سمجھ لیتا کہ میں جھگڑوں سے کس قدر دور ہوں۔ اور دل کو خواہش انتقام سے کیسا خالی کر لیا ہے تو پھر جسم خوشامد گو زبان چاپلوس کو اگر عدم خواہی میں نہ بھیجتا کم سے کم ظاہر کو باطن کا ہمرنگ بنا کر کشاکش منافقت سے تو وہ دشمن ضرور چھوٹ جاتا۔ کاشکے میری نیک خیالی جو حق میں دشمن کے میں رکھتا ہوں۔ یا میری حق پرستی جس میں سستی و نرمی بالکل نہیں ہے۔ میرا دوست کو یک منش حقیقت شناس جان لیتا تو فی الحال میرے ساتھ دوستی رکھنے پر رنجیدہ نہ ہوتا۔ رُباعی

پھونکا خود ہی ہے میں نے خرمن اپنا غیروں سے نہیں ہے شور و شیون اپنا

Marfat.com

کوئی نہیں اور میں ہوں دشمن اپنا　　میں ہوں مرا ہاتھ اور دامن اپنا

(یعنی مجھے خود اپنی ذات سے مواخذہ کرنا چاہیئے) میرا دل اپنی تعریف کرنے والوں اور بُرا کہنے والوں کے حق میں مرتبہ صلح کل سے گذر کے مرتبہ محبّت کل میں پہنچا ہے۔ امید ہے کہ اس محل سے واپس نہ ہوگا۔ اور رہنمونی بخت بیدار سے سیرگاہ چہارم (رضائے کل) میں شرفِ خصوصیّت حاصل کریگا۔ تاکہ آسائش کی سانس لے آرام وسکون ہو جائے) اور خدائے بیچون کا کسی کو شریک بنانے سے یکسوئی ہو جائے۔

بہت سے لوگ طبقہ اوّل (مادحین) سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور آخرین (بدگویان) سے مخالفت۔ ایک گروہ اور ہے جو واقع ہونے سے ان دو روشوں (مدح وذم) کے بظاہر آلودۂ خوشی وغم نہیں ہوتا ہے۔ مگر بباطن مدح سے دل کو خوش رکھتا ہے اور ذم سے آزردہ۔ بعضی موجود ایسے بھی ہیں جو بوقلمونی عالم ایجاد کو خوب سمجھے ہوئے ہیں۔ اور مدح و ذم دونوں کو برابر جان کر متغیر نہیں ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ نفس نیرنگ ساز کوئی صورت پیش کرکے اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ تم جو راہ حق پر چل رہے ہو تمہاری مذمت میں تو ناخوشنودی خدا شامل ہے (یعنی جو تمہیں بُرا کہتا ہے خدا اُس سے ناخوش ہے) پس دھوکے میں آکر بے اختیار اُن بُرا کہنے والوں سے انتقام پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور شاہراہ سعادت سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر وہ محاسبہ اپنے اعمال کا کرے تو ظاہر ہو جائیگا کہ بسا اوقات ان بطلان کاروں کو تیری برائی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ ساری بازیگری اُس خودستا اور خودبین (نفس) کی ہوا کرتی ہے۔

صفحہ ۷۷ صفحہ ۲۹۵

مرتبہ اعلیٰ یہ ہے کہ مدح کرنے والے کے ساتھ جو سرمایۂ غرور مہیا کرتا ہے دشمن کا ایسا سلوک کرے۔ اور مذمت کرنے والے عیب دکھانے والے کو دوست قرار دے۔ ممکن ہے کہ اس طریقۂ حکمت سے بلندی مقصود پر جگہ مل جائے اور گھر والے دشمن دانا کے گزند سے نجات مل جائے۔ یعنی نفس کے پھندوں سے رہائی حاصل ہو جائے۔ مددگاری فطرت نیک اور ثبات قدمی دل کی وجہ سے تھوڑی سی مدّت میں اُس نفرت خلق سے باز آکر خود اپنی ذات سے لپٹ پڑا۔ اور جنگ بے صلح کرکے اپنے معاملات کی ایک نئی ابتداء کی۔ مثنوی

Marfat.com

میں اپنے ساتھ دست و گریبان ہو رہا ہوں۔ اور کیا تدبیر کروں۔ کسی کے کام سے میں عہدہ برآ کیونکر ہوں۔ میں نے اپنے سامان کے پردہ کو چاک کر ڈالا ہے ممکن ہے کہ میں اپنا مواخذہ خود کر سکوں +

اور ہمیشہ ملامت کا تپانچہ میں اپنے آپ لگاتا ہوں۔ اور بُری طرح سے اپنی نفرین آپ کرتا ہوں جب وحدت شاہد وجود کو اگلے لوگوں نے قوت عین الیقین سے حاصل کیا ہے تو تیری نیک فطرتی اور خوش نصیبی سے بوساطت چراغ دلیل تجھ پر [illegible] ہے۔ پھر کیوں اور کس لئے تو تنگدل ہے۔ کس سے [illegible] کر تو گوشۂ گمنامی چاہتا ہے اور کس کو چھوڑ کر کہاں خواہش کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ یہ مانا کہ اس [illegible] تجھے کوئی حصہ حاصل نہیں یا ستارہ عرفان نور افعال نہیں [illegible] ہے۔ مگر نیک [illegible] دلی سے وہ حق جوئی اور فراخ ہمتی عطا کی ہے کہ بارگاہ معاملہ آرائی اور جھگڑوں کے فیصلہ میں دوست اور دشمن اور آشنا اور بیگانے مرتبہ مساوات رکھتے ہیں۔ یہاں تک خوشنودی ایک عالم کی اور رضامندی [illegible] جہان کی اُس ارادۂ مساوات میں کوئی غبار نہیں پیدا کر سکتی ہے۔ دوست تو خوشامد کر کے خلاف عدل مجھ سے اپنا کام نہیں نکال سکتے ہیں۔ پھر دوسروں کا کیا ذکر۔ پھر خلوت گزینی سے کیا فائدہ اور گمنام ہونے سے کیا حاصل لیکن کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ اشعار

جس طرح وامق شوق میں سر زلف عذرا پکڑے اسی طرح میں نے آستین و دامن ملا کر پکڑا ہے۔ اختلاط عالم و اہل عالم سے عنقا کی طرح نفرت پیدا کر لی ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ سعی انسان کچھ مفید نہیں ہوتی ہے یہاں تک کہ جو نوشتہ تقدیر ہوتا ہے اور گردش ستارگان و افلاک جس بات پر مقرر ہوئی ہے (وہی ہوتا ہے) اختلاط اجرام علوی (افلاک) اور اجسام سفلی کی نیرنگیوں کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا ہے اور تیر اندازی آسمان سے بچنے کے لئے کوئی سپر نہیں بن سکتی۔ شعر خاقانی

جوشن کے پار ہوتا ہے جب تیر آسمان بیکار اپنے دل کو زرہ کیوں پہناؤں میں

اب بڑے فسادی نفس کے ساتھ میدان جنگ تیار رکھتا ہوں۔ میرے دوست دار مثل علم و حکمت عفت و عدالت وغیرہ اور نفس کے معین مثل شہوت و غضب وغیرہ حمایت و مدد پر ثابت قدم ہیں۔ ہر وقت ایک نئی شعبدہ بازی عمل میں آتی ہے۔ اور عجیب دھڑ پکڑ چہرہ عبرت کو روشن کرتی ہے۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ انجام کیا ہوگا۔ اور کس منزل میں آسائش

Marfat.com

حاصل ہوگی۔ اور ان تین خداشناس آدمیوں میں سے کس کے ساتھ تعلق دائمی حاصل ہوگا اور آخری میٹھی نیند (موت) کس افسانہ سے آئیگی۔

صفحہ ۸۷ صفحہ ۲۹۶

وہ تین شخص یہ ہیں اوّل وہ خدا سے ڈرنے والا تیوریوں پر بل ڈالے ہوئے کہ طرح طرح کی خوشیہائے دُنیا اُس کے غمکدہ میں داخل ہو ہی نہیں سکتیں۔ دوسرے وہ امیدوار خندہ پیشانی کہ باوجود کثرت انبساط عالم والوں کی غمگساری بار اپنے ہمّت کے کاندھے پر اُٹھائے ہو۔ تیسرا وہ وہ تیز رفتار ہوشیار خرام جو خوف کی بھٹی اور امید کے باغ اور انقباض کے گرم مقام اور انبساط کی سیرگاہ سے ذرا اونچا ہو کر پابند شادی و غم نہ ہو۔ ہر وقت فرمان ایک منزل میں ٹھہرنے کا پہنچتا ہے اور ابھی اچھی طرح بیٹھنے بھی نہیں پاتا ہوں کہ دوسرے دروازہ سے بلاتے ہیں۔ مصرع

مَیں اپنے وقت کا گرگٹ ہوں یارو۔

ایسے تعلقات باطنی کے ہوتے ہوئے از روئے عقیدت اس گرامی نامہ (اکبر نامہ) کے لکھنے کا ملتزم ہوں۔ بزم ارادت و عقیدت کے سزاول دوسرے کام کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتے۔ کیوں نہ ہو اور اس میں تعجب کیا ہے۔ وحدت ملک معرفت کی پرستاری کی دبدبہ سے دنیا کی ظاہری آرائش رکھنے والی چیزیں میری ہمّت کی ترازو میں کوئی وزن نہیں رکھتی ہیں۔ اور عالم ظاہری کی رنگینی میری بصیرت کے سامنے کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی ہیں۔ بالضرور اس عطیہ بزرگ کے شکر میں کلک پیرائی (عبارت آرائی) کر کے جوش مدح سرائی پیدا ہو رہا ہے۔ دل کو کسی قدر امور واقعی کے بیان کرنے سے جلائے تازہ دے رہا ہوں۔ ایسا نہیں کہ پانی چھلنی میں ناپتا' یا ہوا کو ہاون سے بیوقوفوں کی طرح کوٹتا ہوں یعنی کار عبث کرتا ہوں۔ یہی بہتر ہے کہ خاطر عجائب کار کا سرپوش اُٹھا کر راز دلی و مہیب عظمی کو فاش نہ کروں۔ اور جس بات کے متحمل اہل عالم کے کان نہیں۔ اور جو باتیں پابند انِ رسوم کی آنکھوں میں نہیں سماتیں اُن کو ظاہر نہ کروں۔ فرد

میرے دل میں جو ہیں اندیشے اگر انکو کہوں یار ہے حیران تو میری طرح یا باور نہ ہو

اے ابوالفضل مبارک دل۔ جویائے عقل و علم۔ زمزمہ پوشیدہ اور گفتار خموشی سے سیر ہو کر کیوں اپنے حال کو بارگاہ ظہور میں لاتے ہو۔ اور خلوت گاہ میں بیگانے کو راستہ دیتے ہو۔

Marfat.com

یعنی دوسروں کو تاڑنے کا موقع ملیگا۔ اس لئے محض خموشی سے کام لینا چاہئے۔ بصیرت کا چشمہ صفا خانہ دل سے تراوش کرتا ہے۔ یعنی افشائے راز کا گمان ہوتا ہے۔ سرانجام کا انجام دینا کام کس ہوشیار کا ہے۔ یعنی منہ سے کچھ نکال کر لوگوں کو مغلوناست میں ڈالنا اور دھوکے میں پھنسانا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ اُسی بساط بندگی پر ثابت قدم رہ کر مدح بادشاہی میں حمد و ثنائے الٰہی بجالا۔ اور اسرار ایزدی کو قصہ گوئی دنیا میں ادا کر۔ اس پیام حقیقت نے دل کو بیہودہ گوئی سے پھیر دیا۔ اور ارادہ میں قوت پیدا کر کے کام کی طاقت بڑھا دی۔ اور گوہر فطرت کو ایک اور ہی نور بخشا۔ خدا کا احسان ہے کہ وہ تحریر جو زمانہ نے محراب تقدیر سے پڑھی اور اس غلام کو مرحون احسان بنایا یہ ہے کہ دولت ابدی اعتصام کے شکار بند سے مجھے وابستہ کر دیا ہے اور مجھ کو وقائع نویس بدائع طراز بنا دیا ہے۔ اور خوش قسمتی سے یہ معارف کے افق کا ستارہ (اکبرنامہ) اور آسمان معانی کا اختر جس قدر بھی لکھا جاتا ہے روز بروز بادشاہ کو سنایا جاتا ہے۔ اور وسیلہ تحسین و آفرین کثیر و نوازش گوناگوں ہوتا ہے۔ وہ بندہ بہت سعادت مند ہے کہ جس کی خدمت بادشاہ کو پسند آجائے اور فرمان قبولیت بارگاہ سے عطا ہو۔ مثنوی

بحمداللہ یہ داستان نخست — نئے طرز پر کی ہے میں نے درست
زمانہ ہے اب خواستگار کام — مدد شاہ کی میرا لکھنا ہے کام
جو ہمت بھی میری مددگار ہو — دے فرصت فلک بخت بھی یار ہو
بیک جنبش کلک معنے خرام — کروں ختم اپنا یہ اعلےٰ کام

صفحہ ۷۹ صفحہ ۲۹۷

خاتمہ دوم اکبرنامہ

ماشاءاللہ اے مرے ذہن رسا فکر جدید — دیدیا تو نے سخن کو اک سرانجام جدید
بالکل تو کلک کو چلنے سے راحت ہوگئی — دوسرے دفتر کے لکھنے سے فراغت ہوگئی

چونکہ فطرت معین اور ارادہ درست اور نصیب بیدار اور سعادت مددگار تھی اور قوت درست عملی و ہوشیار دلی سازوار تھی لہذا کچھ حالات سال دوم جلوس سلطنت جاویدی اکبر کے لکھ لئے گئے اور امداد سے کارکنان آفرینش کے ہمت کو کسی قدر سبکدوشی حاصل ہوئی۔ مثنوی

بنا جب آدھا پشتہ اس بناء کا — مرے ہاتھ آگیا دنیا کا آدھا

Marfat.com

زمانہ دے اگر باقی کی فرصت — کہے پھر یوں اُسے میری طبیعت
کہ ہو جائیں گے بیدار اُس سے قاری — کرے گا مچھلیوں پر وجد طاری

بہت سا پسینہ پیشانی فطرت سے دامن اُمید میں گرا۔ تب آدھا قطرہ دریائے معرفت کا ٹپکا [illegible] کوشش کے بعد کچھ حقیقت و حکمت کی باتیں لکھ سکا ہوں۔ کیسے کیسے بخارات دل سے [illegible] تب کلام اس طرز پر کان کے موتی بننے کا سزاوار ہوا اُمید ہے کہ مقبول [illegible] دل اسے بلند نامی [illegible] کرے۔ اور مجھ کو میزبان جاویدی بنا دے۔ یعنی میری اس تصنیف سے لوگ ہمیشہ فائدہ اُٹھاتے رہیں اور میرا نام باقی رہے۔ بیت

اسے دل سے ہے میں نے تو نکالا — دلوں میں دے جگہ اُس کو خدایا

اب یہ وقت ہے کہ جبیں نیاز کو سجدۂ نیایش سے نہ اُٹھائے۔ اور پیشانی شکر گذاری کو زمین عاجزی سے نہ اُٹھائے۔ اُسی تحریر اکبر نامہ کو اپنی سجدہ گاہ بنا کے نفس خود غرض کی داستان سرائی پر کان نہ لگائے۔ اور نفع کیمیائے سعادت (اکبر نامہ) کو اس راہزن (نفس) کی حیلہ اندوزی سے چھوڑ نہ دے۔ اور کیوں جبیں [illegible] سجدہ سے اُٹھائے جبکہ حاکم ایجاد (اکبر) اس متردد مشتغل کی گداگری (سوال۔ خواہش یا تصنیف) کو قبول کر کے ہر ساعت ارادہ میں جرأت اور فطرت میں قوت اور ہمت میں طاقت بڑھاتا رہتا ہے۔ اور مجھ اُلٹی سیدھی زبان والے۔ ہندوستان کے پیدا کچھ نہ جاننے والے کو بلا کر بلندی حقیقت جوئی اور دیدبان نکتہ سرائی پر جگہ دیتا ہے۔ اور ہر دم آسمان معانی کا دروازہ کھول کر عرفان کے صدر پر بٹھاتا ہے۔ اور پستی خیالات پیروی سے باہر نکال کر بلندی آزادی پر لے جاتا ہے۔ سر کو سجدہ سے کیسے اُٹھا سکتا ہے۔ کہ نیرنگ ساز تقدیر نے دل کے گرداگرد کو حفاظت کے لئے گھیر رکھا ہے اور تعویذ دافع بلائے نگارنگ خودستائی کا بصیرت کے ایوان کے سامنے لٹکا رکھا ہے۔ آغاز بصیرت پدر بزرگوار کی حمایت [illegible] میں جو واقف رموز عالم ارواح و اجسام ہیں گذرا اور اس رنگین بساط دنیا کے دوستوں کے [illegible] اختلاط دلفریب سے الگ رہا۔ اور جوانی بھی نہیں آنے پائی تھی کہ باریکیہائے علوم پر قابو پا لیا۔ اور اوّل جوانی میں بادشاہ عالم کی نظر کے نورستان میں مرتبہ اعتبار بلند سے سربلندی پائی۔

صفحہ ۸۰ صفحہ ۲۹۸

شاہنشاہ بارگاہ عالم۔ تخت نشین نفس آدم۔ ظفر کی دلیل وحید عصر

Marfat.com

ابوالمظفر شاہ اکبر۔ اے اللہ اس بادشاہ کے اقبال سے گزشتہ زمانہ کو دور رکھ ۔

جبکہ کم عمری کہ زمانہ بے عقلی ہے۔ اور عنفوان جوانی کہ محل لغزش پاک فطرتاں نیک ذات ہے اور نور علم کہ ہوشربائی اُس کی کمترین شورش ہے۔ اور قضیلت مرتبہ کی اور زیادتی مال کی تجویز کارہا عمیق النظر کو بدمستی کی طرف لے جاتی ہے۔ مگر ایسی حالتوں میں بھی قوت دل کی وجہ سے آسائش و اطمینان کی سانس لیتا تھا۔ اور خیالات کی سوکھی ندی کو آبیاری عقل سے سیراب رکھتا تھا۔ دل کجی کی طرف مائل نہ ہوا۔ اور رہزنان حاکمان بشری رکار کیا۔ خصائل مذمومہ انسانی مجھ پر غالب نہ پاسکے۔ بلکہ ہر روز عجائب کاری اور صفائی باطن پھر دل کو پیش کرتی تھی۔ اور سعادت ظاہری و باطنی نشاط جاوید کی لاتی تھی۔ مثنوی

اگر نوت بازوے پیر و پدر نہ ہوتی تو جوانی مجھے رد لادتی جیسی نصیحتی

کہ ابتدا ہی سے میرا تعلق نیکدل کے ساتھ باپ نے درست رکھا تھا۔

فی الحال کہ پادل خواہش کا لنگڑا ہے اور نشاط زندگانی کی کوئی قدر نہیں۔ اور آوازہ پیری کا رخ جسمانی میں بلند ہے۔ اور سرداران عناصر گوشہ گیر ہیں ایسی حالت میں نہ ہست سرائے ذل غبار آلود پریشانی کیسے ہو سکتی ہے۔ اور کیونکر ارادہائے فطرت افسردگی کے گرد آلود ہو کر مجھ سے برداشتہ خاطر ہو سکتے ہیں۔ جس زمانہ میں کہ نادانی دکان خودرستائی سے اندوہ انہماک دنیا بطون خاطر سے پیدا ہوتا اُس وقت تو گمراہی کے گڑھے میں گرا نہیں۔ اب جبکہ غوغائے مرتبہ دانی جوش زن تجرد ہے پھر کیوں صحرانوردی آوارگی ہونگا۔ علی الخصوص اس زمانہ میں جبکہ ہر ساعت اس دنیا کے مراتب کا نقش دور ہو جاتے ہیں۔ اور قصہ سفر آخرت دمبدم البتہ عالم بالا ترقی میں ہے تو پھر اس نفس خودرائے جنگجو کی رکاس دیوانہ عنصری کا بان لوجہ خصائل مذمومہ کا مالک ہے ایک طاقت کردہ غلبہ اور دشمنی پر آمادہ ہو۔ بھلا کامیاب ہو سکتا اُس کا در کنار یہ مباحثی

جو نفس ہے میرا دہ گماں قیمت ہے — اُس تک پہنچنا کوئی گدا طاقت ہے
بالفرض اگر ہو دونوں عالم دشمن — پائے مرے نفد کو یہ کب قدرت ہے

اے پسر مبارک تجھ کو تو بخت خداداد سے سعادت خانہ حق ہوئی اور چمن زار باطن شناسی میں پسندیدہ منزل ملی ہے پھر کیوں بیہودہ شور مچاتے ہو۔ اور بکواس کرتے ہو۔ نہ صرف اُن مردوں کو جو عورتوں کو حاملہ بنانے کے مرد ہیں بلکہ اُن مردان کامل کو بھی جنہوں نے اس

Marfat.com

دیولاخ (پُر از شیاطین) شیر ربا (دلیروں کے بہکانے والی) آسمان کا ایسا شکوہ رکھنے والی (دنیا) کی منازل خطرناک کو عقل کے سر کے بل طے کیا ہے۔ باوجود مدد رہروان منزل شناس و ہمراہی صحرانوردان راہ خوف افزائے دنیا اس نفس نیرنگ ساز خودستا کے فریب گوناگوں سے راست نہیں ملی ہے۔ تو پھر تم باوجود افسردہ خاطری و تہیدستی کس طرح اطمینان قلب کے ساتھ یہاں لمبے لمبے قدم مارتے ہو۔

صفحہ ۸۱ صفحہ ۲۹۹

متقدمین فراں وسلہ فیض رساں از استعداد کامل خود اپنی نصیحت کی کتابوں میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اگر انسان ہزاروں برس ارادۂ بلند اور ہمت فراخ کے ساتھ اس عقلمند دشمن اور ہم خانہ مصنوعی دوست (نفس) کی لڑائی میں نشاط کامیابی رکھتا ہو۔ مگر ایک دن ایسا آتا ہے کہ اس حیلہ جو عقل ریا (نفس) کی جنگجوئی و فتنہ پردازی سے بڑی فکر میں پڑ جاتا ہے۔ وہ ناصح گویا و خموش (کتاب نصیحت) کیا خوب کہتی ہے۔ رباعی

ہے پھولتا ہر نفس وہ ہے نفس ملا — چاہا کہ ریاضت سے وہ بن جائے بھلا
کرتا ہوں میں کوشش سے اسے گو دبلا — ہوتا ہے فضول بات سے وہ موٹا

نیز نصیحت کی پرانی کتابوں میں اس طلسم ساز پُر مکر و فن (نفس) کو سیمابی سبو سے تشبیہ دی ہے۔ اُس سے قطع تعلق کیا جا سکتا ہے۔ مگر اُس سے ایسا توصل کہ جس میں افتراق کا پتہ نہ ہو باعث نقصان ہے (محشی و بے پیوستن کی و بے پیوستن صحیح قرار دے کے معنی یوں لکھتے ہیں۔ کہ بغیر اتصال بحق اُس نفس سے جدائی باعث ضرر ہے) تم نہیں جانتے کہ دنیا میں یہ نیکی کو بدی کے عوض میں بیچنے والا۔ اور خوبی کو زشتی کے بدلہ میں لینے والا کیا کیا تفرقہ اندازی کریگا۔ اور کس قدر صدمہ پہنچائیگا۔ حوادث کی آگ شعلہ زن ہے۔ اور دل کا لباس کاغذ (جو فریادیوں کا ایسا ہے) روزن دار ہے (یہ شعلے دل میں لگ جائینگے) اور شیشہ کے کارخانہ (دل نازک) پر ہوا و ہوس کی چوبائی ہوا سنگ افگن ہے۔ اور فریب ناز مرغان بدبخت و نفس کی فریب آمیز باتیں) کارعندلیب میں (لبھانے اور خوش کرنے میں) آئینہ حلبی (دل) میں عکس زنگی (تیرگی) موجود۔ لیکن کیا کروں اور کیا عرض کروں کہ دل کہنے اور لکھنے سے رُک گیا۔ اور متقدمین و موجودین کے کارناموں سے افسردگی خاطر لاحق ہے۔ لباس عنصری کے تانے بانے

Marfat.com

(جسم) اور کاخ استخوانی کے رگ و پے (ڈھانچے) سے مجھ جہان فرسودہ اور حیران انجمن آفرینش کا دل سرد پڑ گیا ہے۔ پھر خواہش زیادتی مال و افزونی جاہ و جلال کب ہو سکتی ہے۔ رباعی

اُٹھا ہے جو سوز و غم بھلا کس سے کہوں　　یہ واقعۂ ستم بھلا کس سے کہوں
جو بات کہ ہے اسے سناؤں کس کو　　اندوہ فزا الم بھلا کس سے کہوں

اور دین تقلیدی سے جو مذہب ہندو، آتش پرست و نصاریٰ اور تمام سرگردانان صحراء اختلاف سے مشارکت و مشابہت رکھتا ہے میرا فضائے باطن غبار آلود ہو گیا۔ اور دین حق سے جس کا پتہ اور نشان نہیں مگر غلط خیالی سے ہر شخص اپنے میں تجویز کرتا ہے بالکل بیسری حاصل ہو گئی۔ شعر

سر پیٹوں اور پیچ عمامہ کے پاؤں پر　　ہے آرزو کہ اس طرح بازار میں پھروں

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کونسا نغمہ چھیڑوں اور کونسا قصہ کہوں۔ میرے پیر اور بادشاہ کا دل کیا چاہتا ہے۔ اور اللہ نے تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ مثنوی

جو دل پھڑکا تو یہ آیا مجھے دھیان　　زمانہ سے مجھے پہنچے گا نقصان
پھڑکتی ہے جو اب چشم گہربار　　دکھائے گی مجھے یہ کیا دگر بار

اب محل اس کا ہے کہ دل صاف سے جوش اضطراب پیدا ہو۔ اور پریشانی سراپائے دل کو گھیرے عقل کا دریائے وسیع چشمۂ میم کی تنگنائے تاریک میں۔ اور شناور فطرت خیالات کی خشک ندی میں غرقاب ہو

صفحہ ۸۲ صفحہ ۳۰۰

حق جوئی کا درد شناسائی کے دیدہ کے ساتھ پردہ نشین ہے۔ اور آگاہ دل حقیقت شناس لوگ چادر پوشیدگی اوڑھے ہوئے ہیں (پنہاں ہیں) ہر ایک گروہ اپنی غفلت کے موافق مرتبہ جمادی و نباتی و حیوانی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور لوگوں کے حاصل کئے ہوئے کو مقصد حقیقی سمجھ کر رنگا رنگ روشوں کی سیر کی طرف ایک قدم بھی نہیں اُٹھاتے ہیں پھر آتش خانہ طلب اور مقام خطرناک معرفت میں کب گذر سکتا ہے۔ اور اس آشوب گاہ نادانی کی وجہ سے قریب ہے۔ کہ ملک تجرد کے صحرانشین اُکتا جائیں اور پھر دنیادار دل کیا ذکر۔ رباعی

بندش میں بھی گرہ کشا ہو جاؤ　　گمرہ ہو کر بھی رہنما ہو جاؤ

Marfat.com

کم جی کے ہزار سال جیتے رہو یکجا ہو کر ہزار جا ہو جاؤ

(یعنی حیات قلیل میں وہ کام کرو کہ مدت دراز تک تمہاری یاد رہے اور باوجود ایک جگہ قیام ہونے کے تمہارا ذکر ہر جگہ ہو) جان کے ناسور کی دوا نا پیدا۔ اور طبیب روحانی کا مقام جا بلقا اور جا بلسا۔ (پھر ہاتھ کیونکر لگے) میں جو بے سر و سامان دل والا ہوں مجھ میں ایسی طاقت کہاں۔ کہ شرح درد لا علاج کر سکوں اور کس بوتے پر اپنے زمانہ کا سوگوار بنوں۔ زمانہ اظہار نادانی و خریداری دانائی جسے زمانہ تحصیل علوم کہتے ہیں حق شناسی سے دست و گریبان تھا۔ اور قوی امید تھی کہ بہت جلد دروازہ مقصود کھل جائیگا۔ اور صفا خانہ حقیقت میں راستہ مل جائیگا۔ مگر جتنا قدم آگے بڑھاتا گیا بہت ہی کم بوئے تمنا دماغ تک آئی۔ اور جب علوم عقلی و نقلی پر قابو ہوا اور اگر اکثر پرانے لوگوں کی کتابیں نظر انصاف سے دیکھیں عجیب نا امیدی دل میں گھر کرتی گئی۔ اور سخت ناکامی طرح طرح کے غم پیدا کرتی رہی خصوصاً وقت تعلیم و تفہیم کتب علمیہ کہ اُسے تدریس (پڑھانا) کہتے ہیں۔ اور انسان کی عقل و بصیرت کو اس منزل تدریس میں استحکام و ثبات حاصل ہوتا ہے اور شبہات و شکوک کی تاریکیاں مٹ جاتی ہیں۔ مگر مجھے زیادہ تر حیرت اور عاجزی لاحق ہوتی تھی۔ ایک عجیب اندوہ نے میرے سراپائے دل کو گھیر لیا۔ اور مقصود کی شناخت میں دلخراشی پیدا ہو گئی۔ اور طرح طرح کی قرار دادوں سے تعجب میں پڑ گیا۔ ؎ رباعی

آدم نہیں باپ دل کے حوا نہیں ماں اور ارض و سما سے کچھ نہیں نسبت جان
طاقت یہ نہیں کہ لب پہ لاؤں کوئی بات اے کاش کہ چپ رہوں مگر صبر کہاں

گذشتہ لوگوں کے پرانے اوراق لپیٹ کے رکھ دیئے اور حکمائے موجودین سے راز دلی بیان کر کے خواہان علاج ہوا۔ مگر شورش دلی بڑھتی گئی اور زخم باطنی پھیلتا گیا۔ تو مرتاضان خدا جو سے بھیک مانگنا کچھ مفید ہوا۔ اور نہ وعظ و پند عقلائے حکمت جو سے کچھ کام بنا۔ ہر بارگاہ میں دنیا پرستی کا نام خدا پرستی رکھ کے ہنگامۂ خود بینی کی گرم بازاری کر رکھی ہے۔ خود آرائی کو شوق جوئی سمجھ کر لبتر راست پر غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔

صفحہ ۳۰۱ صفحہ ۸۳

پشت آئینہ کو آئینہ کی رو کار سمجھ کے اُلٹی قبا پہن لی ہے اور نمائش آب کو آب حیات

Marfat.com

جان کر بقائے جاودانی کا خیال دماغ میں رکھتے ہیں۔ شعر گلستان

کعبہ کو نہ پہنچے گا تو اے اعرابی ترکوں کے ملک کو ہے جاتی یہ راہ

اگرچہ شہرستان گمنامی کے کوچوں (گوشہ نشینی و عزلت) میں اہل دنیا سے قطع تعلق کر کے نفس کے ساتھ جنگ میں پائے ثبات و استقلال گاڑا ہے۔ لیکن کثرت رنج سے متواتر کیوبہ سے کشمکش نیرنگ مکار (نفس) میں پھنس کے رہ گئے ہیں۔ اور ایک گروہ مجذوبان عالم تنزہ باوجودیکہ قوت طلب نہیں رکھتے ہیں اور راہ علاج نفس پر نہیں چلتے ہیں مگر عشوہ گاہ معشوق حقیقی میں قدم فرسا ہیں۔ اور نور گاہ قبض و سیر گاہ بسط پر قانع و خوش ہیں۔ اس بے تصنع گروہ سے بھی کوئی عقدہ حل نہ ہوا۔ اور پیچش دل کا علاج ہاتھ نہ لگا۔ شاہوں کے شہنشاہ (خدا) کا راز گلیوں کا پھرنے والا فقیر کیا جانے۔ اور غم کی نبض کو خوشی کا طبیب کیا پہچانے۔ سر جاعی

دوڑوں گا فلک کی طرح جبتک ہے جان اور درد وصال کا کروں گا میں بیان

طالب اُس کا ہوں جو کسی کو نہ ملا کھویا نہیں جس کو ہوں میں اُسکا خواہاں

مادر زاد اندھے کو (فطرت کے ناقابل کو) منظر معرفت کی کیا خبر اور پیدائشی بہرے پر خوبی آواز کا کیا اثر۔ اور جس حقیقت گوئی حکیم برزویہ کو نصر اللہ میر منشی نے ابتدائے (دیباچہ) کتاب کلیلہ و دمنہ میں بیان کیا ہے۔ اُس سے مجھے اپنی پریشانی خاطر کا کچھ پتہ چلا۔ اور کسی قدر اپنے غم کی دوا ملی۔ جو کچھ کہ وہ جگر سوختہ خون دل آنکھوں سے بہانے والا (حکیم برزویہ) فرماتا ہے۔ شعر

نکلا کسی کے منہ سے نہ بھولے سے راز یار گو خواب خوش کو قصوں میں ہم نے ملا دیا

میں اسے کیونکر اپنی زبان پر لاؤں یا اُسے دل میں جگہ دوں لیکن واقف کار درد رسیدہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اعانت حکیم برزویہ اُس قبیل سے ہے کہ ایک ماتم زدہ کو ملنے سے ایک شیون گزیدہ کے حاصل ہو اور وہ درحقیقت غم و اندوہ کا بڑھانا ہے۔ نہ بیمار پرستی و تیمارداری۔ جس زمانہ میں کہ خلوت کدۂ پدر بزرگوار سے سر باہر نہیں نکالا تھا۔ دل بدالہوس کا یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ ناسودشوار علاج اس وجہ سے ہے کہ حکیمان عمیق النظر تیرے علاج کی طرف دل سے متوجہ نہیں ہوئے ہیں۔ اور نادر فطرتاں سحر ساز کی نظر چارہ سازی تجھ پر نہیں پڑی ہے جب اپنے دیہاتی جھونپڑے سے نکل کر شہرستان دانائی میں آیا۔ اور بادشاہ عالم کے آستانہ پر سجدہ کرنے کی وجہ سے پیشانی نصیب منور ہو گئی تو اُس کی مہربانی کی دوا نے

Marfat.com

مجھ جاہل گونگے کو زبان فصیح عطا فرمائی۔ و دل دقیقہ رس و در کی باتیں سمجھنے والا مرحمت فرمایا سب کے ساتھ ہر طرح سے ہر قسم کی باتوں کا موقع ملا۔ بزم مبارک کے نور انصاف اور میری متاع سخن کی گرم بازاری کی وجہ سے اُس زمانہ کے علماء پر مجھے غلبہ حاصل ہوا +

صفحہ ۴۸ صفحہ ۳۰۲

لیکن جو لوگ باطنی فتح و فیروزی کے جویا ہیں اُن کو اس سے کیا فائدہ۔ اور گرم دلاں جگر سوختہ کو پنکھے کی ہوا کیا راحت پہنچا سکتی ہے۔ رباعی

جوئندۂ درد عشق میں رہتا ہوں ۔۔۔ ہے خواہش غم اگرچہ غم سہتا ہوں
مل جائے کہیں سے سوختہ جان کوئی ۔۔۔ ممکن ہے وہ سمجھے کہ میں کیا کہتا ہوں

ہر شہر اور ہر صحرا میں اور ہر عبادت خانہ اور بُت خانہ میں بکثرت لوگ نادرست خیالات کے ساتھ قانع ہو کر دوسروں پر طعنے کر رہے ہیں۔ نہ تو دلیل اور مغالطہ میں تمیز کرتے ہیں اور نہ تحقیق و تقلید کا فرق جانتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو شناور دریائے حقیقت بیان کر باتیں بنانے میں راہ تلاش کو بالکل بند کر رکھا ہے اس عجوبہ کاری سے کبھی تو اپنی گمراہی پر زبان تمسخر دراز کرتا تھا۔ اور اپنے آپ کو ہزار طرح کی ملامت کرتا تھا۔ اور کبھی بیہودہ خیالی پر لوگوں کی جوش اور نفرت کرتا تھا اور طرح طرح کے تیرہائے طعنہ کا اُنہیں نشانہ بناتا تھا۔ ہمیشہ ایسی پریشان حالی کیساتھ دل تنگی کے شکنجہ میں کشائش کار کا خواہاں تھا اور اپنے سایہ سے بھی ڈرتا تھا۔ رباعی

گھیرے ہے میری لشکر کو انبوہ مگس ۔۔۔ ہر سمت مرے بلا ہے ہو پیش کہ پس
دیکھو صحرا کا ہو وہ خواہاں کیسے ۔۔۔ جس کے لئے دو جہاں ہو مانند قفس

اور ساحل امید پر بیٹھ کے انتظار کر رہا تھا۔ اور میدان نظر کو اور وسیع کرتا جاتا تھا کہ ناگاہ مجھ پر یہ بات واضح ہوئی کہ بید انتشی کی آندھی صرف علماء و فقراہی کی خانہ برانداز نہیں ہے۔ بلکہ ہر گروہ کجروی کے سات سعی کر کے راہ سعادت کے مسدود کر دینے میں ہے اور دروغ گوئی فریب دہی و کم بصارتی و بے حقیقتی پر خوش ہیں۔ اور ہر گروہ گلے تک کیچڑ میں دھنس کر عشرت آزادی کرتا ہے اور اپنی زندگانی کے محاسبہ کو اپنے دل سے بالکل نکال ڈالا ہے۔ کاشتکاروں کا زیادہ تر خیال یہ ہے کہ اپنی سرکشی کو سرانجام کیونکر دیں تاکہ لگان نہ ادا کرنا پڑے جس سے حفاظت جان و مال

Marfat.com

وآبرو و جائداد کی ہوتی ہے اور اس بات سے بیخبر ہیں کہ زراعت کرنے سے طرح طرح کے غلہ اور غذا جانوروں کے لئے پیدا ہوتا ہے اور کاوش چشمہ سار زندگی یعنی سرمایۂ حیات میں ہوتی ہے تاجر لوگ اپنے نفع کے لئے دنیا بھر کا نقصان چاہتے ہیں۔ اور اس امر سے غافل ہیں کہ قوت سیاحی عالم سے فیوض الٰہی (اشیائے ممالک غیر) سب کو پہنچتی ہیں۔ اور اہل زمانہ کی اس اعانت سے چہرہ نشاط منور ہوتا ہے۔ سپاہی مال کمینہ کو قیمت جان عزیز سمجھتا ہے اور نہیں جانتا کہ ارادۂ جاں نثاری بادشاہ کی قوت بڑھانیوالا ہے اور راحت جان کے لئے دافع چشم زخم ہے ۔

صفحہ ۸۵ صفحہ ۳۰۳

آقا اور مالک اپنے ماتحتوں سے کام زیادہ لینے اور اُن کے حقوق سے محروم رکھنے میں سرگرم اور خود بینی و غرور کی وجہ سے اپنے عزت دیئے ہوئے ملازم کو نظر حقارت سے دیکھ کر اپنے روز ناکامی پر غور نہیں کرتا ہے۔ نوکر باوجود کام نہ کرنے کے زیادہ تنخواہ لینے کی خواہش میں راہ روباہ پر بے شرمی ہے۔ اور اپنی پہلی تنگدستی کو بھلا کر طرح طرح کی خواہشوں سے کشمکش میں ہے۔ دوست و آشنا ادائے حق کی بات سننے سے ترشرو۔ اگر کسی دوست سے کوئی سہو یا خطا ہو جائے قدیموں کے افضال و اکرام کو فراموش کر کے اُس کی دشمنی پر آمادہ ہوتے ہیں۔ اور دوستی کی ترازو کو ہاتھ سے دے کر بیہودہ گوئی میں لمبے لمبے قدم رکھتے ہیں۔ بڈھے اور جوان عادت طفلی (نادانی) کو نہ چھوڑ کر خوشامد کی رنگ آمیزی سے نشاط گاہ (دل) کی زینت کرتے ہیں اور نصائح خلاف طبع سے تنگنائے غم میں سرگرداں ہوتے ہیں۔ ریاضت کرنے والے تارک الدنیا مذمت دنیا میں کہ درحقیقت بدگوئی موجودات ثلاثہ کی ہے۔ نوازش کا ہاتھ اپنی ہمسر کے سر پر پھیرتے ہیں۔ اور نہیں جانتے ہیں کہ گوشہ نشینی حقیقۃً نگہبانی ہے تاکہ نفس دانا درندہ کے گزند کو جانداروں کے ستانے سے روک سکیں۔ دمسازوں اور ہمزبانوں کا سراسر یہ خیال ہے۔ کہ سرافراز کردہ زمانہ کی بڑائیوں کی بھلائی سے توجیہ کریں۔ اور زمانہ کے ستائے ہونے کی خوبیوں کو لباس ناسزاواری پہنائیں۔ ہرخورد ۔ بزرگ پامال خاک اور پرانی عمارتوں سے (مقابر بزرگان) برکت ڈھونڈھتا ہے۔ اور یہ خیال نہیں کرتا کہ جوان باطن آراستہ (ولی) لوگوں کے نور سے عبرت حاصل کرے۔ جوہر عقل کو اس دنیائے غبار آلود میں پریشانی بزرگ نے گھیر لیا۔ اور آوازہ جنون عجیب تازہ پریشانی لے آیا۔ فرد

Marfat.com

جو مجھ میں عجائب ہیں اگر میں اُن سے دیوانہ نہ ہوں تو یہ بھی ہے ایک جنون

نہ قوت مدِ افقت کی ہے۔ اور نہ اِس دنیا سے بھاگ ہی سکتا ہوں۔ اور نہ خواہش اس میں رہنے کی ہے۔ اور نہ طاقت اس سے جُدا ہونے کی۔ بیدست و پائی کے ساتھ یادیہ پیمائی کا خیال دماغ میں تھا۔ اور اپنے گرد سرگردان تھا۔ کبھی اپنے قصہ کو نیرنگی خواب سمجھتا تھا۔ تحریر جنون کو شوریدہ حال پیشانی سے پڑھتا تھا۔ نظم۔

میں ہوں مرغ مقید اور مضطر لگائے غم اگر اک زخم دل پر
قفس کے چاک سے سر کو نکالوں رہوں خاموش جب میں چھپالوں

قریب تھا کہ اس سنگلاخ حیرت اور خارزار بیکار جوئی میں اس ہستی موہوم کا رخت ہاردوں یعنی مرجاؤں۔ اور ہزاروں شکایت کے ساتھ اُس سیرگاہ پاک (عالم بقا) میں جاؤں۔ شہنشاہ بلند نظر نے اپنی معاملہ دانی اور بصیرت کی وجہ سے مجھے سرفراز کیا۔ اور مجھ لاعلاج کے علاج میں اپنی ہمت صرف کی۔ نادر خیالی سے اُس مسیحا نفس کی بینیابی دُور ہوئی۔ اور بصیرت میں ایک اور ہی نور پیدا ہوگیا۔ آنکھ اور کان کو نور خاص نے منوّر کر دیا۔ معرفت الٰہی نے ایک نیا نور پیدا کر دیا حقیقت کا پیغام سامعہ افروز ہوا کہ تو کیوں لوگوں کی عیب جوئی کرتا ہے۔ اور ہنگامہ نکوئی میں ناسزا بکتا ہے ؛

صفحہ ۸۶ صفحہ ۳۰

جس طرح مذمت جماد اور نبات اور حیوان کی دل میں راہ نہیں پائی ہے۔ پھر کیوں اس مشت استخواں متہم اختیار (انسان مجبور) سے اولجھ کر زبان طعنہ کو دراز کرتا ہے۔ انسان کے قابل استعداد ہونے کی نیرنگی کو دیکھ اور دل کو ملامت سے آلودہ نہ کر۔ اور حسن روزافزوں موجودات سے ہر ساعت ایک تازہ سرور حاصل کر کے دامن فطرت کو چون و چرا سے چرک آلود نہ کر۔ رباعی

اے دوست اگر ہے تو یہی خواہ اپنا مت رکھ تو ہوا پر اپنے کاموں کی بنا
ہر چند کہ علم نے ترقی پائی یہ غم ہے کہ تو جگہ سے اپنی نہ ہٹا

علم نیک اندیشان ظاہر بین (علما) میں خیر غالب سے نقش ہستی وجود میں آتا ہے۔ اور حقیقت شناسان دُور بین (عرفا) کے نزدیک شہ جفت محال ہے (شر کا وجود نہیں) کور باطنان عادت کی بیہودہ گوئی اور تنگ چشمان رسم کی بکواس پر فریفتہ ہو کر عیب جو نہ بن۔ واقف راز

Marfat.com

آسمانی ہوکر زمانہ کے رنج وغم سے کنارہ اختیار کر۔ دل اور زبان دونوں سے چپ ہوجا۔ رازہائے الٰہی کا ظاہر کرنا نادانی اور جنون ہے۔ سب کے حالات و ہنر کا افشا کرنا غمازی اور مشاطگی ہے لڑائی پر آمادہ ہونا سخت دلی اور جلادی ہے۔ نفرین کی طرف مائل ہونا۔ بیہودگی اور بکواس ہے اللہ سے کسی چیز کی خواہش کرنا گویا اُسے سکھانا اور یاد دلانا ہے۔ غیر خدا مثل نبی یا ولی سے مانگنا۔ معاملہ نشناسی اور آبروریزی ہے۔ کیونکہ دوسرے میں دینے کی قدرت نہیں۔ راہ صبر پر چلنا ہتھیار بندی اور جنگ آزمائی خدا کے ساتھ ہے۔ شکر کرنا برابری اور خودنمائی ہے چپ رہنا جاسوسی اور عزت دوستی ہے۔ خوش عیشی بیوقوفی اور بدمستی ہے۔ غم کھانا گرانجانی اور اظہار شکوہ ہے۔ آگے چلنا سبقت جوئی پیچھے رہنا گمراہی۔ برابر چلنا بے ادبی۔ ایک جگہ بیٹھے رہنا ذلیل عاجزی۔ توشہ راہ تہیدستی ہے۔ اور آخری منزل نابود شناسی ہے۔ رباعی

تو ہیچ اپنے کو کب تلک سمجھے گا ہیچی کا سخن زبان پر اپنی مت لا
کب تک تو کہیگا میں نہیں ہوں کچھ بھی تو ہیچ نہیں ہے ہیچ بنا کیسا

مژدۂ حقیقت نے فسحت گاہ حیرانی سے دلجمعی کے گوشہ میں راحت بخشی اور بیجا خیالی سے ہٹ کر ضرورت وقت اور مناسب حال کے موافق قناعت و خوشی حاصل ہوئی۔ عام لوگوں کی طرح خوف آزار اور بیم صدمہ سے نہیں بلکہ بزم تقدس کے خاص لوگوں اور میدان حقیقت شناسی کے شہسواروں کی طرح جو مشاہدہ عظمت الٰہی کی وجہ سے غیر ضروری سے دست بردار ہیں امید ہے کہ خاصان بارگاہ ایزدی کی طرح نقوش وہمی کو دل سے دور کردیگا۔ اور نمود بے بود سے الگ ہو جائیگا۔ جس طرح کہ یاوری عقل سے ذوق خیالی اور علمی سے بلند تر ہوکے ذوق عقلی میں راحت و آرام پارہا ہے۔ رہبری سعادت سے بہار بے خزاں ذوق مشاہدہ و مکاشفہ و وصول الی اللہ میں نشاط جاودانی حاصل کریگا +

صفحہ ۸۷ صفحہ ۳۰۵

اور عقل تجربہ کار کو پیشکار و خدمت گذار بخت بیدار بنائیگا۔ اے قبول کنندۂ دانائی اکثروں کو خوشی گھیر لیتی ہے اور یہ امر محض ذوق خیالی کی وجہ سے ہے۔ کہ سارا سرور عالم۔ کھانے پہنے۔ عطریات۔ حسینوں۔ خوش آوازی۔ تناسخ۔ غلبہ برادران۔ افزونی اولاد۔ فراخی خانہ۔ رنگین فرش باغ لگانے۔ آرائش سواری عشرت شکار۔ کثرت خدمتگار۔ و فتح کشور و دیار میں سمجھ کر

Marfat.com

ذرا بھی اس خیال سے نہیں ہٹتے ہیں۔ بلند نظران دانا دل اچھی طرح جانتے ہیں کہ اشیاء مذکورہ کی طرف میلان حقیقتہً رنج گزینی اور جانگاہی ہے اُن خیالات پریشان سے جن سے کہ جانور بھی خوش نہیں ہوتے ہیں باوجود پرکھنے والی عقل ہونے کے ایسی کھوٹی چیزیں جمع کرتے ہیں نظم۔

اگر ترک لذت کو لذت تو جانے　　مزہ شہوت نفس میں بھی نہ مانے
کرے مرغ جان تیرا سیر سما　　جو ہو حرص کے دام سے وہ رہا

اور بعض گروہ نے اس پشتہ خطرناک اور محل وحشت قیامت سے کہ سوائے آلودگی دل فرسودگی خاطر کوئی اور ثمر نہیں دیتی ہے قدم آگے رکھا ہے اور اس منزل کو جانگزا سمجھ کر اس سے نکل جانے میں سعی کی ہے لیکن خود غرضی اور رعونت کی وجہ سے سراب زار علوم ظاہری، گلستان مصطلحات عرفی میں پھنسکر اور گمراہی و بدمستی کو زینۂ مقصد جان کر جشن آرا ہوتے ہیں چہرۂ عشرت کو روشن کرتے ہیں۔ یعنی خوش ہیں اور نالائقان سیہ درون اس رہبر منزل طلبان کمال دعلم، کو اپنی بدخیالی سے رہزن بنا لیتے ہیں۔ نظم۔

علم جس سے دو جہاں ہے پُر ضیا　　ہے وہ رہزن جس طرح ہے رہنما
شمع جو ہے شاہد مجلس فروز　　تم جو چاہو تو وہ ہو گی خانہ سوز

بادیۂ تلاش کے کچھ تائید یافتہ نے پرستاری عادت انسانی اور قبول مسلمات مردم سے کچھ آگے قدم رکھا ہے۔ اور رہبری دلائل عقلیہ اور دریافت مجردات قدسی (ادراکات عقل) سے بڑی عشرت حاصل کی ہے۔ اور یہ اُس وقت میسّر ہوتا ہے۔ جب نزہت گاہ علم میں ستارۂ خرد نور بخشے۔ اور چراغ معرفت اس سے نور پائے۔ یکھنے والا اکبر نامہ کا ابوالفضل اس آتشین دریا (عقل) کی موج خیزی میں شناوری جانتا ہے۔ اور تلاطم کی نیرنگی کو دیکھ کر ساحل کے نشان سے منقطع الرجا ہے + شعر

خوب ہی ہشیار رہنا اے دل بیدست و پا　　دیکھ ہو جانا نہ غرق قطرۂ طوفان نما

ایک گروہ میدان پاکی اور صحرائے تجرد کا اس خیال پر ہے کہ جب نور خاص خدا کا میدان نورانی عقل پر اپنی غیا ڈالتا ہے تب لذت دیدار حق اگلے سرور سے زیادہ تعجب میں ڈالتی ہے +

صفحہ ۸۸ صفحہ ۳۰۶

اور جب کچھ دنوں اس نزہتگاہ بلند (لذت شہودی) میں قیام و آرام ملے۔ اور رہزنان

Marfat.com

ظاہری و باطنی (قوائے بہیمیہ) سے گزند یافتہ نہ ہو تو پھر انسانیت روشنان ابداع (عقل) سے ذوق کشفی بزم سرور کو آراستہ کرتا ہے اور نور خرد تلاش نور الٰہی میں محو ہو جاتا ہے۔ اور وہ تعین و تشخص اس تجلی الٰہی میں مندرج ہو جاتا ہے۔ اور جب اس فردوس کی ایسی نسیم والی دولت سرا (ذوق کشفی) میں اپنے زمانہ کو شکر گذاری سے آباد رکھے تو پھر ذوق وصولی پر کامیاب دائمی ہو جاتا ہے۔ اور یہ وصول الی اللہ کا مرتبہ اُس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ دیوار عنصری (جسم) ڈھے جائے (مر جائے یا قیود سے الگ ہو جائے) اور تعلق مرکب ٹوٹ جائے اور چہرہ بساط کا خاکنیستی سے چھل جائے۔ اور ستارۂ خموشی افق معرفت سے ظاہر ہو جائے مثنوی

عشق کی بجلی اگر سر پر گرے — نبض مثل برق پھر حرکت کرے
ہو اگر وہ عشق کی بجلی بلند — کوہ اُڑے مسکن سے مانند سپند

اس عجائب کار ہی سال اور نیرنگ سازی قلم کا کیا کہنا کہ جو زندان بشریت (میں) کا پابند ہے وہ اُس آسمان کی طرف پرواز کرتا ہے۔ جس کا نہ اُور ہے اور نہ چھور (یعنی بجانب مرتبہ وصول الی اللہ) اور باوجود درستی بازار تعلق ارادہ نزہتگاہ قدس کا رکھتا ہے۔ اور اہل زمین کی جانچ پڑتال کرتے کرتے آسمان والوں کے نقد کا پرکھنے والا بنتا ہے۔ اور منازل بندگی کو طے کرتے کرتے اسرار الوہیت بیان کرتا ہے۔ اور گلزار تعلق کی آفت خیزی یا افتادگی د برخاستگی میں ترانہ آزادی گاتا ہے نظم

میری آنکھیں ہیں تماشائے حقیقت میں لگیں — عقل کل لشکر حیرت سے مرے ہے زار زار
سر جھکائے ہوئے پھرتا ہوں دو عالم کی سیر — عشق نے تار نظر سے ہے بنا میرا وثار

نفس بوقلموں کی کج گرائی کا علان ہو گیا۔ توجہ دلی اس کام (تصنیف اکبر نامہ) کی طرف ہوئی اور باز سر نو اس امر خطیر کی طرف آمادہ ہوا۔ اُمید ہے کہ سلسلۂ تاریخ نویسی نہ ٹوٹے گا۔ اور ہر ساعت ادائے شکر میں ایک اور ہی فروغ حاصل ہو گا۔ اور بہشت سے بڑے بڑے آلات قلم حقیقت گذار میں کہ اُس کا شگاف مشرق دل سے داخل ہونگے۔ اور سعادت سے پُر ایک مخزن بطور تحفہ آنے والے متعلموں کے لئے تیار ہو جائیگا۔ اور داقفان جوہر کے گوہر کا چہرہ نشاط روشن کریگا۔ ابیات

سنو جب تک نہ چرخ کہن — ہے معنے سے مشہور نام سخن
ہو نظم سخن تیرے ہی کام سے — ہو معنے کی زینت ترے نام سے

Marfat.com

خاتمہ جلد سوم اکبر نامہ

گنجنامہ شاہنشاہی ختم ہو گیا جو کارنامۂ آگاہی۔ فہرست دفتر دانائی۔ مجمل تحریر جہان آرائی تختی تعلیم مکتب آداب و دستور۔ نسخہ وار دگیر صاحبان عقل و شعور۔ دستور العمل بارگاہ خلافت۔ فرمان ادب دیوان عدل و رافت۔ ہے طرح طرح کے رنج اٹھائے اور بیحد کوشش کی تب مزاج عالم کی نوشدارو اور زہر خوردگان عشرت و غم کا تریاق تمام ہوا۔ تاریک راتیں کاٹ کر صبح کی۔ اور بڑے بڑے دن محنت میں گذارے تب یہ کان تاج سعادت ابدی اور دریائے تخت سلطنت سرمدی (اکبر نامہ) ظاہر ہوا۔

صفحہ ۸۹ صفحہ ۳۰۶

اور بہت سے جھگڑے گوہر دانائی کے نفس کے ساتھ پڑے۔ اور کیسی کیسی دھر پکڑ میرے اور دل کے درمیان حیرت نے کرائی۔ تب یہ نقد تلاش خانہ عاریتی (دنیا) اور حاصل سعی سراب دریا نما (دنیا) گنا جا سکا۔ شکر بارگاہ الٰہی میں کیا گیا۔ اور عقل سے بھیک مانگی گئی۔ تب یہ تعویذ بازوے عقلمندان اور دانش پسندوں کے جادو کا منتر خون دل سے لکھ کر جسم حرفی میں جان ڈالی گئی۔ شعر

عشق سے اس کام تک میں نے سہے غم بیشمار　　اشک اور خون جگر سے اس نے پایا ہے قرار

افسوس افسوس وظیفہ خوار الٰہی (ابو الفضل) جو نور حقیقت سے پرانا تعلق رکھنے والا ہے۔ کیوں بیان برداشت رنج و محنت سے زبان کو آلودہ کرے۔ اور کیونکر تحمل مصیبت اور خون دل پینے کا بیان تحریر کی تختی پر لکھے۔ یہ شنگرف کاری اقبال شاہنشاہی کی اور نیرنگ سازی دولت جاوید طراز کی ہے کہ ایسی باتیں زبان پر آئیں اور اس اعلیٰ طرز پر اکبر نامہ ختم ہوا۔ اس قبلۂ موحدان کو درستی ہمت کی عجائب کاری اور سزاواری راست کرداری کی وجہ سے خازن خزانۂ عقل و بصیرت بنایا ہے۔ اور خلوت سرائے قرب کی بارگاہ میں راستہ دیا ہے۔ وہ گوہر یکتائے بصیرت (اکبر) ثنائے حاکم بے نظیر اور شکر گذاری نعمت روز افزوں میں ایک دانش نامہ (اکبر نامہ) پیر خرد سے علم حاصل کرنے والوں کے لئے۔ اور ایک فرمان صوت کذا تتبین (دل) سے سعادت ڈھونڈھنے والوں کے لئے لایا ہے۔ اکبر کی نوازش والا۔ زمان سعادت

Marfat.com

کی طرف مائل اور عقیدت سرشت گروہ کو قوت علم و ادراک یہ کتاب اکبر نامہ لکھوا کے عطا کی۔ اور عام الطاف سے اجازت دی کہ اس میں کچھ حصہ لوگوں کی سمجھ کے موافق بیان کروں۔ اور فیض ایزدی کے خوان سار بننے سے اپنے چہرہ کو رونق دوں۔ تاکہ نزدیک اور دور والے اور اپنے اور بیگانے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اکثر لوگ اپنے دل کو اس نور حقیقت سے منور کرائیں۔ اور اس پسندیدہ معمور العمل فکر (اکبر نامہ) سے عالم صورت درست ہو گیا۔ اور جہان معنے منتظم ہو گیا۔ رباعی۔

یہ شمع جو ہے نور دہ بزم سما — اکبر ہے فروغ دینے والا اس کا
اندھوں کے لئے کریگی یہ کار عصا — ہوگی یہ چراغ رہنمائے بینا

ہمت کا درخت اقبال پھلا پھولا۔ اور طرب کے لئے روز جشن آگیا چشم شادی پذیر لکھی اور شب ماتم گذر گئی۔ اور بہت سے حقائق ہستی و الٰہی اور حالات پابندی و آزادی برخلاف پوشندگان حق جو بیہودہ گو بھی ہیں۔ لکھنے میں آئے۔ اور کم بصیرتاں نامرد نافہم کج کی رہنمائی کے لئے چراغان معرفت روشن کیا گیا ٭

صفحہ ۹۰ صفحہ ۳۰۸

بخت بلند کی وجہ سے جس کا نام خالص دوستی ہے تازہ بارگاہ عقل روشن کی گئی۔ اور اصلی غرض کہ ادائے شکر منعم (اکبر) ہے بلندی اختتام پر چڑھ گیا۔ یعنی شکر ولی نعمت ادا کیا گیا۔ مثنوی

بلطف شہ صاف دل دادگر — بیازدے دانائی حکم بر
لگایا ہے میں نے یہ سرو چمن — پئے یاد میں اسکی مے انجمن

اتنے ایک قافلہ سالاران عقل کی آمد و رفت کے باوجود۔ اور بستان دانش کی کتب حکمت کے ہوتے ہوئے فی الحال عیار گوہر خرد (اسی کتاب کو) جب کوئی بھاری چیز تولتے ہیں تو اس کے لئے دوسری ہی ترازو درکار ہوتی ہے۔ اور سلطان عقل کو تخت حکومت پر بٹھانے ہیں اور جہان بانی کے لئے آئین تازہ بناتے ہیں۔ اس زمانہ میں میدان نثار وایثار وسیع کرنا چاہیئے۔ اور ترانہ حصول مقصد و زمزمہ کامیابی کو بلند آوازہ کرنا چاہیئے۔ نہ فردوسی پست ہمت کی طرح جو بے تمکینی سے خواہش و حرص میں پڑ گیا۔ اور پڑ دشرم

Marfat.com

کو لین دین کی گفتگو میں اٹھا دیا۔ وہ تاجر کلام تھا قیمت سخن نہیں جانتا تھا۔ اس کی قیمت چند جواہر کے ٹکڑے اس نے قرار دی۔ بازاری۔ بے شرموں کی طرح افزائش مال کی کشت کش میں بدنام ہوگیا۔ بیش بہا کو بے قدر اور گراں سنگ کو سبک وزن کر دیا۔ طرح طرح کے احسان اکبر کا دسترخوان چننے والا (ابوالفضل) اس کی نعمتہائے بزرگ کا شکر اس اکبر نامہ میں ادا کرتا ہے اور خلاق عالم کی قدرت کی نیرنگی کو لکھتا ہے۔ **مثنوی**

جو یہ نہ لکھتا بامید زر — پر وہ سکتا کب عمر بھر یہ گہر
جو مجھ کم سخن کو بہت عشق تھا — اسی عشق سے کام یہ ہو گیا

فردوسی نے نفرین ابدی کے لئے تیس سال زحمت اٹھائی۔ اور میں نے تحسین و آفرین جاودانی کے لئے سات سال محنت برداشت کی۔ اس نے لباس نظم میں جس کا سانچہ معین ہے ڈھالنے کا کام کیا ہے اور میں نے بیابان بے پایان نثر میں جو آبدار سلک تحریر میں پروئے ہیں۔ نظم:۔

لتھیڑا ہے دل کے لہو سے قلم — نہیں نظم سے میری یہ نثر کم
ہے پایہ بلند اس لئے نثر کا — کہ بن بیدھے دُر کی ہے قیمت سوا

بندۂ خدا (ابوالفضل) کو غلام زر (فردوسی) کے ساتھ کیا نسبت۔ اور شکر گذار کو شکوہ سرا سے کیا مناسبت۔ اس کی چشم ظاہر بین پر غرض نے پردہ ڈال دیا۔ جب تو اس کارنامۂ ہنر (شاہنامہ) کی وجہ سے بزرگان زمانہ (محمود وغیرہ) سے امید صلہ رکھتا تھا۔ اگر اس کی چشم معاملہ بین میں نقصان نہ ہوتا تو ایسی کجراہی پر کیوں چلتا۔ اور کلام کسی غرض سے کیوں کہتا بلکہ گوہر بلند حوصلگی کو اپنا سرمایہ بناتا۔ **مثنوی**۔

چھپ گئی خوبی غرض آئی جہاں — پڑ گئے پردے میان چشم و جان
اس کی اندھی آنکھ گو ہے عیب بین — اپنے عیبوں پر نظر پڑتی نہیں
حرص کا حیران سنے گر سو کلام — ایک نکتہ بھی نہ آئے اسکے کام

قطع نظر اس بات سے کہ بازار معرفت میں دنیا کے زر و سیم سے سخن دلپذیر ہاتھ نہیں لگ سکتا ہے اور جواہر گران قیمت (کلام) کا زر تو پاسنگ بھی نہیں ہو سکتا ہے +

صفحہ ۹۱ صفحہ ۳۰۹

فردوسی نے اس سخن درازی اور نکتہ پیرائی سے بقائے نام کی کوشش کی۔ اور بزرگ فرزند

Marfat.com

دیرد بقا و دلپذیر و فیض رساں (شاہنامہ) چھوڑا تاکہ دولتمندان خوش نصیب کو نور خرد عطا کرے اور دانش پذیران حقیقت جوئے کی اعانت کرے۔ اور تا تجربہ کاران جویائے سعادت کو نفع و نقصان زمانہ سے آگاہ کر دے اور طرح طرح کے مردمان آلودۂ غرض بیمار حسد کو دوائے خاص چکھائے بزدلوں میں جرأت پیدا کرے اور روباہ فطرتوں (مکاران و جبان) کو طاقت شیر قوت نہنگ اداری دے کم حوصلہ اور تھڑدلوں کو خندہ پیشانی والا اور بلند ارادہ بنا دے اور صاحبان ہمت میں قوت بڑھائے اور بلند مرتبگی کی رفعت پر سربلندی بخشے۔ گو بظاہر شاہنامہ لکھ کر شاہان عالم کی اُس نے خدمت کی لیکن درحقیقت اپنے جواہر علم کی شرح وہ بازار شہرت میں لے گیا ہے۔ اگر وہ پابند ہوا و ہوس نہ ہوتا اور اپنی عقل دقیقہ رس کو خواہش بیجا سے تباہ نہ کرتا تو اُس کو اس عطیہ عظمائے الٰہی کے شکر سے کب فرصت ملتی۔ پھر اہل عالم سے امید تحسین و احسان اُسے کب ہوتی۔ بلکہ اگر تھوڑا سا بھی انصاف اُس کے دماغ میں ہوتا اور ذرا بھی معاملہ شناس ہوتا تو ضرور اس تحفۂ معنوی (شاہنامہ) کے علاوہ ہدیہ ظاہری عجز و نیاز کا جمع کر کے درگاہ محمود یا خدا میں لے جاتا کہ ذکر گرامی شاہان اُس کے (فردوسی) پایۂ گوہر کے ظہور کا سرمایہ ہوا اور بندگان آگاہی طلب کے لئے بطور تحفہ ایک یادگار (فردوسی نے) چھوڑا ✦

خدا کا شکر ہے کہ قوت توفیق ایزدی و اعانت بخت خداداد سے اس نگارین نامہ (اکبر نامہ) کے موتیوں کے گوندھنے والے (ابوالفضل) نے تعریف قبول کرنے اور توصیف سننے میں کہ بہت سے آدمی اس خیال مدح پذیری کے زندان میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اپنے دل کو مرہون نہیں کیا اور فطرت کو پامال خواہش نہیں کیا۔ یعنی نہ آرزوئے ثنا ہے اور نہ تمنائے صلہ۔ جب اُس کی طبیعت بشری کے وسعت آباد خیال میں تمنائے ثنا و صلہ نہیں تو پھر اُس کے عالم فطرت میں آرزوئے متاع دنیوی کب ہو سکتی ہے۔ یہ مان لیا کہ اُسے فطرت بلند نصیب نہیں اور ہمت بزرگ کا خیال تک دماغ میں نہیں مگر غیر تک اس بات کو جانتے ہیں کہ بوئے نیکنامی اُس کے دماغ تک نہیں پہنچتی ہے اور بیگانے بھی جانتے ہیں کہ وہ کام دان پر کھنے والا ہے۔ پرنیان چینی (ریشمی کپڑا) میں بٹے ہوئے بالوں سے بنی ہوئی کملی کا پیوند کیسے لگ سکتا ہے اور شمشیر مصری کو لوہے کے بے جوہر ٹکڑے سے کیا نسبت۔ گوہر بے نظیر حقیقت (کلام) کو دنیا کی ٹھیکریوں (مال) کے عوض میں کیسے بیچ ڈالے۔ اور دولت جاویدی (کلام) کو عوض میں چاندی کی گڑیاں ایک جگہ نہ قرار لینے والی اور جلدی سے مٹ جانے والی (روپیہ) کے کیسے

Marfat.com

دیدے۔ خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ نیرنگی زمانہ اور نشاط اندوزی روزگار سے قیمتی جواہر بھی سراچہ اقبال کے سنگریزے ہو رہے ہیں۔ اور دل پر از حقیقت نور علم سے روشنی حاصل کر چکا ہے اور شادمانی کی بلندی پر آرام گزین ہے ۔

صفحہ ۹۲ صفحہ ۳۱۰

اگر سامان دست فرسودۂ (زر) بازار دُنیا سے خالی ہاتھ ہوتا۔ اور زمانہ اپنی بدخوئی سے دنیا کرشمہ ساز کو میری پرستاری کے لئے نہ بھیجتا تب بھی یہ آرزو دے زر میرے دل میں نہ پیدا ہوتی۔ اور ایسی بدمعاملگی (صلۂ اکبر نامہ لینا) اپنے لئے نہ پسند کرتا۔ بلکہ اولاً مدنظر حمد الٰہی ہے۔ کہ اس تحریر کے وسیلہ سے عمدہ کام بادشاہ کا انجام پا گیا۔ اور دوسرا مطمح نظر طبیعت کا نقصان بشری کی وجہ سے یہ ہے کہ آئندہ آنیوالے بزرگ اور موجودہ دانش پذیر اس دریائے بیکران سے آبدار موتی نکال کر اپنے اعمال و افعال کے گھر کو اُس سے آباد کریں۔ اگر میری ہمت بلند ہوتی تو توحید کے بلند بالاخانہ سے شرک کے انتہا پر نہ آتا۔ یعنی اس تصنیف سے صرف غرض حمد ایزدی ہوتی اور دستی گرد ارمردم کو اُس میں شریک نہ کرتا۔ لیکن کیا کیا جائے یہ وہی بات ہے کہ گذشتہ آگاہ دلوں کے پیشوا مولوی معنوی فرماتے ہیں۔ **مثنوی**

اے صنم جب ہوں مثال احولاں مشرکوں کی طرح ہے میرا بیاں

اگر خیال اس گرسنہ صبح وجود اور تشنۂ نیمروز (دوپہر) حیات کا ہر شخص نہیں سمجھتا ہے۔ میں جانتا ہوں اتنا تو ضرور سمجھ لیگا اور سب کے دل نشین ہوگا کہ سعادت منش خرد آموز لوگوں کی سعی دو چیزوں سے متجاوز نہیں۔ اور بلند نگاہان خوش بخت کا نقد جستجو اس سے بڑھ کے نہیں اولاً خوشنودی خدا کا مہیا کرنا۔ اور نزہتگاہ عالم قدس میں پسندیدہ منزل کی بنیاد رکھنا۔ اور یہ سرمایہ حیات ابدی اور پیرایۂ نشاط قائم ہے۔ اس زمین کے رہنے والے کبھی مطمورۂ نیستی کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ اور اس مرتبہ کے تندرست بیماری کا منہ نہیں دیکھتے۔ اور اس کے تنومند کمزوری کو جانتے ہی نہیں۔ اور اس کی ثمر بخشی میں پژمردگی اور تونگری میں درویشی نہیں آتی اور تنگ نظری کو دخل نہیں ہوتا۔ اور اس سے سوائے نیت صاف اور جمع کرنے سے فضائل اربعہ اور بچنے سے آٹھ رذائل مذمومہ کے کہ کتب حکمت اُن سے پر ہیں اور کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔ دوسرے نیک نامی اس دنیا کی کہ زندگانی دراز و عمر دوام کی اُس سے تعبیر

Marfat.com

کی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ بھی اُسی سبب مذکورہ کی وجہ سے سرانجام پاتی ہے اور اُسی قوت جبلت محمودہ (رضامندی ایزدی) سے حاصل ہوتی ہے لیکن زیادہ تر تعلق اس نیکنامی کا زبان لطف و غمخواری و سخاوت سے تعلق ہے۔ اور خوبی باطنی اور خیال درست کا ہونا بھی ضروری ہے۔ کیا اچھا ہے وہ خوش نصیب جو نیک نامی کو رضامندی خدا سے ملا دے۔ اور ظاہر کو مانند باطن کے آباد کر دے۔ عارفان حقیقت جو اس چیز سے انجمن نشاط آراستہ کرتے ہیں اور کسی قدر دل کو خرسندی پر لگا کر عشرت اندوز ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ نیک نیتی اور درست کرداری کو بڑی کوشش اور اعانت اقبال سے آشوب خود بینی اور گرداب مکر سے دور رکھیں اور سلطان عقل سے حکم بجالانے اور خوشنودی خدا پر دل کو لگا کے نفرین مخلوق و تحسین مردم سے الگ زندگی بسر کریں۔

صفحہ ۳۹ صفحہ ۳۱۱

اور تاجران نادان جو فائدہ عمر گرانمایہ سے اُٹھائیں اور جو نفع کہ اپنی کوشش سے بہم پہنچائیں وہ ذکر پائیدار اور اسم جمیل ہو۔ چار چمن صورت و معنے کے عالم۔ اور انجمن تجرد و تعلق کے وریادل جنہوں نے ہمت بلند اور فتح میدان معرفت سے ان دو بوالعجب ضدون (تجرد و تعلق) کی پوشیدہ باتوں کو پالیا ہے۔ تائید خدا کی قوت سے دونوں عالم تجرد و تعلق کا بار اپنے دوش دانائی پر اُٹھاتے ہیں۔ اور کثرت آگاہی کی طاقت سے سبک بار ہو کر آسانی سے لے چلتے ہیں۔ اور ان دو ضدوں کے کار و بار کو کہ جو انمردان بلند ہمت اُن میں سے ایک کو بھی مناسب طور سے سرانجام نہیں دے سکتے رہنمائی بخت خداداد سے ایسا برگزیدہ سامان درست ہو جائے کہ عقل اول بھی تعجب میں رہ جائے اور آسمان نیرنگ ساز حیرت میں پڑ جائے۔ اور سرمایہ نفع ظاہری و باطنی ہاتھ لگے۔ اور ایک ہی وقت میں ان دو آئین مختلف (تعلق و تجرد) سے محفل سرور آراستہ ہو جائے۔ چنانچہ ہمارے زمانہ سعید میں رایت اقبال کے بلند کرنے والے اور چہرۂ دولت روشن کرنے والے کے گرامی حالات کی پیشانی سے دگرگونی زمانہ آسمان کو اُس کے مقصد کے موافق پھراتے ہیں۔ اور ستارہ کو اس کی رفعت کے لئے گردش دیتے ہیں (کارکنان قضا و قدر) شعر

شاہ اکبر نور بخش محفل ہندوستان ہے چراغ بارگاہ دولت تیموریاں

دل اُس کے خیال سے پھولتا ہے۔ اور زبان اُس کے ذکر پر ناز کرتی ہے) سرمایہ نفع

Marfat.com

ظاہری و باطنی نور ظہور رکھتا ہے اور پرتو وضوح دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس یکتائے سلطنت کو لقائے دوام عطا کرے۔ اور عالم والوں پر اُس کے وسیلہ سے سعادت جاوید بھیجے وہ حاکم ظاہر و باطن عقل خداداد کے نور سے اور ہمت گراں وقار شب چراغ سے ایسے دو ملک وسیع (تجرد و تعلق) کو آباد رکھتا ہے۔ اور ایسی ہوشیاری و آگاہی دلی سے رفتار کرتا ہے کہ صاحب بصیرتاں بلند نگاہ ہر عالم (تجرد و تعلق) کے دوسرے عالم کا پتہ ہی نہیں لگتا ہے۔ (مثلاً اہل تجرد اکبر کو اتنا بڑا مجرد سمجھتے ہیں کہ جیسے عالم تعلق سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح اہل تعلق یہ سمجھتے ہیں کہ اکبر اتنا بڑا صاحب تعلق ہے کہ اس کو تجرد سے کوئی نسبت نہیں) اور ہر گروہ اُس گوہر افروز شناسائی (اکبر) کو اپنی صنف کا خاص آدمی سمجھتے ہیں جس وقت کہ سررشتہ سخن سرائی اور دست آویز کار پردازی درمیان میں ہے۔ اور شاہراہ نامہ نویسی جاری ہے (جیسے تاریخ لکھی جاتی ہے) اس مناسبت و سزاواری و ثبات کے ساتھ ان دو شریک کثیر الجدال (تجرد و تعلق) کا ایک ذات پاک میں مجتمع ہونے کا پتہ نہیں دیتے ہیں۔ اکبر دو دریائے دین و دنیا کا مجمع۔ اور چشمہ سار ظاہر و باطن کا منبع۔ وطن میں محمل بند مسافرت۔ انجمن میں شمع خلوت۔ اجنبی گرفتاری دنیا میں آزاد خیالی۔ اور کثرت میں وحدت سگالی، حل اشکالات کار مستمندان۔ مرہم ساز ناسور خستہ دلان ہے کہ کثرت تعلقات ظاہری اُس موصوف کے روشن دماغان دل میں غبار سستی نہیں پیدا کر سکتی ہے۔ اور افراط خدا پرستی و یکتا دلی ہجوم کار دنیوی میں ہوائے تفرقہ و انتشار نہیں چلا سکتی ہے۔ گرفتاری ظاہری بھی رکھتا ہے اور آزادی باطن بھی۔ **قطعہ**

اُس کی جبیں سے روشن ہے بہر پاک بیناں — نور خدائے بینی فرخ خدائے ذاتی
ہے تخت کا وہ وارث اور تاج کا ہے والی — ہے مالک زمانہ اور ملک کا ہے باقی

صفحہ ۹۴ - صفحہ ۳۱۲

لازم ہمت یہ امر ہے کہ موتی پرونے والے سخن سنج ایسے وجیہ بارگاہ ہستی کے اوصاف بلند کا ہیکر گوش و گردن زمانہ کو زینت دیں۔ اور دامن و آغوش روزگار کو زیب و زین عطا کریں تاکہ آنے والے قافلہ ہستی کے لئے سوغات تیار ہو جائے۔ اور تلاش کنندگان زمانہ مستقبل یا باشندگان بلاد اقصیٰ کو معرفت حاصل ہو اگر آسمان اپنی کوشش سے بوسیلہ تحریر و تقریر

Marfat.com

اُن مناقب کو کہتا رہتا ہے اور ہاتھوں ہاتھ پھراتا ہے (مشہور کرتا ہے) لیکن نیرنگی زمانہ سے حوادث اُسے لاحق ہو سکتے ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر جب اُن کارنامہائے حیرت افزا کے دفتر بنا دیں اور الواح زمانہ پر لکھ دیں تو بالضرور انقلاب کا ہاتھ اُن تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور مدتوں وہ قائم رہتے ہیں جس بنا کی بنیاد نیکوکاری پر رکھی جائے اُس کے ایوان کی بلندی ساتویں آسمان سے مل جاتی ہے اور جو اساس قاعدہ سعادت پر رکھی جائے تغیر ازمنہ سے بھی وہ ویران نہیں ہوتی۔ شعر

جزائے حسن عمل دیکھ اب تلک دوران — خراب کر نہ سکا بارگاہ کسریٰ

ظاہر ہے کہ قدیم شاہان والا شکوہ سے اُس زمانہ کے واقف کاروں کی تاریخوں کے لئے کوئی یادگار باقی نہیں رہی۔ اور بجز سخن سرایان نیک اندیش کی داستان ہائے گوہریں کے کوئی اور نشان نہیں ہے۔ باوجود کہنگی وہ داستانیں اب تک معدوم نہیں۔

مرتبت کو مصنفات مؤرخین صابی و مہابی ہی بتاتے ہیں۔ اور مکارم شاہان غزنویہ کو نادرات رودکی و عنصری و عیشی ہی پڑھاتے ہیں۔ مثنوی

محل محمود نے بنوائے اکثر — فلک سے مل گیا سر اُن کا جا کر
کہیں بھی ایک اینٹ اُنکی پڑی ہے — بنائے عنصری اب تک کھڑی ہے

جس وقت آسمان (یا کوئی) اس نیرنگ حکمت اور سحر خرد جوئی کو پائیگا۔ اور اس رقم خیال اور جادوئے حلال (اکبر نامہ) کو پہچانیگا تو اتنا جان لیگا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اکبر کے ان دو مرتبہ بلند آگاہی سے (تجرد و تعلق) دُور اور نزدیک والوں کو آگاہ کر دوں۔ اور بنیاد دولت جاویدی کی ایک پسندیدہ نیو رکھ دوں۔ اکبر نامہ کے طفیل میں محرر (ابوالفضل) کے لئے اس خزانہ الٰہی سے وظیفہ مقرر ہو جائے۔ اور نصیبہ فراوان خوان افضال سے ملجائے مثنوی

اسی نامۂ مامور سے مدام — رہونگا زمانہ میں میں نیک نام
معنوں کیا شہ سے اس نامہ کو — کہ نقش اُسکا زریں کرے خامہ کو

نوٹ۔ شعر اوّل کے مصرع ثانی کے الفاظ موجودہ سے میں ہر ایک مطلب کے حاصل کرنے سے عاجز ہوں۔ یہ شعر صفحہ ۲۵۵ پر بھی آچکا ہے۔ اور قابل محشی نے اُس محل پر بھی اور یہاں بھی ناظرین کے سمجھانے کی کوشش کی مگر میں پھر بھی نہ سمجھ سکا۔ مجبوراً وہ مصرعہ یوں بنایا ہے

بمانم دریں نام آور دراز — مصرع اوّل میں دیر یاز کو بطور تفاؤل صفت نامۂ نامور قرار دیتا ہوں

Marfat.com

اور دریں بمعنی در دنیا۔ لہذا ترجمہ یہ ہوا۔ اس نامور نامہ دیر بقا کی وجہ سے اس دنیا میں مدت دراز تک میں مشہور رہونگا۔ (معنی محشی) بر اکبر نام او را تا مدت دراز گذاشتم ۱۲۔ اگر کوئی یا آسمان اپنی نیرنگی اور خود بینی سے میری اس غرض کو نہ پا سکے۔ اور یہ بافتۂ پاک (اکبر کا تجرد و تعلق یا اپنا مشہور ہونا) اس پر پوشیدہ رہے۔ تو اتنا تو ضرور سمجھ سکیگا اور اس قدر تو سرمایۂ بینش سرانجام پائیگا۔ کہ غرض ولی مصنف (ابوالفضل) اور وجہ ہمت خیر اندیش (ابوالفضل) عام انسانوں کی سعادت جوئی اور کل عالم کی دولت افزائی ہے اولاً اس کارنامۂ آگاہی سے تمیز نیک و بد کر سکے کہ بہتوں کے قدم جستجو اس کے میدان میں تھک گئے اور کوئی کام بن نہ آیا۔

صفحہ ۹۵ صفحہ ۳۱۳

اور بعد اس کے ان نتائج نیکوکاری و بدکاری کو کہ جن سے یہ کتاب پُر ہے معلوم کرے ایک یعنی بدکاری سے تو طریقہ گھر کی صفائی کا پہچانے اور دوسرے یعنی نیکوکاری سے اپنا خیمہ زندگی بنائے۔ اور خوبی زمانہ و خوشی میں سے جو پیش آئے اگر ویسی بہروزی کا پتہ گذشتہ لوگوں میں نہ آملے تو پھول نہ جائے۔ اور اگر کوئی غم دل کو لاحق ہو جس کی نظیر اسلاف میں نہ ملتی ہو تو اپنے آپ کو مغلوب اس غم کا نہ بنا دے۔ اور ہمیشہ نیرنگسازی زمانہ (خوشی و غم) میں فرش آگاہی پر بیٹھ کے (عقل سے کام لے کر) نیائش و نیازمندی خدائے یکتا کی طرف مائل ہو اور گذشتہ زور داروں کی عاجزی و لاچاری معلوم کر کے دست قدرت کی قوت کامل کا معترف ہو جائے میں گونگی زبان والا پریشان خاطر و سودائی کہاں۔ اور سامان بیان کلام و نکتہ پیرائی کہاں گمنامی طلبان دشمن ہستی کو باتیں بنانیوالوں۔ بکواس کرنے والوں پابند دنیا سے کیا نسبت اور اپنے سامان کے نرخ گھٹانیوالوں کو اینڈمال کے زینت دینے والوں سے کیا مناسبت۔ شعر

مجھی کو رغبت دل ہے شکست پر اپنی ۔۔۔ مگر ہیں گبر و مسلماں رواج کے خواہاں

عجائب کاری زمانہ کو کیا لکھوں۔ اور نیرنگسازی چرخ ناہنجار کو کیونکر بتاؤں۔ ابتدا شعور میں ہوائے ہستی سے تنگنائے غم میں بسر کرتا تھا۔ یعنی زندگی سے بیزار تھا۔ اور مزارات مقدسہ اور ایام مبارک میں موت کی دعا کیا کرتا تھا۔ ناگاہ تعلق دلی مجھ کو بجبر مکتب حکمت آموزی میں لے گیا۔ اور اس شورش دلی میں کہ انسان کو آوارگی کی طرف لے جاتی ہے۔ مجھ کو

Marfat.com

اطمینان قلبی حاصل ہوا۔ راستہ دانش رسمی یعنی علم متعارف کا کھولا۔ اور بہت سے مرتبے شناسائی کے دل کے سامنے ظاہر ہو گئے۔ رعونت عجیب نے چہرہ غرور کو برافروختہ کر دیا۔ رہنمائی سعادت سے مصنفات متقدمین سے یہ بات دل نشین ہوئی کہ انسان تین حالتوں سے خالی نہیں۔ **اوّل** کو بدذاتی اور نکوہش سے تعبیر کرتے ہیں اور وہ لوگوں کی مذمت اور غیبت کرنا اور ان کی عیوب ظاہر کرنا ہے۔ **دوسرے** سعادت پسیجی و نیک اندیشی کہ اس خصلت کے لوگوں کو آدھا مرد کہتے ہیں۔ کثرت علم و فراخی ادراک سے اہل عالم کو نیکی سے یاد کرتے ہیں **تیسرے** عالی ہمتی و علو مرتبت کہ اسی کا نام آدمیت کامل ہے۔ صاحب اس صفت کا اپنی بلند آزادگی سے لوگوں تک کو تو یاد نہیں کرتا پھر اُن کی نیکی اور بدی سے اسے کیا مطلب دوسرے کا تو اس کے دل میں خیال تک نہیں آتا۔ اور ہمیشہ اپنے میدان دل میں طبیعت پر سواری گانٹھتا ہے اور اپنے عیبوں کو معلوم کر کے اُن کا علاج کرتا رہتا ہے۔ پس اُس نکوئی حقیقی سے صفوتکدہ دل کو آراستہ کرتا رہتا ہے۔ کہ شاید اس وسیلہ سے بلندی آزادی پر جگہ پا جائے اور کامیاب دولت جاویدی ہو جائے۔

صفحہ ۹۶ صفحہ ۳۱۴

جب ان عقل کی باتوں سے یہ نقش نفس کا زیر کرنے والا اور پسندیدہ پڑھا تو کسی قدر اُس غفلت سے جاگا۔ اور جستجو کی طرف متوجہ ہوا۔ اور سب باتوں سے دست بردار ہو کر دشمنوں کی طرح اپنی ہی گھات میں بیٹھا۔ اور اپنے عیوب کی کتاب لکھنے پر آمادہ ہوا۔ جب کسی قدر اس راہ خطرناک کو طے کیا تو تہ بتہ پردے بصیرت کے سامنے لٹکا دئے۔ اور یہ حالت ہوئی کہ ایک قدم اُٹھانا ممکن نہ ہوا اور سوائے اُن چند بُرائیوں کے جو ابتداء حال میں اپنے لئے تجویز کیں باقی بالکل اپنے آپ کو معصوم مان لیا۔ مگر اس وجہ سے کہ اس نفس کی بوقلمونی پر کسی قدر اطلاع حاصل تھی۔ لہذا اس نفس کی گمراہی میں نہ پھنسا۔ لامحالہ واپس گیا۔ اور اُس پہلی منزل بدگوہری و ہیجا میں جو نابود ہو چکی تھی اُتر پڑا۔ اور دوسرے انسانوں کی عیب نویسی کو اپنے عیبوں کا آئینہ رونما بنایا۔ اور بہت سے اپنے خصائل مذمومہ پر آگاہی ہو گئی۔ اور اُس کشمکش کھینچا تانی روحانی و نفسانی و پریشانی ظاہر و باطنی میں گوشۂ عزلت سے نکل کے درگاہ ہمایوں اکبر میں پہنچا۔ اور خوش اقبالی کا ستارہ افق مراد پر چمکا۔ کثرت توجہ ایک عالم سے فتح فیروزی

Marfat.com

حاصل ہوئی۔ اور مراتب ظاہر و باطنی پر غلبہ پا گیا۔ خزانہ حقیقت کی خزانچی گری عطا کی گئی اور گفتگو کی کنجیوں کا امین بنا دیا گیا۔ جیسا کہ خاتمہ دفتر اول و دوم میں مجملاً لکھ چکا ہوں۔ جو کچھ دل میں تھا اُسے تحریر میں لایا۔ اور ایک نئی بحث نامہ لکھا۔ اور گفتار کے جسم میں جان پھونک دی اور بساط دقت تحصیل معاش میں کہ جس کا اجراء سلطان خرد کی نظر حقیقت جو میں پسندیدہ ہے دل کو سرگردانی رہتی تھی۔ جو کچھ پرانی کتابوں میں دیکھا تھا۔ وہ پریشانی کے بڑھنے کا باعث ہوا۔ صبح کے وقت بارگاہ الٰہی میں دعائے حصول نذر کرتا تھا۔ اور اس طلسم دشوار کشا یعنی تدبیر معاش کے ظہور کو چاہتا تھا۔ چونکہ بخت مددگار اور دل بیدار تھا۔ ستارہ اقبال نے اپنا نور ڈالا اور عجیب معمہ حل ہو گیا۔ اور ظاہر ہو گیا کہ رزق وابستہ عدل سلطانی اور خدمت گذاری بندگان شکر گذار پر ہے۔ چنانچہ تھوڑا سا اس بارہ میں ابتداء دفتر آخرین میں لکھ چکا ہوں اور عجیب تر یہ ہے کہ ہر چند ارادہ تجرد جو میرے خمیر میں ہے۔ ہر وقت جوش زن رہتا ہے پھر بھی خیال ترقی جاہ دنیا بڑھ رہا تھا۔ اور انصرام شائستگی غذا و سرمایہ قوت میں کہ ہر کام کی سعادت اُسی نذا کی طرف رجوع کرتی ہے۔ ہر طرح کے اسباب سے ہاتھ اُٹھا کر صرف کار سپہ گری میں کوشش کی۔ اور مثل وابستگان دامن آلودہ دنیا کہ ارادہ پاکی اُن کے دل میں کبھی آتا ہی نہیں۔ شب اور روز میں امتیاز نہ کر کے یعنی رات دن سعی کرتے منتظر نتیجہ تھا۔

صفحہ ۹۷ صفحہ ۳۱۵

چونکہ اس پیشہ کو سرمایہ حیات اور وسیلہ تحصیل کمال حقیقی سمجھا تھا۔ لہذا پورا ارادہ یہ تھا۔ کہ نور تدبیر کو تلوار کی چمک سے ملا کر چند ایسے کام کئے جائیں اور ایسی روشنی ظہور میں لائی جائے کہ تجربہ کاران بیکار تعجب میں رہ جائیں اور پرانی کتابوں کے پڑھنے والے حیرت میں پڑ جائیں تاکہ شکر گذاری اس پیشہ پسندیدہ عقل کی ہو جائے۔ اور لوازمات اس کام کے جسے میں نے اختیار کیا ہے پورے ہو جائیں۔ ہر دم یہ آرزو بڑھتی جاتی تھی۔ چونکہ محل اور موقع نہ تھا اس لئے زبان سے نہ نکال سکتا تھا۔ معبد و مدرسہ سے بارگاہ سلطنت میں آیا تو ملاہ پرستوں کے خیال میں جو چیز نہیں آسکتی تھی یعنی سپاہ گری، اُس کا خیال میرے دل میں تھا اور ان لوگوں کی ظاہری حالت سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر اس درکشودہ

Marfat.com

(آرزوئے سپہگری) کو دل سے نکالوں (بیان کروں) تو مذاق اڑائینگے اور طعن کرینگے چونکہ دل منور مالک ملک (اکبر) کا آئینہ حقائق اور جام جہاں نما ہے بغیر عرض حال اور گفتگوئے سفارش کے مجھ گوشہ نشین بے یار و مددگار کو تقرب بخشنے اور بزرگ بنانے میں اکبر نے توجہ کی۔ اور بلند مرتبگی کے ساتھ اعتبار خصوصیت کا عطا فرمایا۔ اور مرتبہ بلند سپاہ گری کا عنایت فرمایا۔ کچھ دنوں (مجمع علماء میں سب کا رشک بڑھانیوالا رہا۔ اور مدت دراز سے امرائے زمانہ مجالس حسد آراستہ کر رہے ہیں تعجبات میں سے یہ بات ہے کہ میں فکر آلات میں ہو کر تلاش شمشیر میں اور زمانہ ہاتھ میں قلم پرواز دے رہا ہے۔ (یا دست کار پرداز میں قلم دے رہا ہے) جو بندہ (ابوالفضل) سنان کی جلاد پردازی کی طرف مائل اور زمانہ تیزی نوک قلم کی طرف۔ یہاں تک کہ حکم مقدس اکبر گرامی حالات کے لکھنے کے لئے نافذ ہوا طرح طرح کی حیرانی میں غرق ہو گیا۔ چونکہ اس کام (تحریر) کی استعداد نہ تھی۔ اور دل کو سخن سرائی کی طرف رغبت بھی نہ تھی نزدیک تھا کہ اپنی عاجزی و عدم قابلیت کا اظہار کر کے رک جاؤں۔ اور اپنے آپ کو اس کار بزرگ سے الگ رکھوں۔ بدیں وجہ کہ غیب دانی ملک دنیا کی میرے دل نشین تھی اور اُن کی نوازش کے برابر میں مجھے کوئی پسندیدہ کام کرنا ضروری تھا۔ لہذا اس کی طاقت نہ ہوئی کہ اُن کے فرمان سے سرتابی کروں۔

پھر کچھ یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ بصیر درست کاری وسعی کثیر میری اور اشرف برادران فیضی (کی سخنوری اپنی نظر میں رکھتے ہیں۔ جو کچھ بڑی کوشش سے جمع کرونگا وہ سخن سنج گوہر آما اس کو مناسب طور سے منتظم کر دیگا۔ اور یہ کار بزرگ انجام پا جائیگا کبھی دل نفس گرفتہ کی اعانت سے منظر فیروزی باطنی ہوتا تھا۔ اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ فرمائش اکبر سخن سرائی کا جادو اور دانش افروزی کا طلسم ہے۔ ارادہ درست و ہمت بلند سے یہ مجموعہ (یا معشوق) شادی و غم (ابوالفضل) اس خدمت کی طرف متوجہ ہو جائے زیادہ تر اعتماد اس بات پر تھا کہ توفیق الٰہی سے حالات کے جمع کرنے میں ہمت صرف کرے۔ اور ارادہ اس پیکر قدسی (اکبر نامہ) کا سرانجام دے۔ بارگاہ خلافت کا مدح گو سلطنت مبارک کا ثنا گستر۔ اول سخنوران زمانہ پیشوائے نثاران منتظم کا شیخ ابوالفیض فیضی جو میرے بڑے بھائی ہیں اور مجھ پر فضیلت رکھتے ہیں نظر مہربانی میرے بمع کئے ہوئے پر فرمائینگے۔ اور اس سخن پناہ دست باقی (تحریر) کی کاٹ چھانٹ سے تانہ حسن اس میں پیدا ہو جائیگا۔

Marfat.com

صفحہ ۹۸ صفحہ ۳۱۶

ابھی دفتر اوّل کا آدھا بھی تیار نہیں ہوا تھا۔ کہ زمانہ نے یہ نیرنگی دکھائی کہ اُس آزاد خاطر حکیم فیضی نے سفر آخری اختیار کیا (مر گیا) دل کو عجیب اندوہ لاحق ہوا۔ اور جب بوجہ طلسم الطاف شاہی ارادۂ صحرانوردی سے شہر خدمتگذاری میں آیا تو اُنھوں نے نوازش ہائے گوناگوں سے میرے ناسور باطنی کا علاج کر دیا۔ اور تصنیف اکبر نامہ کے کار اہم میں بے حد اہتمام سے کام لیا۔ یہ بات ظاہر ہوئی کہ اکبر کا اس بارہ میں خیال کیا ہے اور نظر بلند اُن کی کیا بات چاہتی ہے اُسی خیال پر دل لگایا۔ بعنایت الٰہی راہ تصنیف پر چل کھڑا ہوا۔ درد عدم استعداد اور جان اندوہ گمین اور کثرت اشتغال دنیا کہ تو ایک طرف رکھو کہ جس کا علاج بڑی کامیابی دنیا سے بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور افراط حصول مرادات دنیوی بھی اُس ناسور کی دوا نہیں ہو سکتی ہے۔ مدّ جزر دریائے دل کا کیا علاج کیا جائے کہ اس حالت میں ارادۂ انسانی کوئی کام نہیں کر سکتا ہے اور اسے نہ ترک دنیا میں اور نہ اختیار دنیا میں کسی طرح روکا جا سکتا ہے۔ بڑا فرق ان دو حالت عجیب کا کیونکر کہوں اور شرح کیونکر ان دو اطوار نادرہ کار کی کس بوتے پر کہوں۔ اوّل مدّ دریا باری و فوارہ بخشی و تراش بارانی و ریزش شبنمی صفا خانہ دل سے پیدا کرتا ہے اور ہزار ہا نئی داستانیں گھڑ دیتا ہے۔ اور بہت سے عجیب آسمان بنا دیتا ہے اور صاحبدل کو بلندی حقیقت پر پہنچا دیتا ہے اور محفل مبارک دانا کی صدر نشین سے مخصوص کر دیتا ہے اور دوسرے (جزر) سے نشان سنگ سخت اور آثار خشتی اور آئین کلفتی اور ریزش نگ سیہ آسمان سرچشمہ عالم سے ہو کر چہرۂ عبرت و پند پذیری بھڑک اُٹھتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہکلاپن (عدم فصاحت) ناسزا گوئی۔ تفاخر بداس ہر ساعت نئے نئے طریقوں سے پیشگاہ ظہور میں آتی ہیں۔ اور میلان پستی و ہمصحبتی کمینگان اُس کے خصوصیات میں سے ہے اور باوجود اس تباہی جانی و سرگردانی و حیرانی کے پیچش بے یاوری و تنہائی ہر ساعت اگر جوش زن تھی معاً نگہبانی دست زمانہ بیچ کے تعلق موافقت کو کمتر وفا کرتا ہے اور ہمیشہ سلسلہ دوستی کو توڑا پھوڑا کرتا ہے مگر میری سلامت اور ڈھیل نہ دینا میرے زمانہ کا معین ہو گیا۔ دوستان بابری[1] دقدیم اور

[1] محشی بابری بمعنی قدیمی لکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بابری بمعنی حمال افتاں ہو۔ یعنی دوسروں کی مصیبت میں شریک ہونے والا۔

Marfat.com

آشنایان دیرینہ نے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ بار تعلق دنیا کاندھے پر اُٹھانا۔ اور راہ بلند پر دوڑنا اور خطرناک راستہ طے کرنا پڑا۔ اکیلا آدمی ایسی حالت دشوار میں کہاں آدھا راستہ طے کر سکتا ہے اور کب منزل کی طرف دوڑ سکتا ہے۔ باغ قدس (بہشت) میں چلا جانا (مر جانا) دو ایک مالکان دوستی (صاحب دوستی) کا جو اس قحط سال مردمی میں ہاتھ لگ گئے تھے تمام مصیبتوں پر فوقیت لے گیا تعجب اس بات کا ہے کہ باوجود اتنے ایک سائل وحشت اور تعلق ظاہری و باطنی ہاتھ اُس لکھنے سے نہیں اُٹھاتا تھا اور ارادہ میں سستی لاحق نہیں ہوتی تھی۔

صفحہ ۹۹ صفحہ ۱۷ ۔

اور ہر دم ہمت میں قوت بڑھتی جاتی تھی۔ اور یہ عجیب لڑائی درمیان وحشت و ارادہ بڑھتی جاتی تھی۔ اور ظاہر و باطن کی کھینچا تانی میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ نور حقیقت چمکا۔ اور گرہ بستہ کھل گئی۔ اور عالم کے مالک کے نفس پاک کی نادر نشانیاں دل نشین ہوئیں اور دل و چشم کو ایک عجیب نور نے گھیر لیا۔ اور تحریک حکمائے متقدمین نے اپنی واقعیت و حقیقت کو مجھ پر ظاہر کر دیا۔ اور اس ویران دل فنا جو پر رحم کیا۔ بیان حکماء سلف یہ ہے کہ:۔

قافلہ سالار ملک تقدس (انبیا) کو خاص اور عام دونوں پر غلبہ ہوتا ہے اور نزہتگاہ ظاہر و باطن اُس یکتائے عالم معرفت (نبی) کے پرتو عاطفت سے آبادی قبول کرتا ہے اور حاکم ظاہر (بادشاہ) کو کہ جس کو ہزارہا مخلوق میں سے پراگندگی عالم کے انتظام کے لئے انتخاب کرتے ہیں۔ اگرچہ تمام آدمی اُس کے دبدبہ فرمان کے تحت میں رہتے ہیں مگر ان کے ظاہر پر اس کی حکمرانی ہوتی ہے۔ اور بطون سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے اور دوسرے وحیدان عالم معرفت (اولیا و اصفیا) صرف باطن صاف پر تصرف کر سکتے ہیں جیسا کہ اطوار عام اولیا اور تمام اصفیا سے معلوم ہوتا ہے۔ اور علما و حکما جو دوکان دار دنیا ہیں۔ وہ صرف قلوب عامہ پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ اور ان کے کلام کی تاثیر صرف اس ویران پر کام کرتی ہے"۔

چونکہ ہمارے زمانہ کے تخت نشین (اکبر) کو حاکم عالم معنی بھی بنایا ہے لہذا ان کے نفس پاک نے مجھ نادرست زبان (غیر فصیح) بے یار و اعوان ہیچ مدان میں اس طرح کی تاثیر پیدا

Marfat.com

کی۔ اور نادانی کی پستی سے اُٹھا کر بلندی حقیقت پر پہنچا دیا۔ **مثنوی**

بعون نیک فالی وسعادت　　سخن گوئیں نے دی دولت سے رفعت
طلسم نگار آفریں باندھا قلم پر　　ہے نام شاہ کا سکہ درم پر

پہلے اعانت تائید آسمانی سے اس دولتِ جاوید طراز کے حالات جمع کرنے میں اہتمام کیا۔ اور بہت سے زیادہ کوشش عمل میں آئی۔ باوجودیکہ زیادہ تر اپنے زمانہ کے حالات لکھے گئے ہیں۔ اور بہت سے واقعات میں میں خود بھی شریک تھا۔ اور سلطنت کی پوشیدہ باتوں اور رموز پر پوری آگاہی حاصل تھی۔ پھر دوسرے امور کا کیا ذکر کیا جائے چونکہ وسوسہ سخن گریبان گیر دل تھا۔ لہذا اپنے حافظہ پر بھروسا نہ کر کے بزرگان سلطنت و سرداران والا شکوہ و دیگر خدا دیاں ہوشمند سے مختلف پوچھ گچھ کرتا رہا۔ اور تقریر ہائے انواع و اقسام پر اکتفا نہ کر کے اُس کے لکھ کر دینے کی بھی اُن سے خواہش کی۔ اور ہر واقعہ کے لئے بیس سے زیادہ سمجھدار اور محتاط آدمیوں سے تحریریں لے لیں۔ اور بڑے بڑے اختلاف جو سانحات کے دیکھنے والوں سے کان تک پہنچے بڑا تعجب ہوا۔ اور سخت دشواری پیش آئی ✦

صفحہ ۱۰۰ صفحہ ۱۰۱

کہ ابھی کچھ زمانہ نہیں گذرا ہے۔ اور واقعات و سانحات کے کارکن موجود ہیں اور جب معاملہ اکبر بتانے کے لئے تیار۔ اور میری چشم بصیرت کشادہ پھر بھی اسقدر اختلافات دیکھنے میں آرہے ہیں۔ برکت اقبال روز افزوں سے اُس کی درستی کے لئے ثبات و استقلال سے کام لیا۔ اُس کے سرانجام کے لئے دل کی طرف رجوع کی۔ وہ دشواری حل ہو گئی۔ اور حیرانی میں سکون پیدا ہوا۔ غور نظر اور تامل پسندیدہ سے جس بات پر سب کو متفق پایا اُسے لے لیا۔ اور خوش ہوا۔ جس جگہ بیان کرنے والوں میں اختلاف پایا تو کام کی بناء پایۂ ہوشمندی و صداقت و احتیاط پر رکھی۔ اور دل کو اس طریقہ سے کسی قدر اطمینان ہوا۔ اگر کسی واقعہ کے اختلاف میں دونوں جانب ثقات راوی تھے یا گونی سانحہ میرے علم کے خلاف میرے کان تک پہنچتا تھا۔ تو اُس کو اکبر کے سامنے بیان کر کے دل کو مطمئن کر لیتا تھا۔ برکت

Marfat.com

دولت روز افزوں و ہمت افزائی بادشاہ دانش اندوز۔ و بلند مرتبگی اخلاص طالب
(ابو الفضل) و باوری بخت بیدار سے اپنی خواہش پر کامیاب ہو گیا اور مقصود کی
بلندی پر چڑھ گیا۔ اور جب اس پشتہ دشوار گذار کو آرام کے ساتھ طے کر گیا تو ایک
بڑا دفتر تیار ہو گیا۔ چونکہ اس منزل خطرناک میں ترتیب واقعات میں زیادہ باریک بینی
سے کام نہیں لیا تھا۔ اور سال و ماہ میں ترتیب مناسب نہ تھی۔ لہذا از سر نو نغمہ
سخن سازیں لایا۔ اور پھر سے لکھنا شروع کیا۔ اور بہت تکلیف اٹھائی۔ خصوصاً
تاریخ جلوس اکبر میں بڑی کوشش کی گئی۔ چونکہ کارکناں ایجاد معین و مددگار تھے۔
یہ کام بھی آسانی سے ہو گیا۔ اور ایک دوسرا نسخہ تیار ہو گیا۔ اور جب مدد غیبی سے پیام
ترتیب نو کا گوش ہوش میں آیا اس اگلی گدڑی کو اتار کر اعلے خلعت ہمت کا تازہ بنا
ہوا پہنا دیا۔ اور تائید الٰہی سے یہ کا عجیب دشوار نما بھی ختم ہو گیا۔ اور طرح طرح کی
نشاط نے چہرۂ اقبال کو منور کر دیا۔ چونکہ دنیا آگاہ دلوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔
خصوصاً جبکہ موافقان نیک بخت پردہ خفا میں ہیں۔ اور ناشکرے معاملہ کے نہ جاننے
والوں کے ہنگامے۔ اور دل آرائش ظاہرین سے اس فرش مکار (دنیا) کے ادپاٹ ہر
دن کو موت کا دن سمجھتا تھا۔ اور سدا اس بات کے بو سفر آخرت میں کام آئے اور کسی کام
میں مشغول نہ ہوتا تھا۔ اس تباہ حالی میں سرعت کے ساتھ راہرو تھا۔ اور کارہائے
ضروری حسب دلخواہ منتظم نہ ہوتے تھے۔ جب بتقدیر الٰہی زندگی میں مہلت مل گئی۔
چوتھی مرتبہ پھر جانکاہ اصلاح اکبر نامہ میں اہتمام کیا گیا۔ اگرچہ آغاز میں اس مرتبہ بھی
اس امر کی تھی کہ تکرار نامومم کو دور کر دیا جائے۔ اور ربط و سلسلۂ کلام میں خوبی پیدا
کی جائے۔ لیکن اس خیال کے پورا کرتے تک اور باتیں بھی ذہن میں آئیں۔ ان کا لحاظ
کر کے اصلاح کی گئی +

صفحہ ۱۰۱ تا صفحہ ۳۱۹

اور چونکہ نوسفر اور غمزدہ اور بے یار و مددگار تھا۔ اس مرتبہ بہت غم لاحق ہوا کہ باوجود
اتنی جستجو اور احتیاط کے اتنی ایک لغزشیں ہو گئیں اور بہت سی غلطیاں دکھائی دیں۔
حال کیا ہو گا۔ اور کام کا کیا حشر ہو گا۔ پانچویں مرتبہ پھر دیکھ بھال شروع

Marfat.com

کی۔ اور ابتدا سے نظر ڈالی۔ اگرچہ ساری کوشش درستی مقاصد اور انتظام مطالب میں قابل شکریہ تھی۔ لیکن اس لئے کہ مصنفین بصیر نظم کو نمک نثر سمجھتے ہیں۔ اشعار مناسب کا لانا کہ جو اس ساز سخن سے ہم آہنگ ہوں نیز مقصود تھا۔ لہذا بہت سعی کی گئی اور بہت کچھ گھٹایا اور بڑھایا گیا۔

اُن کثیر اشغال سے قطع نظر کر کے حقیقت یہ ہے کہ آدمی زاد اپنے اور اپنے کلام (یا اولاد) کے عیوب دیکھنے میں چشم بند رکھتا ہے۔ چاہے کتنی کوشش کرے اپنے عیبوں کو ہنر کی قیمت میں لیتا ہے۔ میں جو اپنی دشمنی اور اہل عالم کی دوستی کا عادی ہوں اپنے عیوب کے دیکھنے کا سرمہ نہ بنا سکا۔ اور بینائی کے پربال کا علاج نہ سوچ سکا (میں بھی اپنے عیوب نہ دیکھ سکا) لیکن اس پانچ مرتبہ کی تکرار سے طرز جدید کی شہرت نے عالم کو گھیر لیا۔ کچھ برادران عصر نے میرے طرز تحریر کے تتبع میں اور بہتوں نے سرقہ کر کے ہنگامہ نشاط اپنے لئے درست کیا اور میری نظم و نثر کو پیروی یا سرقہ کے طور پر اپنے کلام میں لانا شروع کیا۔ مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ چھٹی مرتبہ پھر اپنے دل تشویش ناک کو خالی کرے اور طریقہ دور بینی و دشوار پسندی کو عمل میں لائے لیکن اکبر کے تقاضے سے اتنی مہلت نہ دی اور مجبوراً وہی پانچویں مرتبہ کا لکھا ہوا پیش کر دیا۔ اور زینت سعادت سرمدی حاصل کی۔ اشعار

اس سے پہلے کان سے کس کی ہوئے گوہر عیاں — اسقدر اقوال نادر بولی ہے کس کی زبان
اس کے ہر ہر حرف کی تہ میں ہے اک عالم نہاں — اسکے ہر نقطہ کی وسعت ہے جہاں اندر جہاں
ہر در اس کا زیور ہر دوسرا ہے بیگماں — گر نہ پہچانے کوئی اسکو تو ہے کس کا زیاں

اُمید کہ برکت نیت سے و سزاواری سے اُس کام کی کہ مد نظر دل شکر گذار تھی۔ آئین دلکش کے ساتھ انجام پائیگا۔ اور دل اندیشہ ناک کسی قدر اُس شورش سے رُک جائیگا۔ بارادۂ درست و ہمت نادر سال کی مدت میں آدم سے لیکر اکبر تک مجملاً تحقیق کے ساتھ لکھا گیا۔ اکبر کے پیدا ہونے کی ابتدا سے آج تک کہ بیالیسواں سال جلوس ہے اور ہجری ۱۰۰۶ھ ہے اس نونہال اقبال حسن (اکبر) کے پچپن سالہ حالات اختتام پا چکے۔ اور کسی قدر دل اُس بار گراں سے سبکدوش ہوا۔ مثنوی

جو نیت ٹھیک رکھے شاہ کشور — گیا سے جائے گل پیدا ہوں گوہر
کشادو تنگی افراد گیہاں — ہے بیشک منحصر بر رائے سلطان

Marfat.com

صفحہ ۱۰۲ صفحہ ۳۲۰

(اُمید کہ مالک ملک (اکبر) کے ایک سو بیس سال کے (تنہا دائم) سلامت کے چار دفتر ہوتے ہیں چار دفتر میں لکھ کر ختم ہوں گے۔ اور آگاہی چاہنے والے انصاف تمثل (گویا) کے لئے ایک ایک یادگار منتظم ہو گی) اور آئین مقدس شاہنشاہی (آئین اکبری) کو آخری دفتر میں نے تجویز کیا۔ اور ان پانچ دفتروں پر اختتام اکبر نامہ کا میں نے خیال کیا۔ مدد کار سازِ تحقیق (خدا) سے تین دفتر ختم ہو گئے۔ اور بہت سے اسرار علم بیان کئے گئے اور خزانے حقیقت کے پانچے اور پرکھے گئے۔ اشعار

دلِ دانا کا سنجیدہ ہے یہ زر — مناسب گنجِ شہ کے ہو نہ کیونکر
یہ ہے ممکن بوجہ دانش و داد — ضمیرِ شہ کبھی مجھ کو کرے یاد
عجب کیا یہ متاعِ محض اخلاص — قبول بندگی سے ہو اگر خاص
ترے در پر جگہ اس کو خدا دے — اور اپنا برگزیدہ بھی بنا دے
ملے اس کو مقامِ ارجمندی — تری نسبت سے یہ پائے بلندی
جو یہ مقبول خاص و عام ہو جائے — یہ بندہ بھی مبارک نام ہو جائے

اگر زمانہ نیرنگ ساز دولت۔ اور روزگار بے قلمون فرصت دے تو وہ باقی دو دفتر بھی بطرز دلکش انجام کو پہنچائے۔ اور نامۂ اعمال کو سعادت اندوز بنا دے۔ نہیں تو اگر توفیق دوسروں کی رہنما اور نصیب یاور ہو تو سال بسال عالات اس دولت ابد قرین کے ہمت عالی اور سعی کثیر اور فہم درست اور نیت بلند اور دل آزار سے لکھ کر خانۂ دین و دنیا کو آباد کریں۔ اور خانۂ باغ ظاہر و باطن کو سیراب کر دیں۔ اور اس ذرۂ صحرا حیرانی (ابوالفضل) کو یاد فرمائیں۔ اور اپنے اس سعادت نامہ سے مجھ پر احسان کریں (کہ میں نے اس کو شروع کیا۔ اور انہوں نے اتمام کو پہنچایا۔ کیونکہ سررشتہ دولت جاوید طراز کا بر روئے کار میں لایا ہوں اور طرز سخن سرائی میں نے بنایا ہے۔ اور اگر میرا لکھنا پسند نہ آئے چاہیں کہ اور بطرز نو یا زبان اہل زمانہ میں از سر نو سرمایہ سوانح دولت ابدی مہیا کریں تو پھر میرے اوپر کوئی احسان نہیں۔ فرد

آسایش کائنات عالم یا رب — ہو سایۂ چتر دولتِ اکبر میں

Marfat.com

اس نادر کتاب کے محرر کا یہ خیال تھا کہ اپنے آبائے کرام کے کچھ حالات بطور نمونہ۔ اور کچھ اپنے ذاتی اطوار کی نیرنگی کو لکھ کر ایک علیحدہ رسالہ تیار کردوں۔ اور اہل نظر دقیقہ رس لوگوں کے لئے سرمایۂ نصیحت بنادوں لیکن اشغال گوناگوں علی الخصوص اکبر نامہ کا ان تمام کاموں سے مانع آیا۔ اسی اثنا میں سروش غیبی اس طرح گویا ہوا کہ زمانہ فہرست دفتر الوار نادر کے لکھنے کی طاقت ساتھ ساتھ اکبر نامہ کے نہیں رکھتا ہے مناسب وقت یہ ہے کہ اسی اقبال نامہ میں کچھ حالات آباء اور اپنے اطوار لکھدے اور چند جگہ کچھ ان میں سے بیان کر کے نصائح پسندیدہ محرض تحریر میں لائے۔ اس مژدہ پاک کیوجہ سے کچھ اس میں سے لکھ کر دل کو خالی کیا۔

صفحہ ۱۰۳ سے صفحہ ۳۲۱

چونکہ نسب سرائی بحالت تہیدستی از ہنر بزرگوں کی ہڈیوں کی تجارت کرنا اور اسباب نادانی بازار میں لانا ہے اور بد دماغی سے دوسروں کے ہنر پر ناز کرنا اور اپنے عیوب کو نہ دیکھنا۔ لہذا میں نے نہ چاہا نسب کی نسبت کچھ بھی لکھوں اور افسانہ طرازی کروں۔ اس صحرائے شیطان آباد (دنیا) میں پابند سلسلہ نسب کیا کام بنا سکتا ہے اور نسب ظاہری کی آبیاری تفرج گاہ باطنی میں کس کام آتی ہے۔ **مثنوی**

پدر پر مثل نادان ناز مت کر — پدر کو چھوڑ کے بن جا ہنر ور
دھوئیں میں جب نہیں ضد کا پتا ہے — نتیجہ آگ کا وہ ہے تو کیا ہے

زمانہ کی بول چال میں نسب کی تعبیر تخمہ و نژاد و ذات وغیرہ سے کرتے ہیں۔ اور نسب کو بلند و پست سے وابستہ قرار دیتے ہیں۔ ہوشیار بصیر جانتا ہے کہ بلندی و پستی نسب اس بات کی طرف راجع کرتی ہے کہ کسی کے آبائے درمیانی میں سے کسی ایک نے زیادتی مال و جاہ دنیوی یا معرفت حقیقت (حکمت و فقر) میں غلبہ پایا ہے۔ اور نام یا لقب یا پیشہ یا مسکن سے شہرت حاصل کی ہے۔ ورنہ سب آدمی اگر انسان کو آدم صفی اللہ سے سمجھیں تو مؤرخین و نسابوں کی باتوں پر توجہ نہ کر کے کسی دوسرے احتمال یعنی عدم تسلسل نسب کا خیال دل میں آنے ہی نہ دیں۔ یہ امر بالکل واضح ہے کہ اس معاملہ نسب میں عدم ادراک کی وجہ سے دوسروں کو لغزش میں یہ مؤرخین ڈالتے ہیں۔ اور فضائل ذاتی کا اعتبار نہیں کرتے۔ پھر ایک بیدار دل سعادت گزین ان مؤرخین کے ان قصوں سے کیوں غفلت میں پڑے

Marfat.com

اور اُن پر بھروسا کر کے تلاش حقیقت (نسادی نسب) سے کیوں ہاتھ اُٹھائے۔ کنعان پسر نوح کو نوح کی خداشناسی سے کیا فائدہ۔ اور ابراہیم خلیل اللہ کو بت پرستی آذر سے کیا نقصان شعر

بندۂ عشق ہے تو چھوڑ نسب کو جامی کیونکہ اس رہ میں فلاں ابن فلاں کچھ بھی نہیں

لیکن سرنوشت آسمانی سے ظاہر پرستان پابند رسوم میں آپڑا۔ اور ایسے گروہ سے مل گیا جو نسب کو قابلیت ذاتی پر ترجیح دیتے ہیں۔ مجبوراً کچھ نسب کی نسبت لکھتا ہے۔ اور اس گروہ مرجح نسب کے لئے دسترخوان بچھاتا ہے۔ شمار آباء کرام ایک طویل قصہ ہے میں اپنے عزیز وقت کو خیر ضروری وقت کے عوض میں کیوں بیچ ڈالوں ٭

کچھ میرے باپ دادا لباس ولایت میں۔ اور ایک گروہ علمائے ظاہر اور ایک جماعت ہیئت امرا میں۔ اور بعض معاملہ گذاری (ملازمت) اور گوشہ نشینی میں بسر کرتے تھے۔ مدت دراز سے ملک یمن وطن ان عالی خاندان بیدار دل کا تھا۔ **شیخ موسیٰ** پانچویں دادا کو ابتدائے حال میں نفرت مخلوق سے پیدا ہوئی اور گھر بار چھوڑ کے سفر اختیار کیا اور برفاقت علم و عمل آبادی جہان کو پائے نصیحت سے طے کیا۔ نویں صدی میں قصبہ **بیل** میں کہ جو سیوستان کی سیرگاہوں میں سے ہے بتقدیر عزیز عزلت اختیار کی۔ اور تعلق دوستی طالبان خدا حقیقت جو سے صاحب خانہ بن گیا (شادی کر لی) ٭

صفحہ ۴۰۱۔ صفحہ ۳۲۲

اگرچہ صحرا سے شہر میں آیا (عزلت کو چھوڑا) لیکن تجرد چھوڑ کے تعلق اب بھی اختیار نہ کیا۔ اُسی فرش معرفت پر رہ کے اوقات عزیز کو اپنی اصلاح میں صرف کرتا تھا اور زندگی بمنظیر کو درستی نفس بوقلموں میں مصروف رکھتا تھا۔ اُس کے سعید بیٹے اور پوتے اُس کے طرز کے پیرو تھے۔ اور اسی رنگ میں خوش رہتے تھے۔ اور علم ظاہری و باطنی سیکھتے تھے ٭

دسویں صدی کی ابتدا میں شیخ خضر کو کچھ اولیائے ہند کے دیکھنے اور حجاز کے لئے دریا کا سفر کرنے اور اپنے قوم و قبیلہ سے ملنے کی آرزو نے سفر پر آمادہ کیا یا اپنے کچھ دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ بطرف ہند ناگور میں پہنچے۔ **یحییٰ بخاری آجی** ۔ جو جانشین مخدوم جہانیاں (جد مترجم) جہاں گشت کے تھے۔ اور ولایت باطنی سے نصیبہ

Marfat.com

کامل رکھتے تھے۔ اور شیخ عبدالرزاق قادری لنجاوی سے جو اولاد بزرگ پیشوائے اولیائے کرام شیخ عبدالقادر گیلانی سے ہیں اور شیخ یوسف سندھی سے جنہوں نے سیر ظاہر و باطن کی تھی بہت سے کمالات حقیقی حاصل کئے۔ اور طریق ہدایت و رہنمائی خلق میں بسر کرتے تھے۔ اور اہل عالم اُن کی سوغات مکاشفات سے ذخیرے حاصل کیا کرتے تھے۔ محبت و دلداری سے ان بزرگان واقف کار (فقرائے مذکور) کے۔ اور خاک دامنگیر منزل کہنہ (ناگور) سے وہ رہرو مسافرت (شیخ خضر ناگور میں رہ پڑا +

۶۱۵ھ میں شیخ مبارک (پدر ابوالفضل) سیرگاہ علم الٰہی سے وجود خارجی میں آئے۔ (پیدا ہوئے) اور چادر ہستی کاندھے پر ڈالی۔ قوت نفس اخذ کنندہ سے (لفظ دم گیرا کہیں نہ ملا۔ اور نہ میں ہی کچھ اچھے معنے پیدا کر سکا) چار ہی سال کی عمر میں ادراک روز افزوں نے چہرۂ سعادت روشن کر دیا۔ اور نو برس کی عمر میں بڑا سرمایہ علم حاصل کر لیا۔ اور چودہ برس کے سن میں علوم رائجہ پڑھ لئے۔ اور ہر علم کا متن یاد کر لیا۔ اگرچہ لطف خدا رہنما اُس بیدار بخت کا تھا۔ اور بہت سے بزرگوں کی گلی سے گداگری کرتے تھے۔ لیکن شیخ عطن کی خدمت میں زیادہ رہتے تھے۔ اور سوز درونی کو اُن کی تعلیم سے بڑھاتے رہتے تھے۔ شیخ عطن ترکی النسل تھے۔ ایک سو بیس برس جئے۔ زمانہ سکندر شاہ لودی میں ناگور کو اپنا وطن بنایا۔ اور خدمت شیخ سالار ناگوری میں مرتبہ بلند معرفت خدا حاصل کیا۔ اور شیخ عطن سے توران و ایران میں علم حاصل کیا تھا۔ المختصر شیخ خضر بطراف سندھ پلٹ گئے۔ پورا خیال یہ تھا کہ کچھ اقربا کو ناگور میں لے آئینگے۔ مگر اثنائے سفر میں اُن کو موت آگئی۔ اور اطراف ناگور میں سخت کال پڑا اور وبائے عام نے بھگدڑ ڈال دی۔ اور سوا میرے ماں باپ کے سب مر گئے میرے پدر عالی مقدار کے دل منور میں ہمیشہ ارادہ سیر عالم رہتا تھا۔ اور ہر زمین کے بزرگوں کی ملاقات اور فیض ایزدی کے کسب کا خیال جوش مارا کرتا تھا۔ لیکن وہ خاتون خاندان پاکدامنی زوجہ مبارک کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اور تمرد و خودرائی مبارک کے مزاج سعادت آمود نہ تھی۔ اس کشمکش دلی میں شیخ فیاضی بخاری (پاک کرے اُس کے راز کو) کی خدمت میں پہنچے اور جوش دلی ترقی پکڑ گیا +

صفحہ ۱۰۵ - صفحہ ۳۲۳

اُس پیر نورانی شیخ فیاضی کی نظر عنایت ابتدائے واقفیت میں اُس وحید بندہ خدا

Marfat.com

(مبارک) پر پڑی۔ اور روشن ضمیری و سعادت ابدی نصیب ہوئی۔ اُن سے مریدی اور روش معین کے اختیار کرنے کا سوال کیا کہ کس کا مرید ہونا چاہیئے اور کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ شیخ فیاضی نے جواب دیا کہ عنقریب ایک شخص کو بلندی ہدایت پر چڑھائینگے اور طالبان معرفت کی رہنمائی پر مقرر کرینگے اُن کا نام عبید اللہ اور لقب خواجہ احرار ہوگا۔ تمہیں اُس وقت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ ان کی روش کو اختیار کرنا۔ خواجہ احرار اُس زمانہ میں میدان جستجوئے معرفت کے آبلہ پا تھے۔ اور تلاش نوشدارو ئے حقیقت میں دوڑ دھوپ کرتے تھے۔ جب وقت کام کا آگیا تو مرتبہ بلند مریدی احرار پر مبارک نے سرفرازی پائی۔ اور تعلیم خواجوئی اُن سے لی۔ خواجہ احرار نے گمنام رہنے کو ان کے لئے خلوت و عزلت قرار دیا۔ اور لا موجود الا اللہ ان کا پیشہ مقرر کیا۔ خواجہ احرار کے ملفوظات میں جہاں کہیں لفظ درویش آیا ہے۔ اُس سے مراد وحید زمانہ میرے پدر مبارک ہیں۔ قریب چالیس سال کے خواجہ احرار کا ختا میں رہے۔ اور دشت و کوہ میں تنہائی کی زندگی بسر کی۔ ایک سو بیس سال کی عمر ہو گئی تھی مگر آثار سوز باطن و عشق خدا اُسی طرح ترقی پر تھے۔

ایک رات کو پدر بزرگوار اُس جنم بھوم (مولد ناگور) میں کچھ خواجیان سعادت پذیر سے حقیقت کی باتیں کر رہے تھے اور بہت سے دل افروز نکتے بیان کر رہے تھے۔ کہ یکایک ایک آواز آہ کی سنائی دی اور نور الٰہی چمکا۔ کتنا ہی سوچا کچھ پتہ نہ چلا۔ دوسرے دن بڑی تلاش اور جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بزرگ باطنی (خواجہ احرار) ایک کالال (کوزہ گر) کے گھر میں گوشہ نشین ہیں۔ اُن کے نور عقیدت سے کچھ دنوں اطمینان قلبی رہا۔ اور دل بیہودہ گرد نے رجوع کی۔ چار مہینے متواتر سعادت میں ترقی کرتے رہے۔ اور ان کی نظر کیمیا اثر ترقی پذیر سے چاشنی لیتے رہے۔ اس سے قریب سفر ملک تقدس پیش آیا۔ مرنے سے پہلے دل مبارک کو انوار حقائق سے لبریز کر دیا۔ اور طالبان حقیقت کی رہنمائی و ہدایت کا حکم دیا۔ اور بہت فرحت و اطمینان کے ساتھ مر گئے۔ اور اسی اثناء میں خلاصہ خاندان عفت و پاکدامنی نے دوالدہ ابوالفضل، جو میرے باپ مبارک کی پرورش (غور و پرداخت) کیا کرتی تھی۔ اہل دنیا سے منہ چھپا لیا (مر گئی)، اس حادثہ ضروری (موت) نے کھنڈت (خلل) ڈال دی۔ پدر بزرگوار نے بطور ترک تعلق سمندر کی طرف قدم ہمت اُٹھایا۔ پورا ارادہ یہ تھا کہ سمندر کی راہ سے ہر چہار سمت آبادی عالم کی سیر کی جائے۔ اور بہت سے لوگوں سے حصہ فیض لیا جائے۔ احمد آباد

Marfat.com

اور گجرات میں بڑے بڑے عالموں سے ملے۔ اور نئی معلومات حاصل کیں۔ اور ہر بڑے فن میں اعلیٰ سرٹیفکیٹ پائے اور مذاہب مالکی و شافعی و حنفی و حنبلی میں انواع تحقیقات اصولاً و فروعاً بہم پہنچائے۔ اور سعی فراوان سے مرتبۂ اجتہاد حاصل ہوگیا۔ اگرچہ بحسب پیروی وقت آبا و اجداد مذہب حنفی رکھتے تھے۔ مگر ہمیشہ اپنے افعال کو احوط سے آراستہ دیتے تھے اور جس فعل میں نفس کو دشواری لاحق اُسے اختیار کرتے تھے۔ اور سعادت فطرت اور خوش بختی سے علم ظاہر سے حقائق باطنی میں گذر ہوا۔ اور نزہتگاہ ظاہر سے ہادی ملک حقیقت ہوگئے ؛

صفحہ ۱۰۶ صفحہ ۳۲۴

بہت سی کتابیں تصوف و اشراق کی پڑھیں۔ اور کثیر کتابیں حکمت و معرفت۔ و علم مابعد الطبیعت و فلسفہ اولیٰ کی دیکھیں۔ خصوصاً حقائق شیخ ابن فارض و شیخ صدرالدین قونوی اور بہت سے علمائے ظاہر و باطن نے اُن پر نظر عاطفت ڈالی۔ اور کشایش بیحد حاصل ہوئی اور بوالعجب روشن ضمیری کی روشنی میں اضافہ ہوا۔ بڑی نعمت خدا میں سے یہ بات ہے کہ خطیب ابوالفضل گازرونی کی خدمت میں انہیں شرف اختصاص حاصل ہوا۔ انہوں نے قدردانی اور مردم شناسی سے انہیں اپنا بیٹا بنالیا۔ اور طرح طرح کے علوم کی تعلیم میں ہمت صرف کی۔ اور بہت سے مراتب تجرید محقق طوسی کے اور بہت سے رموز شفا و اشارات بوعلی سینا کے اور باریکیاں تذکرۂ علامہ قطب الدین و مجسطی بطلیموس کی بتائیں باغ حکمت میں نئی تازگی پیدا ہوگئی۔ اور چشمۂ بصیرت کے مرتبۂ روانی میں اضافہ ہوگیا۔ وہ مرد دانا جویائے حکمت (خطیب ابوالفضل گازرونی) صوبہ داران گجرات کی کوشش سے اس ملک میں آیا۔ اور باغ حکمت و علم میں ایک فروغ تازہ اپنے ساتھ لایا۔ اس نے بہت سے عالمان زمانہ سے تعلیم پائی تھی۔ لیکن علوم حقیقی عقلی میں شاگرد ملا جلال الدین دوانی مصنف اخلاق جلالی کے تھے۔ جناب محقق دوانی نے ابتدائی کتابیں پہلے اپنے باپ سے پڑھیں۔ اور بعد اُس کے شیراز میں درس مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال میں علم سیکھتے رہے۔ اور یہ دونوں بزرگ اشکبار و بقال بہترین شاگردان سید شریف جرجانی سے تھے۔ اور کسی قدر مکتب مولانا ہمام الدین گلباری میں کہ جن کا حاشیہ مفید طوالع پر ہے۔ آمد و رفت کی تھی۔ اور چراغ ادراک روشن کیا تھا۔ اور رہنمائی بخت سے نادر انکشافات

Marfat.com

اُن کو حاصل ہوئے تھے۔ اور حکمت کی کتابوں کے مغز تک پہنچے اور اُن کے مطالب کو فصاحت سے ادا کیا ہے چنانچہ اُن کے تصانیف اس بات پر دال ہیں اور اُن کی تعریف زبان حال سے کرتی ہیں نیز اُس شہر فیض (ناگور) میں پدر بزرگوار شیخ عمر ٹھٹوی۔ کے پاس جو اکابر اولیائے زمانہ سے تھے۔ لزوماً آنے جانے لگے۔ اور اُس گوہر شب افروز نے (مبارک) میں سرمایہ کامل خلوص کا پاکر خوبی نفس اور معرفت کو بطریقہ نجم الدین کبریٰ تعلیم کیا۔ اور بہت سے پرانے سلسلوں کے سجادہ نشینوں (مثل فرید عبداللہ شطاری و بایزید بسطامی و معین الدین حسین و شہاب الدین سہروردی) سے ملک فیض پذیر ہوئے۔ اور اُسی شہر مبارک (ناگور) میں شیخ اوحدی کی صحبت میں جو ہشیاران سرمست و مجذوبان آگاہ دل سے تھے پہنچے۔ اور ایک نیا سرمایہ عرفان کا جمع کر لیا اور وہ ہمیشہ غرق دریائے شہود رہتے تھے۔ اور کبھی آداب بندگی میں سے کوئی ادب چھوٹتے نہیں پاتا تھا۔ اُن کی صحبت بزرگ کی برکتوں سے اس بات کے متمنی ہوئے کہ نقوش علوم رسمی ان کے میدان ضمیر سے دور کر دیئے جائیں۔ اور رسوم و عادات سے دست بردار ہو کر محو جمال مطلق ہو جائیں۔ وہ (یوسف) جان لینے والے رموز صفوت کلام ربانی تاڑ گیا۔ اور اس ارادہ سے شیخ مبارک کو لکھا۔ اور زبان دربار سے فرمایا کہ سفر دریا کا راستہ بند ہے۔ لہٰذا دارالخلافہ آگرہ کی طرف قصد طلب اُٹھانا چاہئے۔ اور اگر وہاں کار برآری نہ ہو تو بطرف ایران و توران چلا جانا چاہئے۔ اور جہاں کہیں (کسی ولی کا) حکم ہو اور فرمان آپہنچے وہیں قیام کر لینا چاہئے۔ اور علم رسمی کو پردہ اپنی حالت باطنی کا بنانا چاہئے +

صفحہ ۱۰۷ صفحہ ۳۲۵

اسم حکم مبارک کی وجہ سے یکم ماہ اردی بہشت ۴۶۵ جلالی مطابق ششم محرم ۹۵۰ھ کو بارھ کے دن محل سعادت دارالخلافہ آگرہ (محفوظ رکھے اللہ اس کو ہر بدہ سے) وارد ارتقائی فرمایا۔ اُس آبادی دولت (آگرہ) میں شیخ علاء الدین مجذوب سے جو دلوں کی تختیوں میں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں سے واقف تھے اتفاق صحبت ہوا۔ انہوں نے اُس حالت جذب سے ہوشیار ہو کر فرمایا کہ حکم خدا اس طرح ہے کہ تم اس شہر اقبال میں قیام کرو۔ اور پھرنا چھوڑ دو۔ اور عمدہ خوشخبریاں دیں۔ اور دل مائل سفر کو اطمینان بخشا۔ کنارہ دریائے جمنا پر رفیع الدین صفوی الحسینی کے پڑوس میں نزول کیا۔ اور ایک قریشی خاندان میں جو زیور علم و عمل سے

Marfat.com

آراستہ تھا شادی کر لی۔ اور اُس میر محلہ سے شناسائی حد دوستی کو پہنچ گئی۔ اُس دانائے حقیقت میر رفیع الدین صفوی نے اس نونہال معرفت کے آنے کو غنیمت سمجھا۔ اور محبت خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ چونکہ وہ بہت مالدار تھے لہذا اُنہوں نے مبارک سے چاہا کہ یہ بھی اہل ثروت میں داخل ہو جائیں مگر ہدایت بخت و اعانت توفیق ایزدی سے قبول نہ کیا۔ اور آستان توکل صاحبان ہمت بے نیاز (فقرا) کو قبول کر کے مراقبہ باطنی و مباحثہ ظاہری (درس و تدریس) میں پائے سعادت گاڑے رہے (مستقل رہے) میر رفیع الدین سادات بزرگ حسنی الحسینی سے تھے کسی قدر حال اُن کے اجداد کا مصنفات شیخ سخاوی میں مرقوم ہے۔ اگرچہ ان کا وطن قریۂ انگ شیراز ہے۔ مگر مدت دراز سے سیر حجاز کر رہے ہیں۔ اور ہمیشہ کبھی آگرہ میں اور کبھی حجاز میں بسر کرتے ہیں۔ اور ہنگامۂ افادہ و استفادہ گرم رکھتے ہیں۔ اگرچہ اُنہوں نے علوم نقلی و عقلی اپنے اجداد پاک ذات سے سیکھے۔ لیکن شاگردی محقق دوانی نے اور ہی جلا پیدا کر دی۔ اور جزیرہ نمائے عرب میں طرح طرح کے علوم نقلی شیخ سخاوی مصری ساکن قاہرہ شاگرد ابن حجر عسقلانی سے سیکھے۔ اور جب ۹۵۴ھ میں مر گئے۔ تو والد بزرگوار گوشہ نشین ہو گئے۔ ہمیشہ صفائے باطن اور پاکیزگی ظاہر میں ہمت صرف کرتے رہے تھے اور خدائے کارساز کی طرف روئے نیاز لاتے تھے۔ اور مختلف علوم کے پڑھانے میں مشغول رہتے تھے۔ اور گفتگوئے منقولات بزرگان گذشتگان کو اپنے حال کا پردہ پوش بنا لیا تھا۔ اور سوال کی زبان اژدھا مانند کو کاٹ ڈالا تھا۔ مگر مریدان محتاط نیک بخت میں سے کوئی کچھ از روئے اخلاص لاتا تھا تو کچھ اس میں سے قبول کرتے اور بقدر حاجت و ضرورت لے لیتے۔ اسکے بعد اگر دوسرے مرید کچھ دینا چاہتے تو عذر کرتے اور دست ہمت کو اس سے آلودہ نہ کرتے۔

صفحہ ۱۰۸ صفحہ ۳۲۶

تھوڑی سی مدت میں ان کی بیٹھک ادائے علما اور جائے بازگشت خوردہ بزرگ ہو گئی۔ حسد کی لوگوں نے انجمنیں بنائیں۔ اور دوستی کی خلوتیں بعضوں نے آراستہ کیں۔ نہ حاسدوں سے غمگین ہوتے تھے۔ اور نہ دوستوں سے خوش۔ شیر خاں و سلیم خاں اور دوسرے بزرگوں نے یہ ارادہ کیا۔ کہ مصرف خیر سلطانی سے مبارک کچھ لے لیا کریں۔ اور کوئی جاگیر مناسب ان کو دلوائی جائے۔ چونکہ نظر عالی اور ہمت بلند تھی۔ انکار کر دیا۔ اس سے ان کی

Marfat.com

قدر و منزلت بڑھ گئی۔ چونکہ رہنمائی لبشر قضاء و قدر نے ان کی ذات میں مخمر کر دی تھی۔ اور درگاہ خدا سے فرمان ادائے صداقت و راست گوئی ملا تھا۔ اور حکم اولیائے زمانہ کا معین اور مہربانی دوستداروں کی روز افزوں تھی۔ اس لئے مجلس میں آنے والوں اور مصروفت کے جویاؤں سے ہمیشہ حق بات کہا کرتے تھے۔ اور لوگوں کی عادت خراب پر ملامت کیا کرتے تھے۔ دنیا داران خوبپسند رنجیدہ ہوتے تھے۔ اور خیالات نامعقول پیدا کرتے تھے۔ چونکہ ہنگامہ آرائی کا ارادہ دل میں نہ تھا۔ اور دوکان داری کے جھگڑے کا قصد دل میں آتا ہی نہ تھا۔ اس لئے نہ تو سچی بات کہہ دینے اور بداعمالوں کی ملامت میں کچھ کمی کرتے تھے۔ اور نہ جنگجویان متنفر کی استمالت کی طرف توجہ کرتے تھے۔ اگرچہ ہمیشہ اپنے اوقات عزیز کو گفتگوئے علمی میں صرف کرتے تھے مگر زمانہ حکومت شیر شاہ سلیم شاہ افغان میں دانش حقیقی (معرفت و حکمت) کی باتیں کمتر منہ سے نکالتے تھے۔ جب علم حکومت ہمایوں نے کمک شاہ ایران صفوی سے دوبارہ ہندوستان کو ایک نیا فروغ عطا کیا۔ اور کچھ ایرانی اور تورانی لوگ اس شناسائے رموز روحانی و جسمانی (مبارک) کے مکتب (صحبت) میں آئے۔ تو انجمن دانائی میں ایک اور ہی رونق پیدا ہو گئی۔ اور قحط تمیز کے پیاسوں کے پرنالے جاری ہو گئے۔ اور سالکان راہ تصور و حقیقت نے سیر گاہ میں جائے آرام پائی۔ ابھی ہنگامۂ طالبان علم ہدایت کی پورے طور سے رونق نہ ہونے پائی تھی۔ کہ نظر بد لگ گئی۔ اور ہیمو بقال نے دست غلبہ بڑھایا۔ زمانہ کے کچھ نیک لوگ گوشہ گمنامی میں چھپ رہے اور کچھ نے سفر ناکامی اختیار کیا۔ پدر بزرگوار نے قوت دلی سے اسی گوشۂ عزلت میں ثبات و استقلال سے کام لیا۔ تائید خدا سے ہیمو بقال نے تجربہ کاروں کو بھیجکر معذرت چاہی۔ اور سفارش سے اس خدا اندیش (مبارک) کے بہت سے تنگنائے غم سے نزہت گاہ شادی میں آئے +

پہلے سال میں بجلوس اکبر کے تخت خلافت پر (جیسا کہ کالادانہ دولت کے لئے بلائے ہیں اور اس سے نظر بد سے محفوظ رہنا سمجھتے ہیں) بڑا بھاری کال پڑا۔ لوگ بہت سے بھاگ گئے اور وہ معمورہ (آگرہ) ویران ہو گیا۔ اور سوا چند گھروں کے کوئی نشان باقی نہ رہا۔ اور وبائے عام (مرگامرگی) مزید برآں قحط۔ اور اس شورش عظیم نے اہل عالم کو بڑا صدمہ پہنچایا۔ اور اکثر حصہ ہندوستان میں مفلسی و وبا تھی +

Marfat.com

صفحہ ۱۰۹ صفحہ ۳۲۷

اُس پیر روشن ضمیر (مبارک) نے اُسی گوشۂ پاک میں پائے ہمت کو جمائے رکھا۔ اور کوئی گردِ سستی مبارک کے صفوتکدۂ باطن پر نہ بیٹھی۔ راقم اکبر نامہ (ابوالفضل) اس زمانہ میں پانچ سال کے تھے۔ اور نور ادراک ایسا ایوان بصیرت میں چمکتا تھا کہ اس کی شرح گفتگو کے سانچے میں نہیں سما سکتی۔ اور اگر سمائے بھی تو اہل زمانہ کی سماعت کی تنگ گلی میں کب داخل ہو سکتی ہے۔ یعنی اُسے لوگ کب مان سکتے ہیں۔ مجھے یہ واقعہ قحط دبا اچھی طرح یاد ہے۔ دوسرے دیکھنے والوں کی واقفیت میرے اس قول کی موید اور شاہد ہے (یا ایسے ہی قصے اراکین سنی بوعلی سینا وغیرہ کے میرے اس بیان کے موید ہیں) مصیبت زمانہ نے خاندانوں کو برباد کر دیا۔ اور بہت سے آدمی مر گئے جس گھر میں مبارک رہتے تھے اس میں مرد عورت چھوٹے اور بڑے سب ملا کے ستر لوگ رہا کرتے تھے۔ ان کی فراخی حال اور نشاط قلبی اہل زمانہ کی حیرت کو بڑھاتی تھی۔ کوئی کیمیا گر اور کوئی جادو گر خیال کرتا تھا۔ کبھی ایک سیر غلہ ہاتھ لگتا تھا اس کو مٹی کی ہنڈیا میں اُبالتے تھے۔ یہی جوش کیا ہوا پانی ان ستر آدمیوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اور عجیب تر یہ بات تھی کہ غم روزی اس گھر میں نہ تھا۔ اور سوائے خیال عبادت خدا کوئی بات دل میں نہ آتی تھی۔ اور سوائے جانچ پرتال نفسانی اور مطالعۂ کتب معرفت کے اور کوئی کام نہ تھا۔ یہاں تک کہ آفتاب رحمت الٰہی سب پر چمکا اور بڑی ارزانی چہرۂ شادمانی کو روشن کر دیا۔ ماہچۂ علم شاہی نے اپنا نور ڈالا اور جہاں کو معدلت روز افزوں سے روشنائی خاص عطا کی۔ بارگاہ خرد بڑھنے لگی۔ اور اسباب علم کی بڑی قیمت ہو گئی۔ فنون حکمت اقسام علوم سامنے آ گئے اور بیانہائے تازہ و سبز اور حق بینی و ادراکات پسندیدہ ظاہر ہو گئے۔ اور طرح طرح کے لوگ خزانۂ عقل سے فوائد بے عد حاصل کرنے لگے۔ اور خلوت کدہ اس نورانی فطرت مبارک کا مجمع عاقلان ہفت کشور بن گیا۔ اور بات کو رفعت حاصل ہوئی۔ حسد جو دلوں میں بجھ چکے تھے پھر بھڑک اُٹھے اور بد ذاتوں کی کوتاہ نظری ترقی پذیر ہوئی۔ مبارک اپنی روش قدیمی پر مستحدرہ کر طریقہ ظاہر داران دنیا اختیار نہیں کرتے تھے۔ اور دروازہ قناعت پر بیٹھ کر حاجت کے راستہ پر نہیں چلتے تھے اور مردم تنگ دست و کوتاہ نظر بیقرار ہو کر تہمت لگاتے تھے۔ زیادہ تر مہدیہ فرقہ سے ان کو منسوب کرتے تھے۔ اور اوٹ پٹانگ باتوں سے قصے گھڑ لیتے تھے۔ اور بھولے بھالے اہل زمانہ

Marfat.com

کو اُبھارتے تھے۔ اور اپنی بدخیالی سے دل آزاری میں سعی کرتے تھے۔ سارا وسیلہ ان کی بدارادگی کا واقعہ شیخ علائی کا تھا۔ ایک جماعت ہندوستان میں رہتی ہے۔ جو میر سید محمد جونپوری کو مہدی موعود بنتے ہیں اور اس عقیدہ میں مبالغہ کرتے ہیں۔ باوجود علم و عمل و تہذیب اخلاق بہت سے روایات قطعی کو بھول کر اپنے اس عقیدہ پر غور نہیں کرتے۔ زمانہ سلیم شاہ میں شیخ علائی نام ایک جوان باوجود عالم ظاہر و باطن ہونے کے اس محل ہلاکت میں پڑ گیا (یہ مذہب اختیار کیا) ؎

صفحہ ۱۱۰ صفحہ ۳۲۸

اس مقر سعادت (مسکن مبارک) میں پہلے بوجہ گوشہ نشینی و ترک تعلق مبارک سے ملنے آئے۔ فتنہ پردازاں حیلہ جو کی زبان بیہودہ گوئی میں کھل گئی۔ اور باتیں بنانے کا موقع ہاتھ لگا علمائے عصر جو نادان مظہر دانائی و زہر گیائے (زہریلی گھاس) نوش (امرت تریاق) سمجھا ہیں علائی کے کینہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُس کے قتل کے لئے بڑا ہلڑ مچایا۔ اور فتوے لئے۔ مبارک نے مفتیوں سے موافقت نہ کی۔ اور عقل اور شریعت دونوں کو معین مفتیاں نہ پایا۔ اکبر کے سامنے اس جھگڑے کو پہنچایا۔ اور اپنی بدخیالی اور خبث باطنی سے قتل علائی میں بڑی کوششیں کیں۔ اور مسند آرائی حکومت اکبر نے علمائے عصر کو جمع کیا۔ اور فتوائے شرعی کی جستجو میں سعی کی۔ میرے باپ کو بھی اُس انجمن میں بلایا۔ اور جب ان سے فتوے لیا۔ تو برخلاف جاہ طلب باتیں بنانے والوں کے جواب دیا۔ اُس دن سے کینہ پر آمادہ ہو کے پیروی دین مہدویہ کا الزام لگایا۔ اور اس بات میں کہ وجود مہدی کی حدیث خبر احاد میں سے ہے۔ اتنی کوشش کی کہ علائی بیچارا مارا گیا۔ اور کچھ بدذاتوں نے شیخ مبارک کو مذہب شیعہ کا دل سے معتقد قرار دے کر راہ ملامت پر چلنا شروع کیا اور نہ سمجھ سکے کہ علم اور چیز ہے اور اعتقاد اور۔ یعنی شیخ مبارک واقف مذہب شیعہ تھے۔ مگر شیعہ نہ تھے۔ دوسری خاص بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں سادات عراق میں سے ایک شخص جو وحید عصر تھے۔ اور علم کو عمل سے ملا دیا تھا اور ان کا قول و فعل یکساں تھا۔ دامن آلود تہمت بنایا۔ توجہ اکبر سے اس پر قابو نہ پا سکے۔ ایک دن محفل ہمایوں میں عرض کی کہ سید عراقی کی امامت جائز نہیں کیونکہ جس کسی کی گواہی نامقبول ہو وہ پیش نمازی کا سزاوار کیسے ہو سکتا ہے۔ اور چند روائتیں حنفی مذہب کی پرانی

Marfat.com

کتابوں سے نکال کر بطور استشہاد پیش کیں۔ کہ اشراف عراق کی گواہی نہیں سُنی جاسکتی۔ میر ان باتوں سے بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔ چونکہ مبارک میں اور ان میں بھائی چارہ تھا میر نے حقیقت حال کو مبارک سے بیان کیا مبارک نے بہت سی ہوش افزا باتیں بنا کر اُن کی تسلی کر دی۔ اور ان دشمنوں کی باتوں پر دلیر تر کر دیا۔ اور جواب اس نقل کا اس طرح زبان گوہر بار پر آیا کہ یہ لوگ معنی اُس روایت کے نہیں سمجھے۔ جو کچھ کتب حنفیہ میں اس بارہ میں نقل کیا گیا ہے اس سے مراد عراق عرب ہے۔ نہ عراق عجم۔ اور بہت سی جگہ اس کی تصریح کی گئی ہے اور پھر بھی تمیز نہ کر سکے درمیان اشرف اشراف و اشراف۔ کیونکہ مراتب سزا میں پابندان شریعت کی چار قسمیں کی ہیں۔ **اوّل** اشرف اشراف یعنی حکما و علما و سادات و پرہیزگاران۔ **دوسرے اشراف** اور اس سے مقصود امرا و کاشتکار اور مثل ان کے ہے **تیسرے درمیانی** ان کو پیشہ ور اور بازاری لوگوں میں منحصر کیا ہے۔ **چوتھے ادنیٰ لوگ** جو ان تینوں کے مرتبہ کو نہیں پہنچتے ہیں مثل پاجیوں اور آوارہ گردوں کے اور ہر ایک کے لئے سزا جداگانہ مقرر کی ہے۔ تاکہ وقت بھلائی ان سے کیا سلوک کیا جاوے۔ اور بدلہ ہر ایک کی بداعمالی (جرم) کا کیا دیا جائے۔

صفحہ ۱۱۱ - صفحہ ۳۲۹

بیشک اگر ہر بد کرنے والے کو یکساں سزا دی جائے۔ تو یہ شاہراہ انصاف سے ہٹ جانا ہوگا۔ ابوالفضل ایسے آدمی سے ایسی تصدیق بہت عجیب ہے مگر انسان کتنا ہی آزاد خیال کیوں نہ ہو۔ پھر بھی دین آبائی حجاب بصیرت ہو ہی جاتا ہے) میر عراقی اس اطلاع سے پھول گئے اور بہت خوش ہوئے۔ اپنی بے گناہی اور ان بدذاتوں کی جہالت کی نسبت شیخ مبارک کی وہ تحریر نظر مبارک ہمایوں کے سامنے گذاری اور یہ بیشہ بیہودہ گو تعجیرانی میں پھنس گئے۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ یہ تحریر کہاں سے لی گئی ہے۔ تو حسد کا شتابہ تیار کیا (آتش حسد بھڑکائی) اس طرح کی اعانت کئی مرتبہ کھلم کھلا وقوع میں آئی۔ اور جاہلوں کے شورش کا وسیلہ ہوئی۔ یہ عجیب بات ہے۔ باوجودیکہ طبقات انام اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں کوئی بات جھوٹی نہ ہو۔ اور نہ کوئی ایسا ہی مذہب ہے کہ پورے کا پورا باطل ہو۔ اس بات سے تمسک کر کے اگر کوئی دانائے علم کسی مسئلہ میں اپنے مذہب کے خلاف کسی بات کی تحسین و تعریف کرے۔ تو اُس کے راز کو نہیں پاتے اور کینہ پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بعد طول کلام (المختصر)

Marfat.com

اس ملامت کی وجہ سے پھر مبارک پر شیعہ ہونے کا الزام لگایا۔ لیکن مدد خدا سے ہمیشہ بدگو کے چہرہ پر گرد شرمساری بیٹھا کرتی تھی۔ اور خجالت زدہ ہو کر پائمال غم ہوتے تھے۔ اور اپنی بدذاتی اور اندھے پن سے پھر بھی عبرت نہیں لیتے تھے اور اُسی بدخیالی پر حیلہ جوئی کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نیرنگی زمانہ اور عجائب کاری روزگار نقش عجیب سامنے لایا۔ اور عظیم افتراق نے چہرہ عبرت کو روشن کر دیا +

(چودھویں سال جلوس مطابق ۹۷۷ھ میں پدر بزرگوار گوشہ نشینی سے نکلے اور عجیب عجیب باتیں پیش آئیں۔ کچھ ان میں کی بیان کرتا ہوں۔ اور ایک نصیحت نامہ کہتا ہوں اگرچہ ہمیشہ حسد کی بھڑوں کا چھتّہ شورش میں رہا کرتا تھا۔ اور دشمنی کے بل کا سانپ جوش میں۔ اور دوستی کا شب چراغ بے نور۔ اور نیکان زمانہ بدی پر آمادہ اور دروازہ مغایرت کا کھولے ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے اس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس وقت جب کہ پایۂ علم بہت بلند ہو چکا تھا۔ اور بزرگانِ زمانہ شاگرد ہو چکے تھے۔ اور ہنگامۂ مردم گرم تھا اور پدر بزرگوار اپنی روش کے موافق دوسروں کے عادات مذمومہ کو بتایا کرتے تھے اور دوستوں اور نیک خواہوں کو ان سے روکتے تھے۔ تو علمائے زمانہ اور مشائخ روزگار جو ذات مبارک کو اپنے عیوب کا آئینہ جانتے تھے۔ بداندیشی اور اسکی چارہ سازی پر آمادہ ہوئے۔ اور اپنے آپ کو بڑے بے سروپا اور بدخیالات کا بیمار پایا۔ اور اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر ان عیوب میں سے تھوڑے سے بھی دل نشین شہنشاہ ہمایوں عادل ہو جائیں تو ہمارے پرانے اعتبار کی نیا عزت رہ جائیگی۔ اور انجام کار کس بُرے حال پر قرار پائیگا۔ لہذا پائمال غم و اندوہ ہو کر دشمنی کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تہمت و الزام کے راستہ میں لمبے لمبے قدم اُٹھائے۔ اور مکاری و حیلہ گری سے بہت سے مقربین آستانہ مبارک کو رو رو کے باتیں سُنا کر بہکا دیا۔ (منحرف کر دیا) اور عداوت بدذاتی کو دینی حمایت میں ظاہر کر کے انہیں برانگیختہ کر دیا (اُبھارا) +

صفحہ ۱۱۲ صفحہ ۳۳۰

اگرچہ مدت دراز سے طرز ناپسندیدہ بھی تھا۔ لیکن ہر زمانہ میں مدد خدا سے سچ بات کہنے والے نیک بخت ان بدذاتوں کے جوش بازار کو تتر بتر کر دیتے تھے۔ اور اس وقت

Marfat.com

ہیں وہ گروہ صادقان درستی دور چلا گیا تھا۔ سردار علمائے دربار ہمایونی دشمنی پر تُل بیٹھے اور بدفطرتاں بے شرم شیطان حرامزادوں کو موقع مل گیا۔ مبارک ایک خدا پرست دوست کے گھر تشریف لے گئے تھے اور ہمراہی کی سعادت مجھے حاصل تھی۔ وہ رعونت دکھلانیوالا غرور کا بڑھانے والا (مخدوم الملک) اس محفل میں آیا۔ اور باتیں بگھارنے لگا میرے دماغ میں نشۂ علم وشباب سمایا ہوا تھا۔ مدرسہ سے نکل کے دنیا کے جھنجھٹوں میں نہیں پڑا تھا۔ اس کی بکواس پہ مجھ سے رہا نہ گیا یہ نوبت مباحثہ کی ہوئی کہ آخر اسے شرمندہ ہو کر اٹھنا پڑا۔ دیکھنے والے حیرت میں گڑ گئے۔ اسی دن سے احمقانہ انتقام کی ٹھان لی اور اس دابوس جماعت مخالف کو خوب اُبھارا۔ پدر بزرگوار ان کی چالوں سے مطمئن الخاطر بیخبر اور میں نشۂ علم میں چور (غافل) ؛

پہلے ان دنیا پرست بیدینوں نے چالاک، دھوکے بازوں کے طریقہ پر (بگمان فاسد خود) ادائے فرض اعانت دین پر مستعد ہو کر انجمنیں بنائیں۔ اور حریصوں کے دلوں پر چھاپا مار کر کے بندوں کو گوشۂ عدم میں پہنچا دیا۔ جب بادشاہ نیک خیال اور نیک نیت حسن ظن رکھنے والا ہو۔ اور معاملات مذہب وعلم وانصاف اس جماعت کے سپرد کر دے جو بظاہر نیک معلوم ہوتے ہیں۔ اور خود بادشاہ عدم توجہ کی عبا اوڑھ لے۔ اور حق بات کہنے والے صداقت پیشہ کی بازار مدھم ہو۔ اور بدنفسان عالم کجرو۔ اور ارکین سلطنت ان گروہ مکار کے مددگار اور تعصب کی رونق بازار تو پھر لازمی نتیجہ اس کا یہ ہوگا۔ کہ خاندان کے خاندان تباہ ہو جائیں۔ اور عزتیں برباد ہو جائیں۔ ایسے وقت میں بدذاتاں بدافعال جو نیک نامی کے ساتھ مشہور تھے۔ مانند اس عورت کے کہ اس کا کنواری ہونا ظاہر کریں۔ مگر وہ فاحشہ نکلے۔ اور دنیا داران بے شرم کو غلبہ تھا۔ اور تنگ نظران کور باطن متفق تھے۔ اور دوستداران محب دُور پڑے ہوئے تھے۔ اور سچی بات کہنے والے گوشہ نشین تھے۔ اور بے دینوں[1] کا ہنگامہ کشمکش آمادہ۔ نقصان پہنچانے پر۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ اور دل آزادی کے عہد کو از سر نو تازہ کیا۔ مکر وحیلہ کے اندھے کنوئیں کے ہاروت اور مکاران منافق میں سے ایک شخص کو کہ مکاری سے پدر بزرگوار کے مکتب میں نیک سمجھا گیا تھا۔ اور اس جماعت کا زبان کے ساتھ موافقت اور میل جول رکھتا تھا۔ ڈھونڈ نکالا اور خدا کی ناراضی والا مکر اور

[1] اور بیدینان آمادۂ نقصان کا ہنگامہ کشمکش تھا ۱۲ ؛

Marfat.com

ہوش اُڑانے والا جھوٹا قصہ اسے پڑھا کر آدھی رات کو بھیجا۔

صفحہ ۱۱۳ - صفحہ ۳۳۱

وہ شعبدہ باز مکار اس اندھیری رات میں کانپتے ہوئے دل۔ روتی ہوئی آنکھ۔ اڑے ہوئے رنگ اور تھتھائے ہوئے منہ کے ساتھ تنہائی میں فیضی کے پاس آیا۔ اور مکاری کی باتوں سے اُس بھولے بھالے کو بیچین کر دیا۔ اور اس دغا و فریب کے نہ جاننے والے کو بہکا دیا۔ خلاصۂ کلام اس مکار کا یہ تھا۔ کہ بڑے بڑے لوگ مدت سے دشمنی رکھتے ہیں اور کھوٹے ناشکرے جنگجوئی پر آمادہ ہیں۔ فی الحال موقع پاکر اکٹھا ہوئے ہیں۔ بہت سے عمامے والوں کو گواہ اور کچھ کو مدعی بنایا ہے۔ اور بہتانوں کے ثابت کرنے کے لئے خوب خوب بہانے تراشے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ان مولویوں کا بارگاہِ مقدس سلطانی میں کیسا اعتبار ہے۔ اور اپنی گرم بازاری کے لئے کیسے کیسے سرافروز لوگوں کو نکلوا دیا۔ دیا قتل کرا دیا) اور کیسے بڑے بڑے ظلم کئے۔ میرا ایک محرم راز دوست ان کے مشوروں میں شریک ہے۔ اس آدھی رات کو ان امور سے اس نے مجھے اطلاع دی۔ اور میں نے بے چین ہو کر تم سے آکے بیان کیا کہیں ایسا نہ ہو کہ دن ہو جائے اور کار از دست رفتہ ہو جائے۔ اب رائے یہ ہے کہ اسی وقت شیخ مبارک کو کسی گوشہ میں اس طرح لے جاؤ کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ اور کچھ دنوں کے لئے الگ ہو جاؤ تاکہ دوست اکٹھا ہو جائیں۔ اور حقیقت حال کو ہمایوں سے عرض کر سکیں۔ فیضی کو اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اور بڑی بے چینی کے ساتھ مبارک کی خلوت گاہ میں گئے اور ماجرا ان سے بیان کیا۔ مبارک نے کہا۔ دشمن ہر چند غالب ہوں۔ خدا عالم اور بادشاہ عادل واقف راز۔ اور علمائے ہفت اقلیم موجود۔ اگر کچھ بے دین اور بد دیانت لوگوں کو بدمستی حسد نے بے چین کر دیا ہو تو حق گوئی بھی تو قائم ہے۔ اور پوچھ گچھ در یافت حال کا دروازہ بند نہیں ہے۔ اور اگر تقدیر الٰہی میں ہمارا آزار نہیں لکھا ہے تو پھر سب بھی اکٹھا ہو جائیں جب بھی ہمیں کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اور اپنی بدکاری پر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور کوئی گزند ہم کو نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر مرضی خدا یہی ہے تو ہم بھی خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ جان دینے پر تیار ہیں۔ اور دنیا سے ہاتھ اُٹھا لیں گے۔ چونکہ فیضی کی عقل گم ہو چکی تھی (اس خبر وحشت اثر سے) اور غم بڑھا ہوا تھا۔ مبارک کی سچی

Marfat.com

بات کو افسانہ۔ اور مسرت انگیزی کو ماتم سرائی سمجھ کر ہاتھ ہتھیار کی طرف بڑھایا۔ کہ اب رنگ بے ڈھب ہے اور سوفیت کی باتیں اور چیزیں ہیں۔ اگر آپ نہیں چلتے ہیں۔ تو مَیں ابھی ابھی اپنے آپ کو ہلاک کئے دیتا ہوں۔ آیندہ آپ جانئے۔ مختصر یہ ہے کہ میں اس روز مصیبت کو نہیں دیکھ سکتا ہوں۔ تعلق پدری اور باپ کی محبّت سے فیضی کی بات مان لی حکم سے اُس پیر نورانی مبارک کے مَیں بھی جاگا۔ مجبوراً اُس اندھیری رات میں یہ تین آدمی پیدل نکل کھڑے ہوئے۔ نہ کوئی رہبر مددگار تھا اور نہ چلنے کی پاؤں میں طاقت تھی۔ والد بزرگوار نظارگی تماشائے تیرنگی تقدیر ہو کر بالکل چپ تھے۔ مجھ میں اور فیضی میں کہ اُس زمانہ میں کاروبار سلطنت اور دنیا کے جھگڑوں میں اپنے سے زیادہ کسی کو نادان نہیں سمجھتے تھے گفتگو ہوئی اور پناہ کی جگہ کے بارہ میں باتیں ہوئیں جس کو وہ بتاتے تھے مَیں اعتراض کرتا تھا اور جس کو میں بتاتا تھا وہ انکار کرتے تھے۔

صفحہ ۱۱۳ - صفحہ ۳۳۲

دشمنوں نے بڑھایا دست کیں — دوست اک مہرباں نہیں پاتا
آدمی تو بہت ہیں۔ پر انسان — درمیان جہان نہیں، پاتا
دشمنوں سے ملوں کہ یاروں میں — کوئی غمخوار جان نہیں پاتا

ناچار ہزار دوڑ دھوپ کے ساتھ ایک آدمی کے گھر میں جس کا صاحب حقیقت ہونا فیضی کو متیقّن تھا۔ اور مجھے جو ابھی صبح وجود کا نہار۔ اور بازار ترکیب عنصری کا ناقص ناتمام (یعنی بچہ تھا) اُس کے حقیقت منشی کا گمان بھی نہ تھا داخل ہوئے۔ وہ ان بزرگان آسودہ روزگار (پریشان حال) کو دیکھ کر بیتاب و نواں اور اپنے نکلنے پر پشیمان ہوا۔ شرما حضوری جگہ رہنے کو بتائی۔ جب اُس ویران مکان میں گئے تو اُس گھر کو اُس شخص مذکور کے دل سے بھی زیادہ پریشان پایا۔ عجیب حالت پیش آئی۔ اور طرفہ غم نے گھیر لیا۔ بڑے بھائی مجھ سے اُلجھنے لگے (جھنجھلانے لگے) کہ باوجود زیادہ ملاقات کے مجھ سے غلطی ہوئی۔ اور تم باوجود اُس سے میل جول ہونے کے ٹھیک خیال کرتے تھے۔ اب تدبیر کار کیا ہے۔ اور راہ فکر کون ہے اور ہم کو کہاں اطمینان کے ساتھ دم لینا چاہیئے۔ مَیں نے جواب دیا کہ ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ ہم کو اپنے گھر پلٹ جانا چاہیئے۔ اور مجھے اپنا وکیل بنانا چاہیئے۔ ممکن ہے مَیں اُن کا

Marfat.com

بھانڈا کھول سکوں۔ اور کارلائینحل حل ہو جائے۔ باپ نے تعریف کی اور یہ بات اُنہیں بہت پسند آئی۔ اور فیضی نے ویسے ہی انکار کیا۔ اور کہا کہ اس واقعہ کی تمہیں خبر نہیں اور مکاری اور فسون سازی سے ان آدمیوں کی تم واقف نہیں۔ ذکر مکان کو چھوڑ دو۔ اور چلنے کی باتیں کرو۔ باوجودیکہ بادیہ تجربہ کو میں نے طے نہیں کیا تھا۔ اور لوگوں سے نفع و نقصان میں نے نہیں اُٹھایا تھا۔ خدا نے ایک شخص کا خیال دل میں ڈال دیا۔ میں نے عرض کیا میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اگر کوئی مصیبت نہ آپڑے تو فلاں شخص ضرور امداد کرے گا۔ ہاں اگر کوئی سخت موقع آپڑا تو پھر رفاقت کرنا اُس کا دشوار ہے۔ چونکہ وقت بہت تنگ تھا اور دل بھی پریشان تھا۔ اُسی کی طرف قدم اُٹھا دیئے۔ پاؤں میں چھالے تھے اور پیٹ والی کیچڑ میں چلنا پڑا۔ عجائبات عالم سے عبرت لے رہے تھے۔ توکل کا مضبوط دستہ ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔ مایوسی کی راہ سامنے تھی۔ ایک عالم کو اپنا دشمن اور متلاشی سمجھے ہوئے تھے۔ بڑی دشواری سے پاؤں اُٹھتے تھے۔ اور سانس سخت جانی سے آتی تھی۔ عجیب پریشانی تھی۔ اور روزِ قیامت نزدیک تھا۔ اور بدذاتوں کا خیال پیشِ نظر۔ نور کے تڑکے کے وقت اُس کے دروازہ پر پہنچے۔ ہمارے آنے کی اطلاع پر گرمجوشی سے ملا۔ مناسب مقام تنہائی میں ہمیں اُتارا۔ اس طرح طرح کے غم کسی قدر دور ہوئے۔ تین آرام گاہ میں اُترنے کے دو دن بعد معلوم ہوا کہ اُن حسد کے سوختہ دلوں نے پردۂ شرم اُٹھا کر اپنے دل ناپاک کے راز کو ظاہر کیا۔ اور گھاگ، دغا بازوں کے طرز پر اسی رات کی صبح کو ہمایوں سے عرض کر کے اُن کے دل کو پھیر دیا۔ بارگاہ خلافت سے حکم صادر ہوا۔ کہ جب ملکی اور مالی کام بغیر تمہارے مشورہ کے انجام نہیں پاتے تو پھر یہ تو معاملہ مذہبی ہے۔ اس کا سرانجام تو تمہیں پر منحصر ہے مبارک کو محکمہ عدالت میں بلاؤ۔ اور بیسا حکم شریعت اسلامی کا ہو اور تمہارے زمانہ اُس پر فتویٰ دیں عمل کرو +

صفحہ ۱۱۴ صفحہ ۳۳۳

بادشاہی چوبداروں کو اُکسا کر مبارک کے پکڑ لانے کو بھیجا۔ چونکہ (مبارک) کے چھپ جانے سے خوب واقف تھے۔ لہٰذا ڈھونڈھ نکالنے میں بڑی کوشش کی۔ کچھ بدمعاش شیطانوں کو بھی ساتھ کر دیا تھا۔ جب مبارک گھر میں نہ پایا تو جھوٹی بات کو سچ دکھانے

Marfat.com

کے لئے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اور چھوٹے بھائی ابوالخیر کو گھر میں پاکر پکڑ کے بارگاہ ہمایوں میں لے گئے اور خوب نمک مرچ لگا کر مبارک کے چھپ جانے کے قصہ کو ظاہر کیا اور اس پھپنے کو اپنی بیحیائی کی باتوں کا موید قرار دیا۔ عجیب تائید است آسمانی سے یہ بات ہے کہ اُن بدذاتوں کے ہجوم اور طرز بیہودہ گوئی سے ہمایوں چار آنکھوں والا تاڑ گیا۔ اور جواب دیا۔ کہ ایک فقیر گوشہ نشین دانش منش مُرتاض کے معاملہ میں اتنی سخت گیری کیوں ہے۔ اس لئے بیہودہ جھگڑا کس لئے کرتے ہیں۔ شیخ مبارک ہمیشہ سیر کو نکل جایا کرتے ہیں۔ اب بھی تماشہ کے لئے گئے ہوں گے۔ اس چھوٹے بچہ (ابوالخیر) کو کس لئے پکڑ کے لائے ہو۔ اور اُس کے گھر پر پہرہ کس لئے بٹھایا ہے۔ اُسی وقت ابوالخیر کو چھوڑ دیا۔ اور پہرہ بھی اُٹھا لیا۔ اُس گھر پر ہوائے امن و امان چلی۔ چونکہ ابھی نامرادی راہ میں تھی۔ اور وہم چھایا ہُوا تھا۔ اور مختلف متضاد خبریں آرہی تھیں۔ اُن پر یقین نہ کر کے چھپے رہنے ہی کو مصلحت سمجھا۔ وہ بدذات کمینے شرمندہ ہو کر اس خیال میں پڑے کہ یہ فی الحال آوارہ و سرگردان پھر رہے ہیں۔ تدبیر اس کام کی کرنا چاہئے (یعنی ان کا کام تمام کر دیا جائے) اور سیہ دلاں تباہ عقل کو لگا دینا چاہئے۔ تاکہ جہاں کہیں پائیں ان کا فیصلہ کر دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمایوں کے الفاظ سُن کر ہمایوں کی بارگاہ میں آپہنچیں اور اپنے نور علم و عقل سے ہنگامہ داد و فریاد بلند کریں۔ لہٰذا جواب ہمایوں کو چھپا کر وحشت بڑھانیوالی اور خوف پیدا کرنے والی باتیں۔ بادشاہ کے منہ سے نکلی ہوئی مشہور کر دیں۔ اور بھولے بھالے جان پہچان والوں اور دوستان زمانہ ساز کو ڈرا دیا۔ اور خوب خوب بہانے تراشے۔ لوگ دُور کی سوچتے تھے۔ اور خیالی امداد سے ہاتھ اُٹھاتے تھے جب ایک ہفتہ گذر گیا۔ تو مالک خانہ بھی ہتے سے اکھڑ گیا۔ اور راہ بے التفاتی اختیار کی۔ اُس کے نوکروں نے بھی روش آشنائی کو بدل دیا۔ عقل پر وہم چھا گیا۔ اور دل پر یہ شان کہ یقین ہو گیا کہ وہ حکایت جو دربار کی سنی تھی جھوٹی ہے۔ اور بادشاہ کو ہماری تلاش ہے۔ اور دنیا بھر ہمارے پیچھے پڑی ہے۔

صفحہ ۱۱۵ صفحہ ۳۴۳

بالضرور صاحب خانہ پکڑ وا دے گا۔ ایک عجیب اندوہ نے دل کو گھیر لیا۔ اور بڑا اندیشہ دل میں بیٹھ گیا۔ میں نے کہا کہ واقعہ دربار کی نسبت تو میں اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ بات ضرور صحیح ہے۔ ابوالخیر کو نہ چھوڑتے اور پہرہ نہ اُٹھاتے۔ یہ تمام بُرے خیالات

Marfat.com

جو دل میں آرہے ہیں بظاہر صحیح نہیں۔ جب امان و اطمینان کے زمانہ میں دشمنوں کی بو اس کان تک پہنچتی تھی۔ تو منتخب شریف لوگ فریب میں آکر دشمنی پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ فی الحال جو آگ لگی ہوئی ہے مان لو اگر مالک خانہ ڈر جائے تو کیا بعید ہے۔ اگر اُسے پکڑوا دینے کا خیال ہوتا تو ظاہری برتاؤ کو نہ بدلتا۔ اور پکڑوا دینے میں دیر بھی نہ لگتی۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ بد اندیش حرامزادوں کی بنوٹ والی باتوں نے اُسے بوکھلا دیا ہے۔ اور نوکر دل کو اس بات پر لگا دیا ہے کہ ہم اُن کی بدخوئی مذمومہ کو دیکھ کر اُس کے گھر سے نکل جائیں۔ اور اُس کو اس بار خاطر سے نجات دے دیں۔

ذرا آپے میں آکر تدبیر سوچنے کی طرف ہم متوجہ ہوئے۔ پہلی رات سے بھی زیادہ بدبختی اور اندوہناکی دکھائی دی۔ میری اُس پہلی تجویز اور مشورہ حال کی باپ اور بھائی نے تعریف کی۔ اور مجھ کو امین مشورہ دینے والا خیال کیا۔ اور میری کم عمری سے صرف نظر کر کے عہد کر لیا کہ آئندہ تمہاری رائے کے خلاف نہ ہوگا۔ جب شام ہوئی تو دل ہزار پارہ و دماغ پریشان و سینہ زخمی اور خاطر گراں بار غم کے ساتھ اُس غمکدۂ وحشت افزا سے نکلے۔ کوئی رفیق دھیان میں نہیں۔ اور نہ پاؤں میں طاقت۔ اور نہ کوئی پناہ کی جگہ پیدا۔ اور زمانہ پر آشوب کہ یکایک اُس دیوخانۂ تاریک میں ایک بجلی چمکی اور خوشی سے چہرہ بھڑک اُٹھا۔ یعنی ایک شاگرد کا گھر دکھائی دیا۔ ذرا جان میں جان آئی۔ اگرچہ اُس کا گھر اُس کے دل سے زیادہ تنگ اور اُس کا دل اس پہلی رات سے بھی زیادہ تاریک تھا۔ مگر ذرا دم لیا۔ اور اس سرگردانی بے پایاں سے ذرا نجات ملی۔ اور پایان کار کے لئے گوشہ گمنامی (خانۂ شاگرد) میں فکریں دوڑانے لگے۔ اور عقلوں نے سوچ میں لمبے لمبے قدم رکھے۔ چونکہ آرام کی کوئی جگہ دکھائی نہیں دیتی تھی اور اطمینان نظر نہ آتا تھا۔ تو میں نے یوں جواب دیا۔ کہ بہترین دوستوں اور پرانے شاگردوں اور خوش اعتقاد مریدوں کا حال ان چند دنوں میں بالکل کھل گیا۔ اب مناسب وقت یہ ہے کہ اس شہر پُر نفاق سے جو عذاب گھر علم کا اور نقصان جائے کمال ہے کہیں نکل جائیں۔ اور ان منافق آشناؤں اور غیر مستقل دوستوں سے کہ ستون وفاداری ان کا ہوائے بہار پر ہے۔ اور درخت (یا اسباب) استقلال ان کا راہ سیلاب تند میں الگ ہو جائیں ممکن ہے کہ کوئی گوشۂ خلوت مل جائے۔ اور کوئی اجنبی نیک بخت اپنی پناہ میں لے لے۔ اور وہاں حالت شہنشاہ زمانہ معلوم ہو۔ اور اُن کے قہر و لطف کا اندازہ ہو سکے +

Marfat.com

صفحہ ۱۱۶ صفحہ ۳۳۵

اگر موقع ملے تو کچھ نیک خیال منصف مزاج لوگوں سے پیام و سلام کیا جائے۔ اور زمانہ کے مزاج کا رنگ ڈھنگ دیکھا جائے۔ اگر وقت مدد کرے۔ اور زمانہ خوش بختی عطا کرے تو پھر رجوع بھلائی کی طرف ہو (یا گھر پلٹ چلیں) ورنہ ملک خدا تنگ نہیں ہے ہر پرندہ کے لئے شاخ اور گوشۂ آشیان ہے۔ اور قبالہ سکونت دوامی اس شہر عناب (آگرہ) کا نہیں لکھ دیا ہے۔ فلاں شہر کی اطراف میں فلاں امیر کو جاگیر پر جانے کی اجازت ملی ہے۔ اور وہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ کسی قدر اُس کے روزنامچہ حالات سے نورِ صداقت کی سطریں پڑھی جاتی ہیں۔ اور بوئے محبت اُس سے دماغِ عقل و دراندیش تک آرہی ہے۔ اب سب سے ہاتھ اُٹھا کر اُس کے پاس پناہ لے جائیں۔ ممکن ہے کہ اُس گمنام جگہ میں کسی قدر آرام میسّر ہو۔ اگرچہ دنیا داروں کی آشنائی پر کوئی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر اتنا ہے کہ اُس کا دوسرے بدمعاشوں سے میل جول نہیں ہے فیضی بھیس بدل کے سرعت کے ساتھ چل کھڑے ہوئے۔ جب اُس کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی بہت خوش ہوا۔ اور خندہ پیشانی کے ساتھ اُن کے آنے کو غنیمت سمجھا۔ چونکہ خون کی گرم بازاری تھی۔ اس لئے واپسی میں چند ترکوں کو اپنے ساتھ لائے تاکہ راستہ میں کوئی گزند نہ پہنچے۔ اور ٹوہ ندھنے والے بدذاتوں کے ہاتھ میں نہ پڑ جائیں۔ شب نا اُمیدی میں وہ تیز دست آگاہ دل (فیضی) آئے اور اطمینان کی خوشخبری لائے۔ اور پیام آرام دیا۔ فوراً بھیس بدل کے چل کھڑے ہوئے۔ اور ہر ایک ایک راستہ سے اُس کے گھر پہنچا۔ بڑی خوشی ظاہر کی اور عمدہ خدمت بجالایا۔ آسائش نے مژدۂ سعادت سنایا۔ دن بھر اُس گھر میں آرام سے رہے۔ اور جنگ جوئی و بدخوئی زمانہ سے بچے رہے۔ کہ یکایک جو پریشانی لاحق تھی۔ اُس سے بھی زیادہ سخت بلائیں آسمان سے برس پڑیں۔ اُس شخص کو دربار میں بُلایا گیا۔ جس شراب سے اُس دوسرے شخص کو بے ہوش کیا تھا۔ اِس سیدھے سادے کو بھی وہی شراب پلائی۔ اس نے پہلے سے بھی زیادہ مدہوش ہو کر آشنائی کا تختہ دفعتہً ایسا اُلٹا کہ رات ہی کو اُس کے گھر سے نکلنا پڑا۔ اور ایک اور دوست سے جا کر ملے۔ اُس نے ہمارے آنے کو بہت غنیمت سمجھا۔ چونکہ اُس کے پڑوس میں ایک بدذات فساد ہی رہتا تھا بڑی

Marfat.com

پریشانی لاحق ہوئی۔ اور بیحد حیرانی نے بوکھلا دیا۔ جب لوگ سو گئے تو بلا تعیین مقام منہ اُٹھا کے چل نکلے۔ کتنا ہی سوچا اور غور کیا کوئی جگہ آرام کی سمجھ میں نہ آئی۔ مجبوراً دل پریشان اور خاطر غمگین کے ساتھ اُسی امیر کے گھر جانا ہوا۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اُس گھر کے لوگ ہمارے چلے جانے سے آگاہ نہ تھے۔ تھوڑی دیر ہم توکل سے قطع تعلق کرنے والوں نے دم لیا۔ اور اُس پریشانی سے ذرا دُور رہے۔

صفحہ ۱۱۷۔ صفحہ ۳۳۶

فیضی کی یہ رائے تھی کہ اس گھر سے نکلنا بنا بر وہم تھا کوئی عقل کی بات نہ تھی۔ ہر چند عرض کیا گیا کہ اُس کا رنگ بدلا ہوا ہونا ایک دلیل روشن ہے اور نوکروں کا رُخ پھرا ہونا ایک حجت واضح ہے۔ مگر فیضی کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اگرچہ رکھائی کی باتیں بڑھتی جاتی تھیں مگر کوئی چارۂ کار بھی میسر نہ تھا۔ جب اُس کمینہ نادان واہی خیال نے دیکھا کہ ہم قباحت نہ سمجھنے والے کسی طرح تاڑتے ہی نہیں اور خیمہ چھوڑتے ہی نہیں تو دن دہاڑے نہ کچھ کہا اور نہ سُنا چپکے سے چلتا بنا۔ اور اُس کے غلام بھی خیمہ اُکھاڑ روانہ ہوئے۔ ہم تین آدمی اُس جنگل میں بیٹھے رہ گئے۔ پاس ہی نخاسہ کا بازار تھا۔ عجیب حالت پیش آئی۔ نہ رہنے کی جگہ اور نہ جانے کا ٹھکانا۔ اور نہ کوئی پردہ اور نہ کوئی آڑ۔ چار طرف آشنایان منافق۔ دشمنان مکار۔ یا ناواقفان بدخلق و معاہدان بے وفا اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے۔ ہم دشتِ بے پناہ میں خاک عاجزی و مذلت میں بیٹھے ہوئے۔ زمانہ غمگین و صورت حال پریشان کے ساتھ ہم اندیشہ کے لمبے لمبے کوچوں میں داخل ہوئے۔ بہر حال چلنا اور کسی طرف قدم اُٹھانا ضروری تھا۔ اُن دشمنوں کے مجمع میں سے گذرنا پڑا۔ حفاظت خدا نے اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اعانت نگہبانی الٰہی سے اُس محل خطرناک سے بچ کے نکل گئے اور سبھوں کی رفاقت و موافقت کے گھر کو سیلاب کی راہ میں چھوڑا۔ ہر شخص سے اُمید رفاقت کا خیال دل سے نکال ڈالا۔ بیگانوں کی ملامت اور دوستوں کی خیر و سلامت سے دُور رہ کر ایک بیابان میں پہنچے۔ ایک پناہ کی جگہ ملی۔ اور گئی ہوئی قوت پلٹ آئی۔ اور دل کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ یکایک یہ معلوم ہوا کہ یہاں کچھ جاسوس بدانجام موجود ہیں۔ ہماری تلاش سے تھک کے یہاں تھوڑی دیر کے لئے دم لے رہے ہیں۔ دل پارہ پارہ اور حالت پریشان کے ساتھ یہاں سے بھی

Marfat.com

نکل کھڑے ہوئے۔ جہاں جاتے تھے ایک نئی مصیبت کا سامنا ہوتا تھا بستانے بھی نہ پاتے تھے کہ پھر صحرائے خطرناک کی طرف چل کھڑے ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اس بیتابی کی دوڑ دھوپ اور اندھوں کی ایسی بھاگا بھاگ میں ایک باغبان (مالی) نے پہچان لیا۔ حواس جاتے رہے قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے اور نقد حیات دے بیٹھوں مگر وہ نیک بخت طرح طرح کی مہربانی صرف کر کے ہمارے دل کو ٹھکانے پر لے آیا۔ اور از روئے خیر خواہی اپنے گھر لے گیا۔ اور غمخواری پر آمادہ ہوا۔ اگرچہ فیضی کی وہ حالت تشویش دور نہ ہوئی۔ اور ہر لحظہ چہرہ کا ایک رنگ آتا تھا اور دوسرا جاتا تھا لیکن ان کے برخلاف میری خوشی بڑھتی جاتی تھی۔ اور دوستی کے علامات اس خوشامدی کی پیشانی حال سے پڑھتا تھا۔ اور پدر بزرگوار کی ساری توجہ خدائے یکتا کی طرف تھی۔ اور فرش معرفت پر چل رہے تھے۔ اور نیرنگی تقدیر کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی رات گذری تھی کہ اس کا مالک دل ہی کے لئے آیا اور زبان شکایت دراز کی +

صفحہ ۱۱۸ - صفحہ ۳۳۷

کہ باوجود مجھ ایسے دیرینہ دوستدار عقیدت شعار کے اس شورش گاہ میں آپ کہاں آ رہے اور مجھ سے کیوں کنارا اختیار کیا جتنا وہم و گمان میں بھی نہ آئے۔ اتنا وہ بھلا آدمی تھا۔ میں نے جواب دیا۔ اس طوفان کامیابی دشمن میں تمام آشنایان یکرنگ و دوستداران یک دل سے دور رہنا مناسب معلوم ہوا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وجہ سے ان کو دشمنوں کی طرف سے تکلیف پہنچے۔ یہ جواب سنکر کسی قدر خوش ہوا اور کہا۔ اگر میرے گھر کو پسند نہ کرو گے تو خوف خطرہ کا ہے۔ ایک گوشہ پر امن بتایا۔ اس کی گفتار سے آثار دوستی کے نمایاں تھے۔ اس کی بات کو مان کر ایک خلوت خانہ پسند کر کے وہاں فروکش ہوئے۔ جیسا دل چاہتا تھا۔ ویسی ہی ایک پاکیزہ جگہ ہاتھ لگی۔ اس مکان سے خطوط متضمن حقیقت حال نیک فطرتاں انصاف پسند و آشنایان صداقت پیشہ کو بھیجے۔ اور ہر ایک حالت سے واقف ہو کر ہر ایک تدبیریں کرنے لگا۔ اور گھر والوں کو اطمینان ہوا۔ ایک مہینہ سے کچھ زیادہ اس آرام گاہ میں بسر ہوئی۔ اور فیضی آگرہ سے فتح پور سیکری گئے۔ تاکہ اردوئے معلے میں پہنچ کر ان دل سوز تدبیر کرنے والوں کو گرما دے۔ ایک صبح کو وہ دور اندیش محبت کا پتلا

Marfat.com

فیضی ہزاروں درد و غم کے ساتھ آیا اور زمانۂ ظالم کا پیام لایا کہ ارکین سلطنت اور دار و غگان بارگاہ خلافت میں سے ایک شخص حاسدان بدذات کی افترا پردازی سے واقف ہو کر بگڑ گیا۔ اور بغیر اس کے کہ طریقۂ نیازمندی کا اختیار کرے اور راہ تعظیم پر چلے۔ بادشاہ ہمایوں سے سختی سے پیش آیا اور تیزی دکھائی۔ کہ شاید گردش فلکی ختم ہو گئی۔ اور روز قیامت قریب ہے جبھی تو اس حکومت میں بدمعاش پریشان دماغ چین سے بیٹھے ہیں۔ اور نیک آدمی حیران و پریشان۔ یہ کون سا قانون ہے جس پر عمل ہو رہا ہے۔ اور یہ کیسی ناشکری خدا ہے جو ظاہر ہو رہی ہے۔ اس حلیم صلح پسند (بادشاہ) نے اس کی نیک نیتی پر رحم کر کے فرمایا۔ کس کی نسبت کہتے ہو۔ اور اس سے کون شخص مراد ہے۔ کوئی خواب دیکھ رہے ہو یا تمہارا دماغ پھر گیا۔ جب نام مبارک کا لیا۔ تو بادشاہ اس کی نادانی پر بگڑے۔ اور زبان مبارک پر لائے۔ کہ تمام بزرگان زمانہ نے اس کی دل آزاری اور جان لینے پر کمر باندھی ہے اور فتوے تیار کئے ہیں۔ اور تھوڑی دیر بھی مجھے چین سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ باوجودیکہ مجھے معلوم ہے کہ کہاں ہے۔ (جہاں ہم رہتے تھے ٹھیک اسی مقام کا پتہ بتایا)۔ جان بوجھ کر میں آنا کانی دیتا ہوں۔ اور ہر ایک کو ایک مناسب جواب سے چپ کر دیتا ہوں۔ تم بغیر جانے بوجھے اُبلے پڑتے ہو۔ اور آپے سے باہر ہوئے جاتے ہو۔ صبح کو کوئی جائے اور مبارک کو بلا لائے۔ اور کل علما جمع ہوں +

صفحہ ۱۱۹ - صفحہ ۳۳۸

بڑے بھائی (فیضی) نے یہ شورش سنکر اسی دم راتوں رات دھاوا کر کے اپنے آپ کو ہم تک پہنچایا۔ اور بغیر اطلاع کپڑا اسی پہلے طریقہ پر بھیس بدل کے نکلے اور چل کھڑے ہوئے۔ اور تمام زمانۂ ناکامی سے زیادہ سخت پریشانی نے دل میں کھلبلی ڈال دی۔ اگرچہ کسی قدر یہ کھل گیا تھا کہ لوگ کہاں تک ہمارے ساتھ ہیں۔ اور بادشاہ عادل سے کیا کیا کچھ کہا ہے۔ اور اس عالم غیب (بادشاہ) کو ہمارے حال سے کتنی آگاہی ہے۔ لیکن پریشانی نے دل کو بالکل بوکھلا دیا۔ اُن آدمیوں کی اطلاع کے بغیر اس نادقت میں (مسکن سے) چل کھڑے ہوئے۔ سورج کا اُجالا۔ بدذاتوں کا اندھیرا تاریکستان شہر کی سڑکوں کی بھیڑ۔ دوزخی (نافرجام = بدانجام) جاسوسوں کا شور (بھاگو) اور بلوگا۔

Marfat.com

کا کوسوں پتہ نہیں۔ ٹھیرنے کو کہیں جگہ نہیں۔ نرقل کے قلم کی کیا طاقت کہ اس حال زار کو تھوڑا بھی بیان کر سکے۔ جب کہ اس کے بیان سے زبان لڑکھڑاتی ہے تو اس زبان شگافتہ قلم کی کیا مجال ہے مجبوراً گھبرائے بوکھلائے ایک ویرانہ میں گھس پڑے۔ شہر کے شور و شر اور دشمنوں کی نظر سے ذرا امان ملی۔ چونکہ بادشاہ عالم کی نوازش کا حال ابھی معلوم ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ رائے قرار پائی کہ چند گھوڑے مہیا کئے جائیں اور دارالخلافہ (دفتپور) کو چلیں۔ اور فال شخص کے گھر میں جس کی راستبازی مدت سے چلی آتی ہے اتر پڑیں۔ ممکن ہے یہ غوغا تھم جائے۔ اور بادشاہ دست رحم و شفقت بڑھائیں۔ الغرض تجربہ کاروں کا ایسا سامان سفر کیا۔ ایسی رات میں جو حاسدوں کے دل سے بھی زیادہ تاریک اور بکواس کرنے والے داستان گویوں کے قصہ سے بھی کہیں لمبی تھی ہم چل کھڑے ہوئے۔ رہنما کی تجربہ کاری اور گمراہی سے بھوگتے ہوئے اس اندھیر نگری میں پہنچے۔ وہ معاملہ نشناس اگرچہ متزلزل نہ ہوا۔ لیکن ایسے ڈراؤنے قصے بیان کئے کہ بیان سے باہر ہیں۔ اور از روئے مہربانی زبان پر لایا کہ اب وقت ہاتھ سے جا چکا ہے۔ اور بادشاہ کا دل تم سے کسی قدر آزردہ ہے۔ اگر اس سے پہلے آتے تو کوئی صدمہ نہ پہنچتا اور مشکل کام آسانی سے بن جاتا۔ قریب میں ایک گاؤں کا ہمیں پتہ ہے کچھ دنوں اس گمنام مقام میں بسر کرو۔ یہاں تک کہ دل مقدس بادشاہ کا نوازش پر مائل ہو۔ ایک گاڑی میں بٹھا کر ہمیں ادھر روانہ کر دیا۔ طرح طرح کی مصیبت سے ہم کنار ہوئے۔ جب ہم اس گاؤں میں پہنچے تو جس زمیندار کے خیال سے ہمیں وہاں بھیجا تھا وہ موجود نہ تھا۔ اس اجاڑ نگری میں ہم بیکار جا اترے۔ گاؤں کے داروغہ کو ایک کاغذ کے پڑھوانے کی ضرورت تھی۔ اور ہماری پیشانی سے اس نے ہم کو پڑھا لکھا سمجھ لیا تھا۔ اس لئے ہمیں بلا بھیجا۔ چونکہ وقت تنگ تھا ہم نے بانے سے انکار کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہوا کہ ان بد دماغ ظالموں میں سے کسی ایک کا یہ گاؤں ہے۔ اور بیوقوفی سے ہم کو یہاں بھیج دیا ہے۔ بڑی بیچینی اور اندوہ کے ساتھ ہم نے اپنے آپ کو اس مقام سے نکالا ؛

صفحہ ۱۲۰ - صفحہ ۲۳۹

اور ایک انجان رہبر کو ساتھ لے کر دارالخلافہ آگرہ کے ایک گاؤں کی طرف جو ان سے ایک

Marfat.com

آشنا کی بو آتی تھی ہم چل پڑے۔ اُس دن قریب تیس کوس کے کُراہ چل کر مقصود گاہ تک پہنچے۔ اُس بھلے مانس نے انسانیت کا برتاؤ کیا۔ لیکن معلوم ہؤا کہ یہاں بھی اُن جھوٹے جھگڑالوؤں میں سے ایک کھیتی باڑی کرتا ہے اور اکثر یہاں آیا کرتا ہے۔ اُس سے بھی دست بردار ہو کے آدھی رات کو دل اندوہگین کے ساتھ شہر کی طرف چل پڑے اور صبح ہوتے آگرہ پہنچے ایک دوست کے گھر کا گوشہ ہاتھ لگا۔ اور اس نامرادی کے خاکدان۔ اور فراموشی کی خوابگاہ۔ اور نااہلی کے غولستان (بھوت نگر) اور کم ہمتی کے تنگبار میں (اُس گھر میں) آرام کا ذرا دم لیا تھوڑی دیر بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اُن بیحیا خدا آزار اور خود غرضان بے شرم کا ذکر اُس کی زبان پر آگیا۔ اور کہا کہ پڑوس میں ایک ایسا دغاباز بد دماغ فتنہ پرداز اور شریر رہتا ہے میدان دل کو غم تازہ نے گھیر لیا۔ اور عجیب حیرانی لاحق ہوئی۔ چونکہ قدم چلنے سے اور خیال ارادۂ سفر شب سے اور کان گھڑیالوں کی آواز سے اور آنکھ راتوں کے جاگنے سے بیکار ہو چکے تھے عجیب مصیبت دل پر چھا گئی۔ اور بڑا بھاری غم دل پر آپڑا۔ مجبوراً فکریں دوسرے سونچ میں پڑ گئیں۔ اور صاحب خانہ نے بھی تلاش مقام میں قدم اُٹھایا۔ دو دن اِس کشمکش باطنی میں گذارے۔ اور ہر منٹ کو دم آخری سمجھتے تھے۔ کچھ زمانہ گذرا یہاں تک کہ اُس پیر نورانی (مبارک) کے دل پاک میں ایک سعادت منش کا خیال آیا۔ اور مالک مکان کی کوشش اور سخت تلاش سے اُسے ڈھونڈھ نکالا۔ اور ہزاروں خوشخبری سلامتی کی لایا۔ اُسی وقت اُس کے گھر چلے گئے۔ اُس کی شگفتہ روئی اور کشادہ پیشانی سے دل بہت خوش ہؤا۔ اور کامیابی کی ہوا اُمید کے گلبن پر چلی۔ اور چہرۂ حال پر رونق تازہ پیدا ہو گئی۔ اگرچہ وہ مریدوں میں سے نہ تھا۔ مگر سعادت کا نصیبہ کامل رکھتا تھا۔ گمنامی میں نیکنامی کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا۔ اور مفلسی میں پھاگ کھیلتا تھا۔ اور تنگدستی میں دریا دلی دکھاتا تھا۔ اور بڑھاپے میں جوانی کے آثار اُس کے چہرہ سے نمایاں تھے۔ ایک خلوت دل پسند ہاتھ لگی۔ پھر از سر نو خطوط لکھے جانے لگے۔ اور تدابیر ہونے لگیں۔ دو مہینے تک اس آرام گاہ میں ٹھیرنا ہؤا۔ الحاصل مقصود کا دروازہ کھلا۔ خیر اندیش حق جو مدد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کاردانان اقبال مندی یاری پر آمادہ ہوئے۔ پہلے تو دوستی کی محبت بڑھانیوالی میل ملاپ کی میٹھی میٹھی باتوں سے فتنہ ساز حیلہ پرداز دغابازوں پر روغن قاز ملا۔ اُسکے بعد مبارک کی خوبیاں بادشاہ کے سامنے بیان کیں اور عمدہ مرحمت پیدا کرنے والے طریقوں سے حالات کو عرض کیا۔ بادشاہ نے بمقتضائے دوربینی

Marfat.com

وقدرشناسی محبت سے درد بھرے جوابات دیئے۔

صفحہ ۱۳۱۔ صفحہ ۳۴۰

اور جوانمردی و بزرگی کی رو سے بُلا بھیجا۔ چونکہ میں دنیا کے کاموں میں پھنسنا نہیں چاہتا تھا اس لئے ساتھ نہ گیا۔ اور مبارک فیضی کو لیکر بارگاہ ہمایوں میں گئے۔ رنگارنگ کی نوازشوں سے رتبے بڑھے اور ان ناشکروں کے بھڑوں کے چھتے میں سناٹا چھا گیا اور عالم درہم برہم میں سکون پیدا۔ درس کا ہنگامہ گرم ہوا۔ اور خانقاہ کی آئین بندی کی گئی۔ اور زمانہ نے نیکوں کے قوانین پیش کئے۔ رباعی

اے رات نہ کر تو کل کی ایسی پرخاش　　کل کی طرح راز دل نہ کرنا تو فاش
دیکھا کیسی دراز تھی کل کی رات　　طول شب وصل بھی ہو ویسا ہی کاش

اسی اثنا میں پدر بزرگوار کو دہلی شریف کے طواف کی طرف توجہ ہوئی۔ مجھکو مع چند شاگردوں کے ہمراہ لیا جس سال سے کہ دارالخلافہ آگرہ میں آکر قیام کیا تھا۔ اس گوشۂ نورانی (آگرہ) میں اس قدر تماشائے عالم علوی میں مشغول تھے کہ عجائبات عالم سفلی کے دیکھنے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔ دفعتہً یہ زیارت ہی کی تمنا گریبان گیر دل ہوئی اور ہمت کا دامن پھیلایا۔ مجھ کو کہ علاوہ نسبت آب و گل پسری کے تعلق باطنی بھی تھا۔ کثرت نوازش سے مخصوص کر کے رانکی گٹھڑی کھولی۔ اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ نور سحری میں جب کہ دل عالم بالا کی سیر کر رہا تھا اور زبان حمد و ستائش پر اظہار نیازمندی ہو رہا تھا عالم رویا میں خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام الدین اولیاء دکھائی دیئے۔ اور بہت سے اولیائے کرام اکٹھا ہوئے۔ اور بزم مصالحت آراستہ ہوئی۔ اب میں عذرخواہی کے لئے ان کی قبر دل پر جا رہا ہوں۔ اس سر زمین دہلی میں ان کے طریقہ پر اشتغال رہیگا۔

پدر بزرگوار اپنے آباواجداد سعادت انجام کے طریقہ پر حفاظت شریعت ظاہری فرمایا کرتے تھے۔ گانا بجانا نہیں سنا کرتے تھے۔ اور حال و قال کو جو صوفیوں میں جاری ہے پسند نہیں کرتے تھے۔ اور جو لوگ اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اُن پر طعنے کیا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ اُن کی زبان دربار پر آیا کرتا تھا۔ کہ بالفرض غنی و فقیر و محدث و ملت اور خاک و طلا برابر بھی ہو کہ یہ امور اس کام کے شرائط اجزاء (جواز) میں سے ہیں پھر بھی اس فعل میں خفت تلون

Marfat.com

پائی جاتی ہے۔ یعنی وجد و سماع خلاف ثبات و یک رنگی ہے۔ اور حال تال کو لغزش گاہ آگاہ داں سمجھتے ہیں اور آپ اس سے سخت پرہیز کرتے تھے اور الگ رہتے تھے اور دوستوں کو اس سے روکتے تھے الغرض اس رات میں یہ محفل معرفت کے سوئے ہوئے کہ جنہوں نے اسی فعل حال و قال میں سفر آخرت قبول کیا ہے۔ بوجہ درستی نیت و صداقت فعل مبارک ایسی جستجو فرمائی یعنی رویا میں مبارک کے پاس آئے اور دل اس پیر خدا پرست کا لے بھاگے جب تو اس کے بعد سے گانا بجانا سننے لگے ٭

اس سفر باسعادت دہلی میں بہت سے اُس قطعہ زمین میں سوئے ہوؤں کی قبروں پر گذر ہوا۔ اور نور دل میں چمکے اور ان کے فیض پہنچے۔ اگر واقعات کو تفصیل سے لکھوں تو اہل عالم اس کو قصہ سمجھینگے اور بدگمانی کی وجہ سے دامن آلودۂ عصیاں ہو جائینگے ٭

صفحہ ۱۲۲۔ صفحہ ۱۴۳

یہاں تک کہ مجھ کو گوشۂ تجرد سے بارگاہ تعلق میں لے گئے۔ یعنی عزلت کو چھوڑ کر تعلق سلطنت اختیار کیا۔ اور دروازہ دولت کا کھولا۔ اور پایۂ اعتبار بڑھایا تو حرص کے متوالے اور حسد کے لوٹے مارے بہت پریشان حال ہوئے۔ ان کی اس پریشانی پر میرا دل بھر آیا اور اُن کی اس حالت پر رحم آیا۔ خدائے یکتا سے عہد درست کیا اور اپنے دل میں ٹھان لی کہ خیال انتقام اور نقصان رسانی ان کور باطنوں کا کہ چراغ بے نور اور نشان بے نشان (عالم بے عمل و موجود کالمعدوم) ہیں دل دست کار سے بالکل نکال دوں۔ اور ان کی برائیوں کے بدلہ میں سدا بھلائی کے دوسرا خیال بھی دل میں نہ آئے۔ اعانت توفیق ایزدی سے اپنے اس خیال پر غالب آیا۔ اس فعل حسن سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اور میری ہمت میں نئی قوت پیدا ہوئی۔ ان لوگوں نے بداعمالی سے زندگانی خوش اختیار کی اور اطمینان کی سانس لی ٭

پدر بزرگوار نصیحت کرنے بیٹھے۔ اور ترک آتشی و میل کجی و دروغ گوئی اور حقہ نشناسی ابنائے زمانہ کی بیان فرمائی۔ اور ان بداعمالوں کے سزا دینے پر اصرار کیا۔ اور میں اس راز مخفی کہ شریروں کو سزا دی جائے یا نہ دی جائے، کے ظاہر کرنے میں عنان بیان کو روکے ہوئے تھا۔ اور اس دلی نعمت (مبارک) کو جواب دیتے شرم آتی تھی۔ آخر کار مجبوریں نے اپنا مافی الضمیر اُن کے سامنے عرض کیا۔ میرے جواب سے اُن کے جوش دلی کا علاج ہو گیا۔ اور دل کی گرہیں کھل گئیں۔ اور پرانا ناسور بند مل ہو گیا۔ القصہ جب مدتوں زالسلطنت

Marfat.com

لاہور میں کسی مصلحت ملکی کی وجہ سے قیام ہوا تو دل اُس پیر حقیقت (مبارک) کی جدائی سے پریشان تھا۔ بتیسویں سال الٰہی مطابق نوسو پچانوے ہجری میں مبارک سے لاہور تشریف لانے کی خواہش کی۔ اُس دانائے عالم روحانی و جسمانی نے میری آرزو کو قبول فرما کے تیئیسویں ماہ مراد الٰہی مطابق ۹ رجب کو اُسی سن میں اپنا سایۂ عاطفت اس کثرت آرائے وحدت گزیں (ابو الفضل بوجہ تعلق سلطنت و تجرد منشی) پر ڈالا اور رنگا رنگ کی نوازشوں سے سرافراز کیا۔ مبارک ہمیشہ گوشہ نشینی میں خوش رہتے تھے اور سب سے دست بردار ہو کر اپنے زمانہ کے حالات نویسی اور اصلاح نفس عجائب کار میں اپنا وقت گزارا کرتے تھے۔ اگرچہ علوم ظاہری کی طرف توجہ کم تھی لیکن ہمیشہ ذات و صفات الٰہی میں تقریر فرمایا کرتے تھے۔ اور سرمایۂ عبرت و نصیحت حاصل کرتے تھے۔ اور سب سے الگ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور تجرد یا نجات آخرت سے متمسک تھے۔ یہاں تک کہ مزاج مبارک اعتدال عنصری سے متغیر ہو گیا۔ اگرچہ اس قسم کی بیماریاں بہت ہوا کرتی تھیں۔ اس مرتبہ سفر واپسین دموت سے مطلع ہو گئے۔ اور مجھ شوریدہ خاطر کو بلا کے ہوش افزا معرفت کی باتیں بیان کیں۔ چونکہ مجھے جس پر گمان راز دار حقیقت ہونے کا ہے۔ بڑے حوصلہ والا دل قدرت سے بلا تھا لہٰذا بہت خون دل پیا۔ ضبط سے کام لیا، اور اپنے آپ کو باوجود اضطراب بسیار ذرا روکا۔ اور تعلیم سے اُس پیشوائے ملک تقدس کے کسی قدر اطمینان ہوا۔ بیماری کے سات دن بہ کمال معرفت و حضور قلب کے ساتھ چوبیسویں ماہ مراد الٰہی مطابق ۱۷ ماہ ذیقعدہ (سال ایک ہزار ایک سن میں جنت کو سدھارے۔ ستارہ آسمان معرفت و علم چھپ گیا عقل خداشناس کی آنکھ اندھی ہو گئی، علم کی پیٹھ پیر ماندھی ہو گئی، حکمت دنیا ختم ہو گئی۔ قاضی فلک (مشتری) نے رواسر سے اُتار دی۔ اور دبیر فلک (عطارد) نے قلم توڑ ڈالا ؎

صفحہ ۱۲۳ - صفحہ ۳۴۲

جو فیلسوف دہر میں تھا دنیا سے چل بسا　　کھولے تھے اُس نے چرخ معانی کے بستہ
بے اُس کے اقربا ہیں یتیم و جگر فگار　　عیسیٰ تھا خاندان کا قبیلہ کا ابو البشر

چنانچہ اپنے محل پر اس کا ذکر کسی قدر آ چکا ہے۔ جب کچھ حالات اپنے آباؤ اجداد کے لکھ چکا تو کچھ اپنی بابت بھی لکھتا ہوں اور دل خالی کرتا ہوں۔ اور سخن کو رونق دیتا ہوں

Marfat.com

ور زبان پر سے بند کھولتا ہوں ۔

میرے نفس پاک کا پیونہ جسم عنصری سے سن چار سو بہتر جلالی مطابق نو سو ستاون ہجری میں ہوا۔ اور ماہ دے کی ستائیسویں تاریخ کی رات کو سن چار سو تہتر جلالی مطابق شب پنجشنبہ آٹھویں محرم نو سو اٹھاون ہجری میں مشیمہ بشری سے سیر گاہ دنیا میں چلا۔ (پہلے سلہ سے استقرار حمل اور دوسرے سے پیدائش مراد ہے) ایک سال سے کچھ زیادہ کی عمر میں خوب صاف باتیں کرنے لگا۔ اور پانچ برس کی عمر میں غیر معمولی ادراکات حاصل ہو گئے اور قدرت نے نوشت و خواند استعداد کی کھڑکی کھول دی۔ اور پندرہ برس کی عمر میں والد بزرگوار کے کل خزائن علمی کا خزانچی بن گیا۔ اور جواہر معانی کا نگہبان و امین ہو گیا۔ اور گنج دانش پر پاؤں جما کے بیٹھ گیا۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ گردش سپہر رنگا رنگ سے ہمیشہ دل علوم کسبی اور رسوم زمانہ سے پژمردہ اور خواہش نفور اور طبیعت گریزاں تھی۔ زیادہ تر تو سمجھ ہی میں نہ آتے تھے۔ والد بزرگوار اپنے ڈھنگ پر سمجھانے بجھانے کے منتر پھونکتے تھے۔ اور ہر فن میں ایک مختصر رسالہ لکھ کر دیتے تھے۔ اور یاد کراتے تھے۔ اگرچہ اس سے ہمکش افزائی ہوتی تھی۔ مگر مکتب علم کی کوئی بات دل نشین نہ ہوتی تھی۔ کبھی تو بالکل سمجھ ہی میں نہ آتی تھی۔ اور کبھی شبہات و اعتراضات پیدا ہوتے تھے۔ مگر زبان یاوری نہ کرتی تھی کہ انہیں بیان کر سکوں۔ شرم لکنت پیدا کر دیتی تھی۔ اور باوجود قوت تقریر بیان نہ کر سکتا تھا۔ اس انجمن درس میں رد دیتا تھا۔ اور اپنی آپ مذمت کرتا تھا۔ اسی اثناء میں ایک شخص سے تعلق دلی پیدا ہو گیا۔ اور دل اس کوتاہ نظری اور عدم امتیاز سے اس تعلیم سے رک رہا ہے۔ کچھ زیادہ دن اس عشق پر نہ گذرے تھے۔ کہ اس کی ہمزبانی و ہم نشینی کے خیال نے مجھے جویائے مدرسہ بنا دیا۔ اور دل سرکش و نفور کو اس کے مدرسہ میں پہنچا دیا۔ قدرت کے تماشے دیکھو۔ کہ یک بارگی میری حالت ایسی بدلی کہ میں پہلا سا نہ رہا۔ اور کچھ اور ہی ہو گیا۔ رباعی

مندر میں گیا ما حضر آئے لے کر　　یعنی کہ شراب سے بھرا اک ساغر
جب کیف سے اسکے ہو گیا میں بیخود　　لیجا کے مجھے لے آئے شخص دیگر

حکمت کی حقیقتیں اور مکتب و کتب درسیہ کے دقیقے سب کھل گئے۔ جو کتاب کبھی دیکھی بھی نہ تھی نہ پڑھی ہوئی کتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گئی ۔

Marfat.com

صفحہ ۱۲۴ - صفحہ ۳۴۳

اگرچہ یہ عطائے خاص الٰہی تھی کہ جس نے عرش تقدس سے نزول صعودی کیا تھا - لیکن تعلیم اعلائے پدر بزرگوار اور ہر علم کے خلاصے یاد کرانے اور تعلیم کا تار نہ ٹوٹنے نے بڑی مدد کی - اور یہ امور بہترین اسباب کشائش بنے - دس برس تک خود پڑھنے اور دوسروں کو پڑھانے میں دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھتا تھا - اور پیٹ بھرا اور بھوکا ہونے کی کوئی خبر نہ ہوتی تھی - اور خلوت و جلوت میں تمیز نہ ہوتی تھی - اور خوشی و غم میں فرق کرنے کی بھی مجال نہ تھی - سوائے نسبت کشف و شہود اور تعلق علمی کے دوسری کوئی چیز سمجھ میں نہ آتی تھی - میں جو دو دو تین تین روز گذر جاتے تھے اور کھانا نہ کھاتا تھا اور نفس دانش اندوز کو اس کی طرف رغبت نہ ہوتی تھی - تو پاپنہ ان طبیعت کو بڑی حیرت ہوتی تھی - اور اُن کا اعتقاد بڑھتا تھا - کہ میں کوئی ولی ہوں - میں اُن کو یہ جواب دیتا تھا کہ یہ تعجب تم کو خوگر غذا ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے - ورنہ دیکھو بیمار کی طبیعت جب مجادلہ مرض کے ساتھ کرتی ہوتی ہے تو کس طرح اُس بیمار کو کھانے سے روک دیتی ہے مگر کسی کو اس پر تعجب نہیں ہوتا ہے - اگر توجہ باطنی غذا کو بھلا دے تو کیا تعجب کی بات ہے بہت سی درسی رائج کتابیں پڑھاتے پڑھاتے اور سنتے سنتے نوک زبان ہو گئی تھیں - اور مطالب عالی پرانی کتابوں کے از سر نو میرے صفحۂ دل پر بغیر بنائے نقش ہوتے تھے - قبل اس کے کہ کشائش کمال علمی ہو اور پستی نادانی سے بلندی معرفت پر پہنچوں (یعنی زمانہ طالب علمی ہی میں) منتقدین پر اعتراضات سوجھتے تھے - لوگ لونڈا سمجھ کے مانتے نہ تھے - دل جھنجھلا جاتا تھا - اور طبیعت ناتجربہ کاری کی وجہ سے جوش میں آجاتی تھی کہ یکایک اسی زمانہ سے قریب خواجہ ابو القاسم کا حاشیہ مطول پر لوگ لائے - جو اعتراضات بیں ملا سعدا ل بن نفتازانی اور سید شریف جرجانی پر کیا کرتا تھا - بعضے دوست اسے لکھ لیا کرتے تھے - بعینہٖ وہی اعتراضات اُس حاشیہ میں پائے جس سے دیکھنے والوں کی حیرت بڑھ گئی - اور اپنے انکار سے دست بردار ہو گئے - اور مجھے دوسری عظمت کی نظر سے دیکھنے لگے - اب نامعلوم کا روزن مل گیا - اور علم کا دروازہ کھل گیا +

Marfat.com

ابتدائے تدریس میں حاشیۂ صفہانی کا ایک نسخہ دیکھنے میں آیا۔ آدھے سے زیادہ اُسے دیمک چاٹ گئی تھی۔ اور لوگ اس سے فائدہ اُٹھانے سے مایوس تھے۔ دیمک کھائے ہوئے ورقوں کو الگ کر کے اُن کی جگہ سپید کاغذ لگایا۔ صبح سویرے تھوڑے غور کے بعد آغاز و انجام پر عبارت کا معلوم کر کے اُس کے اندازہ و قیاس پر ایک مسودہ مربوط مناسب لکھتا پھر کتاب پر نقل کر دیتا۔ اسی اثناء میں ایک کتاب درست بھی ہاتھ لگی جب اُس کا مقابلہ کیا تو دو جگہ مترادف لفظوں کا فرق تھا۔ اور تین چار جگہ قریب قریب اُس سے عبارت تھی سب حیران ہو کے رہ گئے +

جس قدر تعلق بڑھتا جاتا تھا۔ باطنی نور بھڑکتا جاتا تھا۔ بیس برس کی عمر میں آزادی و تجرد کی نوید آپہنچی۔ دل تعلق ادنیٰ (مشاغل علمی) سے اوچاٹ ہو گیا۔ اور پریشانی (عشق) سامنے آئی۔ علم کی آرائش عنفوان جوانی کے ساتھ شور انگیز۔ اور دامن ادعار (باخواہش) وسیع اور آئینہ جہاں نمائے علم و بصیرت ہاتھ میں شور و غلغلہ جنون تازہ کانوں میں آنے لگا۔ اور تمام چیزوں سے ہاتھ اُٹھا لینے کا (شوق) دامنگیر ہوا +

صفحہ ۱۲۵۔ صفحہ ۳۴۴

اسی زمانہ میں شہنشاہ دانائے تخت نشین نے مجھے یاد فرمایا۔ اور گوشۂ گمنامی سے نکالا۔ چنانچہ اس بیان کو کسی قدر خاتموں میں اور کچھ کسی مناسب محل پر لکھ چکا ہوں۔ اور اظہار ثناء و شکر کر چکا ہوں۔ اس دربار میں میرے نقد کو پرکھا گیا۔ اور گرانقدری کا بازار گرم ہوا۔ اہل زمانہ اب اور ہی نظر (وقعت) سے دیکھنے لگے کیسی کیسی گفتگوئیں علماء سے ہوئیں اور کن کن نقدوں کی آگ بھڑکی۔ فی الحال کہ بیالیسواں سال الٰہی ہے پھر دل قطع تعلق دنیا کی طرف مائل ہے۔ اور ایک نیا جنون دل میں جم گیا۔ فرد

جلنے کیا مرغ قلب لحن داؤد　　آزاد کرد کہ یہ نہیں مرغ قفس

نہیں معلوم کہ انجام کار کیا ہوگا۔ اور کس حالت میں دنیا سے سفر کرونگا۔ لیکن ابتدائے وجود سے اب تک متواتر عنایات الٰہی نے مجھے اپنی حمایت کی پناہ میں رکھا ہے۔ خدا سے بڑی اُمید ہے کہ دم واپسیں خوشنودی خدا میں صرف ہو۔ اور بری الذمہ اپنے آپ کو اُس دُنیا میں پہنچاؤں۔ اور چونکہ نعمت ہائے الٰہی کا گنانا ایک قسم کی شکرگزاری ہے۔ لہٰذا اُن نعمتوں

Marfat.com

میں سے کچھ کا ذکر کر کے اپنے دل کو قوت دیتا ہوں ؎

(۱) پہلی نعمت جو میں اپنے میں پاتا ہوں وہ خاندان کا عالی ہونا ہے، ممکن ہے کہ ان اجداد کی پاکی و طہارت سے میری گنہگاری دور ہو جائے۔ اور بہترین تدبیر دوا و علاج جوش دلی کی ہو سکے جس طرح بیماری کا دوا سے۔ آگ کا پانی سے۔ گرمی کا سردی سے اور عاشق کا دیدار سے علاج ہوتا ہے (۲) دوسرے سعادت و خوبی روزگار و امن و امان زمانہ جبکہ بزرگان پیشین نے غیر مسلموں کی معدلت و انصاف پر بفحوائے حدیث وارث فی زمن الملک العادل فخر کیا ہے میں اگر قوت شاہ ظاہر و باطن پر ناز کروں تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہو گی (۳) تیسرے بخت سعید کہ مجھ کو ایسے مبارک زمانہ میں مشیئہ مشیت سے وجود میں لایا۔ اور سایہ سلطنت پاک مجھ پر پڑا (۴) چوتھے نجیب الطرفین (چونکہ ان کے دشمن ان کے نسب پر بھی طعن کرتے تھے۔ اس لئے نسب کے بیان میں کچھ بھی طول دیا ہے۔ اور یہاں بھی اسے نعمت قرار دیتے ہیں) باپ کی نسبت تو کچھ کہہ چکا ہوں۔ اس بیگم خاندان پاک دامنی (مادر) کی نسبت کیا لکھوں۔ مردوں کی ایسی بزرگیاں اس میں جمع تھیں۔ اور ہمیشہ اپنے وقت گرامی کو افعال حمیدہ سے زینت دیا کرتی تھی۔ حیا اور قوت دلی کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا تھا۔ اور عمل کا قول کے ساتھ تعلق موافقت پیدا کر دیا تھا۔ یعنی اس کا قول و فعل یکساں تھا (۵) سادات اپنے نسب کو سلسلہ بسلسلہ کسی امام اثنا عشر سے ملاتے ہیں۔ اور شیوخ قریش یا کسی دوسرے قبیلہ عرب سے ابو الفضل اپنے پانچویں دادا شیخ موسیٰ سے پہلے کسی دادا کو نہیں جانتے یا کوئی نہیں ہے ورنہ ضرور لکھتے اور ماں کے نسب کی بابت کچھ بھی نہ لکھنا کچھ معنی رکھتا ہے) (۵) پانچویں درستی اعضاء اور اعتدال قوی اور ان کا باہم تناسب (۶) چھٹے مدت دراز تک ان دو گرامی ذات پاک کی خدمت میں رہنا۔ آفتہائے ظاہری و باطنی کے لئے ایک حصار تھا۔ اور حوادث روحانی و جسمانی کے لئے ایک پناہ تھا (۷) ساتویں زیادتی صحت و تریاق تندرستی (۸) آٹھویں منزل و مکان مناسب سزاوار (۹) نویں معاش سے بے پروائی و فراغت و خوشحالی (۱۰) دسویں شوق روز افزوں رضا جوئی والدین کا (۱۱) گیارھویں عطوفت و مہربانی باپ کی کہ جو سلسلۂ زمانہ سے بڑھ کے طرح طرح عنایتوں سے سرفراز کرتے تھے۔ حتیٰ کہ خاندان عالی کی ابوآلابائی سے مجھے مخصوص بتاتے تھے۔ یعنی مجھے فخر خاندان بتاتے تھے (۱۲) بارھویں بارگاہ الٰہی کی نیازمندی (۱۳) گوشہ نشینان حق گزیں و دانایان درست عیار سے استفادہ ؎

Marfat.com

صفحہ ۱۲۶ صفحہ ۳۴۵

(۱۴) چودھویں توفیق دائمی ایزدی (۱۵) پندرھویں مہیا ہو جانا مختلف علوم کی کتابوں کا کہ بغیر ذات سوال کے (بغیر پوچھے ان کتابوں کی بدولت) واقف ہر مذہب ہو گیا۔ مگر بہت سے مذہبوں سے دل بھی جل بھن کے رہ گیا (۱۶) سولھویں ہمیشہ برانگیختہ کرتے رہنا باپ کا حصول معرفت میں۔ اور خیالات پریشان میں نہ پڑنے دینا (۱۷) سترھویں ہمنشینان سعادت افزا کا ہونا۔ (۱۸) اٹھارھویں اتنا عشق ظاہری کہ خاندان کے خاندانوں کو شورش میں لا سکتا ہے اور زمین کو لرزہ میں ڈال سکتا ہے۔ وہ میرے لئے رہنمائے منزل کمال ہوا اس عشق لاالعجب کی نیرنگی سے ہر لحظہ نیا تعجب ہوتا ہے۔ اور ہر ساعت دریائے حیرت میں غرق ہوتا ہے۔ (۱۹) انیسویں ملازمت شہنشاہ عالم کی کہ یہ میرے لئے ایک نئی دلالت اور تازہ سعادت تھی (۲۰) بیسویں برکت ملازمت مالک دنیا سے خود آرائی سے دور ہو جانا۔ (۲۱) اکیسویں برکات التفات قدسی (باپ یا اکبر) سے مرتبہ صلح کل پہ پہنچ جانا کسی قدر بک بک سے چپقلش ناندھی۔ اور کسی قدر ہر گردہ کے نیکوں سے آشتی کے ساتھ پیش آیا۔ آخر کار بد دل کا عذر قبول کر کے اُن کے ساتھ بنیاد مصالحت ڈالی۔ اللہ تعالیٰ نور معرفت سے نقش بدی کو دور کر دے (۲۲) بائیسویں خوش عقیدگی واقفان خدا و اولیاء سے (۲۳) تئیسویں بلند مرتبہ کرنا اور اعتبار دنیا تخت نشین دانا (اکبر) کا بغیر کسی کی سفارش یا میری سعی کے۔ (۲۴) چوبیسویں برادران دانا سعادت مند خوشنودی خواہ نیک افعال۔ بڑے بھائی فیضی کی نسبت کیا کہوں کہ باوجود حالات ظاہری اور باطنی کے مجھ شوریدہ حال کی رضا کے بغیر ایک قدم نہیں اُٹھاتے تھے۔ اور اپنے آپ کو میری دلجوئی میں وقف کر دیا تھا۔ جو میری راہ تفویض کا حق القدم اور میری نیک اندیشی کا صلہ تھا۔ وہ اپنی تصانیف میں ایسا کچھ فرماتے ہیں کہ جس کے شکریہ کی مجھ میں طاقت نہیں۔ چنانچہ اپنے قصیدہ نثریہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ قصیدہ

ذکر آبائے بلندی اور پستی کا جہاں	آسمان سے ہونگا اونچا خاک سے ہونگا گھٹا
اپنے بھائی کی فضیلت پر ہو کیوں مجھ کو ناز	باوجود اس باپ کے جسکی لکھی میں نے ثنا
ہے ابوالفضل حکمت علم و فضیلت کی دلیل	اُس کے دم سے مغز ہر معنی معطر ہو گیا

Marfat.com

میرے اُسکے فضل میں تو سو برس کی راہ ہے　　عمر بیس دو تین سال اس سے اگرچہ ہوں بڑا
باغباں کی آنکھ میں کیا قدر اسکی ہو بلند　　شاخ عرعر میں گلبن سے جو ہو جائے سوا

اُن کی ولادت سن چار سو انہتر جلالی مطابق نو سو چودہ ہجری میں ہوئی۔ اُنکی تعریف میں کس زبان سے کروں کسی قدر اس کتاب اکبر نامہ میں لکھ کر دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ اور غم کے آتشکدہ کو آب بیان سے بجھایا ہے۔ اور سیلاب کے روک کا بند توڑا ہے اور بیصبری کا مددگار ہوا ہوں۔ اُن کے تصانیف جو گویائی اور بینائی کی میزان ہیں اور مرغان نغمہ زن کی سبزہ زار۔ اُن کی مدح سرائی کر رہی ہیں۔ اور اُن کے کمال کی اطلاع دے رہی ہیں۔ اور اُن کے عادات خوب کی یاد دلاتی ہیں۔

صفحہ ۱۲۷ صفحہ ۱۴۶

دوسرے شیخ ابوالبرکات یہ آٹھویں مہر ماہ جلالی سن چار سو پچھتر موافق سترھویں شوال کی رات سن نو سو ساٹھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اگرچہ مرتبہ بلند علم کا حاصل نہیں نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی نصیبۂ کامل رکھتے ہیں۔ اور معاملہ فہمی و شجاعت و کاردانی میں متقدمین میں ان کا شمار ہے۔ اور نیک ذاتی و فقیر پرستی اور نیک خیالی میں بہت ممتاز ہیں۔ دوسرے شیخ ابوالخیر جو اس ماہ اسفندارمذ۔ آبان میں چوتھے سال جلوس مطابق دو شنبہ بائیسویں جمادی الاول سن نو سو ستر ہجری میں ان کی ولادت ہوئی۔ عمدہ اخلاق اور اعلےٰ اوصاف ان کے خصائل حمیدہ ہیں۔ مزاج زمانہ کو خوب پہچانتے ہیں۔ تمام اعضاء کی طرح زبان کو بھی مطیع عقل رکھتے ہیں۔ دوسرے شیخ ابوالمکارم۔ پہلی تاریخ کی رات اول اردی بہشت چودھویں سال جلوس مطابق شب دو شنبہ تئیسویں شوال سن نو سو چھہتر ہجری کو پیدا ہوئے۔ اگرچہ کسی قدر شورش و ہنگامہ میں بڑا مگر پدر بزرگوار کا نفس مؤثر پھر اُن کو راہ راست اور ڈھنگ پر لے آیا۔ اور بہت سے نقلی و نقلی علوم اُس دانائے اسرار عالم ارواح و اجسام (مبارک) کے سامنے تھے۔ اور کچھ یادگار حکمائے متقدمین میر فتح اللہ شیرازی کی شاگردی کر کے سیکھے۔ خدا سے امید ہے کہ سامل مقصود پر کامیاب ہوگا۔ دوسرے شیخ ابوتراب۔ روز رشن (مہر ماہ کی اٹھارھویں تاریخ کا نام اٹھارھویں ماہ بہمن پچیسویں سال جلوس اکبر موافق جمعہ تئیسویں ذی الحجہ سن نو سو اٹھاسی ہجری کو وہ

Marfat.com

پیدا ہوئے۔ اگرچہ وہ میرے مختلف البطن بھائی ہیں۔ لیکن سعادت کے مخزن ہیں اور تحصیل علوم میں مشغول ہیں۔ دوسرے شیخ ابو حامد ان کی ولادت روز خرد اور ہر مہینے کی چھٹی تاریخ، چھٹی ماہ دے اڑتیسویں سال جلوس مطابق دوشنبہ تیسری ربیع الآخر سن ایک ہزار دس ہوئی۔ دوسرے شیخ ابو راشد۔ ان کی پیدائش اسفندارمذ (ہر مہینے کی پانچویں پانچویں ماہ بہمن سن اڑتیس جلوس اکبر مطابق یوم دوشنبہ پہلی جمادی الاولیٰ ۱۰۰۲ھ میں ہوئی یہ دو ثمر نورسیدۂ سعادت اگرچہ لونڈی کے پیٹ سے ہیں۔ لیکن آثار اصالت کے ان کی پیشانی سے نمایاں ہیں۔ اُس پیر نورانی مبارک نے ان کے پیدا ہونے کی خبر دے کر نام بھی کہہ دیا تھا۔ اور خود ان کے پیدا ہونے سے پہلے مر گئے تھے۔ امید کہ مُبارک کے انفاس گرامی کے بدولت دولت مال و علم مصاحب و ہمنشین (دولت ہمنشین نیک کی نصیب ہو) ہر دو ہو۔ تاکہ رنگا رنگ کی بھلائیاں مجتمع ہو سکیں۔ اگرچہ بڑے بھائی فیضی نے مرکر دنیا کو غمگین کر دیا۔ مگر اللہ تعالےٰ سے امید ہے۔ کہ دوسرے درختان ثمردار (برادران ابو الفضل) کو نشاط و کامرانی و سعادت دو جہانی کے ساتھ عمر طویل دے۔ اور خوبی ظاہری و باطنی و دینی و دنیوی سے سربلند کرے۔ (۲۵) پچیسویں تعلق مناکحت خاندان باحیا و عفت میں ہوا۔ اور دو دودمانِ علم و خاندان بصیرت سے اعتبار و عزت میں اضافہ ہو گیا۔ اور خانۂ ظاہر کو رونق اور نفس مائل بکجی کے لئے روک تھام (مہار) پیدا ہو گئی۔ (ورنہ ممکن تھا۔ کہ بدافعالی سرزد ہوتی)۔ اور ہندی و ایرانی و کشمیری تین بیویاں باعث نشاط خاطر ہوئیں)۔

صفحہ ۱۲۸۔ صفحہ ۳۴۷

(۲۶) چھبیسویں گرامی فرزند سعادت اختر ملا۔ اُس کی ولادت اٹھارھویں ماہ ہوئی۔ سولہ سن جلوس مطابق شب دوشنبہ بارھویں شعبان نوسو اونتاسی میں ہوئی۔ مبارک نے اُس کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ اگرچہ ہندوستانی نژاد ہے۔ مگر مسنک یونانی (حکیمانہ) رکھتا ہے۔ اور تحصیل علم کر رہا ہے۔ اور زمانہ کے نفع و نقصان (پولٹیکل امور) سے خوب واقف ہے۔ اور نیک بختی کے علامات اُس کی پیشانی (بشرہ) سے پیدا ہیں۔ خدیو والا تبار اکبر نے اُسے اپنے کو کون (اولاد مرضعہ۔ رضاعی بھائیوں) میں شامل کر دیا۔ (۲۷) ستائیسویں ماہ مرداد (بھادوں) سن چھتیس جلوس اکبر مطابق جمعہ تیسری ذیقعدہ سن نوسو ننانوے ہجری کی انتیسری

Marfat.com

رات اور ساعت سعید میں فرزند نیک اختر (عبدالرحمٰن کا بیٹا اور ابوالفضل کا پوتا) پیدا ہوا۔ اور عنایت الٰہی نے منہ دکھایا۔ اکبر نے اُس نونہال سرالبستان سعادت کا نام بشوتن رکھا۔ امید ہے کہ بڑے بڑے کمالات دینی و دنیوی پر کامیاب ہوگا۔ اور دائمی سعادت سے نشاط اندوز ہوگا (۲۸) اٹھائیسویں۔ کتب اخلاق کے مطالعہ کی دوستی و شغف۔ (۲۹) انتیسویں حقیقت نفس ناطقہ سے واقف ہونا۔ مدت ہائے دراز سے مبادیات علمی و اشراقی (کشفی) کے وسیلہ سے خواہان اسباب کا تھا۔ اور ان دونوں روش بیانی و عبانی کے صاحب دلوں سے بہت کچھ اختلاط رہا۔ اور دلائل وجدانی و عینی و کسبی و فکری و عقلی دیکھنے میں آئے۔ مگر کسی سے راہ شبہ بند نہ ہوئی۔ اور دل کو تسکین نہ ہوئی مگر قدرت نے میری خوش اعتقادی کی برکت سے اس عقدہ کو حل کر دیا۔ اور دل جم گیا۔ کہ نفس ناطقہ ایک لطیفہ ربانی ہے۔ علاوہ بدن جس کو تعلق خاص اس جسم عنصری سے ہے (۳۰) تیسویں نعمت یہ ہے کہ پارسائی ذات کی وجہ سے شان و شوکت امراء و شاہان دنیا مجھے حق گوئی سے روک نہ سکی۔ اور میرے علم و حکمت کی راہزن نہ ہوئی۔ اور نقصان مالی و جانی و آبروئی بھی میرے اس ارادہ حق گوئی میں تفرقہ نہ ڈال سکا۔ اور میرے سلوک نرم نے نشو و نما کا کام دیا (۳۱) اکتیسویں دنیا کی اعتباری چیزوں کی طرف دل کی بے رغبتی (۳۲) بتیسویں توفیق لکھنے اس گرامی نامہ (اکبر نامہ) کی اگرچہ ابتداد آغاز اس کتاب الٰہی (اکبر) کا تعریف خداوند تعالےٰ ہے جس کو اقبال روز افزوں شاہی کی زبان کہہ رہا ہے۔ (می سراید) یا میسر ہوئی۔ ہے۔ (میسر آمد) اور حصول نعمت کا شکر زبان قلم سے ادا کر رہا ہے۔ لیکن اکبر نامہ ہر طرح کے علم و حکمت کا سرچشمہ ہے اور ہزارہا علم کی وہ کان ہے۔ کارکن اہل جد کے لئے ہدایت و رہبری اور بیہودہ بکنے والے مذاق اُڑانے والوں کے لئے کبھی اُس سے بہرہ دائی ہے۔ طفل مشرب سرمایہ نشاط اور نادان اسباب رعونت و غرور۔ اور بڈھے تجربہ ہائے زمانہ ایک جگہ اکٹھا پائینگے اور روپیہ پیسہ دینے والے (سخی) قانون سخاوت اُس سے سیکھتے ہیں۔ بصیرت کے موتیوں کے تولنے کی جگہ تر و تازہ آزادی کی گھاس کی بنی ہوئی زمین ٭

صفحہ ۱۲۸ تا صفحہ ۳۴۸

صبح سعادت کا وزیں (بھاری)، حصہ: ہنر کا کارخانہ۔ آفرینش کے معنیوں کا گہرا سمندر

Marfat.com

عالم و حاکم نیک ذات اس سے قانون سیکھتے ہیں اور دینداران جویائے حق نامۂ اعمال کی اس کے ذریعہ سے حفاظت کر کے عشرت اندوز ہوتے ہیں۔ ہر مال کے تاجر نفع حاصل کرنے کا قانون اس سے اخذ کرتے ہیں۔ اور جاں نثاران میدان پہلوانی و سپہ گری ہمت و جرأت سیکھنے کی تختی اسی سے پڑھتے ہیں۔ مرتاضان دانا نیکوکاری کا قانون اس سے حاصل کرتے ہیں۔ مخلصان اقبال مند اُس سے بے منتہی ذخیرے اور خزانے جمع کرتے ہیں۔ اور سیر گاہ حقیقت میں آرام لینے والے اُس کی مدد سے کامیاب خواہش ہوتے ہیں۔ مثنوی

لکھی ایک میں نے یہ نادر کتاب — کہ ہوں اس سے ہر علم پر کامیاب
کہا ایسے اس نامۂ نغز کو — کہ پڑھ کر اسے ہو جلا مغز کو

اس نعمتہائے رنگارنگ سے یہ نوید آرہی ہے۔ اور دل سامعہ افروز ہوتا ہے۔ کہ انجام کار بھلائی پر ہوگا۔ اور سعادت دائمی معین ہوگی۔ اگرچہ مبارک کا بیٹا ابوالفضل فی الحال محل اضداد اور نصیحت نامۂ اہل جہان ہو رہا ہے اور محبت و کینہ کا ہنگامہ اُس کی وجہ سے ہیجان میں ہے۔ خدا پرستان حقیقت جو اُسے موحد کامل جانتے ہیں اور یکتا بندہ خدائے بے نظیر کا کہتے ہیں۔ اور پہلوانان میدان شجاعت اس کا نام عالی ہمت رکھتے ہیں۔ اور دشمن ہستی کے یکتا لوگوں میں سے اُسے خیال کرتے ہیں اور بادشاہ اُس کو ہمیشہ ابوالعقلا کہتے ہیں۔ اور اس فطرت و دانائی کے خاندان عالی کے برگزیدہ آدمیوں میں سے جانتے ہیں۔ اور عام لوگوں کے دفتروں میں کہ جو آشوب خانہ بے تمیزی ہے کچھ تو بندۂ دنیا ہونے سے نسبت دیتے ہیں۔ اور اس بھنور کے ڈوبے ہوؤں میں سے خیال کرتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ منہمکان کفر و الحاد سے سمجھتے ہیں اور ندامت و ندامت کی انجمنیں بناتے ہیں۔ فرد

واقع ہوئے ہیں قصۂ اعجوبہ بے شمار
حیراں ہوں لکھوں جو میں دو تین حرف بھی

خدا کا شکر ہے کہ ان مراتب کی وجہ سے تماشائے نادرہ کاری زمانہ سے متجاوز نہیں ہوتا ہے۔ اور مذمت کرنے والے اور مدح کرنے والوں کی خیر اندیشی سے باہر قدم نہیں رکھتا ہے۔ اور زبان و دل و نفرین و تحسین سے آلودہ نہیں کرتا

Marfat.com

ہے۔ مثنوی :۔

شناسا کا گر مغز اچھا ہؤا — تو پہچان لیگا وہ کھونٹا کھرا
ہُنر کا ہے صاحب ہُنر سے ظہور — مہ و مہر سے جیسے پیدا ہو نور

نوٹ :۔ اس کے بعد فرہنگ الفاظ مشکلہ و تصحیح اغلاط طبع اصل کتاب و سوانح عمری ابوالفضل اور اُن کے کلام پر نقد و تبصرہ لکھنا باقی ہے۔ چونکہ اس وقت بہت کام سر پر آپڑا ہے۔ اس لئے ان چیزوں کو دوسرے وقت پر محول کرتا ہوں۔ وَمِنَ اللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ؛

سیّد اولاد حسین شاداں بلگرامی

Marfat.com

Marfat.com

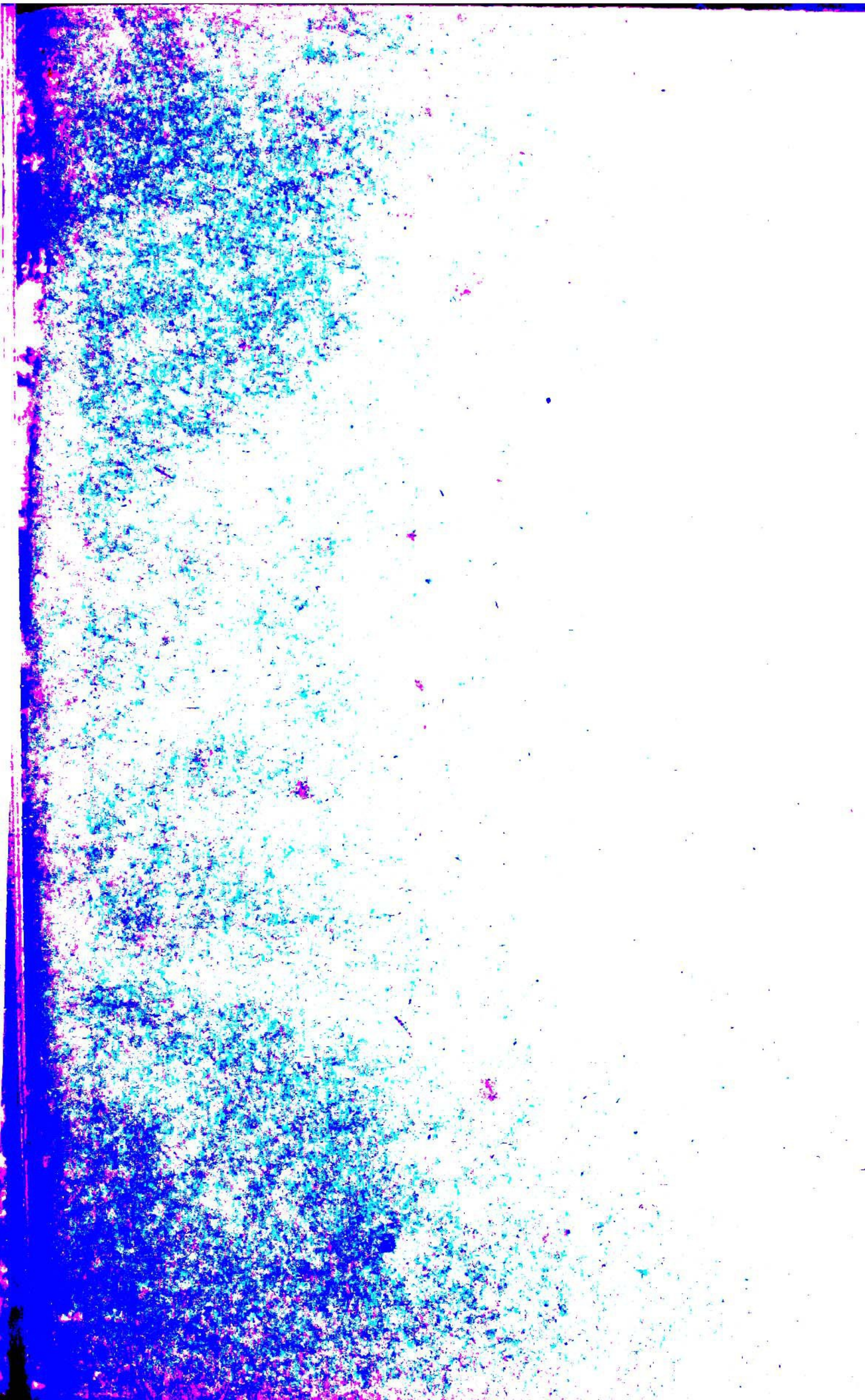

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور باہتمام حافظ محمد عالم چھپا۔ قیمت دو روپے

Marfat.com

هُوَ الْجَمِیْل

کشف الابہام

فی ترجمہ

مکاتیبِ علاء

دفتر اوّل

از

جناب شیخ وجاہت حسین صاحب عندلیب شادانی (منشی فاضل) رامپوری

مع فرہنگ

از مولانا سیّد اولاد حسین صاحب شاداں بلگرامی

شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

قیمت عہ

Marfat.com

Marfat.com

هُوَالْجَلِیْلُ

کشف الابہام

فی ترجمہ

مکتوباتِ علّام

دفتر اوّل

از

جناب شیخ وجاہت حسین صاحب عندلیب شادانی منشی فاضل رامپوری

مع فرہنگ

از مولانا سیّد اولاد حسین صاحب شادان بلگرامی

جسے

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

نے

طبع ششم سنہ ۱۹۴۹ء میں قیمت ۸ر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں چھپوایا۔

Marfat.com

معنون

اظہار اختصاص ارادت اور ادائے فرض تلمّذ کے طور پر
حُسنِ قبول کی آرزو میں غایت ادب کے ساتھ میں اپنی اس ناچیز
سعی کو فاضل جلیل۔عام نبیل۔مخدوم الانامی۔حضرت مولائی
عالیجناب حکمت مآب پروفیسر سیّد اولاد حسین صاحب شاداں
بلگرامی مدظلہ السامی کے نام نامی سے معنون کرتا ہُوں ؎

ایں ہدیۂ ناچیز گر افتد قبولِ خاطرش
باشد عزیز مفتخر نازم نصیب خویش را

(عندلیب)

خاک نشین عندلیب شادانی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

طرح طرح کی تعریف خاص اس حاکم عادل کو (سزاوار ہے) جس نے اپنی عنایت کے کارخانہ سے وجودِ بشر کو لباسِ حیات پہنایا۔ اور کوچۂ گمراہی کے تاریک دلوں کی راہ میں ہدایت کا چراغ روشن کیا۔ رُباعی

زبان سے نام جو اُس کا میں لوں حماقت ہے
دہن سے وصف جو اُس کا کروں حماقت ہے
غرضکہ حمد و ثنا جانتا تو ہوں کہنا
پہ سچ یہ ہے کہ جو یہ بھی کہوں حماقت ہے

(یعنی جب پیغمبر صلعم نے لا احصی الخ کے ساتھ اختصائے ثناء کا اقرار کیا تو پھر میں بندۂ عاجز و ناچیز اگر محض اس کا نام زبان سے جو ایک عضوِ ضعیف ہے اور اسکی کوئی صفت دہن سے جو کثیف ہے ادا کرنے کا ارادہ کروں تو عند العقل میری کمال بے دانشی ثابت ہوگی۔ اس لیے کہ میں حمد و ثناء کا حق ادا کرنا تو کجا اپنی بے لیاقتی کے باعث اتنے کے قابل بھی نہیں ہوں پہلے شعر سے چونکہ یہ مطلب نکلتا ہے کہ اس کا نام لینا اور وصف کرنا بے خردی ہے۔ حالانکہ اس کا ترک کرنا اسلام سے بعید ہے اس بنا پر اس کی تلافی کرکے کہتا ہے کہ حق یہ ہے۔ کہ یوں کہنے کو تو میں جانتا ہوں کیونکہ لوازم ایمان میں سے ہے۔ مگر انصاف یہ ہے۔ کہ میرا یہ کہنا بھی کہ "یوں کہنے کو تو کہنا جانتا ہوں" نادانی ہے اس لیے کہ ذرا سا امر خیر بھی بدوں توفیق الٰہی بندہ سے ممکن نہیں پھر یہ ادعا کیسا اور بہت بہت ثنا وصف خاص اس شمع رسالت (یعنی محمد صلعم) کو شایان ہے، جس نے یقین و خرد کی محفل کے سربلندوں (یعنی شریعت ظاہری کے پیروں) کو ایمان کی روشنی اور دین کا نور بخشا اور معرفت و کمال کے میدانِ جنگ کے جانبازوں (یعنی صاحبانِ علم باطنی) کو اپنے جمال جہاں آرا کا پروانہ بنایا۔ رباعی

فخرِ انسان سرورِ کائنات خداوند جلیل
قربِ حق سے آپ کے حیرت زدہ ہیں جبرئیل
سُرمۂ چشمِ سلیماں خاک اُن کے پاؤں کی
کوڑا انکے گھر کا ہے تاجِ سکندر کا عدیل

Marfat.com

مشکل پسند دانشمندوں اور بلند مرتبہ دُور بینوں پر پوشیدہ نہ رہے۔ کہ جب زمانہ کی زنگارنگی اور دُنیا کی نیرنگی سے عظمت وجلالت کی بارگاہ کے تخت نشین اور علم یقین (یقین کی اقسام ثلاثہ میں سے ایک قسم ہے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات وصفات کا یقین اس درجہ راسخ ہو کہ کسی کے شک ڈالنے سے اس میں کسی طرح کا فرق نہ آئے) کی شاہراہ کے مسافر۔ **قطعہ**

عالم عامل وعلامۂ عصر — عارفِ کامل وفیاضِ زماں
آصفِ عہد وفلاطونِ زمن — شیخ ابوالفضل وزیر خاقاں

آصف حضرت سلیمان کے وزیر کا نام ہے جنہوں نے بلقیس کا تخت دو ماہہ راہ سے چشم زدن میں منگوا دیا تھا۔ خاقان دراصل اگرچہ چین و ترکستان کے ہر بادشاہ کا لقب ہے مگر مطلق بادشاہ کے معنی میں بھی آتا ہے اور یہاں مراد اکبر بادشاہ۔ ابوالفضل کی شہادت کے واقعہ نے اہل عالم کے ہوش اُڑا دئے۔ اور تیغ قضا نے اس برگزیدۂ جہان وجہانیاں کی زندگی کو قطع کر دیا واضح ہو کہ اس عبارت میں لفظ تیغ سے اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ابوالفضل کی شہادت تلوار سے واقع ہوئی تھی۔ جل کر ڈوب کر یا زہر سے ہلاک نہیں ہوا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ فتح دکن کے بعد اکبر کی طلبی پر بہت قلیل جماعت کے ساتھ یلغار کرتا چلا آتا تھا۔ راستہ میں شہزادہ سلیم کے ایما سے بندھیل کھنڈ کے ایک راجہ مسمی نرسنگھ دیو نے اُسے قتل کر ڈالا، تو اہل زمانہ کی نظر میں دنیا اندھیر ہو گئی۔ اور قبائے حیات صاحبانِ وطن کے جسم پر تنگ۔ **بیت**

بہت مرنے پہ اسکے بادشہ نے اشکباری کی — فلاطوں چل بسا دنیا سے اسکندر نے زاری کی

فضل وکمال کی مسند کے اُس صدر نشین کے مکاتبات جو کہ قضا وقدر کا مرقع تصاویر اور مراتب کمال کا دستور العمل ہیں منتشر پڑے ہوئے تھے۔ میں کہ میرا نام عبدالصمد بن افضل محمد ہے اور اہل ارسطوئے سکندر منش کی نظر بلند میں بھا نجا ہونیکے علاوہ نسبتِ فرزندی (مراد دامادی) بھی رکھتا تھا۔ اور ان کا شاگرد بھی تھا۔ اس گلدستہ دانش کو اپنے لئے حصولِ سعادت کا بہترین ذریعہ سمجھ کر اسکے فراہم کرنیکے لئے مستعد ہوا اور اُسکے مرتب کرنے میں مصروف اگرچہ مجھ ہیچمدان کی کیا مجال کہ ماہتاب کے جسم کے لیے کتان کا لباس بناؤں بہشت کو کنیر کے پھولوں سے آراستہ کروں آفتاب کو مشعل سے روشنی بخشوں اور چاند کو آئینہ سے زینت دُوں لیکن میں نے ان پردہ نشینان خیال (یعنی مضامین ومعانی خیال) اور دوشیزگان فکر میں انتہائے خوبروئی اور نمکینی کے سبب اس سے زیادہ پوشیدگی کی تاب نہ دیکھی لہذا چاہا کہ سخنوروں اور سخن کے طالبوں کو ان کے جمال جہان آرا کا

Marfat.com

جلوہ دکھاؤں اور اس حسین دلہن اور خود آرا نازنیں کا بناؤ سنگار کر کے سخن فہموں کے روبرو کروں ناچار میں نے نہایت کوشش و تلاش سے ہر جگہ سے فقرہ فقرہ بہم پہنچایا اور اس کو لکھ کر دگویا، ہاتھوں کو مہندی لگائی۔ اور چشم نکتہ بین کو جو معنوی دلہنوں کے دیدار کی عادی ہے۔ بہت کچھ روشنی بخشی اور ہر ایک کے عنوان کو اپنی معلومات کے موافق لکھ تین قسمیں کیں اول وہ خطوط اور فرمان جو انہوں نے حضرت شاہنشاہ کی زبان سے ایران و توران کے بادشاہوں اور بلند مرتبہ امرا کے نام قلم معنی سنج سے تحریر فرما ہیں۔ دوسرے وہ عرضیاں اور خط جو اپنی طرف سے حضرت سلطانِ عالم اور امرائے ذیحشم کو لکھتے ہیں تیسرے وہ خطبے اور خاتمے اور کتابوں۔ بیاضوں اور نثروں وغیرہ کا انتخاب جو بعض مقاصد کے لیے احاطۂ تحریر میں لائے ہیں۔ سب کو تھوڑی سی مدت میں مرتب کر لیا اور بہت کچھ بہرہ اندوز ہوا۔ اور اس کے خاتمہ کی تاریخ عدم سے عالمِ وجود میں اس طرح جلوہ گر کی اور دل کے تہ خانے سے ظہور کی بلندی پر یوں لایا۔ رباعی

علمِ ادب اس کتاب سے نامی ہے　　موجِ دریائے طبعِ فہامی ہے
اچھی ساعت میں اُسنے پایا انجام　　تاریخ "مکاتبات علامی" ہے

(فہامی و علامی میں بقاعدہ عربی یائے مبالغہ ہے یائے متکلم بھی کہہ سکتے ہیں۔ اللہ اللہ یہ کس بلا کی ہوش افزا نازنینیں ہیں۔ جو حضور کے تخت پر جلوہ فرمانے کے لیے آمادہ اور دلفریبی کے لیے تیار ہیں۔ لیکن بلند نظر کو چاہیئے۔ کہ اُن کے نظارہ سے دل کو جو عالمِ قدس کی پردہ نشینوں کا خلوتکدہ ہے نورانی لباس پہنائے اور آنکھ پر جو کہ قصرِ دماغ کی روشندان ہے۔ زنگین پر تو ڈالے۔ اُمید کہ گلستانِ خرد کے یہ نو دمیدہ پودے اور چمنستانِ بصیرت کے نونہال انصاف کی سدا بہار میں پرورش پاکر ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیں۔

سلطان عالم حق جو عدالت پسند کوہ شکوہ آفتاب فلک ظلِّ الٰہی۔ گوہر معدن شاہنشاہی جلال الدین محمد اکبر بادشاہِ غازی کا نامہ عبداللہ خاں ازبک والیٔ توران کے نام پاکیزہ بنیاد شکر اس خالق کو سزاوار ہے۔ جسنے رنگا رنگِ عالم کو اتنی کچھ انواع و اقسام کے ساتھ جن سے اُس کی علمیہ صورتیں (صوفیہ کے نزدیک جو کچھ وجود میں آیا اور آئیگا۔ یہ سب صورتیں ہیں جو کُل کی کُل خدا کے علم میں تھیں۔ مراد ہیں) قدرت خالقیت کے زور سے باطن کے تہ خانہ سے ظاہر کی بارگاہ میں لاکر مخلوق کے گروہوں کو کبھی تو باطنی فرمانروائوں کے زیرِ حکومت جن سے نبیوں اور رسولوں کی پاک ذاتیں مراد ہیں (وحدتِ ارادی اپنے ارادہ اور رغبت سے ایک جماعت کثیر کا یکدل ہو جانا جسطرح کہ کسی ایک نبی پر ایمان لانے والوں میں باہم ارتباط ہوتا ہے۔ اور

Marfat.com

اسمیں جبر و اکراہ کو دخل نہیں ہوتا) میں منسلک کر کے منظم اور مرتب فرمایا اور کبھی ظاہری بادشاہوں کے جلال کی ہیبت میں جو عظمت الٰہی کے بارگاہ کے ستون ہیں مربوط کر کے وحدتِ قہری (یعنی مردم کثیر کا کسی کے قہر و غلبہ سے یکدل و متفق ہو جانا جس طرح کہ کسی بادشاہ کے ملازمین میں بادشاہ کے حکم سے بظاہر اتفاق ہوتا ہے لیکن باطن میں ایک دوسرے سے متحد نہیں ہوتے) سے عالم ظاہری کے انتظام کو زینت بخشی۔ پس شاہراہ مقصود کے قافلہ سالار نیکی روح پر بہت بہت آفریں ہو۔ کہ جو باطنی منزلوں کے طے کرنیوالوں (اہلِ طریقت) اور ظاہری طریقوں کے عبادتگذاروں (اہلِ شریعت) کو گمراہی کے بیابان اور اختلاف کے صحرا سے ہدایت اور باہمی الفت کے دارالملک میں لاکر ستودہ زندگانی اور نیک انجام کے ساتھ بقا کے خلوتخانہ میں تشریف لیگئے ہیں اور عالم بالا کی بہت سی تائیدیں اور آسمانی توفیقیں ان عالی گوہر بزرگوں (یعنی بادشاہوں) کے شامل حال ہوں کہ جو زمانہ حال کو فتنوں کی شورش اور زمانہ کے حادثوں کے آشوب سے محفوظ رکھ کر اپنی تمامی ہمت بلند کو اس معاملہ میں صرف کرتے ہیں۔ کہ عامہ خلائق کو خواہ وہ موافق ہوں یا مخالف (یعنی دوست ہوں یا دشمن یا ہم مذہب ہوں یا غیر مذہب) امن امان کے وسیع میدان میں رکھ کر عالم ظاہر کے ویرانہ کی آبادی میں کوشش کریں۔ غایت مسرت اور انتہائے خوشی کے وقت جبکہ زمانہ مسعود اور ہمارا دل مسرور تھا۔ نزہت آباد کابل میں اس مکتوب اخلاص و خلوص اور نامہ دوستی و یگانگت کے مطالعہ اور ملاحظہ سے ہم مسرور اور محظوظ ہوئے جو کہ یکجہتی کے نگارستان کا مرقع تھا اور دوستی و محبت کی غنچوں کی سی مہک اور انبساط و سرور کی فرحت بخش خوشبو سے جو کہ اس (مکتوب) کے الفاظ و عبارات کے چمنوں کے پھولوں اور اسکے مضامین و معانی کے گلونکی ہے۔ فیض کی خوشبوئیں ہوئے دماغ نے تازہ فرحت حاصل کی اور ضمیر کے فردوس کی سی شگفتگی رکھنے والے مشام (دماغ) نے بے انتہا تازگی پائی۔ قدیمی محبت و یگانگت کا چمن سرسبز ہوا اور قلبی اتحاد و خلوص کی بنیاد مستحکم۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ پسندیدہ خصلت جو فی نفسہ روحانی ملاقات اور زبانی گفتگو ہے۔ دل مشتاق کی مسرت بڑھانیوالی اور قلب صاف کا انبساط زیادہ کرنیوالی یہی ہو سکتی ہے اور اسی کو ظاہری یکجائی اور مل بیٹھنے کا عوض بے بدل شمار کیا جا سکتا ہے اور دوستی کی خوشبو دینے والے قلم سے یہ جو تحریر فرمایا تھا۔ کہ صلح کی بنیادوں کے استحکام اور یکجہتی کے چشموں کی صفائی میں دونوں طرف سے کوشش کی جائے اور ہندوکوہ درمیان میں رہے (تو اس تجویز نے) پسندیدگی کے منظر پر جلوہ دکھایا۔ ظاہر ہے کہ (عقلائے دہر نے) دنیا میں کسی شے کو دوستی اور یکجہتی سے بڑھ کر نہیں

Marfat.com

بتلایا۔ اس لیئے کہ دُنیا کا سارا انتظام اسی سے وابستہ و متعلق ہے۔ اور جب کہ یہ معاملہ بادشاہوں کے گروہ میں ظہور پذیر ہو۔ جو کہ عظمت و جلال الٰہی کی بارگاہ کے ستون ہیں۔ تب تو دونوں جہاں کی برکتیں اور خوبیاں اُس کا نتیجہ ہونگی اور ہزار جانیں اور ہزار قسم کے جاندار عافیت کے گھواروں میں آرام پائیں گے۔ مصالحت کے مراسم اور دوستی کے لوازمات کے اظہار میں پہل تو ہماری ہی طرف سے ہونا چاہیئے تھی۔ کیونکہ ہماری عدالت آمیز ہمت بالکلیہ سعادت کی صبح کے نمودار ہونے کی ابتدا ہی سے اگلے حکمرانوں کے برعکس بنی آدم کے مختلف گروہوں کے ساتھ ہمیشہ اُلفت و محبت کے راستہ پر رہی ہے۔ اور جبکہ اس معاملہ کی ابتدا اس عالی مرتبہ کی طرف سے ہُوئی ہو۔ پھر تو اس نسبت کی نگہداشت اور اس تعلق کی رعایت ہماری ہمت کے ذمہ بدرجہ اولیٰ لازم ہے۔ ان دنوں جبکہ ایران کے بادشاہ نے اگلے تعلقات اور پچھلے حقوقِ دوستی کو مدنظر رکھتے ہوئے یادگار سلطان شاہ کو بھیج کر امداد طلب کی تھی۔ درجۂ قبولیت پر نہ پہنچی اور شاہرخ مرزا کی بھی یہ خواہش تھی۔ کہ کابل کشمیر۔ سوات۔ بجور۔ اور تیراہ میں جو کہ ولایت سرد سیر و زمین نمناک جو بالیدگی زراعات کیلئے بارش کی محتاج نہ ہو) میں سے ہے۔ اس کو جاگیر مل جائے۔ آپ کے قرب و جوار کا لحاظ کرتے ہُوئے اس کی درخواست قبول نہ ہوئی۔ بلکہ صوبہ مالوہ میں ہم نے اس کو جاگیر دیدی اور قندھار کے میرزایوں کو بھی درگاہ والا میں طلب کر کے اس ملک کی حفاظت جو کہ پہلے ہی سے ممالکِ محروسہ میں داخل ہے اپنے قدیمی ملازموں کے سپرد کر دی تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ توران کے لشکر اُن حدود کو ایرانی علاقہ تصور کر کے چڑھائی کر دیں اور ان والا شان کی ولایت اور ہمارے ممالکِ محروسہ کے درمیان بھی خلل عظیم واقع ہو اور نیز ایک بدسرشت گنڈے نے بدخشاں کے پہاڑوں میں فتنہ و فساد برپا کیا اور اس بات کا دعویدار ہُوا۔ کہ میں شاہرخ مرزا کا بیٹا ہوں اُن اطراف کے زمیندار بھی اُس سے مِل گئے۔ اگرچہ اُس نے بہت کچھ عرضیاں وغیرہ بھیجکر امداد طلب کی لیکن ہم نے اس کی طرف التفات نہ کی۔ حتّٰی کہ وہ تباہ و برباد ہو گیا اس بنا پر کہ بات کا پاس ہماری ہمت والا کے لیئے لابدی ہے۔ چونکہ شروع ہی سے صلح کی گفتگو درمیان میں آگئی۔ دِل یہ چاہتا ہے۔ کہ یہ معاملہ اس طرح انجام پائے جو خدا کے برگزیدہ بندوں (سلاطین) کے شایاں ہو۔ فی الحقیقت اگر اُن دِل آویز باتوں کی اس طرح تحقیق ہو جائے جس طرح کہ قاصد کے بیان اور نامہ کے مضمون سے ظاہر ہے تب تو کیا ہی کہنا ورنہ ایک جگہ مقرر کر لی جائے تاکہ اُس معین مقام پر بزمِ اتحاد آراستہ ہو اور بے واسطہ غیرے صاف صاف بیان اور سچے

Marfat.com

پہنچے معاملہ سے دینی و دُنیوی مقاصد اور ظاہری و باطنی مطالب طے ہوجائیں بگوشِ اقدس میں یہ خبر پہنچی کہ مگس سرشتوں کے ایک گروہ نے حدودِ پنجاب میں ہماری موجودگی کو اپنی سخن سازی کا وسیلہ بنا کر وُہ بات بیان کی ہے۔ جو آئین دوستی کے سراسر خلاف ہے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ دِل کے خلوت خانہ میں جس بات کا وجود نہ ہو۔ وہ زبان پر آجائے۔ اور تحریر و تقریر کے ذریعے جو کچھ طے پا جائے۔ اس کے برعکس عمل میں آئے باوجودیکہ اس ملک کی آب و ہوا اور سیر و شکار ہمیں بھایا تھا۔ لیکن اب دِل میں یہ بات آتی ہے کہ دارالخلافت آگرہ کی طرف کوچ کریں۔ تاکہ بیہودہ گویوں کی زبان بند ہوجائے اور یہ جو آپنے تحریر فرمایا تھا کہ شاہرخ مرزا کی طرف سے دِل میں وُہی غبار موجود ہے کچھ سمجھ میں نہ آیا اسلیئے کہ بلند مرتبہ حکمرانوں کے پاکیزہ دِلوں میں جو نورِ الٰہی کا مطلع اور برگزیدہ و پاکیزہ اطوار کا مظہر ہیں۔ جب اپنے ہمسروں اور ہم مرتبہ لوگوں کی کدورت قائم اور نقش پذیر نہیں ہوتی ہے۔ تو پھر بھلا عوام کی کدورت اُن دِلوں میں کس طرح جاگزین ہوسکتی ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ اس کا سبب کمسنی اور نادانی ہو عفو و درگذر کے آب صاف سے کیوں نہ دُھل جائے۔ اور وہ اس خودرائی کے عوض جو اُس والا نژاد کی جناب میں اسکی خطاؤں کا سبب بنی صحرائے غربت میں مارا مارا پھرا جبکہ اپنی جانب سے پنا چاہی تو چونکہ اُسکی حالت کی پیشانی سے شرمندگی کے آثار نمایاں تھے اس لیئے اس کو صاف کردیا گیا اور کنایتاً اس امر کا جو اظہار کیا گیا تھا کہ محمد حکیم مرزا کے بیٹوں اور شاہرخ مرزا کا ہمارے آستانہ دولت پر التجا کرنا اُس خلاصۂ خاندان بزرگی و بلند قدری (یعنی آپ) کی محبت (یعنی دشمنی) کے آثار میں سے ہے تو ہم سے ان خاص نسبت رکھنے والوں کا ہمارے یہاں حاضر ہوجانا اس امر (آپ کی مخالفت) پر کیونکر محمول ہوسکتا ہے اور محبت دیگانگی کے تقاضا سے آپنے قلم محبت سے اپنی فتوحات کی جو تفصیل تحریر فرمائی تھی اُسکو اس والا گوہر کے حُسن نیت کا نتیجہ خیال کرکے ہم بہت محظوظ ہوئے اور قلم محبت کا وہ نوشتہ جو مولانا حسینی کے ہمراہ پہنچا جس میں تحریر تھا) کہ فرزند عزیز نے کمسنی کے تقاضہ سے چند ایسی خواہشوں کا اظہار کیا ہے جو اس کو زیبا نہیں لہذا فکر ہے کہ کہیں محبت کے دامن پر گرد نہ بیٹھ گئی ہو۔ اور اسکی معذرت خواہی میں آپنے بہت کچھ لکھا تھا۔ واضح ہو کہ عبداللہ خاں کے بیٹے عبدالمومن خان نے اپنے لیئے اکبر کی بیٹی کا پیام دیا تھا۔ اکبر کو پیشتر سے کہ اطلاع مل گئی کہ عبدالمومن خاں نے اس مضمون کا خط ہمارے پاس روانہ کیا ہے چنانچہ بہت ناخوش ہوا اور عبدالمومن خاں کے قاصد کو دریا سے پار ہوتے

باب جانب کے

Marfat.com

وقت غرق کرادیا۔ عبداللہ خاں کو جب اپنے بیٹے کی اس لایعنی حرکت کی خبر ہوئی۔ تو مولانا حسینی کے ہاتھ معذرت نامہ بھیجا۔ اکبر اس کے جواب میں انجان بن کر لکھتا ہے کہ آپ کے بیٹے کا قاصد یہاں پہنچنے سے پیشتر غرق ہو گیا۔ اور ہمیں خط کا مضمون نہ معلوم ہوا، تو صورت واقعہ یہ ہے کہ، قاصد یہاں پہنچنے سے پیشتر راستہ ہی میں دریا میں ڈوب گیا۔ اور خط کا مضمون معلوم نہ ہوا۔ ہماری خاطر گزیں اس واقعہ کے ظہور پذیر ہونے سے متاسف ہوئی۔ سابقہ معرفت کے تعلقات اور نئی محبت کے مراسم کوئی ایسے معمولی طریقہ پر پیوستہ اور مربوط نہیں ہوئے ہیں کہ اگر بالفرض (اس قسم کی) کوئی بات ہو تو دوستی کے دامن پر رنجیدگی کا غبار بیٹھ جائے بیٹوں کو حقیقی باپوں پر تو ایک قسم کا ناز ہوا ہی کرتا ہے خصوصاً آپ جیسے باپ پر لیکن اگر مجازی باپوں کے ساتھ بھی اس قسم کا برتاؤ ہو تو کیا بعید ہے! اس فرزند کی سعادتمندی کا کیا کہنا جو باپ کی رضا جوئی کو مدنظر رکھ کر اس تعلق کی نگہداشت میں کوشش کرتا ہے واضح ہو کہ اس عبارت میں تین تعریفیں ہیں۔ اول یہ کہ تمہارے بیٹے نے حقیقی بہن کو تم سے طلب کیا دوسرے یہ کہ میں اس کا باپ ہوں تیسرے یہ کہ چونکہ اصطلاح میں والا دستگاہ مسخرہ کو کہتے ہیں۔ لہذا والا دستگاہ کہہ کر باقتضائے مقام گویا مسخرہ بھی کہہ دیا۔ اور آخری فقرہ سے نا سعادتمند بھی ثابت کر دیا۔ وہ بزرگ عہد اور شریف پیمان جو کاروان ایلچیوں کے ذریعہ سے یکے بعد دیگرے طے ہوئے ہیں۔ ہماری خاطر حق پسند میں جاگزین و نقش پذیر ہیں! اور اسلام کے طریقہ اور بزرگوں کے دستور میں دوستی اور یکجہتی عامہ کے ستونوں کو برقرار رکھنے کے لیئے جوان مرد حق گزینوں کیواسطے اس کا ۱/۱۰۰ بھی کافی ہے اور یہ جو تحریر تھا۔ کہ بعض حملے احمد علی اتالیق کے آنے پر موقوف ہیں معلوم ہوا اسکے عالم فانی کو الوداع کہنے کی حقیقت تو آپ کے گوش اقدس میں پہنچ ہی گئی ہوگی۔ کہ رخصت کے بعد یہ امر ناگزیر پیش آیا وہ نہایت ہی نیک ذات اور آگاہ دل تھا اگر محفل اقدس میں پہنچتا۔ تو دوستی کے بہت سے راز یکجہتی کے بھید اسکی راست گفتار زبان سے اس والا نژاد کو معلوم ہوتے اور جو ارادہ بھی آپ کے صلاح اندیش دل میں پوشیدہ ہو یا قوت کی کمینگاہوں سے فعل میں لائیے۔ اور جس قسم کی امداد بھی حق گزین طبیعت کے نزدیک تعلقات دوستی کے لیئے لازم ہو تحریر فرمائیے۔ تاکہ اس میں ہماری آکا میاب کوششیں جلوہ نما ہوں۔ الحمدللہ کہ تخت حکومت پر جلوس فرمانے کے شروع سے اب تک کہ قرن ثانی کا دسواں سال (اعنی چالیسواں سال) اور ہنوز اقبال مندی کی صبح کے نمودار ہونے کی ابتدا اور عظمت و جلال کی شگفتگی کا آغاز ہے۔ درگاہ الٰہی کے اس نیازمند کی تمامی

Marfat.com

نیت معدلت بنیاد یہ ہے۔ کہ اپنی غرض کا لحاظ نہ کرتے ہوئے ہمیشہ دُنیا والوں کے نظام و انتظام میں سعی کرے اور اسی عملِ حسن کی برکتوں سے ہندوستان سی وسیع مملکت جو کتنے ہی ذیشان حکمرانوں پر منقسم تھی ہمارے قبضہ اور تصرف میں آگئی اور مخلوق کے گروہ جو ڈھلوان پہاڑوں مضبوط قلعوں اور مشکل مقاموں میں تکبر اور غرور کا سر اطاعت کی زمین پر نہ لاکر مخالفت کا طریقہ اختیار کیا کرتے تھے۔ ہماری نیت کی درستی کے اقتضا سے اب فرمانبرداری اور عقیدتمندی کی راہ پر چلتے ہیں اور اوضاع و اطوار کے اختلاف کے باوجود لوگوں میں باہمی ارتباط و اتحاد پیدا ہوگیا۔ درستی نیت راستی گفتار اور حسن اعمال کے نتائج سے دِل آویز گفتگو جب اس درجہ پر پہنچی۔ تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کچھ تھوڑی سی نعمتوں کا ذکر کرکے اسکی حمد و ثنا بجا لاکر بزمِ استحاد کو پُر مسرت بنائے قلب کے آئینہ پر جو عالمِ قدسی کے انوار کا نقش پذیر ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ ان ایام میں جبکہ ہمارا لشکر ممالک پنجاب کی طرف وارد ہوا تو گو ابتداءً تو اُن اطراف میں صرف سیر و شکار ہی کا خیال تھا۔ لیکن کشمیر کی ولایت دلکشا و کہ اب تک اس سرزمین میں زمانہ کے فرمانرواؤں کے قدم نہیں پہنچے تھے اور جو استواری و رنگینی میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتی اور تازگی اور لطافت میں باریک بینوں کے نزدیک ضرب المثل ہے اس کا تسخیر کرنا بھی مدنظر تھا۔ اس لیے کہ اس ملک کے حاکموں کا ظلم ہمیشہ ہمارے گوش اقدس میں پہنچتا رہتا تھا۔ توفیق الٰہی سے ہمارے جنگجو سپاہی اور بہادر غازی تھوڑی ہی مدت میں اُس پر قابض و متصرف ہوگئے۔ اگرچہ وہاں کے حاکموں نے جنگ و جدل میں کوئی کوتاہی نہ کی لیکن چونکہ ہماری معدلت بنیاد نیت محض نیکی پر تھی۔ لہذا نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ فتح ہوگیا۔ اور اس مبارک سرزمین میں پہنچکر جو اللہ تعالیٰ کی جدید نعمتوں میں سے تھی۔ ہم ربِّ قدیر کا شکر بجا لائے۔ اور چونکہ کابل کی سیر و شکار اور اس عشرت سرا کی گلگشت پسند خاطر تھی۔ کشمیر اور تبت کے کوہستان تک سیر کی اور عبرت کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کی صفتوں کے اُس نگارستان کے عجائبات کا نظارہ کرکے ولایت پنگلی و دمتور کی راہ سے کہ پہاڑوں کی کثرت اور برفستانوں اور غاروں کی بہتات سے جس کی یہ حالت ہے کہ آسمان کی سیر کرنے والی فکروں اور بلندی پر پہنچنے والے وہموں کا اُن خوفناک راستوں سے گزرنا دشوار ہے ہم یکہ و تنہا کابل کے دلچسپ میدان میں پہنچے اور یہ ہماری خاطر حق پرست کے مدنظر تھی۔ کہ ٹھٹھہ جو ہماری مملکت روزافزوں کی غربی جانب سمندر کے ساحل پر واقع ہے وہاں کے حاکم کو جو اُس سرزمین کے عاجزوں پر منصفانہ حکومت نہیں کرتا ہے۔ اوّل ہوش افزا نصیحتوں سے فرمانبرداری کی شاہراہ

Marfat.com

دکھلائی جائے اور اگر قسمت کی ناموافقت سے وُہ نصیحت سننے والے کان نہ رکھتا ہو تو اس ولایت کو جو کہ نہایت وسیع اور آبادان مملکت ہے۔ کسی فرمانبردار حاکم عادل کے سپرد کر دیا جائے۔ چونکہ خیر اندیش عقل دُور بین آنکھ اور سننے والے کان نہ رکھتا تھا۔ پند و نصیحت کو افسانہ خیال کر کے خودسری کی شراب سے ہوشمندی کے سلسلہ کو توڑ ڈالا۔ لہذا ہم نے ایک شائستہ لشکر اس جانب بھیجا تقریباً دو سال تک اخلاص مند بہادروں نے ہر قسم کی تگ و دو کر کے خشکی اور تری میں طرح طرح کی جنگ کی چونکہ ہماری حق پرست نیت بالکلیہ دنیا والوں کی بہبودی پر تھی ہر جگہ فتح و نصرت اس ارادت کیش گروہ کے مبارک انجام حال کی شریک ہوئی اور اس بناء پر کہ ہمیشہ قاعدہ ہے۔ کہ کوتاہ بین ناعاقبت اندیشوں کا انجام خراب ہوتا ہے۔ وہاں کے حاکم کو شکست ہوئی۔ چونکہ اُس کی ذات میں نیک بختی کا سرمایہ تھا۔ اولیائے دولت کی پناہ میں آگیا اور وُہ تمام وسیع مملکت اور وہاں کے قلعے ممالک محروسہ میں داخل ہو گئے۔ باوجودیکہ اُس نے اتنی جنگ و جدل کی تھی۔ ہماری خدمت میں شرفیاب ہونے کے بعد ہم نے اس کی حالت کی پشیانی سے سعادتمندی کے اثرات محسوس کر کے اُس ملک کو جو ایک زبردست جنگ کے بعد حاصل ہُوا تھا۔ پھر اسی کو بخشدیا اور ہمارے صلاح اندیش ضمیر کے ارادوں میں سے یہ بھی تھا۔ کہ وحشیوں اور چوپایوں کی سی سیرت اور طینت رکھنے والے افغانوں کی سرکوبی کیجائے جو مورو ملخ سے زیادہ تھے اور سواد و بجور اور تیراہ کے مستحکم پہاڑوں میں اپنے مسکن بنا کر ہمیشہ توران کے جانے والے قافلوں کو ستایا کرتے تھے وُہ بھی ہماری عدالت کے اقتضا سے نہایت خوبی کے ساتھ سرانجام پاگیا۔ بہتوں نے تو اپنے گوش ہوش میں ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا حلقہ پہن لیا اور اُن ڈاکوؤں کا ایک گروہ جن کے دماغ میں بغاوت اور سرکشی کا بخار بھرا ہُوا تھا کوہ پیکر ہاتھیوں کے پیروں سے کچل ڈالا گیا اور بہت سے قہر الٰہی کی جلالت کی رسیوں میں گرفتار ہو کر پیچ ڈالے گئے اور ہماری حقیقت بین خاطر کو یہ امر بھی ملحوظ تھا کہ بدنہاد بلوچیوں کی اصلاح و درستی کر دیجائے جو کہ ہمیشہ فرمانبرداری اور سرکشی کی امید و بیم میں رہ کر ایران جانیوالوں کا راستہ روکتے تھے اور ٹوٹکا نام محصول دباج رکھ کر بہت سے بندگانِ خدا کو بے سروسامان کر دیتے تھے۔ سو یہ معاملہ بھی حسب منشا طے ہو گیا۔ اور ضمیر کے آئینہ میں جو دلپذیر صورت پوشیدہ تھی اس سے کہیں بہتر ظہور کے تخت پر جلوہ نما ہوئی۔ اور نیک نیتی کی برکتوں سے باوجودیکہ ہمارے اقبال کے پھریرے پنجاب میں تھے۔ سلطان مظفر گجراتی جو کہ اپنے چالیس ہزار ساتھیوں سمیت خودسری کا دم بھرتا تھا۔ ہمارے

Marfat.com

ظفر مند مجاہدوں کی کوشش سے گرفتار ہو گیا۔ اور اُس ملک کے سارے خود سروں اور سرکشوں نے پناہ مانگ کر خراج دینے کا اقرار کر لیا اور حوادثِ عجیبہ میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ جب وہ ہمارے آستانۂ خلافت پر لایا جا رہا تھا اُس نے خودکشی کر لی واقعی (خدا کی) مصلحت اسی میں تھی۔ اس لیئے کہ ہماری مہر گزین خاطر انسان کے قتل اور بنیادِ الٰہی کے ڈھا دینے سے بہت بچتی ہے۔ ظن غالب یہی ہے۔ کہ جس وقت لوگ اُس کو ہمارے سامنے لاتے تو وہ صحیح وسلامت رہتا اور جنگجو بہادروں کے اہتمام سے سومنات مشہور بہ جوناگڈھ اور سورت کی ساری ولایت جو جنوب رویہ بحیرہ عمان کے ساحل پر واقع ہے۔ قبضہ وتصرف میں آگئی۔ اور نیز نظام الملک کا بھائی برہان الملک جو دکن کی زبردست حکومت کا مالک تھا۔ اور زمانہ کے مصائب سے تنگ آکر ہم سے پناہ کا طالب ہوا تھا۔ جب تک اس ملک کے انصاف اور عدالت کی خبریں ہمارے حق شنو کانوں میں پہنچتی رہیں بڑی بڑی عنایتوں سے اسکو (نظام الملک کو) سرفراز فرما کر ہم نے دکن کی تسخیر کو موقوف رکھا تھا لیکن جب فتنہ وفساد اور رعایا کی ستم رسیدگی کی خبر پہنچی تو ولایت مالوہ اور خاندیش کے حاکم ہمارے حکم پر کاربند ہو کر برہان الممالک کو اس ملک کی حکومت دے کر پلٹ آئے۔ چونکہ وہ کوتاہ حوصلہ تھا اس مردم آزما شراب (حکومت) کی تاب نہ لا کر مختاری کا دعویٰ کرنے لگا۔ اس بنا پر کہ ناشکر گذاری کی راہ پر چلنا اپنی بیخ کنی کرنا ہے تھوڑی ہی مدت میں اس کا اور اُس کے بیٹوں کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ اس ملک کے سردار اس سلسلہ سے نسبت رکھنے والوں میں سے ایک شخص کو اپنا سرگروہ بنا کر خود سر ہو گئے۔ تائید ایزدی کے ساتھ ہم نے اقبالمندی کی پیشانی کی روشنی دولت واجلال کی آنکھ کی ٹھنڈک فرزند سعادتمند سلطان مراد کی سرکردگی میں اپنی فوج ظفر موج کو روانہ کیا۔ اس وسیع ملک کا بہت سا حصّہ جو کہ دوسرا ہندوستان ہے۔ اپنے قبضہ اور تصرف میں لے آئے اور حقیقت مند جنگ آزماؤں نے بلاد شرقیہ میں اُڑیسہ کی وسیع ولایت کو جو سمندر کے متصل واقع ہے تسخیر کر لیا۔ اور کئی ہزار سپاہی امان پاکر ہمارے آستانۂ خلافت کے ملازموں کے گروہ میں شامل ہو گئے۔

چونکہ اللہ تعالےٰ کی نعمت کا شمار کرنا ایک لمبی چوڑی داستان ہے لہذا اس شوکت پناہ کی خوش دلی کے لیئے صرف اتنے ہی پر اکتفا کر کے اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ جسوقت مولانا حسینی نے شرف باریابی حاصل کیا۔ اُسی وقت سلطنت کے کارکنوں کو حکم دیدیا گیا کہ جلدان کو رخصت

Marfat.com

کردیں۔ اسی اثناء میں کچھ لوگوں نے اپنی بدبختی سے کشمیر کی دلفریب زمین میں فتنہ و فساد برپا کرکے ہماری دولتِ خداداد سے مخالفت اور انحراف کرنا شروع کیا۔ ہمارا شکر اقبال مقرب ہمنشینوں کی ایک جماعت سمیت بطریق شکار نکلا تھا اور قدرت کے منظروں پر عبرت بیں نگاہ ڈال رہا تھا۔ کہ وہ شورش گوش زد ہوئی۔ اور بارش کے طوفان کے باوجود دھاوہ کے طور پر (ہم اس طرف) متوجہ ہوئے۔ قبل اس کے فتحمند غازی ٹیلوں اور ٹیکروں کو طے کرکے اس ملک میں پہنچیں کچھ حقیقت مند نیک بخت ضرور تھا اس طوفان بے تمیزی میں شریک ہوگئے تھے۔ قابو پاکر اُن کے سرغنہ کا سر کاٹ کر لے آئے چونکہ لشکر جلالت قریب پہنچگیا تھا دوبارہ اس گلزار بیخزاں میں داخل ہوئے اور اس فیض بخش چمن زار میں ظاہری اور باطنی لذتیں حاصل کیں ایلچی کے بھیجنے میں تاخیر ہوگئی۔ جب ہمارے مبارک علم واپس ہوئے راستہ میں مولانا حسینی کے سانحہ کی خبر پہنچی۔ کہ ہیضہ کی مرض میں مبتلا ہوکر وفات ہوئی۔ نہایت ہی افسوس کا باعث ہوا۔ اس بناء پر اولیائے کبار کے فرزند بزرگانِ کرام کے لُب لباب خواجہ اشرف کو جو اس خاندان عالی کے قدیموں میں سے ہیں۔ بعض محبت افزا باتیں سمجھا کر بھیجا گیا۔ تاکہ وہ ساری حقیقت حال آپ کے ضمیر انور پر ظاہر کردیں اور نیز اُن عہد و پیمان کے تعلقات کو جو خطوط اور قاصدوں کے ذریعے قائم اور استوار ہوئے تھے۔ تازہ کردیں۔ محبت اور یگانگی کے اثرات کی بزرگیوں سے یہ توقع ہے۔ کہ آپ ہمیشہ مسرت افزا خوش خبریوں سے دِل کے باغ کو تازگی بخشتے رہیں ؛

نامۂ محبت افزا عبداللہ خاں ازبک کے نام تحریر ہوا :-

دوستی اور اخلاص کا رابطہ اور محبت و یگانگت کا واسطہ یعنی خلوص و محبت کا پیغام جو کہ والاشان۔ عالی صفات۔ سلطنت اور سرداری کی پناہ صاحب رفعت و شوکت سرداری اور جوانمردی کے میدان کے شہسوار۔ عدالت اور انصاف کے درجات پر ترقی کرنے والے عزت اور بلند مرتبگی کے خاندان کے خلاصہ۔ بزرگی اور والا پائگی کے گھرانے کے قوت بازو خدائے تعالےٰ کے انوار کی شعاعوں کے جائے ورود۔ آگاہ دلی کی روشنیوں کی جگمگاہٹوں کے مقامِ ظہور! شجاعت اور حشمت کے ستونوں کے استوار کرنے والے دلیری اور بزرگی کی بنیاد رکھنے والے عزو اقبال کی محفل کے مسند نشین۔ جاہ جلال کی بارگاہ کے صدر۔ پیدائش کے وقت سے ہمت کی بلندیوں پر پہنچنے والے نجابت کی برکتوں سے نعمتوں کی

Marfat.com

Marfat.com

بزرگیوں کے لئے مخصوص قطعہ

گوہر افزائے نگین و تیغ عبداللہ خاں — تیغ جن کی لیگئی اُمید کے شیشہ سے زنگ
اشہب اُنکا جنگ کے میدان میں ہے مانند شیر — اوہم اُنکا جنگ کے دریا میں ہے مثلِ نہنگ

گوہر سے مراد خوبی و کمال اور نگین سے مراد خاتم سلطنت یعنی حکمرانی و عدالت سے مُہرِ باشاہی میں ایک نئی خوبی زیادہ ہوگئی اور ظالموں کے قتل اور کشورستائی سے تلوار کو ایک نیا کمال و اعتبار حاصل ہوگیا۔ اور تیغ کا آئینہ اُمید کا زنگ دور کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ظالموں اور سرکشوں کو تیغ سے قتل کر کے مظلوموں اور مسکینوں کی اُمیدیں بر لایا۔ واضح ہو کہ جب آئینۂ فولادی عدم استعمال کے باعث زنگ آلود ہو جاتا ہے تو چھری یا مصقلہ آہنی کی نوک سے اس کا زنگ دُور کرتے ہیں۔ اوہم بمعنی اسپ سیاہ و اشہب بمعنی اسپ سبزہ، ہمیشہ اُن کی محبت کے ارکان دوام کے ساتھ استوار اور اُن کی دولت کے ستون حسنِ انتظام کے ساتھ مستحکم ہیں۔ کے والا نامہ کی تحریر اور روشن خط کے مضمون میں مذکور و مسطور تھا۔ اور اگلی قرابت و محبت کے تعلق کو مضبوط کیا گیا تھا اور خالص صداقت کی بُنیادیں رکھی گئی تھیں۔ سب معلوم ہُوا۔ جس سے صفائی قلب حاصل ہُوئی۔ اور ہمارا ظاہر و باطن منوّر ہوگیا اور دوستی و محبت کی بنیادیں استوار ہوگئیں۔ اور یگانگت اور یکجہتی کے ستون مضبوطی سے قائم ہوگئے۔ نورانی دِل اور روشن طبیعت کے آئینہ پر جو عالمِ قدس اور محبت الٰہی کے انوار و الہامات سے نقش پذیر ہوتا ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ حکومت کے تخت پر جلوس فرمانے کی ابتدا سے لیکر اسوقت تک کہ دُوسری قرن کا آغاز ہے (اس کتاب میں قرن کی مدت تیس برس ہے) ازلی توفیق کی امداد اور آسمانی تائید کی اعانت سے ہمارے حق پرست دلمیں یہی خیال قائم رہا کہ سلطنت و حکمرانی اور سرداری و تسخیر ممالک سے مقصود جگہ پانے کے مراسم کی ادائیگی اور پاسبانی کے لوازم کا سرانجام ہے نہ کہ دولت اور حشمت جمع کرنا اور نفسانی و جسمانی لذتوں میں ڈوبا رہنا لہذا ہر دوست دشمن اور اپنے پرائے کے ساتھ درگاہِ الٰہی کے اس نیازمند کے برتاؤ کا طریقہ اور سلوک کی روش نرمی و مہربانی اور نوازش و عنایت کے سوا نہیں رہی۔ اور ہماری طبیعت ہمیشہ علامۂ خلائق کی بہبودی و خوشحالی میں مصروف اور باطنی توجہ کی باگ اس مقصد عالی اور منشائے بلند کی جانب پھری رہتی ہے۔ خدائے عزوجل گواہ ہے (اور خدا ہی کا شاہد ہونا کافی ہے) کہ ہم نے ملک ہندوستان کو جسے جہاں پیماؤں اور کوہ دشت نوردوں نے نہایت

Marfat.com

وسیع اور دُنیا کا ۲/۳ تجویز کیا ہے اور جو تین طرف سے سمندر سے گھرا ہُوا ہے ۔ حرص و طمع کی بنا پر فتح و تسخیر نہیں ہے ۔ بلکہ مظلوموں کی رعایت اور عاجزوں کی حمایت کے سوا کوئی اور بات ہماری ہمت کے مدنظر نہیں رہی ۔

اور یہی وجہ ہے ۔ کہ ہماری بزرگ ہمت جس طرف متوجہ ہوئی دولت اور اقبال استقبال کے ارادہ سے سامنے آیا اور اس (ہمت) نے جس طرف ہمارے ارادہ کی باگ پھیر دی ۔ فتح و نصرت نے دَوڑ کر پیشوائی کی ۔ جبکہ ہماری حمید خصلت اور پسندیدہ عادت کُل مخلوقِ خدا کے ساتھ اس رنگ پر ہو تو اس حکومت پناہ کے ساتھ جو کبریائے الٰہی کی بارگاہ کے بہترین تائید یافتوں میں سے ہیں اور ساتھ ہی باہمی تعلقات دوستی اور مراسم محبت نہایت استوار اور گہرے ہیں اور درآنحالیکہ قریبی سابقہ قرابت (اور وُہ بزرگوں کی قریبی رشتہ داری یہ ہے کہ قراخاں اور چنگیز خاں دونوں چچازاد بھائی تھے ۔ اکبر قراخاں کی اولاد سے ہے ۔ اور عبداللہ خاں چنگیز کی نسل سے) موجودہ یگانگت کے ساتھ شامل ہوگئی ہو ۔ اور حق شناس خردمندوں پر ظاہر ہے کہ مذکورہ تعلقات میں سے ایک بھی محبت اور دوستی کی استواری کے لیے کافی ہے ۔ پس جبکہ یہ سب کے سب جمع ہوجائیں تب تو ضرور ہی ہماری حق بین حقیقت آئیں نظر کو دوستی اور محبت کے سوا کوئی بات پسند نہ ہوگی ۔ ظاہر ہے کہ اس اتحاد اور اور دوستی کی برکتیں دنیا اور دنیا والوں کی حالت اور وضع کے نظام و انتظام کا سبب ہوگی خط اور قاصد کے ارسال نہ کرنے کی وجہ جو کنایتاً (آپ نے) تحریر کی تھیں ۔ ہر چند دور اندیش عقل کی نظر میں اس بارے میں گفتگو نہ کرنا ہی گفتگو کرنے سے بہتر تھا ۔ لیکن اس محل پر اس کے جواب سے چشم پوشی کرنا طول کلام کی طرح ناخوشگوار سمجھ کر اس قطعہ پر اکتفا کی جو کہ بزرگانِ دین میں سے کسی بہت بڑے شخص کا کلام ہے ۔ قطعہ

کہا اللہ کو صاحب اولاد اور کاہن نبیؐ کو ٹھیرایا جب یہ دونوں زبانِ خلقت سے نہ بچے تو پھر میری ہستی کیا

الحمدللہ کہ تخلیق و ایجاد کی صبح کے نمودار ہونے اور سلطنت مسعود کے آفتاب کے نور کے پھیلنے کی ابتدا ہی سے ملت و دین کا درست طریقہ اور حق و یقین کی سیدھی راہ ہمیشہ ہماری مدنظر رہی ۔ بالضرور الملک والدین تواماں (بادشاہی اور دین ہمزاد ہیں) یعنی ایک حمل سے دو فرزند ہیں ۔ مراد یہ کہ جس طرح دو جڑواں بچوں کا مزاج ایک طرح پر ہوتا ہے اور اکثر صحت و علالت کی حالت میں شریک رہتے ہیں لہذا جس کسی کا ملک محفوظ ہے اس

Marfat.com

کا دین بھی غیر مذہب والے بادشاہوں کے غلبہ سے محفوظ ہے۔ یا یہ کہ جو کوئی اپنے دین پر قائم ہے اُس کا مُلک بھی قائم ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ اردشیر بابکاں کا قول ہے (جو کہ ایک مشہور بادشاہ گذرا ہے) کے مضمون کے مطابق سلطنتِ ہمایوں کے درجات کی ترقی اور روز افزوں دولت کے جھنڈوں کی بلندی ہماری غایت دینداری کی زبردست اور بیّن دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا طلبی میں مستقل خیال اور ثابت قدم رکھے۔ اور چُونکہ عادل بادشاہ جو کہ بزرگی کے تختوں کے صدر نشین ہیں۔ ان کا تمامی ارادہ یہ ہوتا ہے کہ عامہ خلائق جو کہ خدائے بے نیاز کی نادر امانتیں ہیں۔ امن وامان کے گہواروں میں رہ کر خدا کی عبادت اور (بادشاہوں کی) خیر خواہی کے ساتھ حصولِ معاش کے لوازمات میں انتہائی کوشش کریں۔ لہذا (میں) اس مدت میں اُن وسیع ملکوں کے نظم ونسق میں کوشش کرتا رہا۔ جو کہ اتنے بہت والاشان بادشاہوں اور عالی مرتبت حاکموں کا قرار گاہ ہے اور خدا کی عنایت سے جو درگاہِ الٰہی سے اس نیازمند کے شامل حال تھی۔ ان ملکوں کی مہمات کے سرانجام سے بالکل فراغت حاصل ہوگئی وہ جگہیں اور وہ مقام کہ اسلام کے آفتاب کے طلوع ہونے کے زمانہ سے لے کر آج تک کشور کشا سُلطانوں کے گھوڑوں کے سُم اور فرمانروا بادشاہوں کی تلواروں کی چمک وہاں نہ پہنچی تھی۔ ایمان والوں کے مسکن بن گئے اور کفاروں اور گمراہوں کے عبادت خانے اور پرستشگاہیں اہلِ یقین (اہلِ اسلام) کی مسجدیں اور عبادتگاہیں بن گئیں پاک اور برتر خدا کا احسان ہے۔ کہ حسب خواہش انتظام ہوگیا۔ اور منشاء کے مطابق کام سرانجام پاگیا۔ ہنود وغیرہ کے لشکر کے سارے سردار اور سرکش لوگ ہماری اطاعت کا حلقہ اپنی عقیدت مندی کے کان میں پہن کر ہماری فوج ظفر موج میں داخل ہوگئے۔ اور مخلوق کے گروہوں میں باہم نہایت ربط ضبط پیدا ہوگیا اور ہم بھی احسن کما احسن اللہ الیک تو بھی ویسی ہی نیکی کر جیسی خدا نے تیرے ساتھ کی، کے مضمون کے مطابق ساری توجہ مہربانی کے قاعدوں کے جاری کرنے۔ معدلت کی بنیادیں رکھنے اور نوازش کے نور کے پھیلانے میں صرف کر کے اُن کی امیدوں اور آرزؤں کے باغوں کو اپنے فیض وکرم کے بادلوں کی بُوندوں اور اپنے فضل وعنایت کے ابر کے قطروں سے سرسبز وشاداب رکھتے ہیں اور یہ امر ہماری خاطر فیاض کے مدنظر رہا ہے کہ جب ان مہمات سے پُوری پُوری فراغت حاصل ہوجائے تو خدا کی عنایت اور ازلی ہدایت کی رہنمائی سے فرنگستان کے کفار کہ جنہوں نے بحر ہند کے جزائر

Marfat.com

میں پہنچ کر فتنہ وفساد برپا کر رکھا ہے اور حرمین شریفین مکہ ومعظمہ مدینہ منورہ خدا دونوں کا مرتبہ بڑھائے کے زائروں پر ظلم وستم کا ہاتھ دراز کیا ہے اور کثیر تعداد میں اکٹھے ہو کر حاجیوں اور سوداگروں کا راستہ روکتے ہیں۔ تائیدِ الٰہی سے خود متوجہ ہو کر (ان کے ظلم وستم کے) کوڑے کرکٹ سے اس راستہ کو پاک وصاف کردیں۔ لیکن چونکہ سنا جاتا ہے۔ کہ عراق کے بعض سرداروں نے اپنے آقا سے منحرف ہو کر حسنِ عقیدت کے دستۂ محکم سے جو ان کے لیئے اعلیٰ مرتبوں پر پہنچنے کا ذریعہ تھا۔ سرتابی کر کے بعض ناشائستہ حرکتوں کا ارتکاب کیا ہے لہذا ہمارے حق شناس دل میں بات آئی۔ کہ اُن نامدار کامگار فرزندوں میں سے ایک کو اسطرف متعین کر دیں۔ جن کے حال کی پیشانی سے سعادتمندی کی چمک نمایاں اور جن کے اقبال کے طالع کے زائچہ سے رہبری کرداری کے آثار ہویدا ہیں۔ اور جب تک ان کی امداد سے دِل کو اطمینان نہ ہو جائے دُوسرے کام کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ ان دِنوں جب کہ سُلطان روم اپنے باپ دادا کے عہد وپیمان کو معدوم خیال کر کے والیٔ عراق کی ظاہری کمزوری کو دیکھ کر کئی مرتبہ لشکر کشی کر چکے ہیں۔ قطعِ نظر اس سے وُہ (شاہ ایران) سنت وجماعت کی شاہراہ سے منحرف ہیں۔ اُن کے محض خاندانِ نبوت کی اولاد سے نسبت رکھنے کے سبب ہم خود متوجہ ہو کر اعانت کریں۔ خاصکر جبکہ بزرگوں کے تعلقات کا لحاظ مدنظر ہو۔ بالخصوص اسوقت جبکہ سنا جاتا ہے۔ کہ والیٔ ایران نے ہمدان اوغلی کو تحفوں اور ہدیوں سمیت استعانت وامداد کی غرض سے روانہ کیا ہے ہماری بلند ارادہ ہمت پر واجب اور لازم ہے۔ کہ ارادہ کی باگ عراق وخراسان کیطرف پھیر دی جائے۔ دِل میں یہ خیال آتا ہے کہ چونکہ اس قرابت پناہ سلطنت دستگاہ (یعنی آپ) سے قدیم الایام سے محبت ویگانگت کا تعلق ہے اور سیادت پناہ میر شریف کے ہاتھ محبت نامہ کے ارسال کرنے سے دوستی کے مراسم اور یکجہتی کے رواسم از سرِ نو مضبوط ہو گئے ہیں۔ جس وقت کہ خراسان کی حدود میں ہمارے اقبال کے سراپردے نصب ہوں۔ اور عز وجلال کے خیمے لگائے جائیں۔ وُہ سلطنت پناہ بھی اپنی سلطنت سے روانہ ہو کر ان اطراف میں تشریف لے آئیں۔ تاکہ وہ سرزمین بزرگی اور بہتری کے دو دریاؤں کا سنگم اور عز وشان کے دو سعد ستاروں کا مطلع بن جائے۔ زہرہ ومشتری چونکہ سعد اکبر ہیں لہذا انہیں سعدین کہتے ہیں۔ اور زحل ومریخ چونکہ نحس اکبر ہیں لہذا انہیں نحسین کہتے ہیں۔ اور پیام وپیامی کی وساطت کے بغیر روبرو محبت اور دوستی کی بنیاد مضبوط تر بنا کر بعض دلاویز باتیں اور حقیقت کے بھید

Marfat.com

جو دِل میں جاگزیں اور پوشیدہ ہیں اور خداشناسی اور حق پرستی کی شرح جو اپنی استعداد کے موافق
فیاض علی الاطلاق کے فیض سے (بندہ نے) دریافت کی ہے۔ مجلس محبت میں بیان کرے۔
اور اللہ تعالیٰ کی بہترین حقیقتیں اور دانشمندی کی خوشترین باریکیاں جنہوں نے کہ اُس شوکت
پناہ کی خاطر عاطر پر پرتو ڈالا ہو (راقم) وُہ بھی سنے۔ اس لیے کہ زندگانی کا خلاصہ اور مقصد وری
کائنُ لباب انسانی کالبدوں کی صحبت اور رُوحانی جسموں کی موانست ہے پس جبکہ خدا کے
دو برگزیدہ بندوں اور بارگاہِ الٰہی کے دو نظر کردوں کے درمیان یہ معاملہ ہو تب تو کیا ہی کہنا
بالیقین یہ امر فیض وکمال کے حصول کا سبب ہوگا۔ اور خدا کی مہربانی سے جس وقت یہ آرزو
وقوع میں آئے۔ تو چونکہ خدا کے نظر کردوں اور شرف یافتوں کی ہمت رضائے الٰہی کے حاصل
کرنے میں مصروف ہے نہ نام آوری اور لوگوں پر اپنا سکہ بٹھانے میں لہذا ہماری خاطر حق جو
میں یہ امر جاگزین ہے۔ اور اُمید کہ آپ کا منشاء بھی یہی ہوگا۔ کہ (ہم دونوں میں سے) جس
کسی میں حق شناسی اور حق طلبی زیادہ ہو دوسرا اس کی رضاجوئی کو لازم جان کر انتہائے یکجہتی کے
مرتبہ پر فائز ہو کر اسی کی اصلاح سے باز نہ رہے (یعنی جو زیادہ عارف اللہ ہو دوسرا اس کی
بیعت کرلے) اور جبکہ (ہماری آپ کی) دوستی اور اتحاد کے تعلقات عالم آشکار ہو چکے ہیں
تو عراق وخراسان کے بادشاہ کی امداد و کمک کے بارہ میں جو کچھ ہماری آپ کی مصلحت
ہوگی باطن کے کمینگاہ سے عالم ظہور میں آئیگی اور فرزند شاہرخ مرزا کے قضیہ کے بارہ
میں جو معذرت محبت نگار قلم سے تحریر میں آئی تھی۔ ہماری انصاف پسند طبیعت کو
بہت پسند آئی۔ واقعی کمسنی اور خودرائی کے سبب اُس سے کوتاہ عقلی اور بُرے لوگوں
کی ہمنشینی کے باعث اتنی ناشائستہ حرکات سرزد ہوئی تھیں۔ کہ ان میں سے ہر ایک
اس امر کی متقاضی تھی۔ کہ اس کی حالت اس درجہ تک پہنچے۔ اس لیے کہ اوّل تو بعض
کوتاہ اندیشوں کے بہکانے سے ہماری اطاعت کے لوازم اور ہماری فرمانبرداری کے
مراسم کی بجا آوری میں بہت کوتاہی کی دوسرے اس شوکت پناہ (یعنی آپ) کیساتھ
بے ادبی سے پیش آیا۔ کیونکہ اس اتحاد و یگانگت سے قطع نظر جو ہمارے اور اس والاجاہ
(یعنی عبداللہ خان) کے درمیان ہے۔ اپنی حالت اور مرتبہ کے لحاظ سے بھی وہ (آپ سے)
کوئی نسبت نہیں رکھتا ہے۔ تیسرے اپنے دادا کے ساتھ جو اس پر بہت سے دینی ودنیوی
حقوق رکھتا تھا۔ ایسا (نازیبا) سلوک کیا۔ اسکو جو سزا ملی وُہ القائے ربانی اور الہام یزدانی

Marfat.com

کی قسم سے تھی۔ اب جبکہ وُہ غفلت کی نیند سے بیدار اور غرور کی مستی سے ہوشیار ہوکر ہماری مہربانی کی پناہ میں آگیا اور اسکے دستہ محکم کو تھام لیا تو سوائے اسکے کہ عنایتوں اور نوازشوں سے اُس کو شرفِ اعزاز بخشیں۔ اور کوئی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ اور شوکت پناہ کی محبت و یگانگت کے مراسم سے یہ توقع ہے کہ اس کے قدموں کی لغزشوں (یعنی خطاؤں) سے چشم پوشی کریں۔ اور دوستی کی بنیادوں کی اُستواری اور یکجہتی کے تعلقات کی مضبوطی کے غرض سے فیض وحکمت پناہ۔ خیر طلب مقربوں میں سے چیدہ کار آگاہ رازداروں میں سے عمدہ (یعنی) حکیم ہمام کو جو کہ سچے مخلص اور خوش کردار ارادتمند ہیں اور ابتدائے ملازمت سے وُہ ہمارے مقربان بارگاہ میں داخل ہیں اور ان کی علیحدگی کو ہم نے کسی عنوان گوارا نہیں کیا تھا بطریق سفارت روانہ کردیا۔ چونکہ ہماری خدمت میں انہیں یہ مرتبہ حاصل ہے۔ کہ مطالب کو براہِ راست ہمارے گوش اقدس میں پہنچاتے ہیں اگر آپکی محفل مبارک میں بھی ان کے ساتھ یہی طریق روا رکھا جائے۔ تو گویا ہمارے آپ کے درمیان براہِ راست گفتگو ہوجائیگی اور غفران (مغفرت) پناہ۔ داروغہ جنت کی سی مقدرت رکھنے والے۔ اسکندر خاں انار اللہ برہانہ (خدا ان کی دلیل کو روشن کرے) کا پُرسا دینے کے لیئے ہم نے سیادت مآب (یعنی وُہ شخص جس کی جائے بازگشت سرداری ہے)

ستودگی کے سرمایہ۔ میر صدر جہان کو جو بہت بڑے سادات کرام اور اس ملک کے زبردست پرہیزگاروں میں سے ہیں۔ مقرر کردیا تھا۔ اور یہ امر بعض وجوہ سے معرضِ تاخیر میں پڑا ہُوا تھا۔ اس وقت حکیم صاحب موصوف کے ہمراہ (انہیں بھی) روانہ کردیا اور جو کچھ تھوڑے سے ہدیئے اور تحفے۔ عمدہ خاصان بارگاہ محمد علی کی طویل میں تفصیل کے مطابق علیحدہ ارسال کئے ہیں مناسب ہے کہ حدیث روشن (تھادوا وتحابوا) ایک دوسرے کو ہدیئے دو۔ تاکہ باہم دوست ہوجاؤ) کے مضمون کے مطابق عمل کرکے ہمیشہ دونوں طرف سے ایلچیوں کے بھیجنے اور ایک دوسرے کو سوغاتیں روانہ کرنے کا طریقہ جاری رہے فرغانہ سے پری پرواز کبوتروں کے طلب کرنے اور بھیجنے کے سبب اور حبیب کبوتر باز کے آنے کے باعث ہمارے شوق کا ذی شان پرند خوشی سے اچھلنے اور پھڑپھڑانے لگا۔ اور ہمارے نفس ناطقہ نے محبت اور دوستی کی خوشبوئیں سونگھیں۔ اگرچہ ان مٹھی بھر پرندوں کی طرف توجہ پہلی نظر میں کھیل تماشہ سے زیادہ نہیں معلوم

سلہ شاہرخ مرزا کے دادا کا نام شاہ سلیمان ہے شاہرخ نے اس کو قید کردیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ آنکھیں نکلوائی تھیں ۱۲

Marfat.com

ہوتی۔ لیکن غور کرنے پر ان کا چکر کاٹنا اور اُڑنا عاشقانِ الٰہی کے ذوق وشوق اور وجد وحالت کو یاد دلاتا ہے۔ اور اللہ جلشانہ کی طرف توجہ کا سبب ہوتا ہے ورنہ خداوند عالم دِلوں کے بھیدوں کا جاننے والا ہے کہ کبھی کبھی اس قسم کے امور میں ظاہری مصروفیت اللہ جلشانہٗ کی طرف انتہائے توجہ پر ایک حجاب سے زیادہ نہیں ہے اور ہمارا حق اندیش دل محض ظاہری پر وبال پر اکتفا کرنے والا نہیں۔ اُمید کہ ہمیشہ محبت کے بزرگ صحیفے اور دوستی کے گرامی نامے بھیج کر اخلاص کی سلسلہ جنبانی کرتے اور اختصاص (خصوصیت) کی بنیادیں رکھتے رہیں۔ شعر

خط کا ہے اختصاص پر اتمام　　پہنچے میرا سلام با اکرام

عبداللہ خاں اُوزبک والیٔ توران کے نام۔ جواباً

اتحاد ویکدلی کے چمن زار کے اس گلدستہ کی خوشبو وہی (استشمام واستطلاع سے مراد مضمونِ خط سے آگاہی پانا ہے) جو اُس عالی تبار۔ مبارک خاندان والے۔ تاج وتخت کی آبرو بڑھانے والے۔ عقل ودانش کے چہرہ سے نقاب اُٹھانے والے۔ فرمانروائی کے صدر مقام پر بیٹھنے والے۔ سپہ سالاری کی حالت میں پیش پیش رہنے والے شجاعت اور جوانمردی کی جنگ گاہ کے سپہ سالار مردانگی اور تہتور کی جولانگاہ کے شہسوار عدالت گستری کی ولایت کے کامیاب حکمران۔ دانش پروری کی دنیا کے نامور سلطانؑ۔ سرداری کا چراغ روشن کرنیوالے اور کیانی (منسوب بکیان بمعنی شاہنشاہاں۔ یہ چار بادشاہ کیکاؤس۔ کیقباد۔ کیخسرو کے لہراسپ کیان کہلاتے ہیں) چھتر لگانے والے کی دوستی کے چمنستان کے باغبانوں کا تیار کیا ہوا اور دور اندیشی ودانشمندی کے نگارستان کے اس مرقع کی اطلاع بخشی جوان ممدوح کی دل افروزی اور فرخ بخشی کے تصویر خانے کے نقاشوں کا مرتبہ تھا۔ اس خوشترین وقت میں جبکہ نوروز کے نقارہ نے عالم افروزی کا غلغلہ آسمان کے لاجوردی گنبد میں بلند کیا تھا اور دنیا کو نعمتیں بخشنے والے بزرگ ترین ستارے یعنی آفتاب عالمتاب نے جو ایام کی چار بالش (مسند) (باعتبار فصول اربعہ یعنی صیف وشتا۔ ربیع وخریف) کا شہریار اور عناصر اربعہ (یعنی آب وآتش خاک وباد) واجرام ثلاثہ (یعنی ثوابت وسیارہ وذوذنب یا موالید ثلاثہ) کی ہفت اقلیم کا فرمانروا ہے۔ جزو وکل کے سر پر مبارکی اور خجستگی کا سایہ ڈالا تھا اور ہوائے بہار کے مٹی پانی کے شہر والوں (یعنی پودوں اور درختوں وغیرہ) کے (بیجان) قالبوں میں روح نباتی (اہل تحقیق کے نزدیک رُوح کی تین قسمیں ہیں۔ رُوح حیوانی۔ روح نباتی۔ روح جمادی) پھونکدی تھی

Marfat.com

اور ایام بہار کے ابر نے لشکر بہار کے نئے (منزل پر) پہنچنے والوں (یعنی سبزۂ نو دمیدہ) کے پاؤں سے راستہ کی گرد کو دھو ڈالا تھا۔ سرور و انبساط کا سرمایہ بنی۔ اور مسرت و فرحت بخشی۔ دوستی کی بنیاد نے سر نو بلند ہو گئی اور ضابطہ اتحاد نے جدید سرفرازی حاصل کی دوستی۔ اپنایت یگانگت اور خیر اندیشی کے دلپسند کلام جو خامۂ عنبر بُو سے تحریر ہُوئے تھے۔ اور قلم جواہر رقم سے لکھے گئے تھے۔ واضح ہُوئے۔ آپ کے دانش پسند دِل پر جو اسرار ایزدی کا خزینہ ہے۔ اور آپ کی چشم فلک منظر سے جو دانائی کے چہرے کا آئینہ ہے۔ پوشیدہ نہ رہیگا کہ بارگاہِ صمدیت کے اس نیاز مند نے اپنے دَورِ حکومت کے اس تیس سال کے اثناء میں جیسے کہ تائید غیبی سے اورنگ سلطنت پر فائز ہُوا۔ ہمیشہ یہ بات دانش و بینش کے مدنظر رکھی ہے کہ یہ جملہ امور یعنی ملک گیری و حکمرانی۔ نبرد آزمائی اور کشور کشائی۔ چوپانی کے مراسم کی بجا آوری اور پاسبانی کے لوازم کی انجام دہی کے لیئے ہے۔ نہ کہ سونے چاندی کے خزانے جمع کرنے۔ تخت و تاج کے سنوارنے۔ بیجا آرزوؤں میں منہمک اور ناپائیدار خواہشوں میں پھنسے رہنے کے لیئے۔ چنانچہ دوست دشمن اور اپنے پرائے کے لیے خیر اندیشی اور ہوا خواہی کے سوائے کبھی کوئی اور خیال (ہمارے) دِل میں نہیں آیا اور ہمیشہ بلا امتیاز خورد و بزرگ تمامی اہل عالم کی بہبودی اور بلا استثناء قریب و بعید دُنیا کے لوگوں پر مہربانی کرنے میں کوشاں رہا۔ خدا جانتا ہے کہ خود غرضی اور خود مطلبی کی بناء پر مملکتِ ہندوستان کو اغیار سے پاک اور اُس چمنستان کو جو تین طرف سمندر سے ملحق ہے۔ کوڑے کرکٹ سے صاف نہیں کیا ہے۔ بلکہ عاجزوں پر نوازش فرمائی اور ظالموں کی بیخکنی کے علاوہ اور کوئی امر ہماری آرزو کے ملحوظ خاطر نہیں رہا۔ اور اسی نیک نیتی کے باعث جدھر رُخ کیا۔ بڑے بڑے دشوار کام نہایت سہولت سے انجام پا گئے اور آرزو کا چہرہ اُمید کے پردہ سے اچھی طرح نظر آنے لگا (یعنی خواہشات نے توقعات کی صورت اختیار کر لی۔ آرزو محض خواہش کا نام ہے اور اس کا پُورا ہونا لازمی نہیں۔ لیکن اُمید آرزو کی اس حالت کا نام ہے۔ جبکہ اس کا پُورا ہونا بظاہر ممکن اور یقینی معلوم ہو۔ خدا کے اور بندوں کیساتھ ہمارا حسن سلوک اس رَوش پر ہو تو پھر اُس عالی تبار کے ساتھ جو بارگاہِ ایزدی کے بڑے رسائی رکھنے والوں میں ہیں اور معہذا دیرینہ دوستی کا رابطہ اور قریبی رشتہ داری کا واسطہ بھی ہو۔ باریک بین داناؤں پر ظاہر ہے۔ کہ ان تعلقات میں سے ایک بھی اتحاد یگانگت کے لیئے کافی ہے۔ اور جبکہ یہ سب ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ تو ظاہر ہے کہ فیما بین

Marfat.com

دوستی ہی دوستی ہوگی اور یہ اتحاد و یگانگت معمورۂ عالم اور اہلِ زمانہ کے باہمی ارتباط کا ذریعہ ہوگی مکاتبت عالی کے دیر میں ارسال کرنے اور مراسم دوستی کے عدم اظہار کے متعلق جو عجیب و غریب مواقع کا آپنے کنایتہً اظہار کیا تھا۔ وہ جیوں کا تیوں پوشیدگی کے پردہ میں چھپا رہا۔ اس لیئے کہ دشمنوں کے سبب آپ کا تردد و انتشار اور زمانہ کے سرکشوں کے ساتھ ہنگامۂ کارزار کس طرح (آپ کو) اس امر (یعنی عدم ترسیل خطوط و اظہار لوازم دوستی) پر مجبور کر سکتا ہے۔ چند نڈر سخن سازوں اور بدسرشت بدنصیبوں کا جھک مارنا نظم

کچھ ایسے بے خرد اپنی نہیں ہے جنکو خبر — پسند عیب جو کرتے ہیں برخلافِ ہنر
دھواں بنیں جو کسیکے دماغ تک پہنچیں — تاکہ اُسے اچھی طرح پریشان کر سکیں
ہوا بنیں جو کہیں وہ چراغ تک پہنچیں — (تاکہ اُسے یقینی طور پر بجھا سکیں

جنہوں نے اپنی بے بصیرتی اور کج فہمی کے سبب مکر و فریب سے یہاں ربط ضبط پیدا کر لیا تھا۔ اور بھولے بھالے ناواقفوں کی ایک جماعت کو منحرف کر کے بے سروپا الزامات ہمارے سر تھوپے ہیں (کیا حقیقت رکھتا ہے اور) کس طرح امر مذکور کا مقتضی ہو سکتا ہے اس لیئے کہ جن لوگوں کو خدا نے ذرا سی بھی عقل دی ہے۔ ان پر اس سیہ کار جماعت کا سفید جھوٹ ظاہر ہے۔ اور اس عالی تبار کو جو کہ بارگاہِ ایزدی کے منتخب لوگوں میں سے ہیں اور جن کی باریک بینی اور دور اندیشی سب پر ظاہر ہے بھلا یہ امر کہاں تک مناسب ہے کہ ان لچر پوچ باتوں کی طرف ملتفت ہو کر دوستانہ خط و کتابت سے باز رہیں۔ اور اگر دربار کے نکالے ہوئے چند بے بس گمراہ لوگ (مراد عبدالنبی و مخدوم الملک وغیرہ جو اکبر سے آزردہ ہو کر عبداللہ خان کے پاس چلے گئے تھے۔ اور یہ بیان کیا تھا کہ اکبر دین اسلام سے پھر گیا ہے) ہندوستان سے آزردہ ہو کر چلے گئے ہوں۔ اور فریب دہی پر آمادہ ہو کر جھوٹ کو سچ ظاہر کر کے یہ چاہیں کہ اس طرح آپ کے دربار میں لب کشائی کا موقعہ پائیں۔ اور زبان کھولنے کی تمنا کریں۔ اور اس امر کے آرزومند ہوں کہ دوستی کا دامن (باہمی کبیدگی کے) گرد و غبار سے آلودہ ہو جائے اور یگانگت کا چشمہ غیریت کے کوڑے کرکٹ سے پٹ جائے تو مراسم دوستی اس امر کے مقتضی تھے کہ سمجھدار ایلچی بھیجکر بات کی تہ کو پہنچتے اور (اس بے بنیاد خبر کی) اصل حقیقت سے آگاہ ہوتے۔ خدانخواستہ اگر بے سروپا لغو باتوں کا شائبہ پاتے تو پھر شیوۂ دوستی کا مقتضی یہ تھا۔ کہ متین دانشمندوں کو بھیج کر اس معاملہ کی کیفیت نفس الامری

Marfat.com

دریافت کرتے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب چونکہ چمنستان دوستی از سر نو سرسبز و شاداب ہو گیا ہمارا صاف دل اس پر آمادہ ہوا کہ گذشتہ واقعات میں سے کچھ قلم راز سے تحریر کرے واضح ہو کہ قرآن و حدیث کے آفتاب و ماہتاب سے داناؤں کے قلوب پر یہ امر ہویدا ہو گیا اور اہل اللہ اور علما کے اشارے اور گہری فکر کی گواہی سے اسکی تائید ہو گئی۔ اور ان سب باتوں کے باوجود تمامی مذاہب حقہ و باطلہ نے متفقہ طور پر اس کو تسلیم کر لیا۔ کہ انسان جس کی اقبال مندی کا فرمان فضلنا ھم علیٰ کثیر ممن خلقنا (ہم نے ان کو یعنی انسانوں کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت بخشی) کے بزرگ نشان سے آراستہ ہے اسکی نوع گرامی کے مرتبہ کی بلندی اور رتبہ کی بزرگی کے بہترین اسباب میں سے عقل کا گوہر شب چراغ ہے۔ اس لیئے کہ معرفت ایزدی اور کارخانہ تکوین کی معلومات اسی سے متعلق ہے۔ علما۔ حکما سب کا اس پر اتفاق ہے کہ بزرگ طبیعت بادشاہوں اور عالی گوہر شاہنشاہوں کا یہ گوہر شب چراغ۔ (رات کو چمکنے والا موتی یعنی عقل) سب سے زیادہ آب و تاب رکھتا ہے اور بلند اقبال فرمانرواؤں اور دانشمند نصیبہ وروں کی دانائی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جب (کارکنانِ قضا و قدر) پیدائش کے کارخانہ میں ہر شخص کو اسکی ضرورت اور لیاقت کے مطابق عقل دیا کرتے ہونگے۔ تو یہ ضرور بزرگ تر کردہ (یعنی بادشاہ) دانشوری اور تیزی ذہن کی زیادتی کے ساتھ موصوف ہو گا۔ اب صاحب دانش و بینش مولانا مرزا جان نامور ہوشمندوں کے سرگردہ زمانہ کے استادوں میں یکتا۔ زبردست علمائے دین اور عارفِ باسد لوگوں میں سے ہیں۔ اگرچہ دانشمند فرمانرواؤں کو اس قسم کے لوگوں کی صحبت میں رہنا تو ضرور چاہیئے۔ لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ جس مقام پر اس والا مرتبہ کی دور اندیش سمجھ اور خداداد عقل پہنچے گی۔ مولانائے موصوف کے فہم کو وہاں تک رسائی نہ ہو گی اور چونکہ اس دُرِ یکتا (یعنی عقل) کی ذات پر واجب ہے کہ اس بے بہا یاقوت (یعنی عقل) اور بزرگی کی انگشتری کے اس فیروزہ (یعنی عقل) کو بیکار نہ پڑا رہنے دیں اور ہمیشہ دنیا و آخرت کے معاملات میں اس سے مدد لیتے رہیں۔ بالخصوص ایسے سیاہ قلب عالموں اور کور باطن بدکرداروں سے لیتے وقت جن کی آنکھیں جاہ اقتدار اور کبر و غرور کے لیئے کاغذ پر لگی ہوئی ہیں (یعنی مطامع منہمک ہیں) اور آسمانی فرمان اور ابدی فرقان کو جو خدا کا بھیجا ہوا اور رسول کا پہنچایا ہوا ہے صراط مستقیم سے پھیر کر دوسرے طریق پر ظاہر کرتے ہیں اور قرآن کی مجمل اور صریح آیتوں کی

Marfat.com

تحویل کرکے اور کچھ کا کچھ مطلب ظاہر کرکے یہ چاہتے ہیں کہ حکمرانی اور کارفرمائی میں بادشاہ کے شریک بنجائیں اس بناء پر ہمارا دانش گزین دل ہمیشہ ان باتوں کے حاصل کرنے میں مساعی رہتا ہے۔ جو خدا کے نزدیک پسندیدہ ہیں۔ چونکہ ہر معاملہ میں بہت سے اختلافات ہمارے گوش مبارک میں پہنچتے ہیں۔ لہذا علمی اور عملی مطالب میں (ہمارا دل) دلیلیں اور ثبوت طلب کرتا ہے اور ہمیشہ دینی مسئلوں کی باریکیوں کا حل چاہنا۔ مجتہدوں کے مقاصد کا سلجھانا متقدمین کے عقائد اور متاخرین کے اقوال کے ماخذوں کا سمجھنا اختلافی مقامات کی جستجو۔ نزاعی موقعوں پر اختلاف کا وہ ماخذ تلاش کرتا ہے جو ایک ہزار برس سے علمائے اسلام کے درمیان متنازعہ فیہ چلا آتا ہے۔ جیسی کہ بڑی بڑی مروجہ کتابوں میں اسکی (یعنی منشائے خلافت کی) تفصیل مندرج ہے۔ اور ابتدائی حالت ہی میں اس قسم کی گفتگو ان نادانوں کے معاملات کی بے رونقی اور سرد بازاری کا باعث ہوئی ہے۔ جنہوں نے مکر و فریب سے دانشوروں کے لباس میں ظاہر ہو کر کافی اعتبار پیدا کر لیا تھا۔ اور ان دانشوروں کے بروئے کار آنے اور معتبر بن جانے کا سبب ہوئی ہے جو پہلے گروہ کی بدذاتی کے باعث گمنامی کے گوشوں میں پڑے ہوئے تھے۔ اور یہ بظاہر دانشمند معلوم ہونے والے جاہل اپنی بدطینتی اور زشت نہادی کے سبب خود منفعل اور منحرف ہو کر بعض ناسزا باتوں کو مشہور کرکے بنگالہ کے ان چند امیروں کو بہکانے کا باعث ہوئے ہیں جو ہندوستان کے مشرقی صوبوں کے اطراف میں متعین تھے اور بدسرشتی اور کج نہادی کے سبب بغاوت کے ارادہ نے ان کے دماغ کے جوہر کو فاسد کر دیا تھا۔ اور ایک مدت تک دربار سے دور رہ کر دربار میں حاضر نہ ہونے کا حیلہ اور بغاوت کا وسیلہ ڈھونڈ رہے تھے۔ چنانچہ یہ بدبخت کبھی دعوئے خدائی اور کبھی دعوئے پیغمبری کو ہماری جانب منسوب کرکے اپنے آپ کو مصیبت کے بھنور اور بلائے دریا میں ڈال کر خاص و عام میں بدنام ہو گئے۔ اور ذلت کی خاک اور انفعال کی دھول اپنے سر پر ڈالکر دارالبوار (یعنی خانہ ہلاکت مجازاً جہنم) راہئ دوزخ ہوئے۔ درحقیقت خدائے عزوجل کے دربار تقدس کو ممکنات کے کوڑے کرکٹ سے کیا نسبت (یعنی کجا خالق کجا مخلوق) چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک) اور نبوت کے خیمۂ عصمت میں خواہشاتِ نفسانی کی رسی سے جکڑے ہوئے لوگوں کا کیا تعلق (یعنی کہاں ایک معمولی انسان اور کہاں ایک پیغمبر ذیشان) تعجب ہوتا ہے کہ (آپ جیسے صاحبانِ اقبال کی مجلسوں میں جو خداوند کریم کے تائید یافتہ لوگوں

مستنباط ماخذ

Marfat.com

میں سے ہیں اس قسم کے امور شک و شبہ کے طور پر بھی کیوں معرض بحث میں آنے پاتے ہیں لغوگو کمینیوں کو کس لیئے ان باتوں کی اجازت مل جاتی ہے خدا گواہ ہے کہ چونکہ ہماری تمامی ہمت رضائے الٰہی کے حاصل کرنے میں مصروف ہے لہذا منافقوں کی مذکور الصدر باتوں سے ہماری طبیعت کا چشمہ شیریں (دشمنی سے) غبار آلود نہیں ہوتا۔ اس لیئے کہ جب خداوند عالم کی ذات نادان کوتاہ فہموں کی طعنہ زنی سے نہ بچی ہو اور پیغمبروں نے بھی بداطوار احمقوں کی ملامت سے نجات نہ پائی ہو تو دیگر بندگانِ خداوندی اور ارشاداتِ نبوی ہمیشہ ہماری عقل و خرد کے ملحوظ خاطر رہے ہیں اور ہمارے مبارک نصیب کی روزافزوں ترقی کا فی طور پر شاہدِ حال ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے پسندیدہ کاموں کی انجام دہی میں مضبوط خیال اور ثابت قدم رکھے۔ اور چونکہ عادل بادشاہوں کا تمامی ارادہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور خلائق کی بہبودی کے خیال میں رہ کردہ طریقہ اختیار کریں کہ خلقِ خدا شریر لوگوں کی ایذارسانی سے محفوظ رہکر اطمینان کیساتھ عبادت الٰہی کے لوازم کا سرانجام کرسکے اور بادشاہ کی خیرخواہ رہکر اپنے دُنیاوی کاروبار کو انجام دے سکے۔ اس بناء پر تمام رعایا اور عام خلقت کی بہبودی کے لیئے جو خداوند عالم کی نادر امانتیں ہیں۔ اس تیس برس کے دوران میں ہندوستان کی سرزمین کو دشمنوں اور سرکشوں سے) پاک وصاف کرنے میں اس قدر سعی کی گئی۔ کہ بہت سے فرمانروا راجاؤں اور نالائق سرکشوں سے بہت سے مستحکم مقامات حاصل ہو گئے۔ اور جیسا چاہیئے تھا بکمل طور پر اس کا سرانجام ہو گیا۔ چنانچہ بیدین ہندوؤں کے بت خانے خدا پرست درویشوں کی خانقاہیں بن گئے۔ اور بت پرستوں کے شنکھ کی آواز کے بجائے اللہ اکبر کی صدا بلند ہو گئی۔ اور تمامی دُنیاوی اُمور خاطر خواہ انجام پا گئے اور حسب منشاء انکا انتظام و انصرام ہو گیا اور تمام سرداروں اور مغروروں نے ہماری غلامی کا پٹکا اپنی جان کی کمر پر کس لیا۔ اور ہماری فرمانبرداری کا حلقہ عاجزی کے کان میں پہنکر ہماری فوج ظفرموج میں داخل ہو گئے۔ اور ان تمام مختلف الحیثیت (باعتبار مذہب و معاشرت) لوگوں میں باہم اتحاد پیدا ہو گیا۔ اور ہم نے بھی نیازمندی کی پیشانی خاکساری کی زمین پر رکھ کر اور اُمید کا سر بارگاہِ ایزدی میں جھکا کر ان لوگوں کی تمنا کے چمنستان کو بخشش و کرم کے چشمہ سے سرسبز و شاداب بنا دیا۔ یہ امر ہمارے ملحوظ خاطر تھا۔ کہ جب اس کاروبار کا انتظام و انصرام ہو جائے تو بدبخت فرنگیوں پر جنہوں نے بحر ہند و عرب میں آکر شورش برپا کر رکھی ہے

Marfat.com

اور ساتوں ولایت کے بحری مسافروں کے لئے سنگِ راہ (موانع) بن گئے ہیں۔ بالخصوص حرمین شریفین (مکہ مدینہ) زادہما اللہ شرفاً (خدا ان دونوں کا شرف زیادہ کرے) کے زائروں (یعنی حجاج) کو سخت اذیت پہنچاتے ہیں۔ خود حملہ کر کے اس راستہ کو اس کوڑے کرکٹ سے صاف کر دیں۔ لیکن چونکہ سنا جاتا ہے۔ کہ بدمعاش قزلباشوں (یعنی ایرانیوں) نے اخلاص وارادت کے طریقہ سے متجاوز ہو کر اپنے حاکم کے ساتھ بے ادبیاں کی ہیں ہمارے حق اندیش دل میں یہ بات آتی ہے کہ اپنے اقبال مند فرزندوں میں سے ایک کو اس طرف متعین کر دیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ (یعنی والیٔ عراق) سنت والجماعت کی صراط مستقیم سے منحرف ہیں۔ خاندانِ نبوت کی رعایت ہمارے قصد وارادہ کے ذمّہ واجب ہے۔ بالخصوص جبکہ اگلے بزرگوں کے حقوق کا خیال بھی درمیان میں ہو۔ لہذا جب تک ہمارا دل اسطرف سے مطمئن نہ ہو جائے۔ اس وقت تک ہم دوسری جانب کوچ نہ کریں گے۔ اس وقت جبکہ سلطان روم نے اپنے جدّ و پدر بزرگوار کے عہد و پیمان کو کان لم یکن (گویا کہ نہ تھا) تصور کر کے والیٔ عراق کی ظاہری کمزوری پر نظر ڈال کر کئی مرتبہ فوجیں بھیجی ہیں۔ اور سنا جاتا ہے کہ والیٔ عراق نے سلطان علی قلی ہمدان اوغلی کو امداد چاہنے کی غرض سے اینجانب کی خدمت میں بھیجا ہے۔ دل میں آتا ہے کہ ہم ارادہ کی باگ عراق خراسان کی طرف پھیر دیں۔ اور امداد و اعانت کے جھنڈے نہایت حسن و خوبی کے ساتھ بلند کریں۔ ساتھ ہی یہ خیال آتا ہے۔ کہ چونکہ اس دوستی و اتحاد کا رابطہ جو سالہا سال سے اس والا تبار کے ساتھ ہے اور سیّد مسعود میر قریش کے ہاتھ محبت ناموں کے بھیجنے سے دوستی کے تعلقات اور یگانگت کے مراسم کی تجدید ہو جانے کے باعث وہ رابطۂ محبت مستحکم ہو گیا ہے۔ لہذا ہم چاہتے ہیں۔ کہ جب خراسان کے نزدیک پہنچیں تو وہ عالی تبار بھی ازراہ دوستی وہاں سے تشریف لا کر اس فلک مرتبت سرزمین پر دیدار گرامی سے مسرور فرما دیں۔ اور دلپذیر مکالمت سے دوستی کے چہرہ سے نقاب الٹ دیں۔ امید کہ معرفت ایزدی کی باتیں اور پوشیدہ راز جو ہمارے دل میں جاگزین ہیں۔ ایک ایک کر کے بیان کئے جائیں اور دور بینی و خدا پرستی کی جتنی باتیں اس عالی تبار کے خاطر نشیں ہوں وہ سب سُنی جائیں اللہ اللہ! کیسا مبارک ہے وہ مقام جہاں خدا کے دو ایسے برگزیدہ بندے جن کے اجتماع کی غایت محض للہیت ہو۔ اکٹھے ہو کر اسرار اور رموز ایک دوسرے کو بتلائیں اور

فرخندہ جائے

Marfat.com

باہم دِل آویز گفتگو کریں۔ اور چُونکہ جنہیں خداوند عالم نے سرفراز کیا ہے نام بلند کی شہرت
اور دوسرے لوگوں سے بڑھ چڑھ کر رہنے کی خواہش اُن کی منظور نظر نہیں ہے لہذا
ہمارا دِل یہ چاہتا ہے اور اُمید کہ آپ بھی ایسا ہی چاہتے ہونگے۔ کہ (ہم دونوں میں سے)
جس ایک میں خدا شناسی اور خدا پرستی زیادہ ہو۔ دوسرا اس کی پیروی اور دِل جوئی کا
خواہاں ہو اور اسکی دوستی و اخلاص میں ذرا کوتاہی نہ کرے اور اب جبکہ ہمارے اور
آپ کے اتحاد و یگانگت کا تعلق عالم آشکارا ہو گیا۔ تو والیٔ عراق و خراسان کی امداد و
اعانت کے بارہ میں اس شوکت پناہ کے مشورہ کے مطابق عمل درآمد کیا جائیگا اور فرزند شاہرخ
مرزا کے بارہ میں آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل بجا و درست ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے۔
کہ ادھر تو اس پر طفلانہ مزاجی اور خود پسندی کا رنگ چھایا ہُوا ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ
اس کوتاہ اندیشی کے باوجود اس کے مصائب اور مشیر بھی نہایت ناکارہ تھے۔ اس
بنا پر اس سے اتنی کچھ نالائق حرکتیں سرزد ہوئیں کہ ان میں سے ہر ایک اُسے اس دھاڑے کو پہنچانے
والی ہے۔ خواہ اسکی وہ بے پروائیاں لیجئے۔ جو اس نے ہماری اطاعت سے کیں۔ خواہ
وہ گستاخیاں جو اس سے اس عالی تبار کی شان میں سرزد ہُوئیں۔ ہر چند کہ آپ دوستی
اور یگانگت کا لحاظ کر کے جو ہمارے آپکے مابین ہے۔ اسکی خطاؤں کو نظر انداز کر جائیں
لیکن اس کو کیا حق حاصل تھا۔ کہ یوں بے ادبانہ پیش آئے۔ خواہ وہ بدخواہیاں جو اُسنے
اپنے دادا کے ساتھ کیں۔ جو مصیبتیں اس پر آئیں گویا خدا کی طرف سے اس پر نازل ہوئیں
اور بلاشبہ اس کی تمام آوارگیوں کی پاداش بھی یہی تھی۔ اب جبکہ وہ (شاہرخ مرزا)
خواب پریشان سے جاگ کر اور نشۂ بیہوشی کے خمار سے چنگا ہو کر انجانب کی خدمت میں حاضر
ہُوا ہے۔ تو اس پر مہربانی کرنے اور اس کی خطاؤں کو بھلا دینے کے سوا اور کوئی بات ہماری
سمجھ میں نہیں آتی۔ اور اس عالی تبار کی دوستی اور یگانگت سے بھی ایسی ہی توقع ہے کہ
اس کی گستاخی کو نظر انداز فرمائیں گے اور محبت کی بنیادوں کے استحکام اور دوستی کے مراسم
کی استواری کی غرض سے ہم نے حکمت و دانش کے پناہ دینے والے خیر خواہ مقربوں میں
سے چیدہ۔ تجربہ کار رازداروں میں سے منتخب حکیم حمام کو جو حق گو مخلص اور نیک کردار
ارادت مند ہیں۔ اور ابتدائے ملازمت ہی سے ہمارے مقربان بارگاہ میں شامل ہیں
اور ان کی جدائی کو ہم نے کسی طرح گوارا نہیں کیا تھا۔ بطریق ایلچی گری روانہ کر دیا چونکہ ہماری

Marfat.com

خدمت میں اُنہیں یہ مرتبہ حاصل ہے کہ مطالب کو براہِ راست ہمارے گوش اقدس میں پہنچاتے ہیں۔ اگر آپ کی مجلس شریف میں بھی یہی طریقہ روا رکھا جائے تو گویا ہمارے آپکے مابین براہِ راست گفتگو ہوگی۔ اور رضوانِ جنت کا سا مقدور رکھنے والے مغفور و مبرور اسکندر خاں انار اللہ برہانہ (خدا ان کی دلیل کو روشن کرے) کی ماتم پُرسی کے لیئے ہم نے سیادت مآب (وُہ شخص جس کی جائے بازگشت سرداری ہے) ستودگی کے سرمایہ میر صدر جہاں کو جو بڑے اصیل و نجیب سید اور اس ملک کے زبردست پرہیزگاروں میں سے ہیں مقرر کر دیا تھا اور یہ امر بعض وجوہ سے معرض تاخیر میں پڑا ہوا تھا۔ اب حکیم صاحب موصوف کے ہمراہ (انہیں بھی) روانہ کر دیا اور کچھ تھوڑے سے تحفے اور ہدیئے۔ معتمد خاص خواجہ محمد علی کی تحویل میں تفصیل کے مطابق علیحدہ ارسال کئے ہیں۔ امید کہ حدیث روشن تہادوا تحابوا (ایک دوسرے کو تحفے بھیجو تاکہ باہم دوست ہو جاؤ) کے مضمون پر کاربند ہو کر ہمیشہ دونوں طرف سے سفیروں اور سوغاتوں کے بھیجنے کا طریقہ جاری رہے اور پری پرواز کبوتروں کے بھیجنے اور حبیب کبوتر باز کے آنیکے سبب شوق کے طائروں کا بازو حرکت میں آیا۔ اور خواہش کا گلزار بکمال خوبی کھل گیا۔ اگرچہ بظاہر یہ امر کھیل کود سے زیادہ نہیں معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں اہلِ ذوق کے وجد و حال کو یاد دلاتا ہے باایں ہمہ ان مٹھی بھر پرندوں کیطرف ہماری ظاہری توجہ جب باریک بین عقل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ حقیقت کے چہرہ پر ایک پردہ سے زیادہ نہیں اور اسی پر وبال پر ہماری توقع کی آنکھ لگی ہوئی نہیں ہے۔ اُمید کہ ہمیشہ اسی طرح نامہ و پیام سے مسرور و شاد کام فرماتے رہیں ؎

جب قلم سے نہ نکلا لفظ شاد کام ختم ہے خطِ محبت والسلام

حضرت شاہ اکبر اعظم کا مکتوب گرامی مملکت ایران کے فرمانروا شاہ عباس کے نام:۔

خدائے واحد جل جلالہ و تقدس اسماہ (اس کی بزرگی بہت بڑی ہے، اور اسکے نام پاک ہیں) کی بارگاہ کے آستانہ کی حمد و ثنا اس مرتبہ پر ہے۔ کہ اگر عقلوں کے سارے نقطے اور فہموں کے تمام خطوط۔ حواس عشرہ کے لشکروں اور معرفت موجودات کی فوجوں سمیت مجتمع ہو جائیں۔ تو اس کتاب (ستایش) میں سے ایک حرف اور اس آفتاب نیایش میں سے ایک ذرہ کی مقدار کے برابر بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے اگرچہ حقیقت کی نظر میں جملہ افراد موجودات خداوند عالم کی حمد و ثنا کا سرچشمہ ہیں (یعنی کمال حمد گوئی کے سبب خود حمد بنگئے ہیں) جو زبانِ حال سے گویا ہو کر حمد الٰہی کے ناپیدا کنار بیابان کے تشنہ لبوں اور خشک زبانوں (یعنی حمد کے مشتاقوں

Marfat.com

اور شیدائیوں) کو تر زبان اور سیراب (یعنی ناطق و گویا) رکھتے ہیں۔ پس یہی بہتر ہے کہ فکر کی کمند کو خدائے بے نیاز کی عظمت و جلال کے کنگرہ سے جس سے مقدسین کی جانیں وابستہ ہیں کوتاہ رکھ کر پیغمبروں اور رسولوں علی نبینا علیہم التحیۃ والسلام (ہمارے نبی اور دیگر انبیاء پر درود و سلام ہو) کے تقدس مآب گروہ کے اوصاف جمیلہ میں داخل ہو کر پہلے تو وہ بزرگیاں اور وہ کمالات جو ان کی ذات میں مجتمع تھے۔ اور پھر ان کے عطیات جلیلہ کہ تمام مخلوق کو گمراہی کے ٹیلے سے (بچا کر) عنایت و ہدایت کی صراط مستقیم پر لائے ہیں بیان کے منبر پر ادا کر کے اہلبیت اطہار کے اخلاق حسنہ اور حالات عالیہ کی تفصیل جو اسرار الٰہی کے رازدار اور رموز انبیا کے مفسر ہیں اُس (جلائل نعوت) پر اضافہ کر کے خداوندِ عالم کے عزت و جلال کی بلندی سے تازہ رحمت کی استدعا کرنا چاہیئے۔ لیکن جب (بندہ) نظر انصاف سے دیکھتا ہے تو اوصاف بشری (بسبب ادائے عبادات وغیرہ) اور صفاتِ الٰہی باعث خرق عادات (معجزہ و کرامات) کے اُن مظہروں (یعنی انبیا اور اہلبیت) کے بلند مراتب اور اوصافِ ملکی و روحی اور صفاتِ اجسامی و انسانی کے ان مجمعوں کے اوصافِ حمیدہ کو جو حقیقتِ حق میں ہلاک اور ذاتِ باری میں فنا ہیں۔ خداوندِ عالم کے اوصافِ جلیلہ کا نمونہ اور باری تعالیٰ کے صفات عالیہ کا پرتو پاتا ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ اس خواہش سے بھی بازرہ کر صاحبانِ دانش و بینش کے عام مقاصد میں سے چند باریک باتیں جن پر حکمت عملی (یعنی تہذیب الاخلاق و تدبیر منزل و سیاست مدن) کی رو سے دُنیا داری کا انتظام موصوف ہے۔ آغاز بیان میں ذکر کرے۔ کیونکہ اس صورت میں بالضرور دین کے راستوں پر تیزی سے چلنے والوں اور یقین کے چشموں سے سیراب ہونیوالوں (یعنی رضائے الٰہی کے طالبوں اور خدا کا خوف رکھنے والوں) کی جان جنہوں نے صورت و معنی (یعنی دنیا و آخرت) کی نہروں کے پُر کرنے اور اپنے پاک بنیاد ارادہ کے مدنظر رکھا ہے۔ اس وسیلۂ نیاز (یعنی سیرت بیان) کے وسیلہ سے سعادت خاص (یعنی معرفت و تقرب الٰہی) سے بہرہ اندوز ہوگی خدائے پاک و برتر کا احسان ہے کہ عین فصل بہار اور شب و روز کے اعتدال کے اوقات میں ظہور میں آپ کے گرامت نامہ والا کے ملاحظہ نے جو یادگار سلطان شاہ کے ہاتھ بھیجا گیا تھا ہمارے محبت آموز دل کو مسرت بخشی۔ اور گل و لالہ کی سرور انگیز ہوا زمانہ کے دماغ میں بھری ہوئی تھی۔ جبکہ اس محبت و الفت کے گلدستہ نے یگانگت کے دماغ کو معطر کر دیا

می باید

گردد

مظاہرہ

Marfat.com

اور محبّت و دوستی کے مراسلات کے تحریر کرنے میں تاخیر ہو جانے کے متعلق جو کچھ قلم ظہور سے لکھا گیا تھا (یعنے ہمارے خط دیر میں بھیجنے کی شکایت) اس نے اپنے محل پر اچھی طرح اپنے حسن و خوبی کا اظہار کیا۔ واقعی باطنی تعلقات کا مقتضی یہی تھا کہ (ارسال خطوط میں) اس قدر دیر نہ ہو۔ لیکن آپنے آنے جانے والوں سے سُن ہی لیا ہو گا۔ کہ ہم ممالک ہندوستان کے بادشاہوں اور اس سرزمین کے امیروں کے ساتھ جسے آسمانی خطوط کے ناپنے والوں (یعنی ہیئت دانوں) نے ہفت اقلیم کا دو ثلث بتلایا ہے۔ کیسی کیسی شدید جنگوں اور زبردست مہموں میں مصروف تھے اور اس مدت دراز میں یہ وسیع و کشادہ ملک جو اتنے کچھ مغرور راجاؤں اور جنگجو فرمانرواؤں پر بٹا ہوا تھا۔ اور وہ ہمیشہ سرکشی پر آمادہ رہکر خلق اللہ کے دلوں کے انتشار کا باعث ہوتے تھے۔ تائیدات غیبی کی قوت سے ہمارے زبردست اعیانِ حکومت کے قبضۂ اقتدار میں آگیا۔ اور کوہ ہندوکش کی بلندی سے لیکر تین طرف ساحلِ بحر تک سارے سرکش امرا۔ مغرور کارفرما۔ زبردست فرمانروا اور بدمست راجہ مہاراجہ۔ کوتاہ اندیش پہاڑی افغان۔ اور خانہ بدوش بہبود گرد بلوچ کل قلعدار اور تمام زمیندار (بعض) اوروں کی دیکھا دیکھی اور (بعض) از خود ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کے سایہ میں آگئے۔ اور مخلوق کے گروہوں کے سینے اور دل ملانے (یعنی اتحاد و موافقت پیدا کرنے) میں بہترین کوششیں صرف کی گئیں اور جو کچھ ہمارے حق گزیں دل کے مدنظر تھا۔ تائیداتِ آسمانی کی برکتوں سے کما حقہ اس کا سرانجام ہو گیا۔ اب جبکہ صوبہ پنجاب ہمارے فتحمند علموں کا قرارگاہ بنا تو ہمارے حقیقت بین دل میں یہ بات جاگزین تھی کہ (ہمارے) دربارِ جلالت کے طرز و آداب جاننے والوں میں سے ایک شخص روانہ کیا جائے اسی اثناء میں چند مہمیں درپیش ہو گئیں جن میں سب سے بڑی بدمعاشوں کے زبردست گروہ کے ہاتھوں سے کشمیر کی ولایت دلکشا کے تمام باشندوں اور عام رعایا کی خلاصی تھی انتہا درجہ کی مضبوطی راستوں کی دشوار گذاری۔ پہاڑوں کی بلندی درختوں کی کثرت اور ٹیلوں اور غاروں کی بہتات کے باوجود کہ بغیر سختیاں جھیلے وہاں سے فکر و خیال کے لشکروں کا گذرنا بھی دشوار تھا۔ تائیداتِ خداوندی کے دستہ کو مضبوط تھامنے اور حضرت ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین (ان سب پر خدا کی رحمت ہو) کی مقدس ارواح کی امداد سے۔ نرالے انداز سے افواج قاہرہ کے گذرنے کا حکم دیا گیا۔ کئی ہزار ماہر سنگتراش منزل بمنزل آگے آگے چلتے تھے۔ اور پتھروں

مصائب
انتیشاق

کے توڑنے اور اُکھاڑنے اور درختوں کے کاٹنے میں کمال مہارت دکھلا کر راستوں اور سڑکوں کے کھولنے اور فراخ کرنے میں کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ تھوڑی ہی سی مدت میں وہ دلپذیر ولایت فتح ہوگئی۔ اور عام رعایا ہمارے انصاف کے جھنڈوں کے سایہ میں پناہ گزین ہوئی۔ اور چونکہ وہ عشرت آباد کشمیر جسکی سبھی حُسن پرست تماشائیوں نے تعریف کی ہے۔ خداوند عالم کی تازہ عنایات میں سے تھی۔ لہذا خود بھی اس بہارستان میں پہنچکر اللہ تعالےٰ کے شکر کے سجدے ادا کئے۔ اور کوہستان تبت تک سیر کر کے ولایت پنگلی اور دستور کی راہ سے جو کہ نہایت دشوار گزار راستہ ہے گذر کر کابل اور غزنی کا میدان ہمارے اقبال مند لشکر کا خیمہ گاہ بنا۔ اور ضمناً درندہ سیرت۔ قزاق طینت افغانوں کی تنبیہ جو ولایت سواد و بجور و تیراہ و بنگش میں توران کے مسافروں کے سدراہ ہوتے تھے اور بدسرشت بلوچیوں اور دوسرے بہائم (چوپائے) طبیعت روباہ خصلت صحرانشینوں کی گوشمالی بھی ہوگئی جو ایران جانے والوں کو اذیت پہنچایا کرتے تھے حضرت بادشاہ خلد آشیاں (شاہ طہماسپ صفوی علیین بمعنی عرفہائے بہشت) انار اللہ برہانہ (خدا انکی دلیل کو روشن کرے) کے سانحہ وفات کے رُونما ہونے کے بعد مراسلت میں تاخیر کی اصل وجہ ایران کی بدنظمی اور اس ملک کا فتنہ و آشوب تھا۔ جو خدا کے حکم سے واقع ہوا اس وقت جبکہ مبارک پیغام لانے والا ایلچی (یہاں) پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس بدنظمی میں بہت کمی ہوگئی۔ بالضرور اس خبر کے سننے سے ہمارے متفکر دل کو اطمینان حاصل ہوا اور حقیقت کی بنیاد رکھنے والی طبیعت چاہتی تھی کہ اس افراتفری کے زمانہ میں محض پوچھنا مروت اور جوانمردی کے شایاں نہ ہوگا۔ اسوقت ایسی پُرسش کی جائے کہ جس قسم کی مدد اور کمک درکار ہو عملی طور پر اس کا سرانجام کیا جائے لیکن چونکہ قندہار کی مہم درمیان میں تھی اور وہاں کے مرزا اُس خاندان عالی کی امداد و اعانت میں سستی اور کاہلی کرتے تھے۔ انہوں نے حوادث و مصائب کے موقعوں پر جو دوستی کے جوہر کی چاشنی کے اظہار کا محل ہیں ہرگز اتحاد و یگانگت کی علامتیں ظاہر نہیں کی ہیں۔ اور ہمارے آستانہ عالی پر بھی جو اربابِ ناز و نعمت کا وطن ہے پہنچنے میں کما حقہ سعی نہیں کرتے تھے۔ ہمارے دل میں یہ بات آئی تھی کہ پہلے قندھار کو اپنے آدمیوں کے سپرد کر دیں۔ اور مرزایانِ قندہار اگر روز افزوں اقبال کا نشہ نہ رکھتے ہوں۔ اور ایام گذشتہ کے واقعہ سے پشیمان ہو کر پاک اور مقدس لوگوں میں سے برگزیدہ نفوس

Marfat.com

(یعنی ائمہ معصومین) کے اس قائم مقام کی اعانت اور خدمت اپنے اُوپر لازم کرلیں تو اس صورت میں ہماری زبردست فوجیں اُنکے ساتھ ہو کر جس قسم کی اعانت اُس قرۃ العینین (آنکھوں کی ٹھنڈک) کے خاطر نشین ہو عمل میں لائیں۔ لیکن چونکہ میرزا یانِ قندھار اس خاندانِ عالی سے نسبت رکھنے والوں میں سے تھے۔ اس لیئے آپ سے پوچھے بغیر نصرت مند افواج کا بھیجنا کوتاہ اندیش عوام الناس کی نظر میں ہمارے آپکے عدم اتحاد کا شبہ پیدا کرتا ہے بنا بریں ہمارا دل اسی ارادہ سے پھر گیا۔ اسی اثناء میں رستم میرزا نیک بختی کے ساتھ آپہنچے۔ اور ملتان کا صوبہ جو قندھار سے کئی گنا بڑا تھا۔ ان کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور مظفر حسین میرزا ہماری نوازشوں اور مہربانیوں کا حال سُنکر اپنی والدہ اور بڑے بیٹے کو یہاں روانہ کر کے خود بھی آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اُن کے آنے کے بعد ہمارے ظفر مند لشکر قندھار میں رہ کر بآسانی ہر طرح کی کمک و مدد کریں گے اور چونکہ سلطنت کے قانون اور مروت کے مذہب میں موافقت مخالفت پر مقدم اور صلح جنگ سے بہتر ہے بالخصوص ہماری نیت حق آموز جس نے عقل و تمیز کی صبح کے نمودار ہونے کی ابتدا سے لیکر اسوقت تک اختلاف مذہبی اور تفریق ملی کو بھی گوارا نہیں کیا اور مخلوق کے گروہوں کو عباد اللہ (خدا کے بندے) جان کر ہم نے عامۂ خلائق کے احوال کے انتظام میں کوشش کی ہے اور اس نیت خیر کی برکتیں ظل اللہیت کے اقتضاء سے مکرر مشاہدہ و معائنہ کی گئیں۔ اس وقت میں جبکہ ممالک پنجاب افواج قاہرہ کے خیمہ گاہ بن گئے تو دوبارہ مصمم ارادہ ہو گیا تھا۔ کہ بزرگ جھنڈے ماوراء النہر کی طرف جو ہمارا موروثی ملک ہے کوچ کریں۔ تاکہ وہ ملک بھی ارکانِ سلطنت کے قبضۂ اقتدار میں آجائے اور خاندانِ نبوت کی کمک بھی حسب خواہ طریقہ سے سرانجام پا سکے۔ اسی اثناء میں الاجاہ سردار ذیشان عبداللہ خان والیٔ توران نے پیاپے گذشتہ یگانگت کو یاد دلانے والے اور موجودہ دوستی کو استوار کرنے والے محبت آگین خطوط تجربہ کار سفیروں کے ہاتھ بھیج کر صلح و آشتی کی زنجیر کو حرکت دی اور محبت و اتحاد کی بنیادیں رکھیں چونکہ جو شخص صلح پر آمادہ ہو اس سے لڑنیکے لیے تیار ہو جانا شریعت روشن (یعنی اسلام) کے بزرگ آئین میں ناپسندیدہ اور عقل مند کی بڑی ترازو میں ناموزوں ہے۔ لہذا اس خیال سے دل ہٹا لیا گیا اور عجیب تر یہ امر ہے کہ ابھی تک اس طرف کے آنے جانے والوں سے ایران اور ایرانیوں کے آشوب و فتنہ کے دب جانے کی خبریں جو پورے طور پر اطمینان کا باعث ہوں سننے میں نہیں آتیں اور اس دالا گوہر

بمقتضائے

Marfat.com

کے اقبال مند دل کا ارادہ صریح طور پر ظاہر نہیں ہوتا امید کہ ہمارے محبت آموز دل کو اپنے ہر قسم کے اغراض و مقاصد کی طرف ملتفت جان کر اور خط و کتابت کے طریقہ اور قاعدہ کو جاری رکھ کر روزانہ حالات کی کیفیت سے مطلع کرتے رہیں۔ اور آج کل جبکہ سرزمین ایران تجربہ کار اور مآل اندیش دانشمندوں سے بہت زیادہ خالی ہو گئی ہے تو اس بزرگان رفیع القدر کے فرزندوں کے خلاصے کو ملک کے انتظام اور جمیع خلائق کے حالات کی درستی میں انتہا درجہ کوشش کرنا چاہیئے اور ہر کام میں عاقبت اندیشی اور انجام بینی کے مراتب ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور منافقوں کی سخن آرائی اور مفسد ظاہرداری برتنے والونکی دروغگوئی سے اپنے دل کو پریشان نہ کرنا چاہیئے اور موروثی ملازموں اور نئے خادموں کے قدموں کی لغزشوں (یعنی خطاؤں) سے چشم پوشی اور بردباری کو اپنی شریف عادت بنا کر سچے ہمدردونکو بروئے کار لانا اور مہربانی کے نور سے منافقوں کی سیاہی (یعنی نفاق) کا زنگ دور کرنا چاہیئے اور انسان کے قتل کرنے اور خدائی بنیاد کے ڈھا دینے میں انتہا درجہ کی احتیاط برتنا چاہیئے۔ اس لیئے کہ بہت سے سچے دوست خود غرض دشمنوں کی حیلہ سازی کے باعث آستانۂ قرب (بادشاہی) سے دور رہ کر موت کا کچ لہو پی چکے ہیں۔ اور بہت سے بظاہر دوست معلوم ہونے والے دشمن اخلاص کا لباس پہن کر حکومت کی بیخکنی میں کوشش کر چکے ہیں ان لوگونکے دلوں اور بھیدوں کی نگرانی میں بہت زیادہ توجہ کرنا چاہیئے اور اس عالم فانی کی عاریتہً لی ہوئی حکومت کو خداوند عالم کے پسندیدہ کاموں کی انجام دہی میں معین و مددگار بنانا چاہیئے اور خلائق کے گروہوں کو جو خدا کی نادر امانتیں اور خزانے ہیں شفقت کی نظر سے دیکھ کر ان کا دل ہاتھ میں لینے کی کوشش کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی عام رحمت کو جملہ مذاہب حقہ و باطلہ کے شامل حال جان کر پوری پوری کوشش سے اپنے آپ کو صلح کل کے سدا بہار گلشن میں لا کر اپنے اقبال کی ترقی کے مطالعہ کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اس لیے خداوند عالم مختلف مذہبوں اور رنگا رنگ حالتوں والی مخلوق پر فیض کا دروازہ کھول کر اسکی پرورش کرتا ہے۔ پس بادشاہوں کے بلند ارادہ کے ذمہ جو ظل اللہ ہیں واجب ہے کہ اس طریقہ کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اس لیئے کہ خلائق عالم نے اس گروہ عالی کو عالم ظاہری کے انتظام اور عامۂ خلائق کی پاسبانی کے لیئے پیدا کیا ہے تاکہ مخلوق کے گروہوں کے ناموس و آبرو کی حفاظت کریں انسان دنیا کے کام میں جو گذران اور ناپائیدار ہے جان بوجھ کر غلطی نہیں کرتا ہے تو پھر

Marfat.com

بھلادیں و مذہب کے کام میں جو قائم و دائم ہے کس طرح سستی کریگا۔ پس ہر گروہ کیحالت
دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو وُہ حق پر ہے (اور) اس صورت میں انصاف مند طالبان
ہدایت کو اس کی پیروی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کسی خاص مسلک کے
اختیار کرنے میں اس سے چوک اور غلطی ہو گئی ہے اور نادانی کی راہ چل رہا ہے۔ تو مہربانی
اور شفقت کا موقع ہے نہ کہ اس پر جھلانے اور ملامت کرنے کا اور اپنے حوصلہ کو وسعت
دینے میں سعی کرنا چاہیئے۔ کہ اسکی برکتوں سے ظاہری اور باطنی کشاکش اور عمر و دولت
کی افزایش ہوتی ہے اور اس اقبال کی ترقی دینے والی خصلت کے نتائج میں سے
یہ ہے کہ عدیم الفرصتی اور قوتِ غضبی کے غلبہ کے وقت دشمنوں کے دھوکے میں دوست
پائمال نہ ہوں اور دوست نما دُشمنوں کو مکر و فریب کرنے کی مجال نہ ہو اور اپنی بات کی
پاسداری میں کوشش کی مسند پر بیٹھنا چاہیئے (یعنی ایفائے وعدہ کا خیال لازمی طور پر رکھنا چاہیئے)
کیونکہ یہ حکومت کی بنیاد کا ستون ہے۔ اور تحمل و بُردباری کو اپنا دائمی ہمنشین بنانا چاہیئے اسلیے
کہ مستحکم حکومت کی بنیاد اسی کے اندر لپٹی ہُوئی ہے۔ ظاہر دلپسند پر پوشیدہ نہ رہے۔ کہ
ہمارا قصد یہ تھا کہ بارگاہِ جلالت کے خاص لوگوں میں سے کسی کو یادگار سُلطان کے ہمراہ بھیجا
جائے۔ تاکہ وُہ ایران کی قرار واقعی حالت دیکھ کر ہمارے گوش اقدس میں پہنچائے اسی اثنار
میں ولایت کشمیر میں بدبختوں کے ایک گروہ نے بغاوت اور سرکشی اختیار کی۔ ہم تن تنہا
رکابِ مسعود میں ہر وقت موجود رہنے والوں میں سے کچھ لوگوں سمیت شکارگاہ میں تھے۔ بامعدودے
کہ یہ خبر پہنچی۔ اپنے اقبال کے خبر رساں کے ایما سے دو اسپہ کوچ کرتے ہُوئے اس طرف
روانہ ہوئے۔ ابھی ہمارے ظفر مند علم کشمیر میں داخل بھی نہ ہونے پائے تھے۔ کہ نصرت مند
بہادر جو مصلحتاً اس باغی گروہ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ موقع پاکر اس شر و فساد کے بانی کا سر
کاٹ کر درگاہِ والا میں لے آئے جب یہ ممالک ہماری تشریف بری کی برکتوں اور سعادتوں سے
امن و امان کی منزل گاہ بن گئے۔ تو وہاں سے مراجعت کر کے دارالخلافہ لاہور میں نزول اجلال
فرمایا۔ اسوقت سیوستان۔ ٹھٹھہ اور اطرافِ سندھ کا حاکم جو ایران کے راستہ پر واقع ہے
واژون قسمتی کے باعث ہمارے لشکر ظفر اثر سے لڑ رہا تھا اور عراق کا راستہ بند تھا۔
اسی بنا پر ایلچی بھیجنے میں تاخیر ہو گئی۔ اب جبکہ ہماری خاطر اقدس جملہ امور سے فارغ ہو گئی اور
سیوستان اور ٹھٹھہ ممالک محروسہ میں داخل ہو گئے اور وہاں کے حاکم مرزا جانی بیگ نے

Marfat.com

ہماری آستان بوسی کی سعادت حاصل کی۔ چونکہ گذشتہ انفعال و ندامت کے آثار اور آئندہ اخلاص و ارادت کی علامات اُس کی لوحِ پیشانی سے ظاہر تھیں لہذا وُہ جنگ و پیکار سے فتح کیا ہُوا ملک ہم نے پھر اُسی کو بخشدیا۔ اور عراق و خراسان کا راستہ بہ نسبت پہلے کے زیادہ محفوظ اور زیادہ قریب کا نکل آیا۔ یادگارِ سُلطان کو ہم نے رخصت کر دیا اور بزرگوں کے فرزند۔ سچّے ہوا خواہ معتمد علیہ ضیاء الملک کو روانہ کیا ہے۔ اور چند باتیں جو معاملات محبت، و حریت پر مشتمل ہیں اُن کی زبان کے سپرد کی گئیں۔ تاکہ وُہ اُنہیں خلوت کے موقع پر آپ کی خدمت میں پہنچا دیں اور ایران کے حالات کی حقیقت بھی اچھی طرح سمجھ کر ہم سے عرض کریں اور اس ملک کے کچھ تحفے خواجہ ابو ناصر کی تحویل میں بھیجے گئے ہیں تاکہ وُہ انہیں علیحدہ تفصیل کیمطابق پیش کریں امید کہ اس دولت خانہ کو اپنا ہی گھر سمجھ کر زمانہ گذشتہ کے برعکس درآمد کریں اور قاصدوں اور خطوں کے ارسال کرنے کو جو کہ رُوحانی ملاقات اور باطنی ہمنشینی ہے۔ ہمیشہ یکدلی اور اتحاد کے خصائل میں سے شمار کریں۔ خدائے پاک و برتر برگزیدگی و پسندیدگی (یعنی مصطفٰے و مرتضٰی) کے خاندان سے اس برگزیدہ اور بزرگی و بلندی (یعنی مجتبٰی و علی) کے گھرانے کے اس چیدہ فرد کو آخر وقت تک مصیبتوں اور بد اندیشیوں سے محفوظ رکھ کر تائیداتِ ایزدی سے قوی اور سربلند رکھے ۔

(۷) حضرت شاہنشاہِ اکبر اعظم کا والا نامہ ولایت کاشغر کے حاکم کے نام :۔

دُنیا کے سنوارنے والے پروردگار کو ستایش و آفرین حمد و ثنا سزاوار ہے۔ جس نے انسانوں کی عقل کی روشنی سے سیرگاہِ عالم کو منور کر دیا اور اس نادر محفل کو شاہانِ والا شان کی عدل گستری کے انوار سے آسودہ حالی مرحمت فرمائی۔ خوش نصیب ہوشمندوں کا آئین یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالٰی کی بخششوں کو پہچان کر بارگاہِ احدیت میں سجدۂ نیاز بجا لائیں اور خوبیٔ فکر اور حسنِ عمل سے شکر گذاری کی بُنیادیں رکھیں اور اعمالِ حسنہ میں سب سے افضل یہ ہے کہ قدر دانی کا چراغ روشن کر کے اس (قدر دانی) کے اندازہ کے مطابق دوستی اور خیر اندیشی بجا لائیں۔ اس بنا پر اس عزت و سرفرازی کے صلے اور بزرگی و بلندی کے گھرانے کے قوت بازو سے یہ توفیق (کی جاتی) ہے کہ خدا کی اس کثرت عنایت کو مدنظر رکھتے ہوئے جو آستانۂ الٰہی کے اس نیاز مند کے شامل حال ہے اس امر کو ملحوظ رکھ کر کہ سلاطین عصر اور شاہانِ وقت اتحاد و یگانگت کی سلسلہ جنبانی کر کے ہمیشہ خطوط و قاصد بھیجکر ہماری

Marfat.com

خاطر اقدس کو مسرور کرتے ہیں وہ گوہر تاجِ سعادت سب سے زیادہ اتنے کچھ تعلقات کے ہوتے ہوئے خط و کتابت کا طریقہ جاری کر کے نیک کرداری کا چہرہ آراستہ کرنے والے بنیں خصوصًا جبکہ سدا بہار گلستانِ کشمیر ارباب حکومت قاہرہ کے احاطۂ تصرف میں آگیا ہو۔ اور قریب کا راستہ کھل گیا ہو۔ محبت و یگانگت کے خانہ برگزیدگی کی راہ کھول کر ہندوستان کی نفیس اشیاء میں سے جو سات اقلیموں کا مجموعہ ہے۔ جو کچھ خواہش ہو بے تکلف طلب کریں اور ہمیں زبردست پشت پناہ تصور کر کے نضیبہ وری کی نہر کو بھر لیں اور اسوقت جبکہ کشمیر کا دلکشا میدان ہمارے عالم کو فتح کرنیوالے جھنڈوں کا مقام بنا تو لوگوں نے ہمارے گوش اقدس میں یہ خبر پہنچائی۔ کہ آپ نے پچھلے دِنوں نیکبخت دانشمند شاہ محمد کو بطریق ایلچی گری بھیجا تھا یہ امر ہمارے بلند خیال دل کی کثرت عنایت کا باعث ہوا۔ اب جبکہ وہ مصیبت کا مارا حجاز کی راہ سے ہماری مقدس بارگاہ میں آیا (تو ہم نے اس پر) نوازش فرما کر اُسے واپس روانہ کر دیا تاکہ وہ ہمارے بزرگ اخلاق اور زبردست مہربانی اس قرۃ العین سلطنت (حکومت کی آنکھ کی ٹھنڈک) کے دلنشین کر دے اور ہماری خاطر اقدس میں یہ بات آتی ہے کہ بارگاہِ جلالت کے طرز و آداب جاننے والوں میں سے ایک شخص کو ختا کی سفارت پر روانہ کریں اس خاندان اجلال کے رکنِ اعظم کی جو کچھ صلاح ہو اس سے اطلاع بخشیں اور اس بناء پر کہ خلائق کے حال سے باخبری ہوشمندی کا چراغ روشن کرنیوالی ہے۔ ہمیشہ ممالک کے حالات کے طالب رہکر ہم اس دانش افزا کتاب سے (یعنی سوانح اقالیم یاوالیٔ کاشغر) ایک داستان چاہتے ہیں، ایک مدت سے ختا کے قرار واقعی حالات معلوم نہیں ہوئے۔ اس علاقہ کے جو کچھ حالات معلوم ہوئے ہوں۔ خصوصیت کے قلم سے مفصل تحریر فرمائیں۔ کہ حاکم کون ہے اور کس سے برسرِ جنگ ہے اور پاسبانی اور دادگری کی روش کیسی ہے۔ اور تجربہ کار حکمت اندوز دانش وروں (یعنی فضلا) اپنے پُر فریب مکار نفس سے جنگ کرنیوالوں (یعنی فقراء کاملین) میں سے جو آجکل اس ولایت میں محفلِ فیض کو گرم رکھتے ہیں کون لوگ ہیں اور ان کا مسلک کیا ہے اور ہنرمندانہ دلوں میں سے کون شخص اور نادر صنعتوں میں سے کونسی شہرت کا گانگونہ (پوڈر) چہرہ پر ملے ہوئے ہے اور اس غرض سے کہ کچھ دلپسند باتیں زبانی بھی عرض کرے ہم نے خاص معتمد ابراہیم کو روانہ کیا ہے اور فتاحانے شیرازی جو سیاح سوداگردل میں سے ہے اور ہمارا آستانۂ اقبال اس کا قبلہ گاہ اور مقام بازگشت دہید کوارڑ ہے ختا کی سیر کا

Marfat.com

قصد رکھتا ہے (راقم) زیادہ کیا لکھے۔ والسلام ؛

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا مکتوب مکہ معظمہ مدینہ منورہ صانہا اللہ تعالیٰ عن ذمائم الانفس والآفاق (اللہ تعالیٰ اس کو عالم اجسام اور عالم ارواح کی برائیوں سے محفوظ رکھے) کے شرفاء کرام (یعنی سادات کبار) کے نام ؛

ساری تعریف خدا کے لیے ہے کہ وہ (خدا) کافی ہے اور خدا کا سلام برگزیدہ و پسندیدہ سید المجتبیٰ سردار (یعنی محمد صلعم) پر اور اسکے بندوں پر جو برگزیدہ ہیں۔ خصوصاً شرفائے مکہ کی جماعت (یعنی گروہ سادات) پر جو حق کی طرف مائل ہیں۔ چونکہ ہماری ساری پاک بزرگ توجہ اس امر پر مبذول ہے کہ خلق اللہ کے خاص و عام لوگوں کے گروہ اور تمام خلائق اور جمیع رعایا جو خداوند عالم جلت نعماءہ (اس کی بڑی نعمت ہے) کی نادر امانتیں ہیں۔ آسودہ حال اور فارغ البال ہو کر ہمیشہ عبادت کے مراسم ادا کرتے اور بندگی کے لوازم انجام دیتے رہیں۔ اور کسی صورت میں بھی اہل زمانہ کے ظلم و ستم کا ہاتھ خلق اللہ بالخصوص عاجزوں اور فقیروں پر دراز نہ ہو۔ اور خلائق مقدور بھر ہمارے وسیلہ جمیلہ سے کثیر نعمتوں کے دسترخوانوں سے کہ خدا کی مہربانی سے اس کی تقسیم ہمارے سپرد ہوئی ہے بہرہ یاب اور لذت گیر ہوں خصوصاً اس بہترین شہر کے ساکن اور اس نیک ترین مقام کے باشندے اور پھر ان میں بھی خصوصیت کے ساتھ اس مقدس جگہ (یعنی کعبہ) سے خاص نسبت رکھنے والوں کا گروہ جو فرشتوں کے لشکروں کے اترنے کا مقام اور متکئین فیہا علی الارائک (جنت میں سائبان دار تختوں پر لگا کر بیٹھنے والے ہیں۔ (اہل جنت) کے صدر نشینوں کا منتہائے مقصود ہے۔ ہماری بخششوں اور مہربانیوں سے محصور رہے۔ اس پر قرار پایا کہ ہر سال خلائق کو پناہ دینے والی درگاہ کے ملازموں میں سے ایک شخص کو جو کثرتِ حسن ظن کیساتھ موصوف رہا ہو۔ حاجیوں کا سرگروہ بنا کر وظائف اور انعامات از قسمِ نقد و جنس رتبوں کی کمی بیشی اور طبقوں کی مناسبت کے لحاظ سے بھیجتے رہیں چونکہ ۹۸۹ھ میں بعض نمکحراموں نے طریق اطاعت سے متجاوز ہو کر بغاوت کی راہ اختیار کی تھی۔ اور خلائق کے انتشار خاطر کا باعث ہوئے تھے۔ اس بنا پر باغی حالت کے رفع دفع کرنے اور عاجزوں کو شریروں کی مکاریوں سے نجات دلانے کی غرض سے ہم ممالک پنجاب و کابل کے صوبہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ خدائی تائیدوں اور بے انتہا توفیقوں سے کثیر فوجوں اور بے شمار اقبال کے ساتھ کابل تک سیر کیگئی اور کابل چند روز تک عز و جلال کے

Marfat.com

سراپردوں کا خیمہ گاہ رہا۔ الحمدللہ کہ مخالفوں کی نہایت اچھی طرح تنبیہ اور گوشمالی کردیگئی
اور جس شخص نے جس جگہ اپنی بدباطنی اور بدطینتی سے فتنہ و فساد کا خیال کیا تھا (وہ وہیں کا
وہیں) پردۂ عدم میں چھپ گیا۔ ذاتی مہربانیوں اور خلقی اثرات کے اقتضا سے مکرر محمد حکیم مرزا کی
خطائیں بخش کر ہم نے کابل انہیں کو عنایت کردیا اس شرط پر کہ روشن شریعت (اسلام) کے
مراسم کے زندہ کرنے میں بخوبی کوشش کریں اور خلق اللہ کی آسودہ حالی میں انتہا درجہ سعی بجالائیں
اور وہاں سے روانہ ہو کر دارالخلافہ العالیہ فتحمند جھنڈوں کا قرارگاہ بنا اور اس باغی گروہ کی سنجکنی ے کھونے
اور سرزنش کے باعث سال مذکور میں ہم پاک وظائف کے بھیجنے سے محروم رہے اور اُمید
کہ آئندہ اس معاملہ میں تاخیر نہ ہوگی اور اس روپیہ کے علاوہ جو خط میں مندرج تھا۔
شیخ عبدالنبی و مخدوم الملک و حکیم الملک کے ہمراہ علیحدہ علیحدہ بھی روپیہ تھا تاکہ وہ اُسے
بغیر کسی شرکت کے خفیہ اور پوشیدہ طور سے بزرگ شریفوں (یعنے سادات کبار) اور برگزیدہ
قاضیوں کے پاس پہنچائیں۔ اور بعض دوسرے مصارف شریفہ (یعنی فرش۔ کافوری شمعیں
بلوری قندیل وغیرہ) میں اُٹھائیں چاہیئے کہ اس روپیہ کی تفصیل جس شان سے کہ نام بردگان نے
پہنچائے ہوں۔ شریفوں اور قاضیوں کی مُہر کے ساتھ تحریر کر بھیجیں تاکہ اس کا ملاحظہ کرلیا
جائے اور چونکہ حکم ہوا تھا کہ بعض نفیس و نادر چیزیں جو نظر پڑیں اور روپیہ (جو خرید اشیاء
کے لیئے دیا گیا ہے) کفایت نہ کرے تو اُس رقم میں سے جو شرفا کے لیئے دی گئی ہے کچھ روپیہ
اس میں صرف کرکے خرید لیں گے اس بناء پر اس رقم کی تعیین نہیں کی گئی۔ اور گوش
مبارک میں بھی یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض بدکار اور شریر لوگ ذاتی بعض و عداوت اور حسد کی
بناء پر فاضل کامل شیخ معین الدین محمد ہاشمی شیرازی پر اتہام لگا کر ان کے آزار اور ذلت کے
درپے ہوئے تھے۔ اور اسی اثناء میں ان شریروں نے یہ اُڑائی تھی۔ کہ مولانائے موصوف نے
جو رسالہ ہمارے نام نامی سے مزین کرکے بھیجا تھا اس میں بعض ایسی باتیں مندرج تھیں جو
مقدس شریعت اور روشن مذہب (اسلام) کے موافق نہ تھیں۔ واضح ہو کہ یہ محض اتہام و بہتان
اور سراسر جھوٹ و تہمت تھی۔ نعوذ باللہ من شرور انفسہم۔ ان کے شر سے میں خدا سے پناہ چاہتا
ہوں۔ ہرگز ہرگز مولانائے موصوف کی کوئی ایسی بات جو روایت و درایت کے خلاف ہو
ہمارے گوش مبارک میں نہیں پہنچی۔ اور جس وقت سے کہ وہ ہماری آستان بوسی سے مشرف ہوئے
نیکی اور پرہیزگاری اور محمد مصطفےٰ صلعم کی شریعت کی پیروی کے سوا کوئی دوسری بات ہماری خاطر

Marfat.com

اقدس کو معلوم نہیں ہوئی لازم ہے کہ آپ ان بدکار شریروں اور سرکش حاسدوں کی تنبیہ اور گوشمالی کریں اور مولانائے موصوف کو مفسدوں کے ظلم وستم سے نجات بخشیں اور بعض کم عقلوں پر تعجب ہوتا ہے کہ ایسے صریح بہتانوں کو سُنکر جنہیں بے وقوف اور بچے بھی درست نہ جانیں اس قسم کے لوگوں کے درپئے آزار ہوتے ہیں۔ چاہیے کہ ان جیسے لوگوں کو ان مقامات مقدسہ سے نکال کر کہیں نہ جانے دیں۔ اور ہماری خاطر اقدس کو اپنے مبارک انجام احوال کے انتظام میں متوجہ جان کر اس مقدّس جگہ پر ان دعاؤں کے پڑھنے میں مصروف رہکر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ملاقات کے وقت حقیقت حالات اور روزانہ واقعات تحریر کرتے رہیں۔ کیونکہ یہ امر بالضرور توجہ عالی کی زیادتی کا باعث ہوگا۔ والسلام

حضرت شاہنشاہِ اکبر کا مراسلہ یورپ کے فلاسفروں کے نام :-

حمد بیحد بادشاہ حقیقی کی بارگاہ پر نثار ہو کہ اسکی مملکت زوال کے صدمہ سے اور اس کی سلطنت تغیر کے تپاچوں سے محفوظ ہے کل زمین وآسمان کا انوکھا میدان اسکے قطعات تخلیق کا ایک گوشہ اور لامکان کا ناپیدا کنار بیابان اسکی دنیائے ایجاد کا ایک ٹکڑا ہے وہ ایسا مدبر (ہے) کہ جس نے دُنیا اور دُنیا والوں کا نظام وانتظام عادل بادشاہوں کی عقل کی مدد اور منصف حکمرانوں کے انصاف کی اعانت پر منحصر اور اسی سے وابستہ کردیا (وہ) ایسا اندازہ کرنیوالا (ہے) کہ جس نے موجودات کے (کل) افراد اور مخلوقات کے (جمیع اقسام) میں محبت والفت کے مراسم۔ اتحاد واتفاق کی گونج اور یگانگت وانسیت کی گرج پیدا کردی اور بے شمار دُرود نبیوں اور رسولوں علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام (ہمارے نبی اور دیگر انبیا پر درود وسلام ہو) کے گروہوں کی پاک، روحوں کا ہدیہ ہو۔ کہ وُہ نہایت صحیح راستے پر چلنے والے اور صراطِ مستقیم کے رہنما ہیں۔ دیگر انبیا پر عموماً اور ہمارے پیغمبر صلعم پر خصوصاً (درود ہو) حمد و نعت کے بعد اہلِ بصیرت کے قلوب پر جو دلایت (یعنی ولی اللہ ہونا) کے انوار سے روشن اور عقل وحکمت کی شعاعوں سے منوّر ہیں۔ مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے کہ اس عالمِ سفلی میں جو عالمِ علوی کا آئینہ ہے کوئی چیز محبت سے افضل نہیں اور نہ کوئی بات دوستی کے مانند قابلِ قدر ہے اس لیئے کہ کارکنانِ قضا وقدر نے محبت اور دوستی پر ہی عالم کی دوستی اور خلق کے انتظام کا انحصار کیا ہے۔ اور جس دِل میں کہ محبت کا آفتاب سایہ فگن ہوتا ہے جان کے عالم اور رُوحِ رواں کی دُنیا کو بشریت کی تاریکی سے خالی کردیتا ہے پس جو قت یہ محبت

Marfat.com

بادشاہوں کے درمیان حقیقی طور سے پائی جائے کہ جن کی درستی دنیا اور دنیا والوں کی درستی کا سبب ہے پھر تو کیا ہی کہنا۔ اس بنا پر ہماری ساری بلند ارادہ ہمت اس امر پر آمادہ ہے۔ کہ محبت والفت کے ضوابط اور اتحاد و اتفاق کے مراسم خلق اللہ کے درمیان مضبوط اور مستحکم رہیں۔ خاصکر بادشاہوں کے بزرگ گروہ میں جو خداوند عالم کی کثرت عنایت کیساتھ خصوص ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ بالخصوص اس سلطنت مآب (یعنی وہ شخص جس کی جائے بازگشت حکومت ہے) خلافت (حکومت) کے قبوں والے۔ باطنی اطوار کی جائے درآمد مراسم عیسوی کے زندہ کرنے والے۔ تعریف و توصیف سے بے نیاز کے ساتھ کہ جن سے پڑوس کے واسطہ سے نسبت کی ترجیح یقینی۔ اور نامدار بادشاہوں میں سے اس منتخب کے ساتھ محبت اور ہمسائگی کے حقوق کا لحاظ ثابت اور مستحکم ہے۔ جانی محبت کے مقتضیات میں سے شریف تر اور روحانی دوستی کے اسباب میں سے کامل تر ظاہری الفت و انسیت ہے چونکہ زبردست رکاوٹوں اور نہایت اہم وجوہ کی بنا پر جسمانی مشاہدہ کا حاصل ہونا معرض تاخیر میں پڑا رہتا ہے اور جو امر کہ اس شرف (یعنی مشاہدہ جسمانی) کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ وہ خطوں اور قاصدوں کا بھیجنا ہے اس لئے کہ صاحبانِ عقل و دانش اس کو بات چیت کا جانشین اور باہمی سوال و جواب کا قائم مقام جانتے ہیں امید کہ متواتر اور پیاپے دونوں جانب سے نامہ و پیام کے دروازے کھلے رہیں اور حالات کی روداد و خوشگوار امیدیں دونوں طرف سے آشکارا اور ظاہر ہوں آپ کے روشن دل پر واضح ہوگا کہ دینی اور دنیوی دونوں جہاں اور ظاہری و باطنی عالم کے کل صاحبان دین و دنیا اور سارے پیروانِ مذاہب حقہ و باطلہ کے اتفاق سے یہ امر مقرر و معین اور ثابت و روشن ہے کہ دنیا کا عالم ظاہری عقبیٰ کے عالم باطنی کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اور دنیا بھر کے دانا اور ہر ملک کے بڑے بڑے لوگ اس ظاہری (یعنی دنیوی) حالتِ فانی کی تکمیل میں کس قدر اعلیٰ کوششیں اور زبردست خواہشیں کرتے ہیں اور اپنی عمروں کے لب لباب اور منتخب اوقات کو ظاہری (یعنی دنیوی) مقاصد کے حاصل کرنے میں کس اعلیٰ طریقہ سے صرف کرتے ہیں اور جلد زائل اور متغیر ہو جانیوالی لذتوں اور خواہشوں پر کیسے مٹے ہوئے اور ان میں کس درجہ ڈوبے ہوئے ہیں خداوند عالم نے ہم کو محض اپنی ازلی عنایت اور ابدی ہدایت سے اتنے کچھ مشاغل موانع اور (دنیوی) تعلقات کے ہوتے ہوئے اپنی طلب

Marfat.com

کا دردِ مرحمت فرمایا ہے اور باوجود اسکے کہ (خدا) اتنے عالی مرتبہ فرمانرواؤں کے ملک ہمارے احاطہ تصرف میں لے آیا اور عقل کی رُو سے اُن ملکوں کے انتظام اور درستی میں اس طرح کوشش کرنا چاہیے۔ کہ ساری رعایا اور جملہ خلائق آسودہ حال اور فارغ البال رہے اور اس پر پُوری توجہ کرنا لازم ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور شوقِ الٰہی اولین مطالب و مقاصد میں سے ہے اور چونکہ بہت سے دُنیا والے تقلید کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں اور جو کوئی اپنے باپ دادا اور عزیز آشنا کا طریقہ دیکھتا ہے بغیر اس کے کہ ثبوت اور دلیلوں پر غور کرے۔ اس مذہب کو جو اسکے متعلقین میں رائج ہوتا ہے اختیار کر لیتا ہے اور تحقیق کی بزرگی سے جو عقل کی تخلیق کا مقصود اصلی ہے محروم رہتا ہے اس بنا پر ہم بہترین اوقات میں جملہ مذاہب کے فاضلوں کے شریک صحبت رہ کر ہر ایک کی اچھی باتوں اور بزرگ مقصدوں سے فائدہ اور فیض حاصل کرتے ہیں چونکہ ہمارے اور آپکے مابین زبانوں کا اختلاف اور لغات کا فرق ہے لہذا مناسب ہے، کہ کسی ایسے شخص کو بھیج کر مسرور فرماویں جو ان مطالبِ عالیہ کو اچھے الفاظ میں ہمارے دلنشیں کر دے۔ اور ہمارے گوش مبارک میں یہ اطلاع پہنچی ہے۔ کہ آسمانی کتابوں مثلاً توریت۔ انجیل اور زبور کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کر لیا ہے اگر وُہ کتابیں باترجمہ یا بے ترجمہ کہ اُن کا نفع عام اور فائدہ مکمل ہو اس ولایت میں موجود ہوں۔ تو ارسال فرمائیں۔ اسوقت ہم نے دوستی کے مراسم اور اتحاد کی بُنیادوں کے استحکام کی غرض سے سیادت مآب فضیلت اکتساب صادق العقیدت واخلاص سید مظفر کی جو ہماری کثرت عنایت اور مہربانی کے ساتھ سرفراز اور مخصوص ہیں روانہ کیا ہے۔ وُہ آپ کے روبرو کچھ باتیں بیان کرینگے۔ آپ اُن پر اعتماد کریں اور ہمیشہ نام و پیام کے دروازے کھُلے رکھیں والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ (اور سلام اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے) بتاریخ ۲۰ ماہ ربیع الاول سنہ ۹۹۰ھ لکھا گیا (بلیغ ادیبوں کی اصطلاح میں اس آیت کا لکھنا کافروں کی جانب سلام کا اشارہ ہے) ۔

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا فرمان اقبالمند۔ عالی گوہر شاہزادہ مراد کے نام کشمیر سے واپسی کے وقت :۔

برخوردار سعادتمند۔ دولت و اقبال کی آنکھوں کی ٹھنڈک عظمت و جلال کی پیشانی کے نُور مبارک اور فتحمندی کے تاج کے گوہر سعادتمندی اور حق پسندی کے ہار کے بڑے

Marfat.com

(وسطی)، موتی۔ صاحب راستی و درستی۔ شاہزادہ مراد۔ روز افزوں شاہی عنایتوں اور ظل اللہ کی بے شمار مہربانیوں کے ساتھ شرفِ خصوصیت حاصل کرکے معلوم کریں خداوندِ عالم کا شکر واجب ہے کہ کشمیر کے فرحت بخش میدان کی فوج کشی حسب مراد انجام کو پہنچی اور دولت قاہرہ کے دشمنوں نے اپنے کیئے کی سزا پائی اور وہ سدا بہار گلزار مفسدوں اور فتنہ پردازوں کے خس و خاشاک سے پاک ہوگیا۔ باخبر دانشمند بخت بیدار کی تھوڑی رہنمائی سے اس حقیقت سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔ کہ ہماری جان اور عقل کے پیدا کرنیوالے خدا نے تخت زندگی پر جلوہ فرمائی کی ابتدا (یعنی شروع پیدائش) اور گدی نشینی اور دادد ہی کے آغاز ہی سے کیسی کیسی بڑی عنایتیں اور نرالی مہربانیاں جو زمانہ کے حوصلہ میں نہیں سما سکتیں ہمارے حال پر فرمائی ہیں۔ اور مکرر خداوند عالم کی زبردست عنایتیں اور بیشمار بزرگ نوازشیں جو اس فوج کشی میں درگاہِ الٰہی کے اس نیازمند کے شامل حال ہوئیں۔ ان کا شکریہ کس زبان سے ادا کیا جائے اس لیے کہ اُن کے ایک قلیل جزو کی شرح بھی دل کی وسعت آباد میں نہیں سما سکتی اور جب یہ صورت ہو تو اس کثیر میں سے قلیل کی بھی دفتروں میں کہاں گنجایش ہوگی۔ مگر یہ ایک اچھی رسم اور پسندیدہ طریقہ ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ بندے اللہ جلشانہٗ کی بخششوں میں سے تھوڑی بہت اپنی درگاہ کے مخلصوں اور حکومت کے خیر خواہوں کیلیئے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ پہلے تو بذاتِ خود ان بخششوں کا شکر بجا لائیں اور دوسرے بیابان گمراہی کے بھٹکے ہوؤں کے اندھیرے راستے میں چراغ روشن کرکے اخلاص و عقیدت کی شاہراہ کی طرف رہبری کریں۔ انہیں عنایاتِ ایزدی میں سے ایک یہ ہے کہ ماہ مرداد الٰہی (اکبری)، اس لیئے کہ اکبر بادشاہ نے جس چیز کو ایجاد کیا اُسے الٰہ کے ساتھ منسوب کیا۔ چنانچہ گز اکبری کو گز الٰہی کہتے ہیں اور واضح ہو کہ بارہ شمسی مہینے تین قسم کے ہیں (۱) یزدجردی قدیمی (۲) جلالی سلجوقی (۳) الٰہی یعنی اکبری۔ لیکن ان تینوں میں مہینوں اور دنوں کے نام یکساں ہی ہیں۔ مگر آغاز سال میں ہر ایک کے کچھ تھوڑا سا فرق ہے ۳۷ جلوس کی بارھویں تاریخ جبکہ برسات نہایت زوروں پر تھی اور ہر اوبارش کا طوفان بپا تھا حتیٰ کہ ولایت پنجاب کے سن رسیدہ لوگ، ان اطراف میں اس قسم کی بارش کا بہت کم پتہ دیتے تھے۔ محض القائے ربانی و الہام یزدانی سے ہمارے جہانکشا دل میں کشمیر کا ارادہ پیدا ہوتے ہی ہمنے کوچ بولدیا باوجودیکہ کل ارکان سلطنت کی خوشی نہ تھی اور جو لوگ (ہماری غایت عنایت کے ساتھ

Marfat.com

سخن کردن

مخصوص ہوکر ہماری سلطانی بارگاہ والا میں عرض معروض کرنے کی مجال رکھتے تھے وُہ اس انداز سے جس طرح کہ مزاج دان بات کہنے والے عرض کیا کرتے ہیں ہوا کی ناموافقت اور بارش کی کثرت بتلاتے تھے۔ چونکہ اس انوکھے کام میں خداوند عالم رہنما تھا۔ ان کی گذارش قبول نہ ہوئی۔ اور تاریخ مذکور پر اس طرف روانہ ہوگئے۔ اور عجیب و غریب اتفاقات میں سے ایک یہ واقع بھی ہے۔ کہ جس مبارک دن ہمارے اقبال کے علموں نے لاہور سے کوچ کیا اسی تاریخ بدبخت گنجا۔ مرزا یادگار نابکار۔ مرزا یوسف خاں قریبی رشتہ دار کشمیر کے چند بدمعاشوں سے سازش کرکے باغی ہوگیا اور فتنہ و فساد برپا کیا۔ اور طرفہ تر یہ امر ہے۔ کہ جس دن ہم کشتی میں بیٹھ کر دریائے راوی کو عبور کر رہے تھے غیبی فرشتہ ہماری موتی برسانے والی زبان پر یہ شعر لایا ؎

ہر اِک گنجے کو تاجِ بادشاہی　　بھلا ملتا ہے کب حاشا و کلا

(بعید ہے اور ایسا نہیں ہے) اور معًا حاضرین دربار سے استفسار کیا گیا کہ یہ شعر کس کا ہے اور کس نابکار گنجے کی شان میں کہا گیا ہے ہمارے اقبال کے علم چند ہی منزل پہنچے تھے کہ اس بدنصیب گنجے کی بغاوت کی خبر پہنچی۔ سمجھ لیا گیا کہ ہمارے اس نکل کھڑے ہونے میں مشیت الٰہی یہ ہے کہ اس بدکردار کو سزا دے کر خدا کا شکر بجالایا جائے۔ اس کام کا سرانجام ہوگیا۔ مخلصوں کے اخلاص کا درجہ بڑھ گیا اور منافق گمراہوں کے اخلاص کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ اور عجیب امور میں سے ایک بھی ہے۔ کہ جس وقت کشمیر کی شورش اور اُن بدانجام بدبختوں کی گمراہی کی خبر پہنچی۔ خدائے بیچون نے یہ بات ہماری زبان سے کہلوائی کہ اس کے اسی لشکر کی ایک جماعت موقع پاکر اُسے جہنم واصل کردیگی۔ اور طرفہ تر یہ کہ ہم نے ارشاد فرمایا کہ ستارۂ نورانی سہیل یمانی کے طلوع ہونے کے وقت اس بہتر تائید (الٰہی) کا ظہور ہوگا۔ اور یہ شعر ہماری زبان مقدس پر آیا ؎

ولدالزنا ہے حاسد میرا، وُہ ہوں کہ میرا طالع　　ولدالزنا کا قاتل ہے سہیل کی طرح سے

پہلے مصرعہ میں ولدالزنا سے مراد حرامی اور دوسرے مصرعہ میں حشرات الارض۔ اس لئے کہ جب سہیل یمانی طلوع ہوتا ہے تو حشرات الارض رفتہ رفتہ مرجاتے ہیں۔ ہم نے مکرر فرمایا کہ جیسے ہی سہیل یمانی طلوع ہوگا۔ اس بدذات کو سزا دی جائیگی اس کی ماں چونکہ طوائف ہے لہٰذا اس کی اصلیت میں قصور واقع ہوگیا ہے۔ جو اس سے ایسی نازیبا حرکتیں سرزد

لہ گل بخت برگشتہ مرزا یادگار نابکار ۱۲

Marfat.com

ہوئی ہیں۔ اور اس ستارۂ اقبال کے نکلنے کے قریب ہی بعض مخلص افغانوں نے جو مخالفین کے گروہ میں شریک تھے۔ کچھ حق اندیش ترکمانوں کے ساتھ ہو کر جو اسی گروہ میں سے تھے۔ اُس خوار و ذلیل کے کاندھے کو اسکے جاہل گنجے سر کے بھاری بوجھ سے ہلکا کر دیا۔ اور خداوند عالم کی بخششوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم نے یہ کہا تھا۔ کہ شورش کی ابتدا سے لے کر اس کے راہیٔ عدم ہونے تک ۲ دو مہینے سے زیادہ اور چالیس دن سے کم نہ لگیں گے۔ چنانچہ حساب لگانیوالوں نے حساب کیا۔ تو اسکے فتنہ و فساد کی مدّت کل اکیاون دِن ہُوئی۔ اس لیئے کہ ماہ مرداد الٰہی ۳۷ سنہ جلوس کی بارھویں تاریخ اسکی بدبختی کے آغاز کا دِن تھا۔ اور سہ شنبہ ماہ شہریور کی اکتیس تاریخ اسکے جہنم واصل ہونے کا وقت ہے اور جب کشمیر ہمارے اقبال کے عَلموں کا قرارگاہ بن گیا۔ تو شدّتِ سرما کا آغاز تھا۔ اس ملک کی رعایا کی خوشحالی کی غرض سے کوئی ایک مہینہ تک وہاں قیام رہا۔ اسی اثناء میں ہماری زبان الہام ترجمان پر یہ بات تھی کہ کیا اچھا ہو۔ اگر ہندوستان کیطرف مراجعت کے وقت جب ہماری فلک مرتبت افواج پنگلی سے گذریں اسوقت برف پڑے۔ تاکہ ہندوستانی جو ہمارے اقبال کے لشکرگاہ میں داخل ہیں اور انہوں نے برفباری نہیں دیکھی ہے۔ محظوظ و مسرور ہوں اور سردی کی شدت سے ان گرم ملک کے باشندوں (یعنی ہندوستانی سپاہیوں) کو تکلیف نہ پہنچے اس لیے کہ پنگلی کی راہ ایسے مقام پر واقع ہے کہ ادھر تو کشمیر سے ملحق ہے اور ادھر ہندوستان سے ملی ہوئی اپنے پروردگار کی مہربانی پر میں ناز کرتا ہوں، کہ مجھ پر کیسی کیسی نوازشیں کرتا ہے انہیں ایام میں اس بات سے ایک مہینہ کے بعد جبکہ ما بدولت پنگلی سے گذر رہے تھے اثناءِ راہ میں برفباری شروع ہو گئی۔ اور اس روز دو تین مرتبہ برف گری اور گمراہوں کے لیے سرمہ بینائی بنی۔ خداوند عالم کے شکر کے مراسم کس طرح بجا لا سکتا ہوں اور اللہ جلشانہ کی اس قدر مہربانیوں کے شامل حال ہونے کے بعد اقبالِ خداوندی کی رہنمائی سے دے ماہ الٰہی کی اُنیسویں تاریخ لاہور میں نزول اجلال واقع ہُوا۔ چونکہ خدا کی مہربانی سے ان اطراف کی مہمات انجام پا گئیں خاطر اقدس میں یہ بات آتی ہے کہ چونکہ ہندوستانی رعایا جو ہمارے دیدار نور بخش کی خوگر تھی۔ ایک مدت تک (دیدار سے) محروم ہے۔ اُن کی خوشی و خرمی کی غرض سے نوروز عالم افروز سے تیرہ (۱۳) میں کچھ اوپر دو مہینے باقی تھے۔ تائید الٰہی سے ہندوستان کی طرف مراجعت کریں اور کبھی

Marfat.com

سخن کے

ہمارے دل الہام منزل میں یہ بات آتی ہے کہ حسن نو روز سے فارغ ہونیکے بعد یہ کشور کشا خیال دل کے نہا نخانہ سے نکل کر ظہور کے تخت پر آئے لازم ہے کہ خداوند کی ان زبردست بخششوں کا شکر بجالا کر ہمیں دلشاد کریں ۔

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا فرمان سپہ سالار خانخانان ولد بیرم خان کے نام :۔

راجہ بیربر کی وفات پر خلافت وحکومت کے قوت بازو سلطنت وملک گیری کے معتمد علیہ شجاعت واقبالمندی کی انگشتری کے نگینے حقیقت وجانثاری کے موتی کی چمک دمک بازوئے شاہنشاہی کی برہنہ تلوار۔ دشمن کشی کے معرکہ کا صیقل کیا ہوا نیزہ شان وشکوہ کی آستین کے نقش ونگار۔ دولت واقبال کے تخت کے موتی ظل اللہ کے رازوں کا خزانہ معرفت ایزدی اور (بادشاہی) خیر خواہی کے اطوار کا مجموعہ۔ ملک گیری کے معرکوں کے ہراول۔ کرم نمائی اور مقصدوری کی مجلسوں کے (سامان عیش وطرب کی فراہمی کی) پیشگی (یا سائی) بابدولت کے انیس خلوت (ہمارے) نشاط وسرور کے خاص الخاص محرم راز دارالحکومت دانش کے رفیق راہ۔ فرح بخشی کے آباد گھر کی مئے ناب کے ہم پیالہ بادہ نوش بزرگان کرام کے سپوت۔ بزرگیوں اور بلندیوں کے ہار کے بڑے موتی عنایت (شاہی) کے منظور نظر پاک اثر (سلطانی) نوازشوں کی جائے درآمد عالی مرتبہ سرداروں کے سرکردہ نیکبخت ارادتمندوں میں سے منتخب۔ یار وفادار فرزند کامگار مبارزالدین (لقب خانخاناں یعنی دین کی حمایت میں لڑنے والے) سپہ سالار خانخاناں بزرگ شاہانہ عنایت اور زبردست خسروانہ نوازشات کی بہتات سے ممتاز ہونے کی عزت اور اعانت خواہی کا شرف حاصل کرکے معلوم کریں۔ کہ اس عیش ونشاط کے زمانہ اور خوشی وخورمی کیوقت میں جبکہ خوشی کے سامان مہیا اور بے غمی کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور ہمارے الہام کے سننے والے کے کانوں میں ہر طرف سے فتح ونصرت کی خوشخبریاں پہنچ رہی تھیں قسمت سے اس فوج ظفر موج کو جو ولایات سوادو بجور کے فتح کرنے کے لیئے مقرر کیگئی تھی۔ سخت چشم زخم (عین الکمال یعنی اثر نظر بد) پہنچا۔ باوجودیکہ تمام علاقہ مذکور احاطۂ تصرف میں آچکا تھا۔ ملعون افغان پہاڑ کے درّوں میں چھپے بیٹھے تھے۔ اور سرداران لشکر بلالحاظ مآل اندیشی پیچھا کیئے چلے آتے ہیں اور ان بدبختوں میں سے اکثروں کو قتل وغارت کرکے (اپنے سالار اعظم کی) آستان بوسی کے لیے چلے آتے ہیں چونکہ ایک شدنی بات پردۂ غیب سے ظاہر ہونے والی تھی لشکر کے دانشمندوں کے ہاتھ سے مآل اندیشی کی باگ

Marfat.com

چھوٹ گئی (اور یہ لوگ بے وقت اندھے پھندے دشوار گذار گھاٹیوں میں چلے جاتے ہیں۔ رسالوں کی ترتیب بگڑ جاتی ہے اور ٹیلوں کی طرف سے وہ ناعاقبت اندیش کچھ دست درازی کرتے ہیں۔ لوگ بدحواس ہو کر راستہ بھول گئے۔ ایک کثیر جماعت پہاڑ سے گر پڑتی ہے فعل ماضی کی بجائے جو فعل حال استعمال ہوا ہے اُسے حال حکایتی کہتے ہیں۔ اور مذکورہ جیسے موقعوں پر اُس کا استعمال مستحسن ہے) اس اثناء میں راہواروں میں سے بہترین رفیق۔ مصاحبوں میں سے منتخب۔ عالی فطرت۔ بے مثالی کے فرمان کا سرنامہ مقربان بارگاہ زبدہ میں سے برگزیدہ۔ خیر خواہ ملازموں کا لُب لباب۔ بارگاہِ سلطانی کی محفل آراستہ کرنے والا۔ دانشمندی کی باریکیوں کا سمجھنے والا۔ مجلس خاص کا مسرت بخش ہمدم اخلاص و وفا کی خلوت کا محرم۔ عشق و محبت کے رموز کو رونق بخشنے والا سچی دوستی اور حقیقی ارادتمندی کے گلزاروں کا باغبان۔ خدا طلبی اور خدا جوئی کے راستہ کا بے قرار طالب درست کرداری اور راستبازی کے اطوار کا عاشق۔ انشا پردازی کے بیل بوٹوں کا نقاش۔ ہمنشینی و تقرب کی بارگاہ کا نکتہ سنج۔ اسرار سلطانی کا نکتہ رس شاہی مزاجوں کی دنیا کا رمز شناس دشوار پسند طبیعت کی گرہیں کھولنے والا۔ فلک مرتبت دل کو صیقل کرنے والا۔ نکتہ سازوں کی جماعت کا سردار سخن پردازوں کی محفل کا صدر۔ مجلس اُنس کا ہمنشیں مقدس خلوت کا مونس دانشمند مرضات راجہ بیر بر نے جو ہماری محبت میں اپنے آپ کو ہار چکا تھا۔ دُنیوی تعلق کے باوجود (دنیا سے) انتہائے بے تعلقی رکھتا تھا۔ اور ظاہری وابستگی کے ہوتے ہوئے سراسر وارستگی کی تحریر لکھتا تھا (یعنی کوچ کی تیاری کر دی) اور اس کا قالب عنصری چکنا چور ہو گیا اور وہ راہ اختیار کر کے جس پر سب کو چلنا ہے۔ پوشیدگی کے حجاب اور عدم کے نقاب میں چھپ گیا۔ اس روح فرسا حادثہ اور اس غم فزا واقعہ سے بزم فلک مثال کا عیش تلخ اور دل دریا بار غبار آلود ہو گیا اگرچہ وفا اور دوستی کی شاہراہ کے تیز رووں کی معراج (انتہائی ترقی) یہ ہے کہ اپنے ولی نعمت کے کام میں اپنی جان کو قربان اور فدا کر دیں۔ لیکن امید تھی۔ کہ اعلےٰ خدمات اور زبردست مشکلات کے موقعہ پر یہ امر ظہور پذیر ہو گا۔ اس ناگہانی مصیبت کے رونما ہونے سے بے انتہا صدمہ پہنچا اور طرح طرح کا رنج و ملال ہماری خاطر اقدس کو لاحق ہوا افسوس صد ہزار افسوس کہ اس خمخانہ (دُنیا) کی شراب میں تلچھٹ ملی ہوئی ہے اور اس شکرستان کی مصری زہر آلود ہے یہ دنیا پیاسوں کو فریب دینے والا سراب ہے اور یہ منزل بلندی اور پستی سے بھری ہوئی ہے۔ اس بزم کی

Marfat.com

سخن کے سودا

مستی کے بعد خمار (یعنی نشہ کا اُتار) اور اس ملک کی صحت کے بعد (موت کا) بخار ہے۔ بعض رکاوٹوں نے جس سے مراد سفیر اور غیر لوگوں کا آنا ہے اتنا موقعہ نہ دیا کہ خود جا کر اسکی نعش کو ظاہر کی آنکھ سے بھی دیکھ لیتے اور ہماری وہ نوازش اور مہربانیاں جو اسکے حال پر تھیں ظاہر فرماتے تاکہ ظاہر بین لوگوں پر ہماری عنایت والتفات کی کیفیت آشکارا ہو جاتی۔ کہ جب کسی نے ہماری ارادت واخلاص کا راستہ اختیار کیا تو ہم اُسے کس درجہ عزیز رکھتے ہیں اگرچہ دلکی آنکھوں سے ہمارا یہ مقصود (یعنی اسکی نعش پر جانا) اہلِ حقیقت کے دلنشیں ہو چکا ہے۔ لیکن کام چونکہ عوام الناس سے ہے یہ حسرت دِل میں رہ گئی۔ شعر

کونسا دِل ہے کہ جو اس واقعہ سے خوں نہیں　　کونسی آنکھ اس مصیبت کے سبب میگوں نہیں

یہ مٹی کا ڈھیر (یعنی دنیا) چھوٹنے اور چھوڑ ہی دینے والا ہے اور یہ تاریک گڑھا (مردوں سے) بھرنے اور پاٹ دیئے جانے ہی کے قابل ہے۔ رشتے سب ٹوٹنے ہی والے ہیں اور مصیبتیں سب جھیلی ہی جانے والی ہیں۔ اگرچہ اس ملک عدم کے مسافر کا خیال ہر گھڑی پیش نظر رہتا ہے اور اس عالمِ جاودانی کے مجاور کے اخلاق حسنہ ہر دم یاد آتے ہیں اور اسکے قالب عنصری کے ٹوٹ جانے اور کالبد جسمانی کے پوشیدہ ہو جانے سے ظاہر ہے کہ دور بین نظر میں اور حقیقت گزیں عقل کے نزدیک کیا فرق ہوگا؟ لیکن عالمِ بشریت پر نظر کرتے ہوئے جو عناصر اربعہ اور موالید ثلاثہ کی ترکیب (جسمانی) کا اقتضا ہے۔ اس فردِ لاثانی کی ظاہری مفارقت سے ہمارے دِل پر ایسے زبردست رنج والم کے آثار ظاہر ہوئے۔ کہ الفاظ اس حالت کے بیان سے قاصر ہیں اور اشارات اسکے اظہار کے ناقابل لیکن حقیقت کی نظر اور دل کی آنکھ سے دکھائی دیتا ہے کہ جو کچھ پردۂ عدم سے وجود میں آتا ہے۔ اور وجود کے گروہ سے پھر عدم میں جاتا ہے۔ نظامِ کائنات کے ذمہ دار (یعنی خداوندِ عالم) کی مشیت سے ہوتا ہے لہذا فریاد وفغاں سے خاموشی بہتر ہے اور ہائے وائے سے صبر النسب۔ اس صورت میں قضا وقدر کے فیصلہ پر تسلیم ورضا اختیار کرنے کے سوا اور کوئی صراطِ مستقیم نہیں ہے مناسب ہے۔ کہ وہ رکن السلطنت بھی صبر کا طریقہ اختیار کر کے اپنے ارادہ (یعنی گریہ وزاری) سے باز رہ کر مشیت ازلی سے موافقت کریں اور بقیہ متبرک سانسوں کو خداوند کے پسندیدہ کاموں میں صرف کریں اور ایک منٹ کے لیئے حق شناسی کی فکر اور حق جوئی کے ذکر سے خالی نہ رہیں (مکتوب الیہ خود جانتے ہیں کہ جو لوگ تقاید کی قید سے آزاد ہو کر تحقیق کی منزل پر پہنچتے ہیں وہ ہر نہ

Marfat.com

میں بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ اس وقت فرض یہ ہے کہ اس زبردست بخشش کے شکر کے وظیفوں کی ادائیگی میں مصروف رہ کر کہ تحقیق کے شیریں چشمہ سے کافی حصہ پایا ہے ہماری ذات بابرکات کو بہت غنیمت شمار کریں اور سوچیں کہ قبل ازیں کہ وہ قافلہ فنا کا سالار (بیربر) اس مصیبت کدہ سے اقامت کا کجاوہ کسے وہ یار وفادار (یعنی مکتوب الیہ) محرمان راز کے پیشوا رہے ہیں۔ اور ہم ان کو اس وقت (یعنی بیربر کی زندگی میں) اللہ تعالیٰ کی عنایات جلیلہ میں سے شمار کرتے تھے۔ اب خود ہی خیال کریں کہ اسوقت اُن کا وجود کسقدر غنیمت ہوگا۔ حق سبحانہ، وتعالیٰ ان کو ہماری لازوال سلطنت کے سایہ میں کامیاب فرمائے اور ہمیں اُن کی نیکبختی کے سر پر اقبالمندی کے ساتھ برقرار رکھے۔ حاصل کلام اس عجیب حادثہ کے رونما ہونے کے بعد مرحوم کی قائم مقامی کی غرض سے عمدۃ الملک راجہ ٹوڈرمل کو فرشتوں کے گروہ والے لشکروں کے ہمراہ متعین کر دیا۔ اور وہ انتہائے جوانمردی اور دانشمندی سے تھوڑی ہی مدت میں پورے طور پر (سرکشوں کی) گوشمالی کر کے اس ملک کو احاطہ تصرف میں لے آئے۔ الحمد للہ کہ ان اطراف کی مہمات سے بالکل اطمینان حاصل ہو گیا انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب ہی دارالخلافت عالیہ ہمارے اقبال کے سراپردوں کا خیمہ گاہ بنے گا اس وقت جبکہ خاطر اشرف نہایت پریشان تھی۔ اس رکن السلطنت کی درخواست پہنچی چونکہ اسکی سچیدگیوں (یعنی مطالب سے محبت واخلاص کی خوشبوؤں کی لپٹ آرہی تھی اور اس کے مضامین سے وفاداری اور بندگی کی خوشبوؤں کی مہک نکل رہی تھی لہذا اس کا سننا اطمینان کا باعث اور خاطر اقدس کی چنگاریوں کی ٹھنڈے ہو جانے کا سبب ہوا تسخیر دکن کے بارہ میں جو کچھ رائے قائم کر کے مفصل تحریر کیا تھا۔ وہ ہم پر واضح ہوا اور ہر بات نے ہماری تحسین کا شرف اور پسندیدگی کی عزت حاصل کی۔ ان کی انتہائے دانشمندی اور غایت جوانمردی کے سبب وہ وقت قریب ہے کہ صوبہ گجرات کی طرف سے حسب تحریر مطمئن ہو کر نہایت خوبی کے ساتھ (وہ) ملک دکن کو فتح کریں اور جلد سے جلد تمام ہاتھی اور اس ملک کی اشیائے نفیسہ بذات خود ہمارے ملاحظہ اشرف سے گذرانیں۔ اور ان کی وہ مراد جوان کے دل میں جاگزین ہے بر آئے۔ اور گنگا کی خطاؤں کی معافی اور اُسکے اور جگنات وشاہم خاں وغیرہ کے نام فرمان عنایت نشان صادر ہونے کے بارہ میں جو کچھ بطریق سوال تحریر کیا تھا۔ وہ درجہ قبولیت پر پہنچا اور فرمان عالیہ نے استدعا کے مطابق عزت صدور حاصل کی اور یقین ہے کہ (آپ) جو محال (علاقہ)

Marfat.com

گنگا کے لیئے مقرر کرینگے۔ اس کی خدمات کے لائق اور وقت کی حالت کے مناسب ہوگی۔ اور امین خاں کے بیٹوں اور جام بیگ اور گنگا کے متعلق جو خیال کیا ہے تو اگر وہ خود آتے تو بہتر و انسب تھا۔ بہرحال جو کچھ مقتضائے وقت ہو اس پر کاربند ہوں اور معتمد فیلبانوں کے روانہ کرنے کی بابت جو التماس کیا تھا وہ بھی قبول ہو گیا۔ اور شیخ ابراہیم سیکری وال کو صوبہ گجرات میں بھیجنے کے بارے میں جو استدعا کی تھی تو اُس رکن السلطنت کو معلوم ہو کہ جبوقت مابدولت و اقبال دارالخلافت عالیہ میں موجود ہوتے ہیں تو ان اطراف (یعنی آگرہ) کے زمینداروں کے معاملات کا انصرام انہیں کے سپرد ہوتا ہے اور اُن کے گجرات جانے میں اسقدر فائدہ متصور نہیں ہے کہ یہ خدمات معطل رہ سکیں اور اپنے بیٹوں کی بابت جو تحریر کیا تھا کہ جب وہ رکن السلطنت خود تسخیر دکن کے لیے جائیں تو ان کو کہاں پر چھوڑیں؟ یا ہماری خدمت میں بھیجیں تو اُن کا اور اُن کے دلبند فرزندوں کا تعلق اس خاندانِ معلے سے نہیں ہے اگر وہ دربار کی خدمت پر متعین نہ ہوں تو منٹ بھر کے لیئے بھی ہماری آنکھوں سے اوجھل نہ ہوں۔ بے تکلف ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ وہ اور ان کے فرزند ہمیشہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہیں۔ ہمارے فتحمند جھنڈوں کے کوچ کی خبروں پر کان لگائے رہیں اگر ابھی جلد ہی دارالخلافہ کیطرف ہماری واپسی ہو بہترین صورت یہ ہے کہ اپنے بیٹوں کو ہماری خدمت میں بھیجدیں اور اگر یہ خبر ملے کہ ہم کچھ مدت کے لیئے پنجاب کے سیر و شکار میں مشغول ہیں تو چونکہ راستہ کی دوری درمیان میں ہے لہذا انہیں گجرات ہی میں یا اور کسی اطمینان کی جگہ چھوڑ کر خدمات متعلقہ پر روانہ ہو جائیں ؛

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا فرمان سپہ سالار خانخاناں کے نام :-

ممالک عظمی کے قوتِ بازو۔ خلافت کبری کے معتمد علیہ۔ سلطنت قاہرہ کے رکن۔ روشن حکومت کے بازو۔ اچھی عادتوں اور پسندیدہ خصلتوں والے۔ ظاہری اور باطنی کمالات رکھنے والے بلند مرتبہ سرداروں کے سرگروہ۔ یار وفادار فرزند کامگار۔ مبارز الدین (لقب خانخاناں) یعنی دین کی حمایت میں لڑنے والے (عبدالرحیم) خانخاناں، سپہ سالار شاہانہ عنایات اور خسروانہ نوازشات کی کثرت کے ساتھ ممتاز و مسرور ہو کر معلوم کریں۔ اس مبارک آغاز اور مبارک انجام وقت میں جبکہ اُس ماہ کی آخری تاریخیں جس میں آفتاب بُرج حوت میں رہتا ہے اور بہار کا آغاز ہے اور شب و روز کے اعتدال کا زمانہ (راقم اپنی) خاطر فیض بخش کو طرح طرح کی تازہ مسرتوں کی

Marfat.com

جائے ورود اور قسم قسم کی بے شمار کیفیتوں کا مقام صدور پاتا ہے۔ آب و ہوا کی تازگی اور خوبیٔ مرتبہ اعتدال پر۔ اور نشو و نما کے چمن زار کی شگفتگی اور تازگی درجہ کمال پر پہنچ گئی ہے۔ نوروز کے نقارہ نے عالم افروزی اور جہاں آرائی کا غلغلہ گنبد گردوں میں بلند کیا ہے آفتاب عالمتاب عناصر اربعہ و موالید ثلاثہ کے مزاج کا فیض رسان بن گیا۔ صبا کی جنبش افسردہ جانوں کے شوق کی زنجیر ہلانے لگی ہوا کی تازگی اہلِ ذوق کے دلوں کو تازگی بخشنے لگی بہار کی ہوا نے مٹی پانی کی دنیا کے نوخیزوں (یعنی درختانِ نورستہ پر گل و میوہ) کی زندگی کے قالب میں روح نباتی پھونک دی اور ابرِ بہار نے لشکر کے نئے (منزل پر) پہنچنے والوں (یعنی سبزہ نودمیدہ) کے پاؤں سے راستہ کی گرد کو دھو ڈالا۔ پانی کے برسنے یا آبشاروں کے گرنے (کی آواز نے ہزارہا روشن معنی دریا دل عارفوں کے گوش ہوش میں پہنچائے زمین والوں (یعنی اجسام نباتات و حیوات) پر آسمان والوں (یعنی سبع سیارہ) کی مہربانی کی نظریں اور پرورش کی علامتیں پھر تازہ ہوگئیں آبائے علوی (یعنی افلاک و سبع سیارہ) نے امہات سفلی (یعنی عناصر اربعہ اور ساتوں ولایتوں کی زمینوں) کے ساتھ نئے سر سے نظام و انتظام حاصل کیا۔ موالید ثلاثہ کو ستاروں کے ساتھ نیا ربط ضبط پیدا ہوگیا۔ **شعر**

قوائے نامیہ ہستی کے کارخانے میں ہزار نقش پسندیدہ کرتی ہے ایجاد

(قوا) اگرچہ قوت کی جمع ہے لیکن یہاں واحد کی بجائے لفظ جمع استعمال ہوا ہے (یعنی رنگا رنگ کی نباتات اور سبزہ و گل پیدا ہو رہے ہیں) سبزہ نودمیدہ کی زبان ریاکار فریبی زاہدوں سے بزبانِ حال خطاب کرتی ہے۔ **رباعی**

زاہد کھلے پھول پر تو پژمردہ ہے چلتی ہے ہوا تو پائے افشردہ ہے
گرمی سے مہر کی پہاڑوں میں (دیکھ) ہیں چشمے رواں مگر تو افسردہ ہے

پائے افشردہ ہے یعنی زمین میں پاؤں گاڑے بیٹھا ہے۔ دلکش درختوں کے پتوں کے لبوں نے محنت اور رنج کے گوشہ میں بیٹھ کر غفلت کے ساتھ زندگی گذارنے والوں کو وقت کی زبان سے یہ موزون ترانا سنایا۔ **رباعی**

خورشید کے فیض سے مقاصد ہیں ملے شاخ شادی نے دیدیئے ہیں میوے
دیکھو میووں کو شاخوں نے کیسے دیئے گرمی سے مہر کی یہ تازے میوے

حلوائے تر سے تازہ اور شیریں میوے مراد ہیں اور آتش بے دود کنایہ ہے آفتاب سے اور ظاہر

Marfat.com

ہے کہ میوے آفتاب سے پکتے ہیں) دانشوروں پر ظاہر اور ہوشمندوں کو معلوم ہے کہ اس وقت جبکہ آفتاب کے فصلِ بہار کے نقطۂ اعتدال (یعنی دائرہ معدل النہار اور دائرہ منطقۃ البروج کے مقام تقاطع یعنی راس برج حمل) پر پہنچنے وقت ہے۔ خطۂ خاک (دنیا) کے غبار آلودہ افراد یعنی نباتات وجمادات وحیوانات پر عالمِ بالا کے مقدس نفوس (یعنے آفتاب اور دیگر سیاروں یا کارکن فرشتوں) کی مہربانی اور عنایت کی نظر کس درجہ زیادہ ہوجاتی ہے ان کا رنگ بخشنوں کا شکر ادا کرنے میں (بہت سے سجدوں کی ضرورت ہے دیکھیئے ان میں سے) بارگاہ بے نیازی کے زاری کرنیوالوں کا کونسا عاجزانہ سجدہ قبول ہو۔ علی ہذا القیاس فقرہ آیندہ اور (وہ) کونسی نیازمندانہ فریاد (ہو جو) شرفِ اجابت سے ممتاز ہو۔ **بیت**

نہ تنہا سجدۂ سر دمبدم ہو　　مرا ہر موئے تن سجدہ میں خم ہو

ایسی اچھی فصل اور ایسے دلکش اور لطف کے زمانہ میں جبکہ شاہانہ دادگستری کی خوشبوؤں سے اہلِ عالم کا دماغ معطر اور خسروانہ انصاف پروری کی مہک سے اہلِ جہان کا مشام (دماغ) بسا ہوا ہے۔ مسرت کے سامان مہیا اور بے غمی کے دروازے ہمارے اقبال کے چہرے پر کھلے ہوئے ہیں۔ زمانہ ہر دم ہمارے بشارت (خوشخبری) سننے والے کانوں میں ایک نہ ایک فتح کا مژدہ پہنچاتا ہے اور آسمان از روئے محبت ہر گھڑی کسی نہ کسی کامیابی کی خوشخبری تمام عالم کے گوش گذار کرتا ہے۔ سلطنت پناہ عبداللہ خاں کا سفیر ہماری درگاہ آسمان جاہ میں پہنچا اور طرح طرح کے نفیس ہدیئے اور قسم قسم کے اعلےٰ تحفے نظر اشرف سے گذارنے اور عبداللہ خاں نے کئی قسم کے سلطان حسین مرزا کے کبوتروں کی اصل ونسل کے اور دیوان بیگی کبوتروں کی روانگی کو اتحاد ویگانگت کے اسباب کا ضمیمہ بنایا (یعنی اور تحفوں کے ساتھ کبوتر بھی بھیجے) اور فی الحقیقت پرند پرواز کبوتروں کا مشاہدہ اور کبوتر باز جوانوں کا آنا خاطر مبارک کی مسرت کا باعث ہوا۔ خصوصاً حبیب کبوتر باز کا آنا جو ماوراء النہر کے کبوتر بازوں کا سرگروہ بلکہ دنیا بھر کے ہنرمندوں کا گورو گھنٹال ہے۔ ایسا کامل کبوتر باز ہے کہ انڈے کے اندر زردی اور سفیدی کے ملنے سے پیشتر سمجھ لیتا ہے کہ کبوتر کتنے چوغ کھائیگا اور اس سے پہلے کہ طبیعت کا تربیت کرنیوالا (یعنی خود طبیعت) روح حیوانی کو سوراخ کی مدد کے بغیر انڈے کے اندر کبوتر کے قالب میں پہنچاتا ہے وہ معلوم کرلیتا ہے کہ اس کبوتر کی اڑان کتنی ہے۔ کبوتر کا فن تشریح (تشریح وہ فن ہے جس میں آدمی وغیرہ کے تمام اعضا کی

Marfat.com

حقیقت بیان کی جاتی ہے اور جالینوس جس کا زبردست ماہر گذرا ہے، جاننے میں اپنے وقت کا جالینوس اور کمال کے سمجھنے میں افلاطونِ عصر ہے کبوتروں کے شاخ در شاخ نسبوں کو اس سے زیادہ جانتا ہے جتنا کہ نقیب خاں خلائق کے گروہوں کے نسبوں کو (جانتا تھا) قل علی سے (جو ایک ماہر کبوتر باز گزرا ہے) اسکو کیا نسبت کیونکہ وہ اپنے فن میں بوعلی سینا (کی طرح ماہر و کامل) ہے عبداللہ خاں نے اندجان اور ان اطراف سے طلب کرکے کل کے کل دیوان بیگی وغیرہ کبوتر میر قریش کے ہاتھ بھیج دیئے نہ جانے ماوراء النہر میں کچھ اور بھی کبوتر بچے سارے کبوتر صحیح وسالم یہاں پہنچ گئے۔ ان کی تعریف وتوصیف اس سے کہیں دور ہے۔ کہ قلم کا کبوتر اس کی فضا میں پرواز اور زبان کا پُرنقش و نگار طاؤس رقص کرسکے۔ **مثنوی**

ہر کبوتر ہے بانمایش ناز — جیسے ہو مُرغ شوق در پرواز
گرم خو مغز شاب کے مانند — دُور رَد مثلِ فکرِ دانشمند
قطع کرتے ہیں راہ چرخ وزمین — ان کا دانہ ہے خوشۂ پروین
سب ہیں گرم بلند پروازی — چرخ سے اُن کی بڑھگئی بازی

حق یہ ہے کہ جب سے بازوؤں والے پرند (یعنی فرشتے) عرش کے آشیانہ سے پرواز کررہے ہیں۔ ان جیسے کبوتر کسی کبوتر باز کے گھر سے نہیں اُڑے اور زمانہ کے مشہور اور نامی کبوتران چکر کاٹنے اور قلا کھانیوالے کبوتروں کے مقابلہ کی فضا میں برابری کے پر نہیں کھول سکتے (یعنی پرواز میں مقابلہ نہیں کرسکتے) اگرچہ وہ یار وفادار بظاہر شرف ہمنشینی اور عزت حضوری سے محروم ہے لیکن ہمیشہ ہر حالت میں بالخصوص فرحت ومسرت کے وقت ہماری نظر خورشید اثر کے روبرو رہا۔ اُس رُکن السلطنت کو ہم بہت یاد کرتے ہیں۔ اور جس روز کہ کبوتران مذکور ملاحظہ عالی سے گزر رہے تھے اور ہمارا عالم ملکوتی کی سیر کرنے والا دل ان کے مشاہدہ سے مسرور وشاداں ہُوا تھا اس ممالکِ عظمیٰ کے قوتِ بازو کو اور اس کلام میں اسکی باتوں کو ہم بہت یاد کرتے تھے۔ اسی اثناء میں ان زیرک پری نژادوں (یعنی کبوتروں) کے دل میں ایک اندیشہ پیدا ہُوا اور زبانِ حال سے اپنے پیغاموں کی گزارش کا التماس کیا۔ اُن کے التماس کو قبول کرنے کے طور پر قلم جواہر رقم سے تحریر کیا جاتا ہے کہ کبوتر جو گروہ گروہ ہیں ان کے سردار سلام و پیام عرض کرتے ہیں۔ **بیت**

Marfat.com

سلیماں کا جو منظورِ نظر ہو　　پرندوں کی زباں سمجھے نہ کیوں وُہ

اکبر کہتا ہے کہ اے خانخاناں میں سُلیمان ہُوں۔ اور تُو میرا منظورِ نظر پھر تو پرندوں کی بولی کیونکر نہ سمجھیگا۔ اس بناء پر تجھے کبوتروں کا پیغام لکھتا ہُوں حضرتِ سلیمانؑ کا قصہ تو مشہور ہی ہے کہ جن وانس وطیوران کے مطیع تھے۔ چُونکہ ہُدہُد وسلیمان کا مکالمہ تو خود قرآن شریف میں مذکور ہے۔ خصوصًا وہ جوانوں کے سے کام کرنیوالا (یعنی پٹھوں کی طرح تیز پرواز) بُوڑھا پرنگار نامی بمثل۔ پرہنر تمہاری خدمت میں) ایسا سلام پُہنچاتا ہے جو عاشقانِ حقیقت کے دِلوں کو رقص میں لائے بلکہ آسودہ خاطر ساکن دلوں کو جھما دے بلکہ نچا دے اور سلام کے بعد اپنا یہ پیام عرض کرتا ہے کہ جب دولت واقبال کے رہنما نے ہمارے خلوص عقیدت اور صفائی نیت کے اقتضا سے صبح کی دعاؤں کے وسیلہ سے ہماری حالت پر ترحّم فرما کر تائید ایزدی کی اعانت سے ایسے شاہنشاہ کی درگاہ عالم پناہ میں پُہنچا کر جس کے تمام کاموں کی بنیاد خداوند تعالیٰ کی مرضی پر ہے اور جو قدر شناس بھی ہے۔ اس آرزومند کے کاشانہ دِل میں شوق جوانی کا غلغلہ ڈال کر نئی زندگی اور بے قیاس کامیابی بخشی ہے۔ تو اس بارگاہ کے ہوا خواہوں اور اس درگاہ کے خیر سگالوں سے بالخصوص اس عشق اندیش (یعنی باز یعنی کبوتر) خدا کیش (یعنی خانخاناں) سے جو اس بادشاہِ گیتی پناہ کے بہترین ارادتمندوں اور منتخب مخلصوں میں سے ہیں۔ عرض ہے کہ ہمارے خاندان سے نسبت رکھنے والوں کے بارہ میں اشارتًا یا کنایتًا حسن طلبی فرمائیں اور ہمارے اصیل ونجیب قبیلہ کی جمعیت میں سنگِ تفرقہ نہ پھینکیں۔ (یعنی ہم سے کچھ کو طلب کر کے ہماری باہمی مفارقت کا سبب نہ بنیں) اس لیئے کہ ہماری جماعت کی غایت تمنا یہ ہے کہ توفیقِ الٰہی سے حضرت شاہنشاہ کی خدمت میں اچھّے اچھّے ہنروں کا اظہار کر کے اور طرح طرح کے کمالات اور رنگ برنگ شعبدے دکھلا کر اپنی گذشتہ عمر کی تلافی اور معاوضہ کر لیں۔ اور دوسری کبوتری لطافت کے خاندان کا خلاصہ دولت کے گھرانے کا انتخاب میرے رنج وملال کی دور کرنیوالی۔ بُوڑھوں کیصورت اور جوانوں کی سی سیرت رکھنے والی۔ سبز کہی نامی جو سرسبز نامی کبوتر کی شہرہ آفاق اور تعریف سے بے نیاز حقیقی بیٹی ہے۔ سلام محبت آگیں پہنچاتی ہے۔ اور عرض کرتی ہے کہ بڑی تمناؤں کے بعد ایک مدت مدید میں آستان بوسی کی سعادت سے مشرف ہو کر لینا کیطرح جوانی کی تمنا دِل میں پیدا ہو گئی ہے۔ اور چاہتی ہے کہ اپنے بال بچّوں سمیت ہماری خدمت میں حاضر ہو کر

Marfat.com

وہ پسندیدہ خدمتیں بجالاتے جو ہمارے دِل کو فرحت ظاہری و باطنی اور مسرّت بخشنے والی ہوں۔ اگرچہ ایک زمانہ تک معشوقی میں مشہور رہی تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ انجام کار ایسے معشوق (یعنی اکبر اعظم) کی عاشقی سے سرفراز ہوئی۔ درگاہِ عالم پناہ کے سارے طالبوں اور عاشقوں سے بالخصوص اس طالبوں کے سرگروہ سے یہ توقع ہے۔ کہ خواہش کے سر کو صبر کے دامن میں لپیٹ کر ایسی ہوا و ہوس کی اجازت نہ دیں۔ جو ہماری خوشی و خرمی کی محفل میں خلل ڈالے۔ یہی بہتر ہے کہ جُدائی کی سوخت برداشت کریں اور ہمارے حال پر ملتفت ہوں اور دُوسرا نامور سرگروہ (کبوتر) یعنی کلتہ پر۔ گو نام تو اس کا ماوراء النہر کے کبوتروں کا سا ہے مگر ہے خراسانی نسل کا۔ اور معتبر سردار کم پر نامی۔ اگرچہ نام کا تو کم پر ہے۔ لیکن ہے بڑا چوٹی کا کبوتر اور نہایت بلند پرواز۔ زبان حال سے یہ شعر پڑھتا ہے۔ **بیت**

ہر سبکسار سبک خیز ہُوا کرتا ہے　　مُرغ ہلکے پَر و نکا تیز اُڑا کرتا ہے

اور نامداروں کا سرگروہ مشعل کلاں نامی جو بلند پروازی میں شعلہ سے کم نہیں ہے اور آستان بوسی کے شوق میں سرگرم ہے اور وُہ انسانوں کی سی خصلت رکھنے والا سیہ دُم شاید کبوتر بازوں کے دِل کا دُھواں ہے جو اس (کی دم) کے پیچھے ہے اور سحبلی گرّیا یعنی کنارہ دار کی مادہ کہ اس کا جہانجن (یا پنیجبی) لیلیٰ کی پازیب کو یاد دلاتا ہے اور کبوتر بازوں کے پاؤں میں عشق کی زنجیر پہناتا ہے اور سارے نامور خوشگو (یعنی باہُوا اور دوسرے کلمات ادا کرنیوالے) خوبصورت کبوتر جو حسب و نسب کی اصالت و شرافت کے ساتھ متصف ہیں۔ کچھ تو اپنے سردار پُر نگار سے متفق ہیں اور کچھ سبز کہی سے حاصل کلام چونکہ ہر پر فارغ البال کبوتروں کی زبان ہے یہ سب کے سب پُرانی عمر کے نئے آئے ہوئے کبوتر ہزار زبان سے (پروں کے اعتبار سے) اس رکن السلطنت کے انصاف سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم جو اپنے بیٹوں پوتوں اور کنبہ قبیلہ سمیت بڑھاپے میں اس آستانۂ ملک آشیانہ سے جو ہمارے اقبال کا کوٹھا اور سرفرازی کا محل ہے مشرف ہُوئے ہیں۔ تو تاوقتیکہ اپنے اپنے ہنر نہ دکھلائیں اور اشتیاق کو انتہا پر نہ پہنچالیں ہماری جمعیت کو منتشر نہ کریں اور ہمارے پروین (یعنی مجمع) کو بنات النعش (کنایہ منتشر) نہ بنائیں اور سارے کبوتر یہ استدعا کرتے ہیں کہ اگر کوئی حج کے ارادہ سے جاتا ہو۔ تو حرم کے کبوتروں کو جو کعبہ کے گرد اُڑتے رہتے ہیں۔ ہماری دُعا لکھ دیں اور چونکہ اس رکن السلطنت کا ایک نیا مہمان راہ میں ہے (یعنی فرزند تولد ہونیوالا ہے) لہذا مناسب

اندازہ
با پرنگار

Marfat.com

ہے کہ اس بارہ میں پُورے طور پر احتیاط کریں (کہ اسقاط حمل نہ ہو جائے) کیونکہ انشاء اللہ اس صورت میں اچھے کبوتر اس کو مرحمت ہونگے اور ہم اس نئے مہمان کا حصّہ بھی نئے آئے ہُوئے خوانوں (یعنی نئے آئے ہوئے کبوتروں) سے عنایت فرمائینگے۔ اور اگر اس بارہ میں یعنی (احتیاط حمل) میں کوتاہی کرینگے۔ تو جو کچھ اس اعتماد السلطنت نے اپنی بابت خیال کیا ہوگا۔ ہم اس سے کم اُسے مرحمت فرمائیں گے (کہتے ہیں کہ خانخاناں کثرت اولاد کے اندیشہ سے اسقاط حمل کا مرتکب ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اسی امر کو امتناع فرمایا ہے) ؛

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا تعزیت نامہ حکیم ہمام کے نام ان کے بھائی جالینوس زمانہ حکیم ابوالفتح جیلانی کی وفات پر :-

حکمت مآب (یعنی وہ شخص جس کی جائے بازگشت حکمت ہے) زیرکی کے مرجع۔ حق شناس حقیقت بنیاد۔ علم و معرفت کے مقامات کو جاننے والے۔ دور بینی اور تجربہ کاری کے طریقوں پر چلنے والے۔ حکمت الٰہی (یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت یا ہر سہ فنونِ حکمت میں سے فن جس سے مراد دلائل حکمیہ سے خداوند عالم اور نفوس و عقول اور ان کے احکام و افعال کی معرفت ہے) کے رازوں کا انکشاف کرنے والے سفیدی و سیاہی (یعنی روز و شب یا اسلام و کفر یا نیک یا بد یا امر و نواہی یا پیری یا جوانی کے رموز کی باریکیوں کے سمجھنے والے۔ بزم خاص کے ہمدم۔ دوستی کے خلوت خانہ کے ہمنشیں۔ خلائق کے فاضلترین افراد کے لُب لباب بزرگانِ عظام کے فرزند اپنے وقت کے جالینوس۔ حکیم ہمام زبردست خسروانہ عنایات اور بہترین شاہانہ نوازشات سے اعانت و بشارت پاکر معلوم کریں۔ اسوقت جبکہ کشمیر کی ولایت دلکشا کے سیر و شکار اور تفریح کی غرض سے جو بارگاہِ ایزدی کے اس نیازمند کے لیے خداوند عالم کے تازہ عطیوں میں سے ہے۔ آسمان سے باتیں کرنے والے علموں کا کوچ اور زمین کا گز بن جانیوالے لشکروں کی روانگی عمل میں آئی تھی تو قصد یہ تھا کہ اس سدا بہار گلزار میں جو قدرت پروردگار کا مرقع ہے۔ حضور قلب کے ساتھ چند سانسیں لیکر اسی سرزمین پر معبود حقیقی کے سجدہ میں سر نیاز جھکا کر کچھ روز بسر کرے خدا کا شکر ہے کہ اس ولایت کے بہار کے زمانہ میں جبکہ رنگ برنگ کے پھُولوں سے پر اور طرح طرح کے میووں سے لدی ہوئی تھی۔ کامگار برخوردار شہزادوں اور چند ظفرمند لشکروں سمیت پہاڑی چوٹیوں

Marfat.com

کے راستہ سے کہ پرندے بھی پروں کے ہوتے ہوئے وہاں سے بدشواری گذر سکتے ہیں روانگی کا عزم مصمم ہوگیا۔ ہم نے حکم صادر فرمایا تا آنکہ کئی ہزار پہاڑ کاٹنے والے بیلدار اور فرہاد جیسے ماہر سنگتراش دو ایک منزل آگے آگے چلتے تھے اور پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں راستوں کو فراخ کرتے جاتے تھے۔ اور تقریباً ہزار کوہ پیکر ہاتھی نہایت اطمینان اور آسانی کے ساتھ خوب پھیل کر گزرتے تھے۔ اور اس کے علاوہ ہم نے اور فوج اور ساز و سامان اور سراپردے اور خیمے دار الخلافہ لاہور سے لے کر نیلاب تک جابجا اور شہر بشہر چھوڑ دیے تھے۔ جب خاطر مبارک روحانی اور جسمانی لطف اور عیش و مسرت کے سیر سپاٹے سے اچھی طرح بہرہ اندوز ہو چکی تو ارادہ کے اسپ خوشخرام کی باگ دمتور اور بنگلی کے راستہ کی طرف موڑ دیگئی تاکہ اپنے سایہ فلک پایہ کو ولایت کابل کے باشندوں کے سروں پر ڈالیں اور چند روزان اطراف کے سیر و شکار میں مشغول ہوں اس بناء پر کہ کارکنانِ قضا و قدر نے اس خمخانہ (دنیا) کے عیش کی شراب کو غم کے کچلھو کے ساتھ ملا دیا ہے اور سرشت انسانی کے تصویر خانے کی بقا کی بنیاد کو فنا کے مٹی پانی سے اُٹھایا ہے۔ ایسے خوشی کے وقت میں عجیب و غریب رُوح فرسا حادثہ پیش آیا جس نے سارا عیش مکدر کر دیا اور خوشی کو رنج سے بدل دیا اسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ شاہی سواری دمتور کے اطراف میں باباحسن ابدال تک پہنچی تھی کہ بتاریخ ۷ شہریور ماہ الٰہی (یعنی ماہ اکبری) سنہ ۴۴ جلوس مطابق شب پنجشنبہ ۹۔ شوال سنہ ۹۹۷ھ قسمت کے لکھے کے بموجب نامور حکیم مکرم دوست محرمانِ اسرار میں سے برگزیدہ سچے رفیقوں میں سے چیدہ معانی کی حقیقتوں کا پہچاننے والا نکتہ دانی کے چمن کا باغبان بزم انس کا لطیفہ سنج۔ پاکیزگی کی محفل کا ساقی۔ دائمی باخبری کا طالب سلطانی رضاجوئی میں محو قلوب کے شبستان (وہ گھر جہاں رات بسر کریں) کا بیدار دل (یعنے دلوں کے راز جاننے والا) رازوں کی محفل کا بیدار مغز (یعنی پوشیدہ امور سے آگاہ) ابد تک قائم رہنے والی حکومت کا مشیر۔ روز افزوں سلطنت کا امین۔ بارگاہِ سلطانی کا مقرب حکیم ابوالفتح جیلانی اسہال (دست) کے مرض میں اس دار فانی اور ظلمتکدہ سے کوچ کر گئے۔ اور اپنی ظاہری مفارقت سے ہمارے قلب مبارک پر بے انتہا قلق چھوڑ گئے ہر چند کہ ان کا عنصری قالب اور خاکی کالبد نظر سے چھپ گیا۔ لیکن انکی رُوحانی خصلتیں اور ذاتی خوبیاں بہترین صورت میں ہمارے روبرو موجود ہیں۔ عالم قدس کے باریک بینوں نے عالمِ فانی کے

Marfat.com

زادن مرجانے کو عالم باقی کا زندہ ہوجانا بتلایا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ انہوں نے اصل واقع کی حقیقت بیان کی ہے اور ظاہر ہے کہ پاک روح میں خاک کے اندھیرے گھر (یعنی جسم) کو چھوڑ دینے سے کیا فرق آئیگا اور فی الحقیقت یہ مرنا ایسا ہے۔ جیسا گھر کا بدلنا اور مکان کا تبدیل کرنا اور اگر عالم اسباب (دنیا) پر نظر کی جائے تو بھی حقیقت شناسوں کا منتہائے آرزو اور وفاداروں کی غایت تمنا یہی ہے۔ کہ اپنے قبلۂ دین و دُنیا کے قدموں میں جان دیں تو یہ صورت کما حقہ وقوع میں آئی۔ اس لیئے کہ انہوں نے اپنے حضور اقدس میں وصیت کی۔ اور اُس حکمت مآب (یعنے حکیم ہمام) کی سفارش کی اور مرتے دم تک ہوشیار رہتے۔ حیات مستعار کو ہشیاری اور خبرداری کے ساتھ ہمارے قدموں میں ختم کر دیا۔ اُس ہوشمند اور سعادتمند کو چاہیئے۔ کہ اس سانحہ کو سن کر دُہ آہ و بُکا اور آہ وزاری جو عوام الناس کا طریقہ اور دنیاداروں کا وطیرہ ہے نہ کریں۔ اور اپنی نظر مستقیم کو بلند رکھ کر اس سانحہ کے رونما ہونے کو خدا کا حکم سمجھ کر راضی برضا ہوجائیں۔ اس لیئے کہ سب کو یہی راہ درپیش ہے اور ہر کام اپنے وقت کے ساتھ وابستہ ہے اور ہم نے اُس (یعنی حکیم ہمام) سے زیادہ مغفور کا رنج کیا ہے۔ اب عطیوں کے بخشنے والے (یعنی خدا) کی جناب میں ہمارے طول حیات کی استدعا کو سب چیزوں سے مقدم جانیں۔ سب سے بڑا قلق ایک اور سب سے زبردست مصیبت یہ ہے کہ اس پُرملال سانحہ سے پندرہ روز پیشتر ہوین کے دن بتاریخ ۲۴ مرداد الہی مطابق سہ شنبہ ۳ شوال افاضت و افادت پناہ۔ علم معرفت سے آگاہ۔ علامہ عصر دانائے روزگار۔ زبردست حکمائے مشائین کی یادگار (مشائین وہ علماء ہیں جنہوں نے چل پھر اور دوڑ دھوپ کر علم حاصل کیا برخلاف اشراقین کے جنہوں نے صفائے قلب اور تزکیہ نفس سے کام لیا۔ اگلے وقتوں کے جلیل القدر علماء کی بینائی۔ انسانی بزرگیوں کا مکمل مجموعہ (یعنی کتاب) اعلےٰ درجہ کے نفسانی ملکات (روح سے تعلق رکھنے والے اچھے افعال اور نیک اطوار) کے دفتر نیکی فہرست۔ ہنرمندی کی نادر کاریوں کی جائے ورود۔ افلاطونی کمالات کے مقام ظہور علمی مشکلات کے حل کرنے والے۔ جواہرات محسوس و مفہوم کے پرکھنے والے (جواہرات محسوس سے مراد اجسام و اصوات جو کسی حاسہ سے محسوس ہوسکیں اور جواہرات مفہوم سے مراد اچھے بُرے اخلاق و اوصاف۔ سلطنت کے بازو امیر فتح اللہ شیرازی اسی مرض امہال میں اسی نیستی کے اندھیرے گھر سے کوچ کر گئے اور یہ رنج و قلق ابھی تازہ ہی تھا۔ کہ حکیم مغفور

Marfat.com

نے رحلت کی۔ چنانچہ وہ حادثہ (یعنی امیر فتح اللہ کی موت) فراموش ہوگیا لیکن چونکہ مشیت ایزدی اور مرضئ الٰہی ہمیشہ ہمارے پاک منظروں کے مدنظر رہتی ہے۔ لہٰذا صبر و رضا اختیار کی وہ حکمت مآب جو کہ کل باتوں میں ہماری مرضی کا تابع ہے۔ اس معاملہ میں بھی کامل طور پر ہمارا مبارک اتباع کرے۔ اور ہمارے دل کو اپنے احوال کے انتظام میں متوجہ تصور کرے کہ عنقریب ہی کابل کا میدان ہمارے جاہ و جلال کے سراپردوں کا خیمہ گاہ بنے گا جیسے ہی ہمارے آستانہ فلک پایہ کو بوسہ دینے کی عزت سے سرفراز ہوگا۔ طرح طرح کی خسروانہ عنایات اور شاہانہ نوازشات سے ممتاز کیا جائیگا۔ بتاریخ ۲۸ شوال ۹۹۷ھ دریائے سندھ ساگر کے کنارے شہر اٹک کے متصل یہ تحریر کیا گیا ٭

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا فرمان اعظم خان کوکلتاش ولد شمس الدین محمد خاں کے نام:-

جس وقت ہماری خاطر اقدس اس بات کی منتظر تھی کہ (مکتوب الیہ) جلد سے جلد وقت اور اچھی سے اچھی ساعت میں آکر حضوری کی دولت جو نیکبختی کی اکسیر ہے۔ حاصل کرے اور طرح طرح کے شاہانہ عنایات سے محصور ہوا اور رنگ برنگ کی خسروانہ نوازشات کا مورد بنے یہ خبر پہنچی کہ وہ حرمین شریفین (مکہ۔ مدینہ) زادہما اللہ شرفا (خدا ان دونوں کا شرف زیادہ کرے) کی زیارت (یعنی حج) کے لیئے چلدیا ہے۔ اور بیوی بچوں اور لڑکوں کو بھی اس خوشنخوار سمندر میں اپنے ہمراہ لے گیا ہے سخت تعجب کا سبب ہوا کہ اس جیسا مخلص اور نیک خدمت بندہ ہمارے اتنے حقوق کا لحاظ نہ کرکے ہماری اجازت کے بغیر کس طرح اس کام پر آمادہ ہوا جاتا ہے اور اس جیسا عاقل اپنی والدہ معظمہ کی رضامندی کے بغیر کہ سارے اہل اللہ نے جملہ معاملات میں خاص کر عبادات بالخصوص اس قسم کی طاعات (یعنی حج و زیارات) میں اس (یعنی والدہ) کی رضامندی حاصل کئے بغیر کوئی کام نہیں کیا اور ان کی رضامندی کے بغیر) عبادتوں اور طاعتوں کو باعث ثواب نہیں سمجھا ہے۔ وہ کہ ثواب کا طالب ہوا۔ اس درجہ نارضامندیوں کے باوجود اس کے جی میں کیا سمائی ہے اور اس بارہ میں کیا سوچا ہے۔ جتنا زیادہ غور کیا جاتا ہے۔ کوئی ایسی بات جو اس کی اس درجہ بے طریقہ رفتار اور یک بیک بیوفائی کی راہ اختیار کرنے کا باعث ہو۔ جو تمام خلائق میں بدترین صفات میں سے ہے بارگاہ جلالت کے دور بینوں میں سے کسی ایک کی سمجھ میں بھی نہیں آتی۔ اس نے کس وقت اس بات کا ارادہ کیا جو ہمنے اسکی استدعا کو منظور نہیں فرمایا۔ درحقیقت اگر اس مقام مقدس کا شوق دامنگیر

Marfat.com

ہو گیا تھا تو اجازت حاصل کر لینا مناسب تھا۔ تاکہ اس کی مشقت اور اس دُور دراز سفر کے اس قدر خطرات اختیار کرنا کچھ سود مند ہوتا۔ اور عقبیٰ کا بھلا ہوتا۔ اس کے جی میں کیا سمائی کہ اپنی والدہ اور ہماری نارضامندی کا راستہ اختیار کر کے اپنی دُنیا اور عقبیٰ دونوں خراب کیں اور کر رہا ہے غالباً اپنے واہمہ (وُہ قوت جو معنی جزیہ کا ادراک کرتی ہے اور دیدہ وزادیدہ راست و دروغ چیزوں کا تصور کرتی ہے اور یہ قوت تابع عقل نہیں ہوتی) کا شکار ہو کر خام خیالی میں پھنسکر اپنی عقل دور بین کے مشورہ کے بغیر جو واہمہ کے غلبہ کے وقت بیکار ہو کر گوشۂ گمنامی میں جا رہتی ہے ایسے امر کا ارتکاب کیا ہے۔ جو عقل و مذہب (کسی) کے نزدیک پسندیدہ نہیں اور اگر کشش ربانی کی روشنی چمک ہی اُٹھی تھی۔ اور اجازت لینے تک۔ (حج کا) موسم اور وقت نکلا جاتا تھا۔ تو چاہیئے تھا کہ خود اس سفر پر روانہ ہو جاتا بیوی بچوں اور لڑکوں کو ساتھ نہ لے جاتا اور درخواست کرتا کہ مجھے شوق دامنگیر ہو گیا تھا اور وقت بہت کم تھا۔ لہٰذا حضور کی ہمت عالی سے مدد چاہ کر میں چل پڑا اور بیوی بچوں اور لڑکوں کو حضور کی اعلیٰ مہربانی کی پناہ میں چھوڑا۔ اگر سفر سے میری واپسی تک میری جاگیر کی محال (علاقہ) کو بحال رکھیں (تو مناسب ہے) اسلیئے کہ میرے لڑکے قابل ہیں۔ اور میری عدم موجودگی میں ملک اور علاقہ کا انتظام و بندوبست کر سکتے ہیں۔ تو اس خیال سے کہ اس کو ہماری درگاہ میں اعتبار حاصل ہے اور ہمیں اسکی خاطر عزیز ہے۔ بالضرور اسکی استدعا شرف قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے اور اگر شاہانہ نوازش کے بلند مراتب کو نہ پہنچانے کیوجہ سے اپنے متعلق یہ استوار رائے قائم نہیں کر سکتا تھا۔ تو چاہیئے تھا کہ بال بچوں اور لڑکوں کو درگاہ والا میں بھیج کر گذارش کرتا کہ چونکہ اس مقام مقدس کے طواف کی آرزو حد سے متجاوز ہو گئی تھی۔ لہٰذا حضور کی خدمت میں بھیج دیا۔ ہر ایک کے متعلق خود ہی التماس کرتا یا ہماری زبردست مہربانی پر چھوڑ دیتا کہ ان خانہ زادوں کو میں نے حضور کی خدمت میں بھیج دیا۔ جو رائے عالی ہو۔ ہر ایک کو شاہانہ نوازش سے ممتاز فرمائیں کہ بالضرور نتیجہ بہتر ہو گا۔ کیا مصیبت پڑی اور کیا بُری میں سمائی۔ کہ سارے اچھے طریقوں کو ترک کر دیا اور اس بنا پر کہ ان (لڑکوں بالوں) کے خاندان کی بالخصوص جیجی کی خدمات ہماری خاطر اقدس میں جاگزین ہیں لہٰذا اس (یعنی مکتوب الیہ) کی انتہٰی (نازیبا) حرکتوں کے باوجود اگر ہمیں کچھ ملال پہنچے تو وُہ بھی گھڑی بھر سے زیادہ رہنے والا نہیں ہمگین (مکتوب الیہ سے) میں بیزار کسی حالت میں نہیں ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ

Marfat.com

وُہ پردیس میں مارا مارا پھرے۔ اگر ہماری ہزار حصّہ عنایت ونوازش میں سے ایک حصہ کا بھی احساس ہوتا تو ہرگز اس خیال کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیتا اور خاص و عام میں انگشت نما نہ ہوتا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے کسی بات سے مجبور نہ ہو کہ ہماری آستان بوسی کا ارادہ کرے اور اپنی آمد سے ہمیں دلشاد کرے اور جیجی کے زخم دل پر جس کی اس (اپنے فرزند یعنی مکتوب الیہ) کے فراق میں یہ حالت ہے کہ خدا کسی کو نہ دکھائے پھاہا رکھے اور اپنے آپ کو ظاہری و باطنی (یعنی دنیوی واخروی) عقوبت وعذاب سے نجات دے اور چونکہ ہمیشہ سے ہماری خاطر اقدس میں یہ بات تھی۔ کہ سلطان رُوم کے یہاں تجربہ کار ایلچی بھیج کر محبت کی بُنیادوں کو مضبوط کرے۔ اب مستقل ارادہ ہو گیا ہے کہ مہربانی کے بزرگ فرمان کے پیچھے پیچھے (ایلچی کی روانگی) کسی اور شخص کے ہمراہ یا اسی شخص کے ساتھ جو اس شجر اقبال کو (یعنی فرمان مذکور کو مکتوب الیہ کے پاس) لے جا رہا ہے مقرر فرمائیں۔ ہماری تمامی ہمت اس امر پر مصروف ہے کہ وُہ (یعنی مکتوب الیہ) حضور میں حاضر ہو۔ کیا اچھا ہو کہ (سلطان روم کے دربار میں ہمارے ایلچی کے پہنچنے سے پیشتر ہی وُہ ہماری آستان بوسی کے لیئے روانہ ہو جائے (تاکہ اس کو ذلت نصیب نہ ہو۔ مراد یہ کہ خط میں ہم سلطان روم کو لکھ دینگے کہ اعظم خان کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدیں ؛

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا دستور العمل ممالک محروسہ کے عاملوں (یعنی حاکموں) اور معاملات متعلقہ کے کارپردازوں کے لئے :-

نشور الآداب

ظل اللہ کے قوانین کا یہ فرمان اور کارآگاہی کا دستور العمل شاہنشاہی نوازش کی کان اور مہربانی کے مخزن سے صادر ہوا کہ سلطنت کے ہوشیار منتظم اور بارگاہ خلافت کے کارکن یعنی ہمارے اقبال مند فرزند عقیدت کیش سردار۔ والا مرتبہ اُمرا۔ سارے منصب دار عامل اور کوتوال اس طریقہ پر کاربند ہو کر شہروں۔ قریوں اور سارے کٹڑاوں کے انتظام میں شاہی حکم کے مطابق عمل درآمد کریں اول مجملاً یہ کہ سارے کاموں میں خواہ وہ عادات (یعنی دُنیوی امور) میں سے ہوں یا عبادات میں سے رضائے الٰہی کے طالب ہیں اور (ہر کار کُن) درگاہ الٰہی کا نیاز مند بن کر خود اپنی ذات اور غیر کا لحاظ (یعنی خلاف انصاف کسی کی رعایت) نہ کرتے ہوئے اس کام کی ابتدا کرے۔ دُوسرے یہ کہ تنہائی پسند نہ ہو کیونکہ یہ صحرا نشین درویشوں کا طریقہ ہے اور ہمیشہ عام لوگوں میں بیٹھنے اور مجمع میں رہنے کی بھی عادت نہ

Marfat.com

ڈالے کیونکہ یہ بازاری لوگوں کا شیوہ ہے الغرض اپنے رویہ اور چلن میں اوسط درجہ درمیانہ اختیار کرے اور اعتدال کی روش ہاتھ سے چھوٹے یعنی نہ تو زیادہ مجمع ہی میں بیٹھے اور نہ بالکل خلوت نشینی ہی کا ہو رہے اور خداوند عالم کے برگزیدہ لوگوں کو عزیز رکھے صبح شام دوپہر اور آدھی رات کو جاگنے کی عادت ڈالے اور جس وقت خلائق کے کاموں سے فرصت ہو تو بزرگانِ دین کی کتابوں کی مثل کتب علم اخلاق جو طب روحانی اور تمام علوم کا خلاصہ ہے مثلاً اخلاق ناصری (مصنفہ محقق طوسی۔ علم الاخلاق کی نایاب کتاب ہے) اور احیاء العلوم کے دو باب منجیات و مہلکات (مصنفہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ منجیات اس کا وہ باب ہے۔ جس میں ان اعمال صالحہ کی ترغیب مرقوم ہے۔ جو دوزخ سے نجات دینے والے ہیں اور مہلکات وہ باب ہے۔ جس میں اُن افعال نامرضیہ کا امتناع مذکور ہے جو دنیا و آخرت میں خرابی کا باعث ہوں اور کیمیائے سعادت (مصنفہ امام غزالیؒ اخلاق شرعیہ و طریقت نبویہ پر ایک مبسوط کتاب ہے) اور مثنوی مولانا رومؒ کے مطالعہ میں مصروف رہے تاکہ دینداری کے انتہائی مراتب سے آگاہ ہو کر مکار اور فریبی لوگوں کی سخن سازی سے اس کا قدم ڈگمگا نہ جائے۔ اس لیے کہ عالم تعلق (یعنی دنیا) میں اللہ تعالیٰ کی بہترین عبادت۔ خلائق کے معاملات کا سرانجام کرنا ہے کہ دوستی و دشمنی اور اپنایت و غیریت کا لحاظ نہ کر کے خندہ پیشانی سے ان معاملات کا انصرام کرے اور فقیروں مسکینوں خصوصاً گوشہ نشینوں اور آزادوں کے ساتھ جو کہ آمد و رفت کا دروازہ بند کر کے (یعنی نہ خود کسی کے پاس جاتے ہیں نہ دوسرے کو اپنے پاس آنے دیتے ہیں۔) لب سوال نہیں کھولتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے۔ بھلائی کرے اور خدا طلب گوشہ نشینوں کی صحبت میں پہنچ کر ان سے دعا چاہے۔ اور لوگوں کی خطاؤں لغزشوں اور جرموں کو انصاف کے ترازو میں تول کر ہر ایک کے مرتبہ کو اسکی جگہ پر رکھے (یعنی ہر مجرم کے مرتبہ کو سمجھ کر اسکے رتبہ کے مناسب سزا دے) اور اس عقل کی بنیاد رکھنے والی ترازو (یعنی نصیحت مذکورہ) سے ہر ایک کو بدلہ دے اور نکتہ فہم دل سے معلوم کرے کہ اس گروہ میں کونسی خطا پردہ پوشی اور درگذر کرنے کے لائق ہے اور کونسی پوچھنے زبان پر لانے اور سزا دینے کے قابل ہے اسلیئے کہ بہت سی چھوٹی چھوٹی خطائیں سخت سزا دینے کے قابل ہوتی ہیں۔ اور بہت سی بڑی بڑی خطائیں چشم پوشی کرنے کے لائق ہوتی ہیں اور سرکشوں کو نصیحت و ملائمت اور سختی نرمی سے فرق مراتب کا لحاظ کرتے ہوئے ہدایت

Marfat.com

کرے۔ اور جب معاملہ نصیحت سے گذر جائے۔ تو فرقِ مراتب کو ملحوظ رکھ کر باندھنے مارنے قطع عضو اور قتل کرنے پر عمل پیرا ہو۔ اور مار ڈالنے میں دلیری (مراد عجلت) نہ کرے اور بہت اچھی طرح غور کرے۔ **مصرع**

کہ جوڑنا نہیں ممکن سرِ بریدہ کو

اور جہاں تک ہو سکے اُس واجب القتل کو درگاہ والا میں بھیجدے اور اسکی حقیقت سے مطلع کرے اور اگر اس سرکش کی نگہداشت کرنا یا بھیجنا فساد کا باعث ہو تو اس صورت میں اس کو مطلع کر دے۔ اور کھال کھینچنے۔ ہاتھی کے نیچے ڈالنے اور اسی قسم کے دیگر امور سے جو (صرف) شاہانِ کرام ہی (کیا) کرتے ہیں، پرہیز کرے اور خلائق کے طبقوں میں سے ہر شخص کی سزا اس کی حالت کے مناسب ہو۔ کیونکہ شریف کے لیے کڑی نگاہ بھی مار ڈالنے کے برابر ہے اور کمینہ کے لیئے جوتی لات بھی مفید نہیں اور جس شخص کی عقلمندی اور دیانتداری پر اعتماد رکھتا ہو اُسے اجازت دے کہ وُہ جو بات اپنے نزدیک نازیبا دیکھے۔ تنہائی میں اُس سے کہدے اور اگر اتفاقاً کہنے والے سے کبھی غلط ہو گئی ہو تو اس کو ملامت نہ کرے اِس لیئے کہ ملامت کہنے سے باز رکھنے والی ہے اور جس کسی کو کہ خداوند عالم نے یہہ توفیق دی ہو کہ حق بات کہے تو ایسے شخص کو عزیز رکھے اسلیے کہ لوگ حقگوئی میں بہت مجبور ہیں۔ جو لوگ بذات اور شریر ہیں۔ وُہ تو حق بات کہنا ہی پسند نہیں کرتے اور یہ چاہتے ہیں کہ اسی طرح بلا میں مبتلا رہیں اور جو شخص کہ نیک ذات ہے اُسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے (حق) کہنے سے سُننے والا ناراض ہو جائے اور میں مصیبت میں پھنسوں اور ایسا نیک اندیش جو دوسروں کے نفع کے لئے اپنا نقصان گوارا کرے وہ (سُرخ گندھک یعنی اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے (یعنی ناپید ہے) اور خوشامد پسند نہ ہو اس لیے کہ خوشامدیوں سے بہت سے کام ناقص رہ جاتے ہیں اور ایک دم اُن سے بدگمان بھی نہ ہو جائے (یعنی ان کو محض جھوٹا اور چاپلوس ہی نہ سمجھ لے) اس لیئے کہ ملازم کو (آقا کی) خوشامد کرنا بھی لازمی ہے اور بذاتِ خود فریادیوں کی حالت معلوم کرنے میں حتی الوسع کوشش کرے۔ **ابیات**

نہ دیوان پہ چھوڑا اسکی فریاد کو — کہ فریاد اسیکی وہ لایا نہ ہو
تو پوچھ آپ ہی دادِ مظلوم کو — جدا صاف کر شہد سے موم کو

Marfat.com

دیوان بمعنی کچہری مثلاً حاکم و قاضی و نائب وغیرہ) اور آگے پیچھے آنے کی ترتیب سے داد خواہوں کے نام لکھ کر پُرسش کرتا جائے۔ تاکہ پہلے آنے والا انتظار کی تکلیف نہ اٹھائے اور پیشکاروں کو معاملات آگے پیچھے کرنے کی مجال نہ ہو۔ اور جو کوئی کسی کی بُرائی بیان کرے تو اس کو (جس کی بُرائی کی گئی ہے) سزا دینے میں عجلت نہ کرے۔ اور اچھی طرح چھان بین کرلے اس لیئے کہ اتہام لگانے والے سخن ساز بہت ہیں اور راستگو نیک اندیش ناپید۔ اور غصّہ کی حالت میں عقل کا سررشتہ ہاتھ سے نہ دے (یعنی قانون عقل کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے) اور بُردباری اور ٹھنڈے دِل سے کام کرے اور اپنے چند مخلص اور عقلمند دوستوں اور ملازموں کو اس بات کا اختیار دیدے کہ کثرت رنج و ملال کیوقت کہ دانشمند (اس حالت میں) چُپ چاپ رہتے ہیں۔ حق گوئی سے خاموشی اختیار نہ کریں اور قسمیں کھانے کا عادی نہ ہو اس لیئے کہ قسم کھانا گویا اپنی ذات پر دروغگوئی کا اتہام لگانا اور مخاطب کو بد گمانی سے منسوب کرنا ہے اور گالیاں دینے کی بھی عادت نہ ڈالے۔ کیونکہ یہ کمینوں کا شیوہ ہے اور زراعت کی افزونی اور رعایا کی دلجوئی اور زر تقاوی (یعنی وُہ روپیہ جو خشک سالی کے موقعہ پر خرید تخم اور زراعت کی دیگر ضروریات کے لیئے کاشتکاروں کو دیا جاتا ہے) تقسیم کرنے کا بندوبست کرے تاکہ سال بسال شہر۔ قریئے اور قصبے بڑھتے جائیں اور کسانوں کے ساتھ ایسا نرمی کا برتاؤ کرے کہ زراعت کے قابل جتنی زمین ہو سب میں کاشت ہونے لگے اسکے بعد جنس کامل (یعنی گنا۔ رُوئی۔ تل۔ کسم۔ وغیرہ) کی پیداوار بڑھانے میں کوشش کرے اور عامل کے دستور العمل کو بھی جو علیحدہ مقرر کیا گیا ہے۔ اپنے حق اندیش دِل کے مدنظر رکھے۔ الغرض ساری ادنےٰ رعایا میں سے ہر شخص کا خبر گیراں رہے۔ اور کسی صورت میں وعدہ خلافی نہ کرے اور کوشش کرے کہ سپاہی وغیرہ کوئی شخص صاحب خانہ کی مرضی کے بغیر لوگوں کے گھروں میں نہ گھُسنے پائے اور معاملات میں محض اپنی ہی عقل پر بھروسہ نہ کرے اور اپنے سے زیادہ عقلمندی سے مشورہ لے اور اگر اپنے سے زیادہ سمجھدار آدمی نہ ملے تو مشورہ سے تب بھی باز نہ رہے۔ اس لیئے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ نادان سے حقیقت کا راستہ پالیتے ہیں۔ چنانچہ کہا ہے۔ **قطعہ**

کبھی تو پیر مرد دانا سے ——— بن نہیں پڑتی ہے بھلی تدبیر
اور نادان بچّہ دھوکے سے ——— مارتا ہے نشانہ پر کبھی تیر

Marfat.com

اور بہت سے لوگوں سے بھی مشورہ نہ کرے اِس لیئے کہ معاملہ فہم اور صحیح عقل خدا کی دین ہے نہ پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے نہ عمر گذارنے (یعنی پیری و درازئ عمر) کہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ ناسمجھ لوگ کسی معاملہ میں تیری مخالفت کریں اور تجھے اس معاملہ میں پریشانی ہو۔ اور وہ تجھے تیری اپنی اور دوسرے درست کار لوگوں کی عقل (کیمطابق کام کرنے) سے جو ہمیشہ تھوڑے ہی ہوتے ہیں روک دیں اور جو کام ملازموں سے ہو سکے اُسے بیٹوں سے نہ کرائے اور جو بیٹوں سے انجام پا سکے۔ خود اس میں ہاتھ نہ ڈالے۔ اس لیے کہ جو کام دُوسروں سے بگڑیگا تو اس کو سنبھال سکیگا۔ اور جو تجھ سے بگڑیگا۔ اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ اور خطاؤں سے چشم پوشی اور عذر قبول کرنا اس کی عادت میں داخل ہو اس لیئے کہ آدمی خطا سے پاک اور گناہ سے بَری نہیں۔ کبھی تنبیہ کرنے سے زیادہ دلیر ہو جاتا ہے اور کبھی منفعل ہو کر خدمات متعلقہ سے دستکش۔ ایک آدمی تو ایسا ہوتا ہے کہ پہلی ہی خطا پر اس کو سزا دینا چاہیئے اور ایک آدمی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اسکی ہزاروں خطاؤں سے بھی درگذر کرنا چاہیئے۔ غرضیکہ کارِ سیاست (یعنی مہام خلائق کا انصرام) سلطنت کے نہایت نازک امور میں سے ہے نہایت ٹھنڈے دِل سے اور سوچ سمجھ کر اس کام کو سرانجام دے اور راستوں کی حفاظت خدا ترس اور بہادر آدمیوں کے سپرد کرے اور اُن (راستوں) کی کل کیفیت اُن سے معلوم کرتا رہے۔ اور ہمیشہ خبر گیراں رہے اس لیئے کہ بادشاہی اور سرداری سے مراد یاسبانی ہے۔ خلقِ خدا کے دین و مذہب سے تعرض نہ کرے۔ اس لیے کہ دانشمند دنیا کے کام میں جو فانی ہے اپنا نقصان گوارا نہیں کرتا تو دین کے معاملہ میں جو دائم و قائم ہے کس طرح جان بُوجھ کر اپنا نقصان چاہیگا۔ اگر وُہ حق پر ہے۔ تب تو (اس سے معترض ہو کر) تو خود حق سے جھگڑنے اور مخالفت کرنے پر آمادہ ہے اور اگر تو حق پر ہے اور وہ ناسمجھی سے اس کے خلاف تو وہ بیچارہ خود نادانی کا مریض ہے (اور یہ) مہربانی اور اعانت کا موقعہ ہے نہ کہ الجھنے اور انکار کرنے کا مقام اور ہر جماعت کے نکوکار اور خیر اندیش لوگوں کو دوست رکھے اور کھانا اور سونا بے اندازہ نہ ہو اور (اس میں) ضروری مقدار سے تجاوز نہ کرے تاکہ حیوانات کے مرتبہ سے بلند تر ہو کر انسانیت کے رتبہ پر فائز ہو۔ اور جہانتک ہو سکے رات کا کام دن پر نہ چھوڑے (یعنی اگر رات کے وقت کوئی کام درپیش ہو تو رات ہی میں اسکو انجام دے اور سستی و کاہلی سے دن نکلنے کا منتظر نہ رہے اور لوگوں کا جانی دشمن نہ ہونا چاہیئے اور

Marfat.com

سینہ کو کینہ کا مجسمہ بنانا چاہیئے۔ اگر بمقتضائے بشریت (کسی سے) کچھ کبیدگی پیدا ہو جائے تو دبلد اس کو زائل کرے۔ اس لیے کہ حقیقت میں فاعل حقیقی خداوند عالم ہے (کارکنانِ قضا و قدر نے) ان خرخشوں کو عالمِ ظاہری (یعنی دنیا) کے انتظام کیلئے تجویز کیا ہے۔ اور ہنسی اور مسخرا پن کم کرے اور ہمیشہ جاسوسوں سے خبردار رہے اور ایک جاسوس کی بات پر اعتبار نہ کرے اس لیے کہ سچ بولنا اور لالچ نہ کرنا مقصود ہے لہذا ہر معاملہ میں کئی جاسوس اور مخبر مقرر کرے۔ جن میں سے ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہو اور ہر ایک کی اطلاعوں کو جدا جدا تحریر کرائے اور اس سے سُراغ نکال لے۔ اور جن مخبروں سے لوگ واقف ہو گئے ہوں انہیں برطرف کر کے نظر سے گرا دے اور بدذاتوں اور شریروں کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دے اگرچہ یہ جماعت دوسرے بدکاروں (کی خبر لینے) کے لیئے بڑے کام کی ہے لیکن قاعدہ کو ہاتھ سے نہ دے اور اس گروہ کو ہمیشہ اپنے دل میں ملزم سمجھے۔ اس لیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دوستی کے پردہ میں دشمنی کے قتل و اخراج کا ارادہ کریں اور اپنے قریبیوں اور خدمتگاروں سے خبردار رہے تاکہ قرب کے وسیلہ سے ستم نہ کریں۔ اور چکنی چپڑی باتیں کرنے والے نالائق آدمیوں سے جو دوستی کے پردہ میں دشمنی کرتے ہیں ہوشیار رہے اور اس لیے کہ اکثر فتنہ و فساد اسی طریقہ سے پیدا ہوتا ہے بڑے لوگوں کو تو کثرتِ کار کی وجہ سے فرصت کم اور بدکار گروہ کثیر اور اپنے گرد و پیش سے خبردار رہے طول کلام کو مختصر کر کے جو باتیں عرض کرنے کے قابل ہوں وہی گذارش کرے اور (لوگوں میں عقل) پھیلانے اور کمال حاصل کرنے میں کوشاں رہے تاکہ قابلوں میں سے قابل لوگ ضائع نہ ہوں اور قدیمی خاندانوں کی پرورش کرنے میں ساعی ہو اور سپاہیوں کے اسلحہ اور سامان جنگ سے غافل نہ ہو۔ اور آمدنی سے کم خرچ کرے اس لیے کہ معاملات کی درستی اسی پر موقوف ہے عقلمندوں کا قول ہے کہ جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہو وہ احمق ہے اور جس کا خرچ آمدنی کے برابر ہو تو جس طرح وہ عقلمند نہیں اسی طرح وہ بیوقوف بھی نہیں اور (جس جگہ کا حاکم ہو وہاں) مستقل قیام کی بنیاد نہ ڈالے بلکہ حاضر خدمت ہونے کے لیئے تیار اور بلائے جانے کا منتظر رہے اور وعدہ خلافی نہ کرے اور (ہر شخص سے) ٹھیک بات کہے۔ بالخصوص سلطنت کے کارپردازوں (یعنی اپنے نائب کارندوں) سے اور ہمیشہ تیر اور بندوق چلانے کی مشق کرتا رہے اور سپاہیوں کو ڈرل کراتا رہے اور شکار کا دیوانہ نہ ہو۔ اور سپاہگری

Marfat.com

کی مشق اور تفریح طبع کی غرض سے جو عالم تعلق (یعنی دنیا) کے لیئے ایک لازمی امر ہے
کبھی کبھی کھیل لیا کرے۔ اور مہنگا بیچنے کے ارادہ سے ایک دم سارا غلہ رعیت سے
لے کر جمع نہ کرے۔ آفتاب عالمتاب کے نکلنے کے وقت اور آدھی رات کو کہ درحقیقت
طلوع ہونے کی ابتدا وہی (وقت) ہے (نقارچی) نقارہ بجایا کریں اور جب نیر اعظم (یعنی
سورج ایک برج سے دوسرے برج میں داخل ہو تو بندوقچی اور توپچی (بندوقیں اور)
توپیں سر کریں تاکہ جمیع خلائق مطلع ہو کر خدا کا شکر بجا لائیں۔ اور ایک شخص کو اپنی طرف
سے درگاہِ معلےٰ میں معین کر دے۔ تاکہ وہ اسکی عرضیوں کو ملاحظہ عالی میں پیش کرتا
رہے اور اگر (شہر میں) کوتوال نہ ہو تو اس کے قوانین کی دفعات کو اچھی طرح ملحوظ
رکھ کر اُن کے رواج دینے میں کوشش کرے اور احتمانہ طور پر یہ خیال اپنے
دل میں نہ آنے دے کہ میں کوتوال کا کام کس طرح انجام دوں (اس میں تو میری
کسرِ شان ہے) بلکہ عبادتِ عظمیٰ جان کر (اس کے انجام دینے میں) سعی کرے اس تفصیل کے
مطابق پہلے تو یہ چاہیئے۔ کہ ہر شہر اور قصبہ اور گاؤں کا کوتوال منشیوں کی مدد سے وہاں کے
گھروں اور عمارتوں کو قلمبند کر لے۔ اور ہر محلہ کے ہر گھر کے آدمیوں کو تحریر میں لے آئے
کہ کس قسم کے آدمی ہیں اور گھر والے کو دوسرے گھر والے کا ضامن بنا کر انہیں آپس میں
وابستہ کر دے۔ اور محلے قرار دے کر ہر محلہ میں ایک میر محلہ مقرر کر دے تاکہ وہاں کا ہر کام اس
کے مشورہ سے ہو، اور یہ مقرر کر دے کہ جب کبھی چور آئے یا آگ لگ جائے یا اور کوئی ناگوار
واقعہ پیش آئے (مثلاً کوئی مرد بیگانہ بُری نیت سے کسی کے گھر میں گھس آئے) تو اس کا پڑوسی فوراً
اسکی مدد کرے۔ اسی طرح میر محلہ اور چوکیدار بھی مدد کریں اور اگر بلا عذر معقول مدد کیلیئے نہ آئیں
تو وہ مجرم ٹھیریں۔ اور پڑوسی اور میر محلہ اور چوکیدار کی اطلاع کے بغیر کوئی شخص سفر نہ کرے اور
نہ کسی کو محلہ میں اترنے دے اور جن لوگوں کے ضامن نہ ہوں اُن کو ایک علیحدہ سرائے میں آباد
کرے۔ اور سرائے کے چوکیدار اور میر محلہ بھی مقرر کرے اور ہمیشہ اپنی عقل سے ہر شخص کی آمد
خرچ کی حالت کا اندازہ کر کے معلوم کرے اسلیئے کہ جس شخص کی آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہے
تو یقیناً اس دال میں کالا ہے اور خوب چھان بین کرے اور نیکذاتی اور خیر اندیشی کو ہاتھ
سے نہ دے۔ اور اس جانچ پڑتال کو انتظام کا وسیلہ سمجھے نہ کہ لوٹ کھسوٹ کا ذریعہ اور
چاہیئے کہ ہر قسم کے دلالوں کو ضامن لیکر بازاروں میں تعینات کر دے تاکہ جو کچھ خرید و فروخت ہو

Marfat.com

وہ اس کی اطلاع کرتے رہیں اور یہ مقرر کردے کہ جو شخص بغیر اطلاع خرید و فروخت کرے وہ جرمانہ دے۔ خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کا نام روزنامچہ میں لکھتا رہے اور محلہ میں جس چیز کی مزید خرید و فروخت ہو وہ محلہ کے چوکیدار اور میر محلہ کی صلاح سے ہو اور کچھ لوگ محلہ در محلہ اور کوچہ بکوچہ اور اطراف شہر میں رات کے پہرہ کے لیئے تعینات کریں اور اس امر کی کوشش کریں کہ محلہ اور کوچہ و بازار میں کوئی غیر شخص نہ رہنے پائے اور گرہ کٹ چوٹے اُچکوں وغیرہ کی خوب اچھی طرح تحقیقات و تفتیش کرے اور ان کا نام و نشان باقی نہ چھوڑے اور جو سامان کہ گم ہو جائے یا لُٹ جائے تو مال معہ ملزم برآمد کرے ورنہ پھر جس طرح بنے اس سے عہدہ برآ ہو (یعنی جس کا مال گیا ہو اس کو راضی کرے اور اپنی عدم غفلت کا ثبوت دے) رہا گمشدہ اور متوفی (مردہ) کا مال (تو) تحقیق کرے۔ اگر کوئی وارث ہو تو اسکو دے ورنہ تحویلدار کے سپرد کردے اور اسکی کیفیت درگاہِ معلّٰی میں تحریر کرے تاکہ جس وقت اس کا حقدار پیدا ہو وہ اسے ملجائے اس معاملہ میں بھی نیکذاتی اور خیراندیشی پر عمل پیرا ہو کہ مبادا وہ صورت پیش نہ ہو جیسا کہ ملک روم میں رواج ہے (کہ مردہ اور گمشدہ کے مال پر حاکم قبضہ کرلیتا ہے) اور اس امر کی نہایت کوشش کرے کہ شراب کا نام و نشان باقی نہ رہے اور اسکے پینے والے بیچنے والے اور تیار کرانیوالے کو وہاں کے حاکم کے مشورہ سے ایسی سزا دے کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور اگر کوئی از روئے حکمت و دانش دوا کے طور پر استعمال کرے تو اس میں دخل نہ دینا چاہیئے اور غلہ کا بھاؤ سستا ہونیکی کوشش کرے اور ایسا نہ ہونے دے کہ مالدار بہت سا خرید کر کھتے میں بھر لیں اور فصل گزرنے کے بعد (یعنی گرانی کے زمانہ میں) فروخت کریں۔ اور جشن نوروز اور عیدین منانے میں اہتمام کرے سب سے بڑی عید نوروز ہے کہ آفتاب عالمتاب کے بُرج حمل میں داخل ہونے کے وقت اس کی ابتدا ہے اور یہی ماہ فروردین کا آغاز ہے۔ اور ایک عید اسی (فروردین) مہینے کی اُنیسوں کو جو شرف آفتاب کا دن ہے اور ایک عید ماہ اُردی بہشت کی تیسری تاریخ اور ایک عید ماہ خرداد کی چھٹی تاریخ اور ایک عید ماہ شہریور کی بہ تاریخ اور ایک عید ماہ مہر کی سولھویں تاریخ اور ایک عید ماہ آبان کی دسویں تاریخ اور ایک عید ماہ آذر کی نویں تاریخ اور دے کے مہینہ میں تین عیدیں ہیں آٹھویں کو پندرھویں کو اور تیئیسویں کو اور ایک عید ماہ بہمن کی دُوسری اور ایک عید ماہ اسفندار کی پانچویں تاریخ اور عید الفطر اور عید الضحیٰ کو بدستور مناتا رہے اور نوروز اور شرف کی رات شب برات کی طرح روشنی کرے اور اس رات کے اول حصّہ میں جسکی صبح کو عید ہوگی (نقارچی) نقارہ بجائیں اور عید کے دن ہر شہر

Marfat.com

کے دروازہ پر نقارہ بجائیں اور عورت بے ضرورت گھوڑے پر سوار نہ ہو اور مردوں کے نہانے اور پانی لینے کے لیئے علیحدہ گھاٹ بنائے اور عورتوں کے لئے علیحدہ راستہ مقرر کرے ؛

نمبر شمار	مہینوں کے نام	تعداد ایام	اسمائے بروج	مطابق	انگریزی مہینوں کے نام
۱	فروردین	۳۱	دن تک آفتاب برج حمل میں رہتا ہے	تقریباً	فروری
۲	اُردی بہشت	۳۱	〃 〃 ثور	〃	مارچ
۳	خورداد	۳۲	〃 〃 جوزا	〃	اپریل
۴	تیر	۳۱	〃 〃 سرطان	〃	مئی
۵	مُرداد	۳۱	〃 〃 اسد	〃	جُون
۶	شہریور	۳۱	〃 〃 سنبلہ	〃	جولائی
۷	مہر	۳۰	〃 〃 میزان	〃	اگست
۸	آبان	۳۰	〃 〃 عقرب	〃	ستمبر
۹	آذر	۲۹	〃 〃 قوس	〃	اکتوبر
۱۰	دے	۲۹	〃 〃 جدی	〃	نومبر
۱۱	بہمن	۳۰	〃 〃 دلو	〃	دسمبر
۱۲	اسفندیار	۳۰	〃 〃 حوت	〃	جنوری

شمسی مہینوں کے دِنوں کے نام حسب ذیل ہیں :-

ہر ماہ کی یکم اُرمزد ۶ خورداد ۱۱ خور ۱۶ مہر ۲۱ رام ۲۶ اشتاد ۳۱ روز
۲ بہمن ۷ مرداد ۱۲ ماہ ۱۷ سُروش ۲۳ باد ۲۷ آسمان ۳۲ شب

نوٹ :- چونکہ آفتاب ہر روز آسمان کا ایک درجہ طے کرتا ہے جو وقت برج حمل کے پہلے درجہ پہنچتا ہے تو نوروز ہوتا ہے اور جب انیسویں درجہ پر پہنچتا ہے۔ تو آفتاب کو شرف حاصل ہوتا ہے لہذا ماہ فروردین کی اُنیسوں تاریخ کو عید کرتے ہیں اور چونکہ شمسی مہینہ کے ہر دن کا نام مقرر ہے اور دونوں کے ناموں میں مہینوں کے نام بھی شامل ہیں۔ لہذا سوائے فروردین کے ہر مہینہ میں جب دن کا نام مہینہ کے نام کے مطابق آپڑتا ہے۔ تو اس روز عید کرتے ہیں مثلاً جب روز بہمن ماہ بہمن میں آتا ہے تو عید کرتے ہیں۔ اسی طرح جب روز اُردی بہشت ماہ اُردی بہشت میں واقع ہوتا ہے۔ تو عید کرتے ہیں۔ علی ہذا القیاس۔ اور دے کے مہینے میں تین عیدیں اس وجہ سے ہوتی ہیں۔ کہ اس کے دنوں کے نامون میں سے تین میں لفظ دے آتا ہے۔ ایک دیبادر۔ دوسرا دے بمہر۔ تیسرا دے بادین۔ اور چونکہ اس مقام پر قریب کل شمسی مہینوں اور دنوں کا ذکر آیا ہے۔ لہذا یہاں اس کا تفصیلی بیان مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس کتاب میں جہاں کہیں شمسی مہینوں اور دِنوں کے معلوم کرنے کی ضرورت پڑے۔ یہیں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

۳ اُردی بہشت ۸ ذر ۳ تیر ۱۸ رش ۲۳ دیادین ۲۸ زمیاد
۴ شہریور ۵ آذر ۱۴ گوش ۱۹ فروردین ۲۴ دین ۲۹ مارسفند
۵ اسفندیار ۱۰ آبان ۱۵ دے مہر ۲۰ بہرام ۲۵ ارد ۳۰ آنیران

زبان قاطع

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا فرمان شہباز خاں کنبو صوبہ دار مالوہ کے نام:-

چونکہ تخت شاہی پر جلوس فرمائی اور ظل اللہیت کے بزرگ چتر کی سایہ گیری کی ابتداہی سے درگاہ الٰہی کے اس نیازمندی کی داد گستر ہمت اور انصاف پروریت کے مدنظر یہ امر رہا ہے کہ سارے باشندے اور رعیت اور تمام لوگ اور خلقت جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ودیعتیں (امانتیں) اور بزرگ امانتیں ہیں (شاہی) انصاف اور بخشش کے سایہ میں مطمئن اور فارغ البال رہکر خدا کی شکر گذاری کے لطیفوں (ادائگی) میں جو کہ نعمت کی زیادتی اور سعادت کی ہمیشگی کا سبب ہے ترزبان اور شیرین بیان رہیں

باشد

دیں، خدا کا احسان ہے کہ روز بروز اس معاملہ کی صورت قوت کے نہانخانوں سے قوت کسی کام کی استعداد اور آمادگی کہ ہنوز اس کام کا تمامہ ظہور نہ ہوا ہو (نکل کر) فعل (یعنی عمل وقوع) کے مقامات ظہور پر حسب مراد ظاہر ہوئی۔ اور ہمیشہ مخلص امرا و منصف حکام جن کے معاملات کی نقدی قبولیت والا کی کسوٹی پر کسی جا چکی وہ ممالک محروسہ (یعنی ملکہائے نگہبانی کردہ شدہ مراد محفوظ از دخل غیر یعنی ممالک شاہی) میں ہر ہر مقام پر عدل کی شاہراہ پر چل کر انصاف کی داد دیتے ہیں اور پسندیدہ خدمات کی برکتوں سے ترقی و تربیت کے منظور نظر ہو کر بڑے بڑے درجوں اور اعلیٰ مرتبوں پر فائز ہوتے ہیں اور چونکہ عمدۃ الملک بزرگ سلطنت کے رکن۔ روشن حکومت کے امین خاقانی (یعنی اکبری) ممالک کے مشیر سلطانی بارگاہ کے مقرب وافر الاعتماد۔ کامل الاعتقاد۔ عنایت و احسان کے جائے ورود نظام الدین شہباز خاں کی بندگی اور خدمتگذاری کی دوسروں پر ترجیح اور ہوا خواہی و جاں نثاری کی نسبت جو کہ درگاہ والا کا مزاج دان اور خاص الخاص مہربانیوں کا پروردہ ہے اور ابتدائے ملازمت سے اس وقت تک جو کام بھی ہم نے اسکے سپرد کیا۔ ہماری مرضی مبارک کے مطابق انجام کو پہنچایا محض راستی و درستی کے سبب روز افزوں سعادتوں سے ممتاز ہے (لہذا) اسوقت انتہائے نوازش اور غایت عنایت کی بنا پر ہم نے یہ حکم صادر فرمایا کہ صوبہ مالوہ جو ممالک دلکشا کا خلاصہ ہے کی حکومت و حفاظت خالصات (جسکے محاصل سرکار میں داخل ہوں) اور جاگیرداروں زمینداروں کے معاملات کے سارے ملکی و مالی کاروبار کے حل و عقد اور بست و کشاد کا اختیار بالکلیہ مستقل طور پر عمدۃ الملک موصوف کے حوالہ اور سپرد رہے تاکہ (وہ) اُن ملکوں اور شہروں کی آبادانی زراعت و

Marfat.com

ومحصول کی افزونی گاؤں اور مزرعوں (یعنی چھوٹے دیہات) کی آبادی سپاہیونکی نگرانی شکستہ خاطروں کی دلداری رعایا کی دلجوئی۔ مفسدوں کی سرکوبی سرکشوں کی بیخکنی ضعیفونکی دستگیری ظالموں کی گوشمالی۔ مظلومونکی پشتی۔ ٹوٹے ہوؤں کی درستی میں پورے طور پر بہترین کوشش کرے اور یہ انتظام رکھے کہ سپاہیوں امیروں اور منصوبہ داروں کے ملازموں کا (چارہ یعنی خورش وخوراک مراد) مشاہرہ و دراہبہ جس طرح سے کہ نام بنام دربار شاہی سے مقرر ہوا ہے۔ حاصل (یعنی ہر سال کا حاصل جو جاگیر سے پیدا ہو) کی مقدار کے موافق بلا توقف (ان کو) ملتا رہے۔ لازم ہے کہ اس صوبہ کے بڑے بڑے اُمرا اور جاگیردار اور کروڑی اور زمیندار عمدۃ الملک موصوف کو صوبہ کا مستقل گورنر جان کر اسکے صلاح ومشورہ سے جو کہ بالضرور شاہی قاعدہ کے موافق اور سلطانی ضابطہ کے مطابق ہوگا۔ متجاوز نہ ہو اور جسوقت (وہ کسی کو) طلب کرے۔ تو خواہ بتاکید بُلایا ہو یا معمولی طور سے بلا توقف تاخیر حاضر ہو جائیں اور ہمارے اس جہاں مطاع حکم (یعنی وُہ حکم جسکی اطاعت تمام جہان پر واجب ہے) نے بھی شرف صدور حاصل کیا کہ جو کوئی اس عمدۃ الملک کے صلاح ومشورہ کے مطابق عمل نہ کریں تو اسکی جاگیر کی محال (یعنی علاقہ) کو اس سے نکال کر درگاہ معلیٰ میں درخواست کرے تاکہ ہم بابِ عالی کے مخلصوں میں سے کسی اور کو اسکی جگہ مقرر کریں کیونکہ امور سلطنت کا انصرام اور معاملات حکومت کی درستی انہیں مندرجہ صدر باتوں سے وابستہ اور شایع ہے اور اسی طرح سارے بادشاہی قوانین وضوابط اور حکمرانی کے احکام و اوامر جن میں سے ہر ایک اصل حکومت کی بنیاد اور قصر خلافت کا ستون ہے ثابت قدم رہ کر ان آدابِ الٰہی (یعنی قوانین اکبری) کی اشاعت اور ترقی میں پوری پوری کوشش لازم جانے اور ہمارے دل الہام منزل کو اپنے احوال سعادت اشتمال کی طرف متوجہ جان کر ہمیشہ رنگا رنگ عنایتوں اور روز افزوں نوازشوں کا امیدوار رہے۔ چونکہ ستاروں کی طرح چمکنے والے سلطانی لشکر عنقریب ہی تسخیر دکن کے لیے روانہ ہونے والے ہیں۔ کیونکہ وہاں کے حاکموں نے غفلت کے طریقے اختیار کرکے ظالموں کا دستِ ستم کھول دیا ہے اور شاہانہ عنایتوں کی قدر نہ جان کر فرمانبرداری کے لوازم (کی انجام دہی) میں سعی نہیں کرتے۔ لہذا اس رکن السلطنت کو چاہیئے کہ بہت جلد اس صوبہ (مالوہ) میں پہنچ کر اس طرح اس لشکر کا سرانجام کرے کہ تحسین وآفرین کا سبب ہو۔ جس وقت ہمارے اقبال کے علم (یعنی شاہی سواری) گوالیار کے شکار کے لیئے کوچ کریں گے صوبہ مالوہ کے

Marfat.com

تمام جاگیرداروں سمیت اس رُکن السلطنت کو حکمِ خدا جیسی روانی رکھنے والا حکم دیا جائیگا کہ پہلے سے ملک دکن میں پہنچکر اس ملک کی غمخواری کرے اور ملک دکن کے تمام باشندوں کی خوشحالی اور فارغ البالی میں خواہ سپاہی ہو خواہ رعایا بہترین کوششیں صرف کرے اور جو شخص از روئے اخلاص ناچار و مجبور (یعنی اسیر و منہزم) ہو جانے سے پہلے اطاعت قبول کرے۔ اسکو شاہانہ عنایات کا امیدوار بنائے اس لئے کہ ہماری ذات اقدس عفو و کرم کا مظہر ہے۔

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا فرمان عام محصولات کی موقوفی کے بارہ میں :۔

موجودہ اور آیندہ بننے والے کارندے اور ممالک محروسہ کے جزو کل کے حاکم معلوم کریں کہ اس مسعود و مبارک وقت میں کہ سریر آرائے سلطنت کی ابتدا سے (اسوقت تک) کہ دوسری کرن کا ساتواں (یعنی سینتیسواں) سال ہے اور حالانکہ دولت و اقبال کی بہار کی غایت شگفتگی کا آغاز اور اجلال و جمال کی صبح کے نمودار ہونیکا وقت ہے (واضح ہو کہ نیک فال کیلیے کہتا ہے کہ اگرچہ بظاہر ہمیں سلطنت کرتے سینتیس ۳۷ برس گزرے۔ لیکن کوئی شخص خیال نہ کرے کہ حکومت کے زوال و انحطاط کا وقت آگیا بلکہ باوجود اس طول مدت کے ہماری سلطنت کا عنفوانِ شباب ہے) اس حکمنامہ نے جس کا سرنامہ عدالت ہے اور اس فرمان نے جسکی بنیاد فیض پر ہے نموداری کی جگمگاہٹ اور ظہور کی روشنی حاصل کی چونکہ خداوند عالم جل جلالہ قدسہ (اسکے تقدس کی بزرگی بہت بڑی ہے) کی ابدی سلطنت کا آئین بزرگ اور قانونِ اعظم اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ کے بموجب جو کہ عالم ایجاد (یعنی دنیا) کی دارو گیر (یعنی حکومت و معاملات) کی سلسلہ جنبان (یعنی فاعل و مختار) اور دائرہ کون و فساد (یعنی دنیا) کیونکہ کُن بمعنی پیدا ہونا اور فساد بمعنی زائل ہونا) کی آراستہ کرنے والی ہے۔ اس امر کا متقاضی ہوا کہ مُلکوں کی حکمرانی اور شہروں کا انتظام جس سے مراد مقیم و مسافر کے احوال کی درستی اور پیشہ وروں اور تاجروں کے کاروبار معاش کا انتظام ہے۔ منصف بادشاہوں کی معاونت اور دریا دل حکمرانوں کی پاسبانی کا عملی جامہ پہنتا رہے اور خراج کے اقسام میں سے جس پر کہ نصرت و اقبال کے لشکروں کے انتظام کا دارومدار ہے (جنود اقبال کے بعد لفظ است محذوف ہے۔ کیونکہ صفت و موصوف کے درمیان کسی دوسرے لفظ کا حائل ہونا کراہیت رکھتا ہے) جو کہ لوگوں کی جان و مال کے محافظ اور [illegible] حالت

Marfat.com

کے پاسبان ہیں ایک قسم اشیاء کا محصول ہے خراج و باج اگرچہ مترادف لفظ ہیں۔ مگر خراج دیہات کے زرتحصیل کے لئے استعمال ہوتا ہے اور باج اس محصول کو کہتے ہیں۔ جو اجناس و اشیاء کے بیچنے اور خریدنے والوں سے لیا جاتا ہے۔ جو کہ خرید و فروخت کے بازار اور لین دین (یعنی خرید و فروخت کی منڈی میں آتی ہیں (چون و چرا سے مراد اگرچہ بیچنے اور خریدنے والے کی گفتگو ہے۔ مگر مجازاً یہاں خرید و فروخت مراد ہے) کہ اگر نگران اور ایماندار لوگوں (یعنی جو لوگ کہ چیزوں پر محصول لینے کی غرض سے سرکار کیطرف سے بازاروں میں متعین ہوتے ہیں) کے انصاف کی ترازوؤں میں نہ تولا جائے (یعنی وہ لوگ محصول نہ لیں) جو کہ کونی والہی (یعنی وہ چیزیں جو خدا کی قدرت سے انسان کی صنعت و دستکاری کے بغیر پیدا ہوتی ہیں مثلاً زر و جواہر اون۔ میوہ۔ اناج وغیرہ) نقد و جنس کے پرکھنے والے اور انفسی و آفاقی عرض جوہر کی قیمت لگانے والے ہیں (عرض متاع اور جو کچھ زر و سیم کے علاوہ ہو اور جو بذاتِ خود قائم نہ ہو مثلاً رنگتیں اور کیفیتیں اور جوہر سے مراد اجسام جن میں عرض و طول و عمق ہو انفسی و آفاقی۔ یعنی جو چیزیں ذی روح اور بلا ذعالم سے تعلق رکھتی ہیں۔ جو انسان کی سعی و دستکاری سے پیدا ہوں۔ مثلاً برتن۔ کپڑے۔ آلات وغیرہ) تو بالضرور کل بہتریوں کا انجام تباہی اور ساری خوبیوں کا مآل برائی ہو (پس) اللہ کا شکر ہے کہ احوال انصاف قرین کی ابتدا ہی سے ہماری عدالت پر نظر رکھنے والی طبیعت کی تمام توجہ اور جوانمردی کی قرارگاہ رکھنے والے دل کی عامہ خلائق کی آسودگی اور خاص رعیت کی پرورش کے مراسم میں جو کہ دراصل ہمارے معنوی فرزند اور خداوند عالم کی امانتیں ہیں مصروف رہی (اور) خدا کا احسان ہے کہ انصاف کی درخشانیوں کی جگمگاہٹ سے سوادِ اعظم ہندوستان اور دیگر ممالک محروسہ طرح طرح کی ناز و نعمت کا سرچشمہ اور ہفت اقلیم (مراد تمام عالم) کے مسافروں کا امن گاہ (بنے ہوئے) ہیں اسوقت ذاتی مہربانیوں کی وسعت اور طبعی نوازشوں کی غایت کے بموجب حکم جاری اور فرمان قاطع نے صادر ہونیکا شرف اور جاری ہونیکی عزت حاصل کی کہ ہر قسم کے اناج دانے نباتات خواہ غذائیں ہوں یا دوائیں۔ تیل۔ نمک۔ شکر ہر قسم کی خوشبوئیں ہر طرح کا ٹاٹ اور روئی (یعنی ٹاٹ کے بورے وغیرہ اور سوتی کپڑے) اونی کپڑے چمڑے کے ظروف (مثلاً ڈول۔ چرسے۔ مشک۔ جوتیاں وغیرہ) تانبے کا سامان۔ لکڑی کی چیزیں۔ ایندھن۔ بانس یا نرکاٹ گھاس پھونس اور دیگر اشیاء اور اسباب و متاع و اجناس جن پر جمیع خلائق کی معاش کا دارومدار ہے

نسنجید، عرض و جوہر

Marfat.com

اور خاص وعام کی روزی کا انحصار رہے ان سب چیزوں پر جو تمغہ وباج وزکوٰۃ وصدیک ۱/۱۰۰ (کے نام سے) اور جو کچھ کم وبیش (محصول) لیتے رہے ہیں (تمغہ کے لغوی معنی مُہر کے ہیں لیکن اس جگہ مجازاً بمعنی مہرانہ کہ سوداگروں کے مال پر مُہر کرکے اس کا محصول وصول کرتے ہیں۔ گھوڑے۔ ہاتھی۔ اُونٹ۔ بکری۔ بھیڑ۔ ہتھیار اور ریشمی کپڑوں کو چھوڑ کر (باقی کل مذکورہ چیزوں کو محصول) معاف ومو قوف رہے اور اس وقت تک جو کارخانۂ سلطنت کے کارندے اس قسم کے امور پر کاربند رہے ہیں (یعنی محصولات لیتے رہے ہیں) تو وہ (خلایق کی) حفاظت کی بنا پر تھا۔ تاکہ طاقتور کمزوروں پر دست درازی نہ کرسکیں اور کوتاہ اندیش زبردست عاجزوں کو پامال نہ کریں۔ اب کہ بادشاہی رعب وجلال اور عظمت ودبدبہ افرادِ عالم کے دلوں میں جاگزین ہوگیا اور ملک کے چپہ چپہ پر انصاف وکرم کے انوار چھا گئے (تو) منعم حقیقی (یعنی خداوند عالم) کی عنایتوں کے شکرانہ میں ان تمام چیزوں کے محصولات جو ایک بھاری خزانہ اور بھرپور گنجینہ ہیں۔ ان سات چیزوں کے علاوہ جو ملکی مصلحتوں کی بنا پر علیحدہ کرلی گئیں ہم نے بالکلیہ معاف کردئے۔ برخوردار فرزند۔ نامدار اُمراء صوبونکی مہمات کے کارندے ممالک کے حاکم شہروں کے جاگیردار۔ خالصوں کے عامل (حاکم) قصبوں اور دیہات کے متاجر سارے چُنگی خانوں کے افسر راستوں کے محافظ۔ سڑکوں کے نگہبان۔ حلقوں کے زمیندار اور ملک کے ناموروں کو چاہیئے کہ اس فرمانِ معلےٰ کے مضمون کو گوشِ ہوش میں جگہ دیکر حکم جہاں مطاع کے جاری کرنے میں پُوری پُوری کوشش لازم جانیں اور فرمان واجب الاذعان کی تعمیل میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں۔

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا فرمان حاکم خاندیس راجی علی خاں کے نام:۔

ریاست وسیاست کو پناہ دینے والے اخلاص ومحبت پر دسترس رکھنے والے عزت وبزرگی کے خاندان کے لُبِ لباب بزرگی وبرتری کے گھرانے کے بازو۔ سعادت شعار مخلصوں میں سے برگزیدہ خیر اندیش مقربوں میں سے چیدہ بادشاہی عنایت کی جائے درآمد۔ ہزارہا خیر خواہیونکے مصدر بہترین راستباز۔ قوی دلیل حکمرانوں میں سے انتخاب راجی علی خان طرح طرح کی شاہانہ عنایات اور (دو چند) کثیر خسروانہ نوازشات سے قوی پشت اور بشارت یاب ہوکر معلوم کریں۔ کہ خداوند عالم کا شکر واحسان ہے کہ شاہی توجہات کی برکتوں سے جو کہ خداوند عالم کی مہربانیونکی زبردست علامت ہیں ایسی بڑی فتح اور زبردست نصرت باطن کے نہانخانہ سے

Marfat.com

(نکل کر) ظہور کے امن گاہ پر رُونما ہوئی۔ اور چونکہ درگاہ معلّٰے میں اس مخلص حقیقی کے اخلاص کے تعلقات اور خصوصیت کے مراسم ثابت اور استوار ہیں۔ بنا بریں پہلے تو ہماری دُور بین نظر میں اور پھر دُنیا والوں کے نزدیک یہ امر (یعنی فتح جو اسکی کوششوں سے حاصل ہوئی) اسکی عزت و آبرو کے بڑھ جانیکا سبب ہُوا اور ہماری خاطر اقدس کا توجہات کی نوازشوں سے حقیقتاً سارے دکن کی مہمات (یعنی کاروبار معاملات حکومت) اور وہانکے حاکمونکے معاملات کا انتظام اس مصدر خیر خواہی کیطرف رجوع ہُوا بہتر ہے کہ اس بردست عنایت کیقدر جانکر اور اس بزرگ نوازش کا شکر بجا لاکر اوامر و احکام مطاعہ (یعنی اطاعت کردہ شدہ) کی تعمیل کرنے میں ہمیشہ اسی طرح پُوری پوری سعی اور کوشش کرے تاکہ اس ایالت پناہ کا کام (یعنی مرتبہ) روز افزوں ترقی کرے اور حق یہ ہے کہ اس خیر اندیشی کے مظہر سے ہمیشہ ایسی پسندیدہ خدمتیں ظہور میں آئیں جو دُور اندیش خیر خواہوں اور حقیقت پسند تجربہ کاروں کے لائق ہو سکتی ہیں اور اب بھی ہمارے عالم اقدس پر نظر رکھنے والے دل میں یہی جاگزیں ہے (یعنی اب بھی تم سے حسن خدمات کی توقع ہے) اور اس نیکبخت کے احوال کا انتظام اس شان کے ساتھ خلل کی گرد اسکے دامن پر نہ بیٹھے ہمارے عرش پر نظر رکھنے والے دل کے ملحوظ خاطر ہے۔ اور چونکہ اس سعادتمند باخبر کی نیک طینتی اور درستی عقل ہماری خاطر اقدس کے نزدیک قابل اعتماد ہے لہذا مناسب ہے کہ ہمیشہ راست بینی مدنظر اور خیر اندیشی منظور خاطر رہے اسلیئے کہ خدائی تائیدات اور بیشمار فتوحات کے سبب جو ہمارے اقبال کی نشانی کے نقش اور ہمارے احوال کے نمایاں کی تحریریں ہیں (یعنی منجم و رمال دریافت مطلوب کے لیئے اجمالی طور پر طالع کا نقشہ کھینچکر رکھ چھوڑتے ہیں تاکہ ضرورت کے وقت تفصیل احکام اس سے معلوم کریں) ہماری بارگاہ کی فرمانبرداری اور اطاعت اصحاب دین و دنیا کی سعادت کی افزونی اور دولت کی بقا کا دیباچہ ہے اور ہمارے کعبۂ آستان سے مخالفت اور سرتابی انکی ابدی بدبختی کا سرنامہ اور دائمی زوال کی دلیل ہے اور اہل عالم پر ظاہر ہے۔ کہ سریر آرائے سلطنت کی ابتدا سے (یکہ اس وقت تک کہ دُوسری قرن کا ساتواں (سینتیسواں) سال ہے اور حالانکہ ابھی بہار سلطنت کا آغاز اور اقبال کے سال کا نوروز (پہلا دن) ہی ہے جسطرف ارادہ کا علم بلند کیا اور توجہ کی باگ موڑی نصرت و اقبال جلالت کے لشکروں کا طلایہ (وہ فوج جو رات کیوقت حفاظت کی غرض سے لشکر کے گرد پھرتی ہے) اور عنایت کی فوجوں کا ہراول بنا (یعنے فتح و نصرت آگے آگے چلی) اور اس مرتبہ پنجاب کی جانب ہمارے سربلند علمونکا کوچ ہوا تھا تو کابل کے تصفیہ ولایت کشمیر کی تسخیر وحشی افغانونکی سرکوبی اور صوبہ قندھار کے بلوچونکی گوشمالی کی غرض سے ہوا تھا) ہمارے دلمیں جو الہام کا محل اور غیب کا جہاں نما آئینہ ہے جو ارادہ جاگزین تھا۔ اس سے بہتر صورت میں عالم ظہور میں آیا اگرچہ قندھار و سیستان کی آزادی بھی ہماری خاطر اقدس کے مدنظر تھی لیکن چونکہ عظمت و شوکت دستگاہ شاہ عباس نے جو ایران کے فرمانروا

Marfat.com

ہیں قدیمی دوستانہ تعلقات کا لحاظ کرتے ہوئے مخلصانہ عرضیاں اور اعلیٰ تحفے ہوشیار ایلچیوں کے
درگاہ معلیٰ میں بھیجکر اخلاص و انکسار کا اظہار کرکے ہر طرح کی کمک و مدد طلب کی تھی اور اگلے وقتوں سے انکے
بزرگ اپنی سلطنت کی ابتدا (یعنی سلطنت کی بنیاد پڑنے کو) حضرت صاحبقران (یعنی امیر تیمور صاحبقران
اس بادشاہ کو کہتے ہیں جسکی ولادت یا تخت نشینی کیوقت زحل و مشتری کا ایک دقیقہ قران عظمی واقع ہوا کی
مہربانی کے سبب سے جانتے رہے ہیں چنانچہ شاہ اسمٰعیل کے جد بزرگوار (یعنی شاہ صفی) کی استدعا پر روم کے امراء
کی رہائی اور سرزمین کے رؤسا کی آزادی اور پھر اس جماعت (یعنی امرائے روم) کی امداد سے شاہ اسمٰعیل کا خروج
(یعنی دعوئی سلطنت کرنا) تاریخ کی کتابوں سے ظاہر ہے (کتب تواریخ میں مذکورہ ہے کہ جب تیمور نے روم کو
فتح کیا تو کچھ رومی امیروں کو گرفتار کرکے ہمراہ لے چلا۔ جب ایران میں پہنچا تو شاہ صفی نام سادات رضویہ
میں سے وہاں ایک بہت بڑے درویش تھے تیمور نے مصمم عزم کرلیا کہ اگر درویش مذکور بذات خود میرا
استقبال اور اپنے لیئے کوئی سوال نہ کرے اور ضیافت میں اس قسم کی غذا پیش کرے جو میں نے کبھی
نہ کھائی ہو تو میں اس کا معتقد ہو جاؤنگا۔ جب تیمور شہر کے قریب پہنچا۔ تو شاہ صفی نے اپنے بیٹے
کو استقبال کے لیئے بھیجا اور ملاقات کے بعد امرائے روم کی رہائی کی درخواست کی اور کھانے کے وقت
شیر برنج بادشاہ کے آگے پیش کی تیمور نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو کوئی ایسی چیز نہیں جو میں نے نہ کھائی ہو۔
شاہ صفی نے اپنے بلغ کے دروازہ کا پردہ ہٹا دیا۔ تیمور نے دیکھا کہ بہت سی ہرنیاں چر رہی ہیں شاہ
صفی نے فرمایا۔ یہ شیر برنج انہیں کے دودھ کی تھی یقین ہے کہ آپ نے کبھی نہ کھائی ہوگی تیمور معتقد ہو گیا اور
کل رومی امرا کو رہا کر دیا۔ ان امیروں نے شاہ صفی کی رفاقت اختیار کر لی اور ان کی وفات کے بعد
ان کے پوتے شاہ اسمٰعیل کو تخت نشین کیا) اور جنت آشیاں (یعنی ہمایوں پدر اکبر) کے تعلقات
بادشاہ مبرور و مغفور (یعنی شاہ طہماسپ صفوی پسر شاہ اسمٰعیل و جد شاہ عباس) کے ساتھ سب کو
معلوم ہیں اور وہ روابط یہ ہیں کہ ہمایوں جب شیر شاہ سے شکست کھا کر مصیبت زدہ بادشاہ
ایران شاہ طہماسپ کے پاس پہنچا طہماسپ نے ہمایوں کا بہت اعزاز و اکرام کیا۔ اور اس طرح
پیش آیا جس طرح ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سے پیش آتا ہے اور بارہ برس تک اپنے یہاں
مہمان رکھا۔ جب شیر شاہ اور اس کا بیٹا سلیم شاہ بھی مر چکا تو ہمایوں کو تین ہزار فوج دے کر
ہندوستان کی طرف روانہ کیا ہمایوں نے پہلے افغانستان اور پھر ہندوستان فتح کر لیا اور دوبارہ ہندوستان
کا بادشاہ بنا) اسوقت جبکہ ان پر وقت پڑا ہے تو شاہی جوانمردی اس امر کی متقاضی ہوئی۔ کہ ہم نے
فتحمند لشکروں کو (اطراف) یعنی قندہار و سیستان کے پار جانے کی ممانعت کر دی اور قندھار کو

Marfat.com

انہیں میرزا یوں کے قبضہ میں رہنے دیا جو اس خاندان (یعنی خاندان شاہ عباس) سے نسبت رکھنے والے ہیں اور کشمیر کی سیر جو شروع سے لے کر اس وقت تک خاطر اقدس کو مطلوب و منظور تھی اس کی فتح کے بعد ہم نے چاہا کہ اس سرزمین پر جو اللہ تعالیٰ کی تازہ بخششوں میں سے تھی سجدہ شکر الٰہی بجا لائیں اونچے اونچے بلند پہاڑوں بڑے بڑے چھتنا اور گنجان درختوں اور زور شور سے بہنے والے دریاؤں کے طوفان کے باوجود جو راستہ میں حائل تھے اور وہاں سے فتحمند لشکروں کا گذرنا محال ہوتا تھا۔ توفیق الٰہی سے فوج سمیت ہم اس طرف کوچ کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے اور فرمان عالی صادر ہوا تھا۔ تا آنکہ چند ہزار ہوشیار سنگتراش بارگاہِ عالی سے آگے آگے چلتے تھے اور راستہ کے کھولنے اور فراخ کرنے میں انتہائی کوشش کرتے چنانچہ تھوڑی ہی مدت میں کشمیر کی آخری حدود اور کوہستان تبت تک سیر کر کے ارادہ کے نقارہ کا غلغلہ کابل کی جانب بلند کیا اور نزہت آباد کابل کو از سر نو شاہی لشکروں کا خیمہ گاہ بنا کر اپنے ہاتھ سے ایک ایسے قلعہ کا سنگ بنیاد رکھا جو حفاظتِ الٰہی کا مستحکم حصار ہو سکتا ہے اور یہ امر ہمارے دور اندیش دل میں جاگزین تھا۔ کہ جوانمرد بہادروں کی ایک جماعت کو پہلے سے مقرر فرما کر ولایت بدخشاں کو آزاد کر کے شاہرخ میرزا کو بخشدیں لیکن اسی اثناء میں حکومت پناہ شجاعت دستگاہ عبداللہ خاں ازبک کے سفیر کثیر تحفوں اور ہدیوں سمیت کئی بار پیہم اور متواتر ہماری بارگاہ عالم پناہ میں پہنچے۔ چونکہ حکمرانوں کے ساتھ دوستی اور اخلاص کے سوا اور کوئی امر مدنظر والا نہیں ہے۔ لہذا ہم نے دولت و اقبال کے ساتھ واپس ہو کر دارالخلافہ لاہور میں جو ممالک محروسہ کا مرکز ہے۔ نزول اجلال فرمایا۔ اور کوتاہ اندیش پہاڑی اور افغانوں کی سرکوبی اور گوشمالی اس طرح ہو گئی۔ کہ بہت سے تو ہمارے حلقہ بگوش اطاعت ہو گئے اور جنہوں نے کہ ہمارے اقبال سے کعبہ سے انحراف کیا وہ ایک کثیر تعداد میں ہماری شوکت و عظمت کی رسیوں میں جو کہ خداوندِ عالم قہر و جلال کا پرتو (نمونہ) ہے گرفتار ہو گئے اور سمرقند و بخارا و ترکستان میں بیچ ڈالے گئے (غایت فروخت اسیرونی تذلیل و تہدید ہے نہ کہ احتیاج زر) اور چونکہ اس جانب سے خاطر اشرف بالکل مطمئن ہو گئی انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب ہی کسی اچھی ساعت اور سبھ گھڑی میں جو پوشیدہ گوشوں کے بلند بینوں کے (یعنی منجموں) منتخبہ اور آسمانی خطوط کے دقیقہ شناسوں (یعنی نجومیوں) چیدہ ہو دارالسلطنت آگرہ کو واپس ہونگے اور اپنی تشریف شریف کے انتظار کرنیوالوں پر فیض و کرم کے دروازے کھول لینگے اور چونکہ سلطانی رسالوں کے علموں کی روانگی سے پیشتر ہی اہلِ عالم کی مہمات کا انصرام

Marfat.com

کرنیوالا خیال صوبہ مالوہ کی انتہائے آسودہ حالی اور آبادانی میں مصروف ہوگیا لہذا شاہزادہ کامگار برخوردار دولت و اقبال کی پیشانی کی روشنی عظمت و جلال کی آنکھ کی ٹھنڈک مبارکی و فتحمندی کے تاج کے گوہر سعادتمندی اور حق پسندی کے ہار کے درمیان والے سب سے بڑے موتی فرزند ارجمند سلطان مراد کو ہم اس صوبہ (یعنی مالوہ) میں بھیجتے ہیں مناسب ہے کہ اُن کی تشریف آوری کو خاص رحمتِ الٰہی کا نزول اور بے قیاس سعادت کا ورود جان کر اطاعت و اخلاص کے لوازم میں بہترین کوششیں کیے اور بھرنئے سر سے اپنے آپکو شاہانہ نوازشات کا مورد بنائے اور اب چونکہ قرب و مسافت حاصل ہوگیا ہے۔ کیونکہ مالوہ اور خاندیش ایک دوسرے کے متصل ہیں لہذا ہمیشہ لوگوں کے ہاتھ مخلصانہ عرضیاں بھیجکر مراسم دوستی انجام دیتا رہے اور جسوقت اس منتخب مخلص (یعنی مکتوب الیہ) کو کسی معاملہ میں مدد اور کمک کی ضرورت پیش آئے تو حقیقت حال مشرح طور پر شہزادہ کامگار کے گوش اقدس میں پہنچائے۔ کیونکہ ہم نے اپنے حضور مبارک میں (شہزادہ موصوف سے) اس چیدۂ مخلصان کی سفارش کردی ہے۔ کہ اس خیرخواہ مخلص کو خاص رفیقوں اور شاہزادہ اخلاص پناہ قدیم رہنے والوں میں سے تصور کرکے ہر معاملہ میں امداد و اعانت کریں اسوقت جبکہ ہماری درگاہ کے ساتھ اس بہترین مخلص کی یہ نسبت متحقق ہوگئی ہے کہ اُسکے التماس و استدعا پر دوسروں کے معاملات کا سر انجام کیا جاتا ہے تو اس خیرخواہِ حقیقی کے خود اپنے مطالب و مقاصد کا تو ذکر ہی کیا مناسب ہے کہ کسی قسم کا فکر اپنے پاس نہ پھٹکنے دے اور شہزادہ بلند اقبال کی ہمسائگی کو اپنی روز افزوں ترقی کا دیباچہ سمجھ کر فرمانبرداری کے مراسم کی بجاآوری میں سعی کرکے آسودہ حال اور فارغ البال رہے اور خبردار ہوشمندوں پر پوشیدہ نہیں ہے کہ شاہانِ والا قدر کہ دنیا اور دنیا والوں کی تسخیر جنکی بلند ارادہ ہمت کے مدنظر ہوتی ہے جہاں دیار اور والیانِ ملک سے بجز اخلاص و اطاعت کے اور کچھ مطلب نہیں رکھتے اور جو حاکم مآل اندیشی اور تجربہ کاری کے اقتضا سے خود ہی اس بات (یعنی اخلاص و اطاعت بادشاہ) کو مدنظر رکھ کر اخلاص و عقیدت کی بنیادوں کے استحکام میں ثابت قدم رہتا ہے تو بالضرور اُسکی عزت و آبرو برقرار رہکر اعزاز و ترقی کا سبب ہوتا ہے اور وہ عقیدت پناہ تو خود قدیم مخلصوں اور ہمیشہ اخلاص رکھنے والے ہوا خواہوں میں سے ہے اب رہا یہ امر کہ اس مرتبہ جو ممالک عظمی کا قوت بازو خلافتِ کبریٰ کا معتمد علیہ امرائے کبار میں سے برگزیدہ روسائے نامدار میں سے چیدہ سلطنت عالیہ کا

Marfat.com

رکنِ دین کی حمایت میں لڑنیوالا۔ اعظم خان۔ اُن اطراف (یعنی حدود خاندیش میں گیا تھا)
(اور) اُس خیراندیش (یعنی مکتوب الیہ) سردار مذکور کے نوازم خدمت انجام نہیں دیئے۔
تو یہ بات بعض موانع کی بنا پر ظہور میں آئی۔ جنکی تشریح کی ضرورت نہیں یہ وجہ ہرگز نہ تھی کہ
اس راسخ الاخلاص کے اخلاص میں کچھ فتور آگیا ہو واضح ہو کہ اعظم خاں جو اکبر کا کوکا یعنی برادر
رضاعی تھا۔ جب خاندیش گیا۔ تو راجی علیخاں نے اسکی خاطر مدارات نہیں کی تھی اور اپنی
اس غلطی کیوجہ سے بہت نادم تھا۔ لہذا بادشاہ اسکی رفع خجالت اور تالیف قلب کے لئے
لکھتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ تمہارا اعظم خاں کی خدمت نہ کرنا بعض امور کے سبب سے تھا
اور اس موقع پر مصلحت وقت بھی یہی تھی نہ کہ اس بنا پر کہ تم ہم سے جو اخلاص عقیدت رکھتے
ہو اس میں کچھ نقص آگیا ہو۔ پس چونکہ تمہارے اخلاص میں ہم نے کوئی فتور نہیں پایا لہذا طرح
طرح کی عنایات سے تمہیں ممتاز کیا) لہذا اس کے متعلق طرح طرح کی نوازشیں ظاہر فرماکر
ہم نے اہل عالم کے درمیان اسکو امتیاز بخشا شاہی عنایت میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس امیر
کبیر (یعنے مکتوب الیہ) کے ساتھ۔ عمدۃ الملک حکومت کے مشیر سلطنت کے امین تخت
شاہی سے تقرب رکھنے والوں کا خلاصہ۔ قلبِ سلطانی کے رازدانوں کا انتخاب اصحاب علم و
حکمت کے پیشوا۔ وافی ترفیض اور کامل ترفضل کا مظہر ظاہری و باطنی (یعنی دُنیوی و اُخروی)
کمالات کے جامع دینی و دُنیوی افعال (حسنہ) و اعمال (صالحہ) کے آراستہ کرنے والے علامہ ابوالفضل کا جو
ہماری بزمِ معرفت کے رفیقوں میں سے ہے۔ رشتہ قرابت قائم کردیا (بادشاہ نے ابوالفضل کے
بیٹے عبدالرحمان کی نسبت راجی علیخان کی دختر سے اور راجی علیخاں کے بیٹے ابراہیم کی
نسبت ابوالفضل کی بہن شریفہ سے کردی تھی۔ تاکہ جس طرح علامہ موصوف مخلصانِ بارگاہ
کا خلاصہ ہے۔ وہ حق پسندی کا مورد بھی و مجمع اور مطمئن ہوکر ہمارے کامل مخلصوں کے شمار
میں آجائے اور ہمیشہ اسکو اپنا محرم راز سمجھ کر دلی دوستوں میں سے تصور کرکے ایسی ایسی
عنایتیں کہ اس نیک اندیش کے دِل میں کبھی ان کا خیال بھی نہ آیا ہوگا۔ ظاہر فرماویں۔ تاکہ
(وہ عنایات) اہل عالم کی امیدواری کا باعث ہوکر سارے والا گوہروں (یعنی شرفا) کے اخلاص
کا دستور العمل بنجائیں اس وقت خاطر اقدس میں یہ بات آئی تھی کہ چونکہ اس خیرخواہِ قدیم نے
از سرِ نو پسندیدہ خدمات انجام دی ہیں۔ لہذا اعزاز و اکرام کے طور پر حضور مبارک میں طلب
کرکے طرح طرح کی عنایات اسکے شامل حال فرماکر رخصت کردیں تاکہ پھر کوئی شخص اس

Marfat.com

کثیر الاعتماد کی بابت کوئی ناشائستہ بات ہمارے گوش مبارک میں پہنچائے اور خود غرض لوگوں کی کساد بازاری ہو جائے لیکن اس بنا پر کہ ان حدود کا خالی چھوڑنا اور دور دراز فاصلہ پر طلب کرنا مناسب نہیں لہذا ارادہ کی باگ اس طرف سے موڑ دی اور خاطر اشرف میں یہ بات آئی کہ کسی ایسے شخص کو بھیجنا چاہیئے جسکی ملاقات گویا ہماری ملاقات ہو تاکہ اس خیر اندیشی کے قاعدے مصدر کی خالص عقیدت و اخلاص کی حقیقت سمجھ کر ہماری خدمت مبارک میں عرض کرے اس بنا پر افادت و افاضت مآب (یعنی وہ شخص جسکی بازگشت فایدہ و فیض رسانی ہے) حکمت و معرفت کا سرمایہ علوم حکمیہ و شرعیہ کا جامع (علوم مذکور) کے فروع و اصول پر حاوی بارگاہ شاہی کے بہترین مخلص خاصان دربار میں سے انتخاب درگاہ سلطانی کے مقرب حکومت خاقانی (یعنی اکبری) کے معتمد علیہ ملک الشعراء (یہ فیضی کا خطاب ہے) شیخ ابوالفیض فیضی کو جسنے کہ ہماری عنایت کے سایہ میں پرورش پائی ہے اور ہمنے بارگاہ سلطانی سے اس کا دور ہونا کبھی گوارا نہیں کیا اور اسکی رموز دانی، نکتہ سنجی، دور بینی مردم شناسی اور خلوص و عقیدت کے مراتب و مدارج کا سمجھنا ہماری جناب میں بخوبی آشکارا ہے اس منتخب مخلص (یعنی مکتوب الیہ) کے پاس روانہ کیا ہے) تاکہ ہماری طرح طرح کی عنایات کو گواہی (جیسی کہ وہ ہیں) دل نشین کر کے اس سعادت سے آگاہی رکھنے والے خیر خواہ کو شاہی نوازشات جلیلہ اور زبردست عنایات کثیرہ کا یقین دلاوے اور جو باتیں کہ ہماری خاطر اقدس میں جاگزین ہیں سب اس تک پہنچا دے اور اس کے اخلاص واردات کی حقیقت کے راز اور عقیدت و خصوصیت کی باریکیوں کو بھی سمجھ کر میرے نزدیک ان دونوں فقروں میں سے ایک ضرور محرف ہے اسلیئے کہ ابوالفضل جیسے انشاء پرداز سے یہ توقع نہیں کیجا سکتی کہ ان جیسے ایکدوسرے سے وابستہ مرادف المعنی فقرات میں ایک ہی لفظ یعنی عقیدت دو مرتبہ صرف کرے۔ عندلیب ۱۲ اور عقل کی ترازو میں تول کر حضور والا میں عرض کرے اس مخلص خیر اندیش کو چاہیئے کہ ہماری حقیقت کا اظہار کرنیوالی باتونکو کیا وہ جو نوازش امور فرمان میں مندرج ہیں اور کیا وہ پاکیزہ آثار کلمات جو ہمنے زبانی افاضت مآب موصوف سے خلوت میں فرمائے ہیں گوش ہوش سے سنکر شاہانہ عنایات کے مراتب اور خسروانہ نوازشات کے مدارج (کی حقیقت) کو اپنی دور بین عقل سے سمجھ کر اس طرح مخلصانہ و اتفاقکارانہ طور سے سعی کرے کہ دکن کے سارے حاکم بالخصوص حکومت پناہ امارت انتباہ (یعنی وہ شخص جو یہ جانتا ہو کہ حکومت کسطرح کرنا چاہیئے) خاقان (یعنی اکبر اعظم) کا منظور نظر سلیمانی یعنی اکبری یا حضرت سلیمان کی سی مہتم بالشان) عنایات سے محصوص (یعنی) برہان نظام الملک جو کہ از سر نو درگاہ کا پروردہ یافتہ ہے حسن خدمت کے لوازم اور حق شناسی کے ضوابط کامل طور پر انجام دے اور ناعاقبت اندیش کوتاہ بینوں کی باتوں سے ہماری عقیدت و اطاعت سے منحرف نہ ہو (انجام دے اور منحرف نہ ہو کا فاعل برہان نظام الملک ہے) اس لیئے کہ یہ بات (یعنی نظام الملک کا ہمارا مطیع رہنا) اس حقیقت اندیش مخلص

Marfat.com

(یعنی مکتوب الیہ) کے اعتبار اور اس ملک کی رعایا کے امن و امان کا سبب ہوگی اور چونکہ مدت سے حکام دکن کی عرضیاں اور ان کے وکیل درگاہِ عالم پناہ میں نہیں آئے لہذا اس مرتبہ خاطر مبارک ہرگز اس امر پر راضی نہ تھی کہ حکام دکن کے پاس کسی شخص کو بھیجا جائے۔ مگر چونکہ عنایت بادشاہی عالم ہے اور اس مخلص خیر خواہ کے ان حکام دکن سے، گہرے تعلقات ہیں لہذا اس امر (یعنی حکام دکن کے پاس کسی شخص کے روانہ کرنے) کو اس حقیقی خیر خواہ کے ساتھ دیگر عنایات کے علاوہ ایک عنایت سمجھ کر مقربان بارگاہ میں سے چند آدمیوں کو جو ہماری کثرت عنایت و نوازش کیساتھ مخصوص ہیں۔ افاضت پناہِ موصوف (یعنی فیضی) کے ہمراہ روانہ کردیا جائے کہ اس جماعت کے انتظام و انصرام میں اور ان کو جلد سے جلد ہمارے واپس بھیجنے میں انتہائی کوشش فرض جانے اور (اپنے اوپر) ہماری عنایات جلیلہ کے ظاہر ہونیکی بنا پر دلی خواہش کا اظہار کرکے جو مطلب و مقصد کہ رکھتا ہو۔ افاضت مآب مشارٌ الیہ کے ذریعہ درگاہِ معلےٰ میں عرض کرے کیونکہ ہماری پاک اثر عنایت غایت درجہ اس منتخب ہوا خواہ مخلص کے متعلق ہمارے دل اقدس میں جاگزین ہے پس اسکی ہر استدعا درجہ قبولیت پر پہنچیگی۔ اور اس غایت نوازش و مہربانی کے تقاضہ سے جو ہم اس اخلاص شعار کے حال پر فرماتے ہیں خاصہ کا خلعت (کہیں نمبری چالیس ہزاری یا پانچ پی کے ولایتی خاصے ڈی۔ ون کے بٹھے یا نیلر صاحب کے پتنگی کے لنکات کا خلعت نہ سمجھ لیجئیگا۔ خلعت خاصہ سے مراد ہے۔ خاص بادشاہی خلعت) جڑاؤ قبضہ کی تلوار دو گھوڑے تازی و دتر کی ایک قطار (یعنی نو) ولائتی نر اونٹ اس خیر اندیش مخلص کے واسطے بھیجے ہیں چاہیئے کہ ہر طرح دلجمع ہوکر ہماری خاطر اقدس کی توجہ کو اپنے احوال کے انتظام میں مصروف اور اپنے مقاصد اور امیدوں کے حاصل ہونیکا ذمہ وار تصور کرے اور چونکہ ہماری توجہ عالی ہمیشہ لائق اور قابل لوگوں کی پرورش اور انکی آسودہ حالی میں بالخصوص صاحبانِ علم و حکمت کی تربیت میں مصروف ہے لہذا وہ (یعنی مکتوب الیہ) ایسا بندوبست کرے کہ حکمت و دانش مآب۔ فضائل اکتساب جالینوسِ زمانہ حکیم مصری کے جملہ متعلقین اور زن و فرزند جو وہاں موجود ہیں۔ درگاہِ معلےٰ میں پہنچکر حکمت مآب موصوف (یعنی حکیم مصری) سے جاملیں اور مشارٌ الیہ (یعنی فیضی) کو جو بعض کام وہاں کرنا ہیں بحسن و خوبی ان کا سرانجام ہوجائے۔ کیونکہ یہ امر ہماری خاطر اقدس کی خوشنودی کا باعث ہوگا ہمارے عالم ملکوت پر نظر رکھنے والے دل کو ہمیشہ اپنے حصول مقاصد و مطالب کیطرف متوجہ جان کر طرح طرح کی عنایات کا امیدوار رہے (آمال جمع امل بمعنی امید اور آمانی جمع امنیت بمعنی آرزو)

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا فرمان نظام الملک مسند نشین احمد نگر کے نام :۔

Marfat.com

حکمت و ریاست پناہ۔ اخلاص و عقیدت دستگاہ بہترین حاکم اعظم بزرگانِ خلائق کے خلاصہ خاصان بارگاہ مقتدا مخلصانِ خیرخواہ کے لُب لباب۔ خاقان (یعنی اکبر اعظم) کے منظورِ نظر۔ الطافِ الٰہی سے محصور پیاپے مہربانیوں کے جائے نزول بزرگ عنایتوں کے مَورد۔ کامل الاعتقاد۔ وافر الاعتماد۔ برہان نظام الملک زبردست شاہانہ عنایات اور ظل اللہ کی بزرگ نوازشات سے معزز و ممتاز ہو کر معلوم کرے کہ چونکہ اس شوکت دستگاہ نے خلوص نیت سے ہماری درگاہ عالم پناہ میں جو اصحاب ناز و نعمت کا وطن گاہ اور دنیا بھر کے اہلِ استعداد کا جائے پناہ ہے التجا کی تھی۔ اس بنا پر ہمارے دل الہام منزل میں ہر وقت یہ خیال جاگزین تھا کہ ولایتِ دکن اسکے سپرد کریں۔ اور اس امر جلیل کا سرانجام پانا سعادت وقت پر منحصر ہے الحمد للہ ایسی زبردست فتح جسکی ہمارے خاطر مبارک کو تمنا تھی۔ اور جس کا گمان تک بھی نہ ہوتا تھا توجہ اقدس سے ظہور پذیر ہوئی اور امرائے کبار میں بہترین فرزند اجی علیخاں جو عنایت و مہربانی کے فرمان سے مکرر سرفراز ہو چکا ہے۔ اس خدمت پر متعین ہوا تھا۔ اس فتح کے حاصل ہونے سے وہ غایت عزو امتیاز سلطانی کا مورد بنا۔ اقبال کی رہنمائی سے اسکی قدر پہچانے اور ہمیشہ ہماری ذات بابرکات کا خیال دل میں رکھ کر اخلاص و عقیدت کے لوازم کے اظہار میں جو کہ دین و دنیا کی عزت کا سرمایہ اور ابدی آبرو کا وسیلہ ہے۔ انتہائی کوشش کرے اور اس وقت جبکہ ہمارا اہل عالم کی مہمات کا انصرام کرنے والا خیال ولایت مالوہ کی غایت خوشحالی اور آبادانی میں مصروف ہو چکا ہے اور ہم شہزادہ کامگار برخوردار دولت اقبال کی پیشانی کی روشنی عظمت و جلال کی آنکھ کی ٹھنڈک مبارکی و نصرتمندی کے تاج کے گوہر سعادتمندی اور حق پسندی (کے ہار کے درمیان والے) سب سے بڑے موتی فرزند ارجمند شہزادہ مراد کو اس طرف روانہ کرتے ہیں ان کی آمد کو نزول سعادت سمجھ کر اپنی دوربین عقل کے مشورہ سے خیرخواہی کی بنیادوں کے استحکام میں انتہائی کوشش کرے اور ہمیشہ اخلاص کی عرضیاں ارسال کر کے دوستی کے چمن کو تروتازہ رکھے اسلئے کہ ہوشمندی اور حقیقت شناسی (یعنی عنایت و احسان کے حقوق پہچان کر اطاعت پر کمربستہ رہنا) ملک و ناموس کے لیے محکم جائے پناہ اور مستحکم حصار ہے اور صاحبانِ دانش و بینش پر ظاہر و آشکارا ہے کہ صاحبان والا قدر نے جو دنیا اور دنیا والوں کی تسخیر اپنی ہمتِ عالی کے مدنظر رکھتے ہیں اور حاکمانِ شہر سے سوائے اخلاص و اطاعت کے اور کچھ سروکار نہیں رکھا ہے اور چونکہ خاطر مبارک اس عزت پناہ کی کثرت سعادت کی طرف متوجہ ہے لہذا ہمنے امین الدین کو جو

Marfat.com

ہمارے خاص ملازموں اور مخلص ارادتمندوں میں سے ہے روانہ کیا ہے تاکہ اس فتح کی مبارکباد دیکر
غایت توجہ مبارک کو از سر نو اسکے دلنشین کردے چاہیئے کہ گوش ہوش سے سُنے اور دانشمندی
حق پسندی کے ساتھ جیسا کہ ہمارے حضور مبارک میں سمجھ چکا ہے اس ولایت کا انتظام و انصرام
کرے اور ہمارے قوانین کو جسطرح سے کہ وہ ممالک محروسہ میں رائج ہیں (اپنے یہاں بھی) جاری کرے
اور کوتاہ اندیش فریب کاروں کو جو محض بیش پا افتادہ باتیں ہی سمجھ سکتے ہیں اور سوائے فتنہ و فساد
کے اور کسی بات کی کوشش نہیں کرتے معاملات سلطنت میں دخیل نہ بنائے اور پرانے خاندانوں کی
رعایت کرنے اور مخلص کو بروئے کار لانے میں جو راست گفتاری اور درست کرداری میں مشہور و
موصوف ہیں کوشش کرے اور علما فضلا کی عزت افزائی اور اصحاب حکمت و دانش کی سرفرازی میں
از بس سعی کرے اوقات شبانہ روزی کو خداوند عالم کے پسندیدہ کاموں میں صرف کرکے اسطرح خبردار رہے کہ زبردست
کمزوروں پر دست درازی نہ کرسکیں اور عاجز و بے بس لوگ امن و امان کے گہواروں میں آسودہ حال اور فارغ
البال رہیں اور جسوقت فرمان عنایت نشان اس منتخب مخلص کے نام نافذ کیا جا رہا تھا ہمارے عالم
ملکوت پر نظر رکھنے والے دل میں اس مہربانی کے تقاضہ سے جو تمام عالم کو گھیرے ہوئے ہے یہ
خیال پیدا ہوا کہ حکم خدا کی طرح جاری ہونیوالا نصیحت آموز فرمان عادل خاں (یعنی ابراہیم عادل شاہ
والی بیجاپور ممدوح ظہوری ترشیزی) اور قطب الملک (والی حیدرآباد) کے نام شرف صدور حاصل
کرے اور اگر توفیق الٰہی انکی رہنما ہو تو ایام گذشتہ کے برعکس ہماری فرمانبرداری اختیار کریں اس سے
بہتر کیا بات ہوگی کہ ہماری سلطنت ابد قرین کی تائید سے باہم متحد ہوکر فرنگستان (یعنی بحر ہند کے
بعد جزائر جو اس وقت بھی اہل یورپ کے قبضہ میں تھے) اور کل بندرگاہوں کی تسخیر کا باعث ہوں اور
ہزاروں ہزار عنایات شاہی کا مورد بنیں اور اگر اپنی ناتجربہ کاری اور کوتاہ اندیش ہمنشینوں کی
کثرت کے باعث مسافت بعیدہ کو واضح ہو کہ لفظ بعد مسافت سے پہلے جو کاف واقع ہوا ہے وہ
جملہ مطلوبہ کے بیان کے لیئے ہے یعنی جملہ جو پچیدگی مسافی میں مندرج ہے اور بظاہر مذکور نہیں اس
کاف کو جو کاف بیان جملہ مطلوبہ کہتے ہیں اس جگہ جملہ مطلوبہ یعنی مخدوفہ جگہیں اتفاق افتد ہے۔ کیونکہ
عبارت سے ایسا ہی استنباط ہوتا ہے) اپنا مستحکم حصار خیال کرکے (یعنی یہ سوچ کر کہ ہزاروں کوس
کے فاصلے پر بیٹھ کر اکبر ہمارا کیا بنا لینگے۔ لاپرواہی کریں تو تائید غیبی اور توفیق الٰہی سے
تھوڑی ہی مدت میں ان کا سارا ملک ہمارے اس تربیت کردہ (یعنی مکتوب الیہ) کے
سپرد ہو جائیگا۔ چاہیئے کہ اعلیٰ سلطانی عنایات کو اپنے احوال سعادت قرین کا منتظم جانے

Marfat.com

حضرت شاہنشاہ اکبر اعظم کا فرمان شیراز کے کسی فاضل کے بُلانے کے بارہ میں :-

باری تعالےٰ کا احسان ہے کہ صبح اقبال کے (مسکرانے) نمودار ہونے اور ستارہ جاہ وجلال کے نکلنے کی ابتدا سے لیکر جس سے مراد سریر آرائے سلطنت کا آغاز ہے آجتک کہ سلطنت کے مسعود و مبارک برسونکی تعداد چالیس تک پہنچی اور حالانکہ دُوربین نظر میں بہارِ دولت کا آغاز شباب ہے، اور احسان و کرم کے چمنستان کے پھولوں کے کھلنے کا وقت ہماری فلک پر چنگل مارنیوالی (یعنی نہایت قوی و بلند) تمامی ہمت ہر قسم کے صاحبان استعداد بالخصوص دریائے علم و حکمت کے شناوروں (مغرف دراصل بمعنی چُلّو میں پانی لینے والا) کو کامل بنانے اور انکی پرورش کرنے میں مصروف رہی ہے اور ہمیشہ ہر فرقہ کے صاحب کمال تخت شاہی کے گرداگرد، بلند مقاصد حاصل کرکے دین و دنیا میں کامیاب ہؤا کئے ہیں۔ اور حکمت الٰہی کچھ اس طرح جاری ہے کہ جس طرح بلند مرتبہ بادشاہ اس معزز فرقہ کی طرف ملتفت رہتے ہیں اسی طرح یہ جماعت بھی (اُن سے) انس و محبت کے مطالب کی جویا اور ان کی محفلِ عالی میں جو عزتوں اور بزرگیوں سے محصور ہوتی ہے پہنچ جانیکی خواہاں رہا کرتی ہے ان دنوں افادت اتصاف (یعنی ایسا شخص جس کی صفت فائدہ رسانی ہے۔) پسندیدہ خصائل جامع کمالات چلپی بیگ کے ان تمام فضایل و کمالات کا شہرہ جو ان کی ذاتی مساعی کا نتیجہ اور منعم حقیقی کی فیض رسانی کا ثمرہ ہے متواتر گوش مبارک میں پہنچا بالیقین ان کا ذاتی حسن اخلاق اینجانب کے دل پر جو الہام کا محل ہے پرتو فگن ہؤا بنابریں ان کی طلبی پر ہماری توجہ معلیٰ ظاہر ہوئی (پس) مناسب یہ ہے کہ عنایاتِ الٰہی کو اپنا ہادی گردان کر اور بادشاہی نوازشات کو اپنا رفیق راہ بنا کر (سایق از پس رانندہ قاید از پیش کشندہ) اپنے امید کے کجارہ کو اس طرف روانہ ہونیکے لیے کس لیں (یعنی فوراً سفر کریں) اور جلد سے جلد ہماری مسرت بخش حضوری سے لذت گیر ہو کر سعادت یاب ہوں۔ اور خود آنے اور دوسرے کامل لوگوں کو اپنے ہمراہ لانے میں کوشاں ہوں راستہ کے انجام کے متعلق (یعنی زادِ راہ کی بابت) نیک نہاد فتاحانے شیرازی کے نام حکم والا صادر ہو چکا ہے لازماً اس کی تعمیل ہو جائیگی +

مظفر خان

تربیت

تمت

Marfat.com

فرہنگ دفتر اوّل ابوالفضل

وجاہت حسین صدیقی عندلیب شادانی۔ اے۔ ایم او ایل منشی فاضل لیکچرار ڈھاکہ یونیورسٹی نے دفتر اوّل ابوالفضل کا ترجمہ لکھا تھا۔ اور فرہنگ چھوڑ دی تھی۔ جس کی ضرورت طلبا کو رہا کرتی ہے جب بار دوم اس ترجمہ کے چھاپنے کی نوبت آئی۔ تو شیخ مبارک علی نے فرہنگ لکھنے کی خواہش مجھ سے کی۔ اُن کی اس تمنا کو میں پُورا کرتا ہُوں۔

۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء

(سیّد اولاد حسین شادان بلگرامی)

نوٹ۔ صفحات موافق نسخہ نولکشوری ہیں

صفحہ ۲

گوناگون - انواع واقسام۔ دو اہم متجانس کے درمیان۔ یہ الف اتصال کا کہلاتا ہے اور غیر متجانس میں الصاق کا +

نیایش - بمعنی تحسین وآفرین ودعا از روئے تضرع +

مر - علی الخصوص۔ کلمۂ تخصیص است ٭

کسوت - لباس ٭

حیات - زندگانی - اگرچہ حیات دوسرے موجودات میں بھی ہے مگر ذکر اعلیٰ ادنیٰ کے بیان سے مستغنی کردیتا ہے نیز حیات بمعنی علم بھی ہو سکتا ہے۔ بمفاد کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ یا بفحوائے ؎

مردگی جہل و زندگی دین ست ٭ ہر چہ گفتند مغز آن اینست

تیرہ درون - کور باطن ٭

ضلالت - گمراہی ٭

سفارت - رسالت۔ سفیر اور ایلچی ہونا +

جانباز - دلیر و شجاع مراد عارف ٭

بساط - مراد معرکہ و میدانِ جنگ یعنی لغوی فرش +

انصاف چناں - تیسرے مصرعہ میں "دائم گفتن" کا تھا۔ حالانکہ انسان ضعیف البنیان سے فی الجملہ حمد الٰہی نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لیے مصنف کہتے ہیں۔ کہ میرا "دائم گفتن" کہنا بر بنائے تنزدی ہے ٭

قرب - سے مراد دَنٰی فَتَدَلّٰی ہے ٭

دست بدہن - حیران و متعجب و متفکر ٭

دشخوار - دشوار ٭ **ژرف** - عمیق ٭

Marfat.com

بوقلمونی - زنگارنگی ٭
آصف - نام وزیر سلیمان ٭
نیرنگی - عجائب کاری ٭ **ناہنجار** - بیراہہ رو ٭
علامہ - علام اگرچہ خود صیغہ بالغہ ہے مگر اس میں بھی مبالغہ کی ہے - یعنی بہت بڑا دانا ٭
زندگانی گسار - قاطع زندگی ٭
انفس - عالم ارواح ٭
آفاق - عالم اجسام ٭
معاوضہ تفاوض - باہم سخن گفتن مراد مکتوب ٭
چاربالش - مسند ٭
کارنامہ - شاہ کار - ماسٹر پیس ٭
عبدالصمد افضل محمد - اضافت ابنی یعنی عبدالصمد بن افضل محمد ٭
والا دید - نظر بلند و تجویز عالی ٭
فرزندی - مراد دامادی ٭
فرہنگ - دانش و ادب ٭
دست آویز - وسیلہ ٭ **شنگرف** - زینا عجیب
فراہم آوردن - اکٹھا کرنا ٭
خرزہرہ - درخت کنیر
جرم قمر را پیراہن از کتان دوختن و بہشت را بنگل خرزہرہ آرائش دادن کنایہ از فعل عبث کردن ٭
سنجنگل - بکسر سین و بفتح ہر دو جیم بمعنی آہن کہتے ہیں - کہ رومی زبان کا لفظ ہے ٭
صہباحسب - گوراپن ٭

ملاحت - نمکینی، مراد حسن ٭
مستوری - پردہ میں رہنا ٭
عروس - بفتح دلہن ٭ **خریدہ** - زن شرمگین ٭ بالغ لڑکی
رعنا - خود آرا ٭ **نگار بستن** - زینت دینا ٭
جلا - بکسر نور روشنی ٭ **حیز** - مکان ٭
پیدائی - ظہور ٭ **فہام** - بڑے فہم والا ٭
مکاتبات علامی - از روئے جمل اس کے اعداد ایکہزار پندرہ ہوتے ہیں یہ سن اس کتاب کی تدوین کا ہے اور قتل ابوالفضل ایکہزار گیارہ میں واقع ہوا - وفات ابوالفضل سے چار برس بعد یہ مجموعہ جمع کیا گیا ہے ٭
منصہ - چپرکھٹ - چوکا - مجلائے عروس - سریر ٭
پردگیان قدس - مراد مضامین ٭
شہود - ظہور ٭

صفحہ ۴

تابدان - روشندان ٭
نوباوہ - حرف پنجم واؤ - پودہ اور ثمر نورسیدہ مراد مضامین مکاتیب ٭
فائز - بخوبی رسندہ ٭
(۱) خطاب اکبر بہ عبداللہ خاں -
گیہان - بکسر گاہان کا امالہ ہے - بمعنی جہان کیونکہ عالم کو گاہ زد وقت سے تعلق ہے ٭
خدیو - بضم خدا کا مالی ہے بمعنی خداوندگار شاہ ٭
حق پژوہ - جوینده حق چہ پژوہیدن بمعنی جستن آمدہ ٭

Marfat.com

اُزبک - قومے از مغول +
شئون - جمع شأن حال وکار - فی الحال فارسی
یں بمعنی جاہ وجلال وشوکت وشان مستعمل +
صوَر علمیہ - مراد موجودات +
نیرو - بکسر قوت +
ابداع - نو پیدا کردن +
قہرمان - غلبہ وحاکم +
وحدت ارادی - اتحاد ارادہ وعقیدت کیساتھ -
منخرط - منسلک +
التیام - پیوستگی ٭
سطوت - حملہ وسختی - مستعمل بمعنی ہیبت ودبدبہ ٭
مسند آرایان صورت - مراد شاہاں +
اساطین - جمع اسطوانہ بمعنی ستون ٭
جبروت - عظمت وبزرگی ٭
وحدت قہری -
سپاس - معنی ترکیبی آں نگاہداشتن سہ چیز
یعنی ارکان ولسان وجنان - تا ازیں ہر کدام
ہرچہ صادر شود مشعر بر تعظیم وتبجیل منعم باشد
حمد وشکر نعمت قبول منت از لطف وعطا ٭
سالکانِ مراحلِ معانی - مراد از اولیاء و
اہل طریقت ٭
ناسک - عابد +
مشعر - عبادت گاہ +
ناسکانِ مشاعر صورت - مراد عالمانِ
علم ظاہری - واہلِ شریعت ٭
ہامون - دشت وصحرا +
اہتدا - ہدایت یافتن +
ایتلاف - اُلفت گرفتن +
محمود العاقبہ - آنکہ زندگانی ستودہ دارد +
مسعود العاقبہ - آنکہ انجامش نیک باشد +
خلوت خانہ بقا - عالم عقبیٰ - بہشت +
شتافتہ اند - کے فاعل قافلہ سالاران +
باد - کا فاعل جہاں جہاں نیائش (الف دعائیہ)
بزرگانِ والانژاد - کنایہ از شاہان -
سماوی - آسمانی ٭
عُلیاء - بلند تر مؤنث اعلیٰ ٭
جمہور - کل ٭ **بسیط** - جائے فراخ +
متفق - مختلف - دوست - دشمن ہم مذہب
وغیرہ مذہب +
خراب آباد - کنایہ از دنیا ٭
میکوشند - فاعل بزرگان والانژاد +
گرداد کا فاعل عالم عالم تائیدات (الف دعائیہ ہے)
لوحہ صفوت وصفا - کنایہ از خط عبداللہ خاں ٭
نگارستان - مرقع - نقش ونگارخانہ +
منشرح - کشادہ خاطر + **شد** یعنی شدم ٭
شمائم - جمع شمیمہ باد خوشبو ٭
خلت - دوستی ٭
نوزانی - بفتح الف ونون زاید ویائے نسبت
جیسے ربانی - حقانی جسمانی - روحانی ونوز بمعنی
غنچہ ٭

Marfat.com

ولا - بکسر دوستی ٭
بسطت - فراخی - مراد کشادہ دلی ٭
روائح - جمع رائحہ بمعنی بادہا و خوشبوہا ٭
روحانی - بفتح مثل نورانی منسوب بہ روح بمعنی فرحت و تازگی ٭
شقائق - جمع شقیق - گل لالہ کہ منسوب است بطرف نعمان ٭
حدائق - جمع حدیقہ وہ باغ جسکے گرد چار دیواری ہو ٭
مبانی - جمع بنیٰ جائے بنا - یہاں مراد الفاظ و عبارات خط ٭
آل - کا مشار الیہ لوحہ دیباچہ ہے ٭
ریاحین - جمع ریحان ہر گل خوشبو بمعنی سپرغم ٭
مشامہم - دماغ ٭ انتسامہم - خوشبو گرفتن ٭
ابتسام - شگفتگی ٭
شمول - عموم ٭
فیض انتسام - اسم فاعل یا اسم مفعول ترکیبی - صفت مشام ٭
فردوس ابتسام - ترکیب فاعلی یا مفعولی صفت دماغ ٭
فردوس - آٹھ بہشتوں میں سے ایک بہشت کا نام جس میں آدم و حوا رکھے گئے تھے بمعنی وضعی باغ کے ہیں ٭

صفحہ ۵

ریاض - جمع روضہ - باغہا ٭
وفاق - سازگاری و موافقہ ضد خلاف ٭

صمیمہ - خالص - برگزیدہ ٭
سجیہ - عادات خوش ٭
رضیہ - پسندیدہ ٭ مواخات - بھائی چارہ ٭
این سجیہ رضیہ - مراد ارسال منظوط ٭
مجالست - ہم نشست ہونا ٭
مصاحبت - ہم صحبت ہونا ٭
عدیم البدل - جس کا ثانی نہ ہو ٭
شمامہ - سونگھنے کی چیز دستنبو - کچری - سیندھا ٭
توکید - استحکام - استواری ٭
مناہل - جمع منہل - چشمہ ٭
استحسان - پسندیدگی ٭
نشاء - عالم و جہان ٭
نشاء تعلق - دنیا ٭ منوط - متعلق ٭
مربوط - وابستہ ٭ مثمر - بارآور - منتج ٭
حال و مآل - موجود و آیندہ - دنیا و آخرت ٭
الوف - جمع الف ہزارہا ٭
مہاد - جمع مہد گہوارہ و بستر ٭
ابراز - اظہار ٭
مصادقت - دوستی ٭
بادی - ابتدا کرنے والا ٭
طویت - ضمیر و نیت (منتخب) ٭
مبادی - ابتدا ٭ منہج - راکشادہ ٭
مبادی انکشاف صبح سعادت مراد از ابتدائے تخت نشینی ٭
این وادی - مراد صلح ٭ مراقبت - نگہبانی ٭

Marfat.com

سوالف - جمع سالف گذشتہ وقدیم ٭
یادگار سلطان - نام ایلچی، یادگار بمعنی پسر ٭
شاملو - قوم وقبیلہ از ترکان (لوبرائے نسبت) ٭
شاہرخ مرزا - والی بدخشان کہ بعبداللہ خان جنگ کرد ٭
کشمیر - کاشب ایک مرتاض کا نام اور میر سنسکرت میں پہاڑ کو کہتے ہیں - جس مقام پر اب آبادی کشمیر ہے - یہاں ڈل تھا کہتے ہیں کہ دعایا کرامت کاشب سے ڈل ہٹ گیا از سفرنامہ برنیر ٭
سواد - بفتح گرد ونواح یا بضم سبذل ٭
سُوات - نام شہرے قریب باجوڑ - اس صورت میں واؤ عطف درمیان سواد بجور چاہیئے ٭
جوار - بالکسر وبالضم ہمسائگی بفتح غلط مشہور ہوگیا ہے +
ملتمس - خواہش - مسئول - التماس کردہ - مانگا ہُوا ٭
محروسہ - از حراست - نگہبانی کردہ شدہ ٭
بائیری - قدیمی ترکی ہے - چنانچہ یہ لفظ دفتر سوم کے صفحہ ۲۱۶ میں بھی آیا ہے - دوستان بائیری وآشنایانِ قدیمی دامن اختلاط برچیدند" یہاں بائیری کوئی اور معنی نہیں پیدا کرتا اس لفظ ترکی کا حرف سوم مضموم اور یائے تحتانی ہے ٭
تفویض - سپرد کرنا ٭

صفحہ ۶

جنود توران - مراد فوج عبداللہ خان +
خلط - درہمی وبرہمی - گڑبڑی +
اوباش - جمع بوش خلاف قیاس آدمی بدوضع وبے قید - بدمعاش +
باشد - صحیح شد +
سانحہ - امر تازہ +
این سانحہ - مراد صلح ٭
بزرگ کردہائے ایزدی - کنایہ از ساطین ٭
تنقیح - صاف - بے آمیزی - بے عیبی ٭
مگس طبعین - وہ شخص کہ جس کی بات نہایت لغویت کی وجہ سے سننے کے قابل نہ ہو - یا
مگس طینت - وہ شخص جو رذیل وبرکمینہ ہو - دل چٹا +
آئین مخالف دوستی - سے مراد توران ٭ ملک عبداللہ خان پر چڑھائی کرتا ہے +
نہضت - کوچ ٭ **ژاژخا** - بیہودہ گو ٭
درخاطر - سے مراد دردل عبداللہ خان ٭
صفوت - بہرہ حرکت برگزیدگی وبے غشی ٭
اکفار - جمع کفو - ہم قوم - ہم نسب - برابر والے +
صفح - درگذشتن از گناہ +
شاہرخ مرزا - عبداللہ خاں سے شکست کھا کر اکبر کے یہاں آگیا تھا - اس پر عبداللہ نے اکبر کو طعناً لکھا ہے - کہ ان کو پناہ دینا بھی ہماری محبت کی بنا پر ہوگا - اس کے جواب میں

Marfat.com

اکبر لکھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ ہمارے متبعین میں ہیں بعض حرکات ناشائستہ کیوجہ سے معاتب تھے پھرانہوں نے ہماری طرف رجوع کی لہذا ان کو پناہ دی گئی۔ تم یہ کیوں خیال کرتے ہو کہ تمہارے دشمنوں کو ہم نے پناہ دی ہے +

محمد حکیم مرزا۔ داماد مرزا سلیمان والی بدخشان تھا +

مجد۔ بزرگی * **عُلا**۔ بلندی +

نقاوہ۔ خلاصہ * **دودمان**۔ خاندان *

آل نقاوۂ دودمان کا شارۂ الیہ عبداللہ خان صفحہ ۷

فرزند عزیز۔ عبدالمومن خان پسر عبداللہ خان نے ایک خط اکبر کو لکھ کر مولانا حسینی کے ہمراہ بھیجا تھا جس میں اکبر کی لڑکی کی شادی اپنے ساتھ چاہی تھی۔ اکبر نے مولانا حسینی کو دریائے اٹک میں ڈبوا دیا تھا۔ عبداللہ خاں اپنے بیٹے کی اس حرکت کی معذرت کرتے ہیں۔ اکبر جواب میں لکھتے ہیں۔ کہ حسینی ہمارے پاس آنے سے پہلے ڈوب کر مر گیا۔ اور مضمونِ خط سے ہم کو آگاہی نہ ہوئی *

دلنگرانی۔ تشویش۔ فکر۔ رنج۔ صدمہ *

استغفراد۔ عذر چاہنا *

سُنوح۔ ظہور۔ امر غیبی *

پدرانِ نجازی۔ چچا۔ ماموں۔ سُسر۔ استاد۔ یہاں اکبر مراد ہے *

عبداللہ خاں کو کوئی مان کر عبدالمومن کا چچا قرار دیتا ہے۔

اس جملہ میں تین تعریفیں ہیں ایک تو یہ کہ تمہارے ساتھ ناز کرتا ہے لہذا مجھ سے بھی ناز کیا۔ یعنی اپنی حقیقی بہن سے شادی کی خواہش کرتا ہے۔ دوسرے اکبر عبدالمومن کے باپ بنے تیسرے والا دستگاہ اصطلاح میں مسخرہ کو کہتے ہیں۔ لہذا عبداللہ خان کو مسخرہ بنایا یہ رائے مولوی غیاث الدین مصنف غیاث اللغات کی ہے *

ایں سررشتہ۔ مراد رضاجوئی پدر۔ اس میں بھی تعریض ہے کہ تمہاری مرضی کیخلاف اُسنے یہ خواہش کی لہذا ناخلف بیٹا ہے +

جلائل۔ جمع جلیل۔ بزرگ *

مواثیق۔ جمع میثاق۔ عہد و پیمان *

وجہہٗ۔ قبلہ و موضع کہ رو بطرف آں ارشد (منتخب)

مرۃ بعد اخری۔ ایک مرتبہ دوسری مرتبہ کے بعد یعنی سہ بارہ۔ مراد بار بار *

مرتسم۔ مرقوم و منقش *

کرام۔ بکسر جمع کریم۔ بزرگ *

عشر عشیر۔ سو میں سے ایک *

فتوت۔ جوانمردی *

یورش۔ حملہ *

اتالیق۔ ادب آموز۔ اُستاد +

Marfat.com

امرنا گریز۔ موت ٭
غوامض۔ جمع غامضہ کلام باریک ٭
مکنون۔ در پردہ۔ پوشیدہ ٭
مکامن۔ جمع مکمن چھپنے کی جگہ ٭
قوۃ۔ بطون۔ امکان ٭
فعل۔ ظہور پذیرائی ٭
قران۔ ابوالفضل تیس سال کی مراد لیتے ہیں ٭

صفحہ ۸

میامن۔ جمع میمنت برکت ٭
آئین کردار۔ انتظام جہانیاں ٭
جبال۔ جمع جبل پہاڑ
عزلقہ۔ پھسلانے والا۔ مراد دشوار گذار ٭
حصینہ۔ مستحکم ٭ تارک۔ سر ٭
استکبار۔ بڑائی ٭ استجبار۔ غلبہ قہر جبر ٭
مرآۃ۔ آئینہ ٭ اشراقات۔ انوار ٭
مختفی و محتجب۔ ہر دو بمعنی پوشیدہ ٭
برجے۔ اندکے۔ سہیم۔ شریک
استحسان۔ خوبی بہتر ہے کہ استحصان
بمعنی استحکام ہو ٭
مرکوزہ گڑا ہوا ٭ بیدادی ظلم بے انصافی ٭
گلگشت۔ سیر ٭ اقصیٰ۔ دور تر ٭
تصادم۔ مراد اتصال و کثرت انبوہ
تراکم۔ تلے اوپر ہونا۔ تہ بتہ ہونا۔ تزاحم
ہجوم و انبوہ۔ دونوں سے مراد کثرت ٭
ہائلہ۔ ہول انگیز۔ خوفناک ٭ جزیرہ تنہا ٭

غربی مملکت روز افزوں۔ یعنی ٹھٹھ جو ہماری سلطنت روز افزوں کی سمت مغرب سمندر کے کنارے واقع ہے اور واو حالیہ بمعنی درحالیکہ ہے اور جملہ معطوفہ صفت میں حاکم ٹھٹھ کے ہے ٭

صفحہ ۹

خودکامی۔ خود غرضی ٭
ناحیۃ۔ جانب و طرف ٭
قطرہ۔ دوا دوش۔ تیز روی ٭
تردد۔ آمد و رفت ٭ مساعدی۔ مددگاری ٭
زینہار۔ پناہ ٭ اولیا۔ دوستداران ٭
فراگرفتہ دریافتہ ٭ مطوی۔ پیچیدہ مراد نیت
بہائم۔ جمع بہیمہ جانور ٭
سریرت۔ باطن ٭
قطاع الطریق۔ لٹیرے ٭
شقاوت۔ بدبختی ٭
جبال۔ جمع جبل (سنہا)
افلاح۔ رستگاری ٭
یغما۔ لوٹ کھسوٹ ٭
تمغا۔ محصول باج۔ جنگی ٭

صفحہ ۱۰

عتبہ۔ آستانہ ٭ ہدم۔ ڈھاوینا ٭
بنیان ربانی۔ مراد انسان ٭
سومنات۔ دوسرا نام بتاگڑھ ٭
دریائے عمان۔ مراد بحیرہ عرب ٭

Marfat.com

طغیان - ازحد درگذشتن ٭
معاودت - برگشتن ٭
بادہ مرد آزما - وہ شراب جو کسی کا ظرف آزمانے کے لئے پلائی جائے - یہاں مراد نظام الملک سے حکومت نکال کے برہان الملک کو دینا ٭
عواطف - مہربانیہا ٭
مستمال - مائل کردہ شدہ ٭
استیصال - بیخ کنی ٭ غرّہ - سپیدئ پیشانی ٭
قرّہ - ٹھنڈک ٭ حوزہ - وسط میان ٭

صفحہ ۱۱

نعماء - بفتح مال وزر ٭ بسند - کانی ٭
واژگونی - برگشتگی ٭ گریوہ - پشتہ مراد کوہ ٭
ایلغار - بروزن دلبر یورش - دھاوا - دوڑ ٭
سرگردہ - سرغنہ ٭ سرکردہ - بمعنی سردار ٭
گلزمین - قطعہ زمین ٭ ابتلا - گرفتاری - بلا ٭
امتلا - پُری معدہ - مراد ہیضہ ٭
سُلالہ - نطفہ وخلاصہ ٭
منین - بیان کرنے والا ٭
رُسُل - جمع رسول - ایلچی - قاصد ٭
رسائل - جمع رسالہ مراد خط وکتابت ٭
تنصیص - ظاہر کردن ٭ عظام - بزرگان ٭
ترصیص - سیسہ پلانا - مراد استحکام واستواری ٭
اصفیاء - برگزیدگان ٭
منازعت - خصومت ٭

(۲) نامہ اکبر بہ عبداللہ خان

خلت - دوستی ٭ موالات - دوستی ٭
فحادی - جمع فحوا - مضمون ٭
نمیقہ - نوشتہ وخط ٭
انیقہ - بہتر وخوب ٭ منقبت - مدح وثنا ٭
اُبّہت - بزرگی وشوکت ٭ مطاوی =
مضمار - میدان ٭
شہامت - توانائی وچستی ودلیری ٭
ایالت - سیاست - حکومت - سرداری ٭
مرتقی - چڑھنے والا ٭ مدارج - زینہ سیڑھی ٭
نصفت - عدالت ٭ انقارہ - خلاصہ ٭
عضادہ - قوت بازو ٭ مجد - بزرگی ٭
اشعہ - جمع شعاع ٭
بوارق - جمع بارقہ - روشنی ٭
مجلی - جائے ظہور - جائے جلوہ ٭
شوارق - جمع شارقہ - روشنی ٭
اعتلا - علو مرتبت ٭
مطرح - پڑھنے کی جگہ - وہ ظرف جس میں مچھلی پکڑ کے رکھتے ہیں ٭

صفحہ ۱۲

مشیر - مضبوط کرنے والا - موسس ٭
موسس - بانی - بنیاد رکھنے والا ٭
بنیان - بنیاد ٭ حشمت - شان وشوکت ٭
الفائز من مبادی الفطرۃ - الخ ابتدائے فطرت سے عالی ہمتی کی خوبی پہ پہنچنے والا ٭

Marfat.com

برکت ہائے خوبی کی وجہ سے بڑی بڑی نعمتوں سے مخصوص ٭

لازالت - ہمیشہ ٭

مشیدہ - مضبوط و مستحکم ٭

دعائم - جمع دعامہ ستون - کھمبا ٭

مُندَرِج - از درج بمعنی پیچیدن چیزے در چیزے مراد مرقوم و مشمول ٭

مندمج - داخل ٭ **تشئید** - استحکام ٭

مورث - مراد موجب - باعث - سبب ٭

مثمر - ثمر آور - منتج ٭ **اِنجلا** - روشنی ٭

رابطہ خلت مبتداو بظہور پیوست خبر آن - بمعنی رابطہ خلت کہ در رقیمہ کریمہ مندرج بود بظہور پیوست ٭

معالم - جمع معلم بمعنی عالم و جہان و علامت و نشان

شبانی - مراد حفاظت و نگہبانی ٭

منال - جائے یافتن مثل اراضی و باغات و برکانات ٭

حظوظ - جمع حظ - لذت و سرور ٭

فرورفتن - انہماک و استغراق ٭

طریق - طریقہ ٭

سلوک - برتاؤ ٭

سلوک - رفتار - روش ٭ **طریق** - راہ

مدارات - آشتی ٭

مواسات - یاری و غمخواری ٭

مماشات - رفاقت و ہمراہی - ساتھ پانا ٭

ترفیہ - آسودگی و خوشحالی ٭

ارجمند - قابل قدر قیمت ٭

کفٰی باللہ شہیدا - اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے ہر بات کے اثبات کے لیے دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے - مگر جب اللہ گواہ ہو تو پھر ایک ہی کافی ہے ٭

تسخیر - مطیع گردانیدن ٭

تفتیح - فتح کردن ٭

مسّاح - سیاحت کرنے والا ٭

رُبع مسکون - چوتھا حصہ زمین کا جو قابل آبادی ہے - اب دو ثلث پانی اور ایک ثلث خشکی مانتے ہیں ٭

چہاردانگ - ایک دینار کو چھ دانگ مانتے ہیں - اس لیئے اسکے معنی کامل و تمام و مسلم کے ہوتے ہیں ساری دنیا کو چھ مان کر اس میں سے ہندوستان کو بوجہ کثرت آبادی دو ثلث دنیا کا قرار دیا ہے بمقابلہ مردم شماری آبادی ہندوستان فی الحال مقابلہ میں کل آبادی دنیا کے ایک سُدس ہے ٭

تشخیص - مقرر کرنا - تجویز کرنا ٭

پیش نہاد - تدنظر ٭

سہ طرف بدریائے محیط - بطرف مشرق ہندوستان - خلیج بنگال - بجانب مغرب بحیرہ عرب و بجانب بحر ہند اور شمال میں کوہ ہمالیہ ٭

ملہوف - افسوس کے لائق مراد مظلوم ٭

Marfat.com

صفحہ ۱۳

تخطور - درخاطر گذشتہ - پیش نہاد مخطور میں سے ایک لفظ زائد پڑتا ہے - یعنی اتنا کافی ہے - بل پیش نہاد ہمت غیراز رعایت ملحوظان حمایت مخطوطان امر ہے دیگر نگشتہ - یا یہ کہ پیش نہاد سے پہلے بڑھا لیا جائے - تب دونوں لفظ قائم رہ سکتے ہیں ؛

مبعوث و منصور داشتن - بھیجنا - مدد کرنا ؛

تیمم - عادت خصلت ؛

قویم - راست - محکم ؛

معہذا - باوجود ایں امر کہ شما بادشاہ اید ؛

متمکن - جائے گیر ؛ **لاحقہ** - مراد حال ؛

قرابت قریبہ سابقہ قراخاں و چنگیز خاں دونوں چچازاد بھائی تھے - عبداللہ خاں اولاد چنگیز سے اور اکبر اولاد قراخاں سے ہے ؛

نسبت لاحقہ سے مراد محبت میان اکبر عبداللہ ہے

ضمیمہ - پیوستہ و بہم رسیدہ ؛

ورداعی - جمع داعیہ خواہشہا مرادہا مطلب ؛

دروازی - دربار ؛

اغماض - چشم پوشی ؛

درنگ - مانند ؛

بدو - بفتح مراد اول و آغاز ؛

قیل ان اللہ - کہا گیا ہے کہ اللہ صاحب فرزند ہے - جیسا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں - یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی اسلام علیہ السلام کاہن - فالگیر اور ساحر تھے - جیسا کہ مشرکین عرب کہا کرتے تھے - زبان مخلوق سے تو خدا اور رسول دونوں نہ بچے - پھر میں کیا چیز ہوں ؛

عبداللہ خاں نے سنا تھا - کہ اکبر بے دین ہو گیا ہے - اس لیے کچھ دنوں خط و کتابت بند کر دی تھی - جب خط لکھا تو عدم ترسیل خط کی علت برگشتگی از دین بنا بر سماعت بتائی ہے اس کے جواب میں اکبر کہتا ہے کہ اس الزام کے جواب سے چشم پوشی مثل طول کلام مناسب ہے اس لیے قطعہ مذکور کے لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں ؛

اور اس قطعہ میں عبداللہ خان پر تعرض کرتا ہے کہ تمہاری طرح پہلے بھی کافر لوگ - اہل اللہ پر ایسے الزامات لگاتے رہے ہیں - تم بھی انہیں کافروں میں سے ہو ؛

از بدو انکشاف - یعنی ابتدائے پیدائش و حکومت سے ؛

شعشعہ - روشنی آفتاب ؛

منہج قویم - راہ راست و مستحکم ؛

الملک والدین توامان - سلطنت اور مذہب دو جڑواں لڑکے ہیں - ایک کے ضرر سے دوسرے کو ضرر پہنچتا ہے - یہ دیکھا گیا ہے - کہ دو جڑواں بچے حالت صحت و مرض میں شریک رہتے ہیں - یہ جملہ حدیث ہے ؛

Marfat.com

اعتلا - بلندی ٭ اعلام - جمع علم - رایت ٭
راسخ - استوار و محکم - ثابت قائم ٭
دلیلے و حجتے - میں یائے تفخیم عظمت کے لیے ٭
انتما - نسبت داشتن ٭
ارائک - جمع اریکہ تخت ٭
جوامع جمع جامع ہمہ کل ٭
کافہ - ہمہ و جمیع ٭
برایا - جمع بریت خلق ٭
صمدیت بے احتیاجی و بے عیبی - پاکی ٭
تنسیق - ترتیب ٭ ساطع - روشن ٭

صفحہ ۱۴

وسیع - کشادہ ٭ مہام - جمع مہم ٭
امکنہ - جمع مکان محال - بفتح جمع محل ٭
حوافر جمع حافرہ سم ٭ خیول - جمع خیل اسپ
کنائس - جمع کنیسہ - عبادتگاہ ترسایان مراد منادر
معابد - جمع معبد ٭
مشاعر - جمع مشعر ہر دو بمعنی عبادت خانہ ٭
دست دادن - حاصل ہونا ٭
احسن کما احسن اللہ الیک - نیکی کرو
جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ نیکی کی ٭
امانی - جمع امنیت بمعنی آرزوہا ٭
آمال - جمع امل امیدہا ٭ رشحات - جمع رشحہ قطرات
مطرات - باران ہا ٭
امتنان - احسان و نکوئی کردن ٭
بدرقہ - رہبر - پیشرو ٭ انبوہ گشتن - جمع شدن

حرمین شریفین - صفت و موصوف بصیغہ
تثنیہ مراد مکہ و مدینہ ٭
سنگ راہ - مانع ٭
بے اندامی - بے شرمی - بے ادبی ٭
زادہما اللہ شرفا - اُن دونوں کی بزرگی کو
اللہ زیادہ کرے -
عروہ وثقیٰ - مضبوط دستہ ٭

صفحہ ۱۵

رشد - ہدایت ٭ معاضدت - یاری
مبرہن - مجازاً بمعنی ظاہر و واضح ٭
کان لم یکن - گویا کہ تھے ہی نہیں ٭
والی اعراق - شاہ عباس اول ٭
نبوت - پسری - کسی کی اولاد ہونا ٭
احمد - نام پدر علی قلی سلطان فرمانروائے ایران
اوغلی - منسوب بہ اوغلان کہ صنفے است از ازبک
نہمت - عزم و ارادہ ٭
نقابت - ستودگی ٭ بزرگی ٭
عراق - کنارہ نہر - چونکہ یہ صوبہ کنارہ دجلہ و فرات
پر واقع ہے اس لیے اس کا نام اعراق ہے -
مخیم - جائے خیمہ زدن ٭
سرادق - معرب و بمعنی سراپردہ ٭
مضرب - جائے خیمہ زدن ٭
بہا - خوبی و زیبائی و روشنی ٭
مجمع البحرین - محل اجتماع خلیج فارس و بحیرہ
عرب یہاں مراد اجتماع اکبر و عبداللہ خاں ٭

Marfat.com

سعدین - زہرہ و مشتری ٭
مکنون - پوشیدہ ٭
فیاض علی الاطلاق - خیر رساں بے قید یعنی خدا ٭
اشباح - جمع شبح کالبدہا و اجسام ٭

صفحہ ۱۶

تسلّط غلبہ ٭ در ہر یکے جس کسی میں ٭
اِغوا - بھگانا ٭
طرف نسبت - مقابل ٭
جد بزرگوار - مراد مرزا سلیمان جدّ شاہرخ مرزا کہ آنرا قید یا نابینا ساخت ٭
التجا - پناہ لینا ٭
اعتصام - دست در دامن زدن ٭
زلاتِ اقدام - لغزش ہائے قدم مراد خطا و تقصیر ٭

صفحہ ۱۷

مدّعیات جمع مدعی - بمعنی مطالب ٭
موقف - محل و مقام - جائے قیام ٭
تراخی - ڈھیل سستی - تاخیر - درنگ ٭
انموذج - بالضم - نمونہ مراد قلیل ٭
غرّا - روشن ٭
تہادوا تحابوا ہدیہ بھیجو اور محبت پیدا کرو - (حدیث)
فرغانہ - ماوراء النہر میں ایک شہر جہاں کے کبوتر اچھے ہوتے ہیں ٭
عشقباز - کبوتر باز ٭ بال عربی میں بمعنی دل و شان ہے - بوجہ ترکیب ذی یہی معنے مراد ہیں اور چونکہ فارسی میں بال بمعنی بازو بھی ہے اسلئے ان معنوں میں سے لفظ طائر کیساتھ ابہام تناسب ہوگا ٭
انتعاش - بلند شان - نیکو شدن - برخاستن - اہلِ فرس بمعنی عیش و عشرت آرند لفظ اہتزاز انہیں معنوں کا مؤیّد ہے (اس مطلب کی تکرار آئندہ خط میں پھر ہے)
اِہتزاز - جنبیدن و درخشیدن ستارہ وقت غروب یعنی جھلملانا - فارسی میں بمعنی نشاط انبساط مستعمل ہے ٭
استشمام - سونگھنا ٭
نظر اولیٰ - نظر بے تامل ٭
نظر ثانوی - نظر غور و تامل ٭
اربابِ وجد - اہل حال ٭
چرخ - کاوے چکر ٭
بازی - قلا ٭ مبداء - مراد خدا ٭
احیاناً - کبھی بھی ٭
جِلباب - بکسر چادر مراد پردہ ٭

(۲) عبداللہ خان اوزبک

گلدستۂ بہارستان یگانگی مراد خط
کارنامۂ نگارستان فرزانگی مراد خط } مبتدا

صفحہ ۱۸

فرّخی - زیبا رُخی - خجستہ روئی ٭
نوئیں - بضم سردار و امیر صاحب بہار عجم بفتح نوشتہ ٭
چہار بالش ایّام - سند - ایام کو چہار بالش سے استعارہ بوجہ فصول یا جہات اربعہ ہے ٭

Marfat.com

ہفت اقلیم عناصر واجرام کا ہفت اقلیم سے استعارہ اس لیئے ہے۔ کہ عناصر چار ہیں۔ اور اجرام سے مراد کواکب ہیں۔ جو تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ثوابت وسیارہ ذنوذنب ؛

نورسان شہرستانِ آب وگل سبزہ ونباتات وگل وبوتہ ؛

آذر۔ آذار۔ ماہ رومی۔ کہ اول ماہ بہار است آفتاب درین ماہ در برج حوت می باشد ؛

نورسیدگان لشکر بہار۔ کنایہ از درختان وگلہا ؛

پیرایۂ خوشدلی وخرمی وسرمایۂ دلکشائی وشادمانی شد۔ یہ دونوں فقرے استشمام گلدستہ کی خبر ہیں ؛

گیرودار۔ حکومت سے کنایہ ہے ؛

شبان۔ الف ونون نسبت چونکہ گڈریا رات کو بھیڑوں کی حفاظت کرتا ہے ؛

دیہیم۔ تاج وتخت ؛

پابگل ماندن۔ پھنس جانا۔ عاجز ہوجانا ؛

صفحہ ۱۹

خودخواہی۔ خودغرضی ؛

کتمان۔ پوشیدگی ؛

پوشیدہ وپنہاں ماند کا فاعل ایما ہے۔

دلنگرانی۔ فکرمندی واندیشناکی ؛

گیرودار۔ یہاں مراد تدبیر وتردد ؛

برین۔ اے برعدم ارسال رسائل ؛

عیب پسند ندا عیب را می پسندند۔ یا عیب پسند ہستند ؛

زعم۔ بفتح زائے معجمہ وسکون عین مہملہ بمعنی گمان وخیال یا بفتح رائے مہملہ وسکون عین معجمہ بمعنی عکس وخلاف ؛

دودشدن۔ موذی ومکلف ہونا ؛

بادشدن۔ مضر ہونا ؛ **فتراک**۔ شکاربند ؛

این کس۔ مراد اکبر ؛

این معنی۔ بفتراک این کس بستن ؛

داشتہ باشد۔ کا فاعل سخنان ناشائستہ ؛

صفحہ ۲۰

راندہ ہائے درگاہ۔ مراد عبدالغنی ومخدوم الملک کہ پیش عبداللہ خاں رفتہ ظاہر کردند کہ اکبر از دین اسلام برگشتہ ؛

سیاوسی۔ مکروفریب ؛

توقیع۔ نشان ودستخط وفرمان ؛

نیرّین۔ مہر وماہ از نیرین سے پہلے انچہ بڑھالو ؛

کتاب وسُنّت۔ قرآن وحدیث ؛

وقیع۔ بلند۔ برتر بالجملہ یعنی باوجود اینہمہ ؛

ساحت۔ میدان ؛

خداآگاہان۔ عارفان خدا ؛

اعتضاد یافتہ۔ قوت یافتہ وثابت شدہ ؛

ارباب کشف۔ اولیاء واشراقیین ؛

ارباب تحقیق۔ محققین وعلماء ؛

ملل۔ جمع ملت۔ مذہب حقہ ؛

Marfat.com

نحل - جمع نحلت مذہب باطلہ ٭

اصحابِ نقل - اہل مذہب وارباب دین

اصحابِ عقل - حکماء ومحققین ٭

فضلنا ہم - ہم نے اپنی مخلوقات میں سے بہتوں پر اُن کو فضیلت دی ٭

ذکاء - بفتح - تیزی ذہن ٭

صفحہ ۲۱

افادت پناہ - مراد مولانا مرزا جان ٭

فطرت - پیدایش یہاں مراد ذات ٭

ایں دُرِ یکتا - ایں یاقوت بے بہا -

فیروزہ خاتم کبریا - تینوں سے مراد عقل ٭

معاش ومعاد - دنیا وعقبےٰ ٭

خواندہ ہا - جمع بجائے خواندگان تحقیر کیلیئے ہے ٭

سیاہ دِل تیرہ دروں - سیاہ وقلب ٭

سیاہ کار - بداعمال ٭

زبردستی - غلبہ وتفوق ٭

مجمل - ضد مفصل - تاویل طلب ٭

نصّ - آیتے کہ بوضاحت دال برمقصود باشد ٭

رہگذر - سبب ٭

تاویل - گرانیدن کلام از ظاہر بسوئے معنی بعید کہ محتمل باشد وبمعنی حیلۂ شرعی ٭

تسویل - آراستن سخن را بدروغ برائے فریب

تنقیح - پاک کردن - تحقیق کردن ٭

مجتہد - آنکہ قوت استنباط از قرآن واحادیث داشتہ باشد ٭

استنباط - برآوردن ٭

مستنبطات - جمع مستنبط اسم ظرف ہے ٭

سلف - گذشتگان مراد متقدمین ٭

مآخذ - جمع ماخذ بمعنی جائے گرفتن چیزے ٭

اقاویل - جمع اقوال وآں جمع قول گفتار ہا ٭

خلف - پس آیندہ مراد متاخرین ٭

غوامض - جمع غامض باریکیہا ٭

تفحّص - جستجو وتلاش ٭ **مورد** - جائے ورود

تصفح - غور وفکر کردن وصفحہ صفحہ نگریستن اے جستجو ٭

متنازع فیہ - جس میں جھگڑا ہو ٭

متداولہ - مراد رائج ٭

مبسوط - فراخ مراد کلان ٭

مینماید - اے انکشاف وتنقیح می نماید ٭

مبادی - جمع مبدأ اسم ظرف ومصدر میمی است

جائے ابتدا - یا آغاز ابتدا ٭

تلبیس وتزویر - مکر وفریب ٭

میشود باعث بیرونقی وکسادبازاری میشود ٭

بدنفسی - بدذاتی ٭

طائفہ اولیٰ - نادانان ٭

زوایا - جمع زاویہ گوشہ ٭

خمول - گمنامی وبے شہرتی ٭

سریرت - طبیعت ٭

ترشدن - خجل شدن ٭

گشتہ - برگشتہ ٭ **اغوا** - ورغلانیدن ٭

طینت - فطرت ٭

Marfat.com

صفحہ ۲۲

بغی - سرکشی ٭ فاسد - تباہ

درِ خانہ - دربارِ شاہی ٭

میشوند - موجبِ اغوا میشوند ٭

موجِ خیر - موجیں اُٹھنے کی جگہ - اسم ظرف ٭

عنا - رنج و مصیبت

دارالبوار - جائے ہلاکت - جہنم ٭

عقال - پچھاڑی سفیہان - ابلہاں ٭

بیصرفہ گو - فضول بکواس کرنے والا ٭

صفحہ ۲۳

شد سرانجام شد ٭ ناقوس - گھنٹا سنکھ ٭

قزلباش - سرخ سر ترجمہ لفظی است شاہ عباس صفوی نے بارہ گوشے کی ایک ٹوپی جس کے ہر گوشہ میں ایک امام کا نام کڑھا تھا اپنی ایک فوج کو پہنائی تھی - یہ جماعت اور ان کی اولاد قزلباش کہلاتی ہے ٭

اسلاف سابقہ - سابقہ صفت بطور کاشفہ ہے - کیونکہ اسلاف خود بمعنی پیشینیاں و گزشتگان ہے - یا تجرید مانو ٭

حقوق - شاہ طہماسپ بن اسمٰعیل صفوی نے ہمایوں کی مدد تھی ٭

صفحہ ۲۴

پدر کلان - مرزا سلیمان والیٔ بدخشاں جد شاہرخ

صفحہ ۲۵

پُرسش - ماتم پُرسی - تعزیت ٭

سوغات رہ آورد - تحفہ - ارمغان ٭

صفحہ ۲۶

(۴) خطاب اکبر بہ شاہ عباس صفوی

کبریا - عظمت - بزرگی ٭

احدیت - یکی و یگانگی بطور زید عدل بمعنی خدائے یکتا ٭

جداول - جمع جدول بمعنی خطوط ٭

بیداء صحرا لغوت - جمع لغت - صفات ٭

بنائل - جمع نبیل - بزرگ ٭

زبان بے زبانی - اے زبانِ حال ٭

برآمدہ ظاہر شدہ اے ناطق گشتہ ٭

تفسیدہ - خشک گرم بتیان - بیان ٭

غوایت - گمراہی ٭

سرائر - جمع سریرہ خصلت و عادت راز ٭

عزت - قوت و غلبہ و عزیز الوجودی - مراد خدا

اہلبیت - ائمہ اثنا عشریہ علیہم السلام ٭

مظاہر کوفی - جائے ظہور مخلوقیت مراد اوصافِ بشری ٭

مظاہر الٰہی - بوجہ ظہور خرق عادات معجزات و کرامات ٭

معالی بلندی ہا و بزرگیہا ٭

مجامع انفسی و آفاقی - مجمع اوصاف ملکی و روحی و جسمانی و انسانی ٭

این مجامع - مراد اہلبیت علیہم السلام ٭

ظِلّ - سایہ مراد نمونہ ٭

Marfat.com

داعیہ - خواہش ۔ے شرح اخلاق اہلبیت ؛
گرم رواں - تیز رواں ؛
اِرواء سیراب کردن ؛
جداول - نہرہا ؛
بیابد - صیغہ حال از یافتن فاعل اکبر ؛

صفحہ ۲۷

سعادت خاص - کنایہ از عرفان و معرفت ؛
مناظر جائے نظر یا تو ظرف زمان بمعنی وقت دیدن مانا جائے ؛ **مظاہر** - بنا لیا جائے ؛ بمعنی وقت ظہور ؛ **تسطیر** - نوشتن ؛
توقف - اکبر کا خط بھیجنے میں تاخیر کرنا ؛
تماثیل خلعت و وداد - مراد نامہ و فرمان ؛
مساحانِ جداول آسمانی مراد ہمت دل ؛
تمرد - سرکشی ؛ **تجبّر** - ظلم و سرکشی ؛
بادپیما - بیہودہ گرد ؛ **اقصیٰ** - دور تر ؛
شمولاً - بہ پیروی دیگرے کارے کردن ؛

صفحہ ۲۸

مہم - کار سخت و دشوار ؛ **سانح** - ظاہر و واقع
ایادی - جمع ایدی دستہا ؛ **فئہ** - گروہ ؛
تسلط - غالبہ و زبردست ؛
مواکب - افواج سواراں ؛
مصائب - رنج و مصیبت ؛ صعب دشوار ؛
استیثاق - استواری گرفتن ؛
ارواح طیبہ - روح پاک ۔ے ارواح ائمہ ؛
ائمہ معصومین - دوازدہ امام علیہم السلام ؛
اہل تشیع بنا بر آیۂ تطہیر ان کو معصوم مانتے ہیں ؛
خارا تراش - سنگتراش ؛
قلع برکندن ؛ **یدِ طولیٰ** - مراد کمال ؛
توسیع - وسعت دادن ؛
تفتیح - کشادن یا **تفسیح** - فراخ کردن ؛
الویہ - جمع لوا - ریت **صعوبت** دشواری ؛
سباع - جمع سبع درندہ ؛
ثعالب - جمع ثعلب روباہ ؛
خدیعت - مکر و فریب ؛
استطراد - تتبعاً - بالتبع ؛
علّیین - غرفہ ہائے بہشت جمع علیّہ ؛
علیین مکان - لقب بعد مرگ شاہ خدابندہ پدر شاہ عباس اول کا یا لقب شاہ طہماسپ جد شاہ عباس اول کا ؛
انار اللہ برہانہ - روشن کرے اللہ اس کی دلیلوں کو وقت محاسبہ قیامت یا پیش سوال منکر نکیر ؛
ہرج مرج فتنہ و آشوب و بد انتظامی ؛

صفحہ ۲۹

تقاعد - بیٹھ جانا رک جانا ؛
مکارہ - جمع مکروہ - امر ناخوش - مراد تکلیف ؛
آن دودمان عالی - مراد شاہ عباس اول ؛
آن جانشین - مراد شاہ عباس اول ؛
طیبین الطاہرین - ہر دو بمعنی پاک مراد ائمہ اثنا عشرۃ چونکہ شاہ عباس سید ہیں

Marfat.com

اس لیے ان کو نقادہ طیبین الطاہرین کہا ہے ۔
آن قرۃ العین سے بھی مراد شاہ عباس ہیں اکبر کا سن زیادہ ہے اس لیئے قرۃ العین کہا ہے ۔
اصلح خوب تر ۔ نیک تر ۔ **مشارب** مذاہب ۔
ظلیت عظمیٰ ۔ سایہ خدا ہونا ۔

صفحہ ۳۰

انتہاض ۔ کوچ کردن ماوراء النہر ملک توران
مذکر یاد دلانے والا ۔ **ممہد** ۔ مضبوط کرنیوالا ۔
ناموس ۔ قاعدہ و دستور **غرا** ۔ روشن ۔
قسطاس بضم و بکسر ترازو ۔ **بیضاء** روشن ۔
تدارک ۔ درستی ۔ **اختلال** ۔ گڑ ۔ بڑ ۔
آں صفوت نژاد ۔ اشارہ بطرف شاہ عباس
اصلاب ۔ جمع صلب ۔ نصفہ مراد اولاد ۔
بنیان ربانی ۔ کنایہ از انسان ۔

صفحہ ۳۱

مراقبہ ۔ دیکھ بھال ۔ **عرض** بکسر عزت ۔
مسترشدان ۔ ہدایت چاہنے والے ۔
بیعت ۔ پیروی ۔ **ہنجار** ۔ راہ ۔

صفحہ ۳۲

منطوی ۔ پیچیدہ ۔ **طغیان** تجاوز از حد ۔
جریدہ ۔ تنہا ۔
ایں خبر ۔ طغیان شود بختان ۔
مہبط جائے نزول ۔ **استعداد** قابلیت حاصل کردن ۔ **سلالہ** نطفہ مراد فرزند ۔
خبرت ۔ بکسر دانائی ۔

اقتباس نور چیدن ۔ **ابلاغ** ۔ رسانیدن ۔
خبرت اقتباس ۔ نور گیرندہ از دانش ۔
قرار واقع ۔ موافق حقیقت ۔

صفحہ ۳۳

مرجو ۔ امید کیا ہوا **ارتضا** ۔ پسندیدگی ۔
اجتبا ۔ برگزیدگی ۔ ان الفاظ سے اشارہ ہے سیادت کی طرف کیونکہ ساداتِ مصطفےٰ و مرتضیٰ و مجتبیٰ سے نسبت رکھتے ہیں ۔
آخر الزمان ۔ مسلمان زمانہ حال کو قیامت سے قریب مانتے ہیں ۔
غیب الغیب ۔ عالم ذات حق ۔

(۵) خط اکبر بنام والی کاشغر

آفرین یہاں بمعنی تحسین و ثنا ۔
استظہار ۔ پشت پناہ ۔
ہمال ۔ بفتح و بضم بمعنی شریک و مثل ۔
سرآمدہ ۔ فضل و بہتر ۔
باندازہ آن ۔ باندازۂ قدردانی ۔
مصادقت دوستی **سترگ** ۔ بزرگ ۔

صفحہ ۳۴

جزائل ۔ جمع جزیل بمعنی بزرگ ۔
مصلحت دید صلاح ۔ **دوحہ** بڑا درخت ۔
آویزش ۔ پرخاش و جنگ ۔
جنگ جوئے نفس ذ و فنون ۔ مراد دلی و مرتاض ۔
فتاحا ۔ نام تاجرے ۔

Marfat.com

(۶) نامۂ اکبر بشرفائے مکہ

صانہا اللہ محفوظ دارد اللہ او را ہا ضمیر بطرف مکہ ٭ ذما کم - بدی ہا ٭

انفس - عالم ارواح ٭

آفاق - عالم اجسام - یہ دعا مکہ کے لیے سمجھ میں نہ آئی - اگر شرفائے مکہ کے لیے ہو تو ٹھیک ہے - چونکہ مؤنث حکم جمع میں ہوتی ہے ٭ اور شرفا صیغہ جمع ہے - اس لیئے ہا کا مرجع شرفا کو کہہ سکتے ہیں ٭

وکفیٰ - کہ کافی است آن خدا - واؤ قبل کفیٰ رابطہ است - نہ عاطفہ ٭

بیما - علی الخصوص ٭ معشر - گروہ ٭

حنفا - جمع حنیف مائل بحق ٭

شرفا - جمع شریف حاکم و کلید دار خانہ کعبہ ٭

صفحہ ۳۵

جلّت نعماؤہ بزرگ ہیں نعمتیں اُس خدا کی ٭

منعم - نعمت دہندہ دنامے از خدا ٭

مواظبت - دوام و ہمیشگی ٭

میسور - مفعول از بسیار معنی توانگری دادہ شدہ و مفعول از یُسر بمعنی آسانی کردہ شد - مگر مستعمل بمعنی مقدور و امکان ٭

موائد - جمع مائدہ دستار خوان پُر از طعام ٭

مفوض - سپرد ٭ وافرہ - کثیرہ ٭

خیر البلاد و احسن البقاع مراد مکہ معظمہ

موقف مقدس - مراد خانہ کعبہ ٭

متکئین فیہا علی الارائک تکیہ لگانے والے ہیں اُس بہشت میں سائبان والے تختوں پر - یہ آیت بہشتیوں کی شان میں ہے ٭

حاج - مخفف یا مرخم حاجی - اس صورت میں واحد ہے اور جمع حاجی ہو سکتا ہے - جیسے رومی سے روم ٭

اِدرارات - جمع ادرار وظیفہ و راتبہ و روزینہ ٭

تفاوت فرق ٭ خبث - بدی ٭

قبیح - بدی ٭ کتم بفتح پوشیدگی و پردہ ٭

فئہ گروہ ٭ مجدداً از سر نو ٭

جبلیہ فطری و سرشتی ٭ سنہ - سال ٭

کعوبت - اس لفظ کے کوئی معنی اس محل پر مناسب نہیں اسلیئے کعوبت بمعنی انکسار و سوء الحال پڑھنا چاہیئے - محشی نے کعوبت کے معنی درشتی اور سرکشی لکھدیئے ہیں ان معنوں کا وجود لغات میں نہیں نارپستان ہونا البتہ کعوبت کے معنی ہیں ٭

شماتت - شاد شدن برخرابی کسے مگر یہ معنی مناسب محل نہیں معلوم ہوتے اسلیئے (شامت) بمعنی شومی و بدی پڑھنا چاہیئے ٭

مبرات - پاک کردہ شدہ از آمیزش حال حرام صفت خیرات ٭

حرمان دست داد نہ بہیج سکا ٭

صفحہ ۳۶

قضا - ادا ہونا ٭ مصحوب ہمراہ ہمدست ٭

Marfat.com

طومار۔ فہرست ٭ قضات۔ جمع قاضی ٭
مبلغ کہ در طومار مرقوم شدہ ہست
علاوہ اس روپیہ کے جس کا ذکر فہرست میں ہے
اور بھی روپیہ ہمراہ شیخ عبدالنبی وغیرہ کے ہے
مرقوم شدہ کا تعلق مبلغ کے ساتھ ہے اور ہست کا
مصحوب شیخ عبدالنبی سے تعلق ہے ٭
بود۔ صیغہ بو بمعنی اُمید ٭
بالسّر والکتمان۔ چھپا کے ٭
ابتیاع۔ خریدنا ٭ علیہ۔ بلند ٭
شریرہ۔ جمع شریر ٭ فجرہ۔ جمع فاجر بدکار ٭
موشّح۔ مزین ٭ افترا صحیح افتراء بہتان ٭
اتباع۔ پیروی ٭ حسدہ جمع حاسد ٭
مردہ۔ جمع مارد۔ سرکش ٭
بلہ۔ جمع ابلہ نادان ٭
صبیان۔ جمع صبی بچہ ٭ اصغاء شنیدن ٭
درصدد۔ درپے ٭ ماثورہ مروی منقول ٭
(۴) خط اکبر بدانایانِ فرنگ
مامون۔ محفوظ ٭ نظمہ۔ تپانچہ ٭
ابداع و اختراع۔ ایجاد۔ نو پیدا کردن ٭
مرابطہ۔ صحیح ٭ برابطہ
طنطنہ و دبدبہ۔ کروفر ٭
ایتلاف الفت گرفتن ٭ استیناس انس گرفتن ٭
معاشرہ جمع معشر گروہ سبل۔ جمع سبیل راہ ٭
مقتبس۔ نور چننے والا ٭
عالم ناسوت۔ دُنیا ٭

عالم لاہوت۔ عالم ذات یا صفاتِ الٰہی ٭
منجلی۔ روشن شونده ٭
قباب۔ جمع قبہ۔ گنبد و کلس ٭
عموماً و خصوصاً۔ ورود بر رُوح نبیؐ ما خصوصاً
و بر ارواح دیگر انبیا عموماً باد ٭
ہمسائگی۔ در زمانِ اکبر در اطراف مدراس
انگلیسیاں حکومت داشتند ٭

صفحہ ۳۸

مقتضیات۔ خواہش ہا ٭
احراز۔ جمع کردن ٭
خلف۔ خلیفہ و قائم مقام ٭
نائب مناب قائم مقام ٭
مجاوبہ باہم جوابدادن توالی پے درپے ٭
مُبین۔ آشکارا منشرح۔ ظاہر و کشادہ ٭
نشاتین دو عالم ٭ ایں حالت حالت دنیوی
چہ قدر مساعی۔ یعنی تکمیلِ حالت دُنیوی میں
کچھ کوشش نہیں کرتے ٭
مضمحل۔ گذارندہ و نیست شونده ٭
مآرب۔ مقاصد ٭

صفحہ ۳۹

عِلّتِ غائی۔ غرض اصلی۔ علتیں چار ہیں۔
علتِ فاعلی۔ علتِ مادی۔ علتِ صوری۔ علتِ
غائی۔ علت غائی تصور میں سب پر مقدم اور وجود میں
سب سے مؤخر ہوتی ہے بڑھئی اور لکڑی علت فاعلی
ہے۔ تختے علت مادی ہیں۔ مجموعی ہیئت

Marfat.com

تخت علّت صوری ہے اور جلوس علت غائی ہے

نشوونما - بڑھنا - پلنا ؛

تغایرِ لسان - اختلافِ زبان ؛

تباینِ لغات - تفاوتِ الفاظ ؛

تشدید - مضبوط کرنا ؛ **بالمشافہ** - روبرو ؛

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ اور سلام ہو اُس شخص پر جس نے پیروئ ہدایت کی - اصطلاح انشا میں یہ سلام کافروں کو کیا جاتا ہے ؛

(۷) خط اکبر بنام شاہزادہ مراد

دُرّہ - بڑا موتی ؛

عوائق - جمع عائق - مانع و بازدارندہ ؛

سداد - بفتح راستی و درستی ؛

رَشاد - بسامان و براہ بودن ؛

یورش - دویدن و نہضت کردن بر مہمے ؛

صفحہ ۴۰

قلاوزی - بمعنی رہبری و رہنمائی (ترکی ہے)

پے بردن - دریافتن ؛

مواہب - جمع موہبت - عطا و بخشش ؛

بہ قدر - باندازہ و امکان یا بنقدا بمعنی فی الحال ان معنوں سے اضافت اس لفظ پر ہوگی یا بمعنی ذات و ہستی - اس صورت میں اضافت چاہیئے یعنی بذاتِ خود ؛

ضلالت - گمراہی - الٰہی نسبت بطرف اکبرؔ

اَمَرداد - تقریباً ماہ بھادوں ؛

رخصت سخن کردن - اجازت بات کرنیکی بجائے کردن - کردند غلط چھپا ہے ؛

درہمیں روز - درہماں تاریخ بجائے اسکے کہ کوئی تاویل کی جائے - دوسرے فقرہ کو حذف کردینا بہتر ہے - یا دونوں کو برقرار رکھیں تو پھر تاکید ہوگی ؛

کل بفتح کاف عربی گنجا ؛

مرزا یادگار نابکار - مرزا یادگار علم ہے اور نابکار صفت ہے - اصل کتاب میں مراد از یادگار نابکار مرقوم ہے - محشی مراد کو عَلَم قرار دیتے ہیں اور یادگار کے معنی پسر کہتے ہیں اور نابکار سے علی قلی خان مراد لیتے ہیں ؛

قرابت بجائے اسکے کہ از محذوف مانا جائے اور قرابت کے معنی اہلِ قرابت کہے جائیں یہ آسان ہے کہ قرابتدار بنا لیا جائے ؛

صفحہ ۴۱

حاشا و کلّا دُور است و چنین نیست ؛

مخذول خوار و رُسوا ؛

ولد الزّنا - حشرات الارض ؛

سہیل - ماہ ستمبر میں نکل آتا ہے - یہ خیال ہے - کہ اس کے نکلنے پر حشرات الارض مرجاتے ہیں - اس لیئے ؎

ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی ؛ کہا ہے -

لُولی - رنڈی - قحبہ - بیحیا - کیونکہ لُول کے معنی بے حیائی ہیں ؛

Marfat.com

دوشش ز ازبار گراں سرنجات دادند یعنی سرش را بریدند ۔

گو بفتح مغاک یا گڑھا ۔

کمتر از دو ماہ و زیادہ از چہل نخواہد کشید
یہ عبارت مختل ہے یا تو کمتر کی جگہ زیادہ اور زیادہ کی جگہ کمتر بنا دیا جائے۔ یا نخواہد کشید بصیغہ نفی کو صیغہ اثبات کر دیا جائے۔ یا صرف خواہد کشید رکھا جائے ۔

صفحہ ۴۲

گرم سیراں ۔ بکسر سین۔ باشندگان ملک گرم

گذشت راہ ہاویہ یکے از درکاتِ جہنم ۔

معسکر ۔ بضم اول۔ پڑاؤ۔ کیمپ لشکر گاہ ۔

سُرمہ بینائی اہل غوایت شد جو لوگ ہم کو کافر سمجھتے تھے۔ وہ ہماری ان باتوں کے پورا ہونے پر سمجھ گئے۔ کہ ہم مستجاب الدعوات یا صاحب القاء والہام ہیں ۔

مَورد یا تو مصدر میمی مانا جائے۔ اور اگر اسم ظرف قرار دیا جائے۔ تو بعد اس کے شدن محذوف ماننا ہوگا ۔

(۸) **خط اکبر بنام خان خاناں**

فصّ ۔ نگینہ ۔ **خاتم** ۔ انگوٹھی ۔

سیفِ مسلول ۔ شمشیر برہنہ ۔

دشمن گاہی صحیح ۔ دشمن کاہی

مقدمۃ الجیش ۔ ہراول ۔

معارک ۔ جمع معرکہ ۔ جنگ گاہ ۔

تقدمہ ۔ زریکہ برائے درستی سامان پیش از پیش دادہ شود ۔ ہندی سائی ۔

تقدمۃ الجیش صحیح تقدمۃ العیش ۔

صفحہ ۴۳

حریف ۔ ہم پیشہ ۔

رحیق ۔ شراب صاف و خوشبودار ۔

بیت المعمور ۔ نام کعبہ ملائکہ بہ آسمان ہفتم ۔ یہاں معنی وضعی خانہ آباد مراد ہیں ۔ یا کنایہ از میکدہ فارسی میں خانہ آباد میکدہ کو کہتے ہیں ۔

واسطۃ العقد ۔ ہار کے بیچ کا بڑا موتی ۔

چشمِ زخم ۔ نظر بد یہاں صدمہ و شکست مراد ہے ۔

متواری ۔ چھپنے والا ۔ **روس** ۔ سرداراں ۔

نہب ۔ غارت ۔ **شعاب** ۔ جمع شعبہ گھاٹی ۔

صعاب ۔ جمع صعب دشوار ۔

توزک ۔ بندوبست ۔

کتل ۔ گریوہ و کوہ پشتہ ۔ ٹیلا ۔

(نوٹ) اس صفحہ میں واقعات گذشتہ کے بیان میں صیغہ ماضی کے ساتھ کئی صیغے حال کے آگئے ہیں اس حال کو حال حکایتی کہتے ہیں ۔

زندہ صحیح ۔ **زبدہ** ۔ بمعنی خلاصہ ۔

رنگ آمیز ۔ زینت دہ ۔ رونق بخش ۔

نقش بند ۔ نقاش ۔

نخلبند ۔ باغبان ۔

صفحہ ۴۴

فداشدن ۔ مراد مرنا ۔

Marfat.com

ظلمانی ظلم بفتحتین جمع ظلمت بوجہ یائے نسبت الف و نون زائد۔ جیسے حقانی و روحانی میں بمعنی تاریک ؛
راہ ناگزیر۔ راہ موت ؛ **جلباب** بکسر جا و ژ
منغض۔ ناخوش کردہ شدہ واندوہناک ؛
مقاطر۔ ٹپکانے والا ؛
ایں معنی لے مردن ؛
ابن خمخانہ۔ دنیا۔ **ہلاہل** سم قاتل ؛
عافیت ایں سودا را در سر بخارے اس دنیا کی صحت و آسودگی کے لیئے آخر میں تپ ہے ؛
عافیت۔ صحت و آسودگی **این سودا** دنیا
سرانجام۔ و انتہا و خاتمہ (تحریر کتاب سے موافق نہ کر کے ترمیم کی گئی ؛
نگذاشت کا فاعل آمدن ایلچی یا "بواسطہ" پر سے بائے موحدہ حذف کردہ۔ تاکہ واسطہ بعضے موانع فاعل اس فعل کا قرار پائے ؛
ایں منظور شدہ۔ مراد نعش بیرون پرجانا ؛
ایں گرہ در دل ماند یعنی نعش بیرون پرجانا ؛
جگر خون۔ مصرع ثانی میں صحیح نہیں کیونکہ واقع اور حادثہ قوانی نہیں ہو سکتے۔ پس بصورت موجودہ ایطائے جلی ہوگا۔ نسخہ جو دگرگوں کا ہے اس کے معانی متغیر و متبدل کے ہیں۔ یہ معنی دیدہ کے ساتھ چسپاں نہیں اس لئے **جگر خون**۔ بمعنی سرخ پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ خرابیاں رفع ہو جائیں ؛

صفحہ ۴۵

تودۂ خاک۔ کرۂ زمین۔ مراد دنیا ؛
گذشتنی۔ خود ختم ہو جانیوالی ؛
گذاشتنی۔ چھوڑ دینے کے لائق ؛
شبح سیمیائی۔ کالبد غیر قائم۔ یا **شبح سیمیائی** بدن موہومی و غیر اصلی۔ **شبح جسمانی** صورت جسمی ؛
پُر کردنی و انباشتنی۔ از مردگان ؛
باطن۔ دل ؛ **سریرت**۔ باطن ؛
مشہود۔ ظاہر ؛ **متکفل نظام کل**۔ ایجاد ؛
موالید۔ جمادات و نباتات۔ و حیوانات ؛
مَلاء۔ گروہ پری ؛
باز صحیح بہ از بہتر از ؛
ارادۂ خود۔ جزع و اضطراب ؛
عنا۔ رنج و مشقت **قدوہ**۔ بالکسر پیشوا ؛
سنوح۔ ظہور ؛ **نائبہ**۔ حادثہ واقع ؛

صفحہ ۴۶

تلافی و تدارک۔ عوض و بدل ؛
وفود۔ جمع وفد گروہ ؛ **براصل**۔ قرار واقعی ؛
متنوزع پریشان ؛ **فائح**۔ خوشبو دہندہ ؛
مہکنے والا۔ منتشر ؛ **لائح**۔ روشن و آشکار ؛
اصغا۔ سننا ؛ **اطفا**۔ بجھ جانا ؛
نوائر۔ جمع نائرہ آتش ؛ **استحسان**۔ پسندیدگی ؛
عنایت۔ دادن و عطا کردن ؛
مسئول۔ التماس و تمنا ؛

Marfat.com

تلقی۔ ملنا۔ ملاقات کرنا یہاں مراد مقبولیت ؛
مُتلِقی۔ ملنے والا ؛ **جام**۔ لقب حاکم سندھ ؛
درِ وادی۔ دربار ؛ **سیکری وال**۔ سکری قریب آگرہ ایک قصبہ کا نام اور دال کلمہ نسبت
تجہیز۔ سامان کردن ؛
نواں ماند۔ تواں گذاشت ؛

صفحہ ۴۷

خدمات۔ مراد فتح دکن ؛
مشرف نباشد۔ اے برکارے متعین نباشد ؛
شقوق۔ جمع شق پارہ مراد صورت ؛

(۹) منشور اکبر بنام خانخاناں

باہرہ۔ روشن ؛ **رضیہ و مرضیہ** پسندیدہ و مقبول۔ **بتبیج**۔ خوشنود و بہجت اندوز ؛
نوباوہ ہائے عالم آب و گل حرف پنجم واؤ کنایہ از اثمار درختان و سبزہ و گل ؛
آب۔ مراد باراں و آبشار ؛

صفحہ ۴۸

آشنایانِ دریا دل۔ کنایہ از اہل اللہ ؛
آسمانیاں۔ سیارگان و کارکنان قضا و قدر ؛
انتساق۔ ترتیب و درستی کار ؛
صومعہ دارانِ حلقہ زرق دریا۔ عابدان گوشہ نشین کہ بمکر و فریب عزلت نشین اند ؛
آباء علوی۔ افلاک ؛ **امہات سفلی**۔ عناصر
صومعہ۔ گرجا ؛ **زرق** مکر و فریب ؛
شدروان۔ ورید ؛ پائے افشردہ گوشہ نشین ؛

کارخانہ تکوین۔ کنایہ از دنیا ؛
حلوائے تر۔ میوہ ہا ؛
آتشِ بے دُود۔ حرارتِ آفتاب جس سے میوے پکتے ہیں ؛
متضرّعان۔ زاری کنندگان ؛
اغصان۔ جمع غصن شاخہا ؛
سبحہ۔ بفتح سبحان اللہ گفتن و تسبیح مراد حمد و ثنا
یا صیحہ۔ بانگ و نالہ۔ چیخ ؛
خضوع۔ فروتنی۔ عاجزی **مجامع مجالس** ؛

صفحہ ۴۹

حبیب۔ نام کبوتر باز ؛
زردۂ بیضہ۔ انڈے کی زردی ؛
درمیابد۔ معلوم کرلیتا ہے ؛
چرخ۔ قلابازی ؛
نقیب خاں۔ نام شخصے دانندہ انساب ؛
قل علی۔ نام کبوتر باز **حمامہ**۔ کبوتر ؛
دیوان بیگی۔ قسمے از کبوتراں ؛
برنایاں۔ جواناں ؛ **دُور رَو**۔ بلند پرواز ؛
مرغانِ اولی اجنحہ۔ پرندگان صاحب بازو

صفحہ ۵۰

درخلال۔ درمیان ؛ **منظور شدہ**۔ نور نظر شد ؛
ایجاباً لملتمساتہم۔ اُن کی تمناؤں کو قبول کرکے ؛
منظور نظر۔ مراد خانخاناں ؛
سلیمان۔ مراد اکبر ؛

Marfat.com

پُرنگار۔ نام کبوتر۔ گلوں سے بھرا ہُوا ۔
بخچرخ آوردن۔ وجد میں لانا ۔
رمز و ایما۔ اشارۃً و کنایتہً ۔
حسن طلب۔ بلطائف الحیل کوئی چیز مانگنا ۔
ابراز۔ اظہار ۔ شعبدہ۔ کار تعجب افزا ۔
اَندُہی۔ مخفف اندوہی در آخر یائے مصدری یا متکلمی ۔
سبز کہی۔ بضم کاف نام مادۂ کبوتر منسوب بہ سبزہ کوہ۔ یا کہی۔ بمعنی شاہین۔ یعنی جسکے پر سبزہ سیاہی مائل مثل پر شاہین ہوں۔ یا۔ کہی بفتح مخفف کاہی۔ سبز کاہی بھی سیاہی مائل سبزہ کو کہتے ہیں ۔

صفحہ ۵۱

اکناف۔ اطراف ۔ سرسبز۔ نام کبوتر ۔
مستسعد۔ معاونت یاب ۔
سرِ ارادت سے مراد کبوتر دنکا مانگ لینا ۔
اجازت ہوا سے بھی مراد استدعا و التماس ۔
کلنہ پر۔ بفتح کبوتر کہ پرہائے دمش از پرہائے بازد کوتاہ باشد کبوتر بازاں اعتقاد دارند۔ کہ این چنین کبوتر تیز پری باشد ۔
کمپیر۔ نام کبوتر ۔ مشعل کلان۔ نام کبوتر
سیہ دم۔ کلدما ۔ کنارہ دار۔ کبوتر کہ اطراف دُمش سیاہ باشد۔ کناریا۔
زرہ پا۔ زنجیر پینجنی۔ جو کبوتروں کے پاؤں میں پہناتے ہیں ۔
ابناء۔ جمع ابن اولاد۔ عشائر۔ جمع عشیرہ قبیلہ ۔

صفحہ ۵۲

مادام۔ تاوقتیکہ۔ ما۔ مصدریہ ہے ۔
در پرواز نیاریم۔ اے بلند نسازیم
پروین سے مراد اجتماع ۔
بنات النعش سے مراد افتراق و انتشار ہے ۔
مہمان نو در راہ سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی بحالت حمل شکم زوجۂ خانخاناں میں تھا ۔
جوانہائے نو رسیدہ سے آئے ہوئے کبوتروں کے بچے مراد ہیں ۔
دراں باب۔ یعنی ابقائے معمل میں کمال احتیاط سے کام لیا جائے ۔
دریں باب تاخیرے رود۔ احتیاط حمل میں اگر سستی ہوئی تو پھر جتنے کبوتر لینے کا خیال رکھتے ہو اُس سے کم ملیں گے ۔
(۱۰) منشور اکبر بنام حکیم ہمام برادر ابو الفتح
فطانت۔ بفتح زیرکی ۔ ایاب بازگشت ۔
مواقف۔ مقامات و نام کتاب ۔
حکمتِ الٰہی۔ قسمے از اقسام ثلاثہ حکمت کہ معرفت الٰہی و معرفت عقول و معرفت نفوس باشد ۔
سپیدی و سیاہی۔ یعنی کل دہمہ۔ کیونکہ دو اضداد کا ذکر کرکے کلیت مراد ہوتی ہے۔ یا۔ مراد نیک و بد و امر و نواہی ۔

Marfat.com

مستظہر۔ قوی پشت ۔ مستبشر بشارت یاب
مملو و مشحون۔ ہر دو بمعنی پُر ۔
شولہ مخ۔ جمع شامخہ کوہ ہائے بلند ۔

صفحہ ۵۳

تنگ نا۔ راہ تنگ **کمر وسط**۔ کوہ ۔
حظ۔ بہرہ و حصہ **نصیب مفارق**۔ مراد سر ہا ۔
ایں خمخانہ۔ دنیا ۔ **خونابہ**۔ خون اور پیپ ملا ہوا ۔
بنیہ انسانی جسم انسانی ۔
باباحسن ابدال نام مقامے قریب کشمیر ۔
امرداد۔ ساتویں تاریخ ہر ماہ کی ۔
نمک ریز۔ لذیذ کن ۔
مستشار۔ جس سے مشورہ لیں ۔
مؤتمن۔ امین داشتہ شدہ ۔
اسہال۔ دست ۔ ہیضہ ۔

صفحہ ۵۴

نفس الامری حقیقی ۔
ظلمت خانۂ خاک۔ دنیا ۔
جزع۔ بے صبری و اضطراب ۔
فزع۔ فریاد و فغاں **مآب**۔ عادت ۔
ہمیں شاہراہ۔ مراد موت ۔
ازو۔ از شما ۔ **متاعب** جمع تعب رنج و غصہ
روزِ دین۔ ہر ماہ کی چوبیسویں تاریخ ۔
مشائین۔ اصحاب ارسطو و اشراقیین اصحاب افلاطون ۔
افادہ۔ فائدہ رسانیدن ۔

افاضہ۔ فیض رسانیدن ۔
تذکرہ۔ یادگار ۔ **ارکات** افعال و اطوار نیکو ۔
معاقد۔ دشواریہا ۔ **نقاد**۔ پرکھنے والا ۔
جواہر محسوس۔ عبارات ۔
جواہر مفہوم۔ مضامین ۔
تحسّر۔ افسوس خوردن ۔ **حکیم**۔ ابوالفتح گیلانی ۔

صفحہ ۵۵

ارتضا۔ راضی شدن ۔ **اصطبار** صبر کردن ۔
آل حکمت مآب۔ حکیم مآب ۔
تبعیّت۔ پیروی ۔ **استلام**۔ بوسہ دادن ۔
بنارس۔ صحیح بناء
(۱۱) فرمانِ اکبر با عظم خان
کوکلتاش۔ برادر رضاعی۔ کوکا ۔
تفقد۔ پرسش مراد مہربانی ۔
چنین سے مراد حج و زیارت۔ جس میں رضائے والدین ضروری ہوتی ہے ۔
بیراہہ رفتن۔ گمراہی رفتن بخلاف آئین ۔

صفحہ ۵۶

اعتبار صحیح اختیار۔ اخطار۔ ہلاکیہا ۔
مثوبات۔ نعمت ہائے جنت ۔
منتج نتیجہ خیز۔ **خسران**۔ نقصان و زیان ٹوٹا ۔
دادہ میدہد صحیح **دادہ میدہد**۔
تسلّط۔ غلبہ ۔ **معزول**۔ بیکار ۔
جذبہ۔ کشش ۔ **کنف**۔ پناہ ۔
جیجی۔ ترکی میں بمعنی پستان شیر دار ہے مجازاً

Marfat.com

انّا اور دایہ کو کہتے ہیں۔ اکبر اپنی انّا کو جیجی کہا کرتے تھے ؛

چنیں اعمال ۔ خدمات پسندیدۂ شمس الدین محمد خان کلوجیجی۔ یا اکبر کی رضا حاصل کئے بغیر سفر حج کو چلا جانا ؛

صفحہ ۵۷

نکال ۔ بفتح عذاب ؛

چہ خوش باشد ۔ یعنی ہم نے ایک خط سلطان روم کو بھی لکھا ہے کہ تم کو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدے۔ لہذا کیا اچھا ہو کہ تم ایلچی کے پہنچنے سے پہلے ہمارے پاس چلے آؤ۔ اور گرفتار ہو کے آنے کی ذلت سے بچو ؛

(۱۲) دستور العمل اکبر بعمال ممالک متصدی ۔ پیشکار ؛ **نوئین** ۔ امیر اعظم ؛ **کٹرات** کی جگہ پرگنات یا پرگنہ جات ماندو بود۔ بود و باش ؛ **کثرت** افراط ؛ **کثرت** ضد خلوت باعام نشستن ؛

صفحہ ۵۸

وحدت ۔ صرف و محض ؛

وحدت ۔ گوشہ نشینی ؛

منجیات و مہلکات ۔ دو باب کتاب۔ احیاء العلوم امام غزالی کی جن میں ذمائم اور ذمائم سے بچنے کا بیان ہے ؛

کیمیائے سعادت ۔ کتاب در اخلاق مصنفہ غزالی ؛

اخلاق ناصری ۔ کتابے در اخلاق مصنفہ محقق طوسی ؛

از جائے رفتن ۔ متزلزل ہو جانا بہک جانا ؛

مہام ۔ جمع مہم ؛ **مجرّد** ۔ تارک الدنیا ؛

در خروج و دخول بستہ نہ خود کسی کے پاس جاتے ہیں۔ اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیتے ہیں ؛

ہمّت باصلاح فقراء بمعنی دعا ؛

زلات لغزش ہا ؛ **گذاشتنی** ۔ قابل معافی ؛

اغماض ۔ چشم پوشی ؛

از ہم گذراندن ۔ مار ڈالنا

پرسیدنی ۔ قابل مواخذہ ؛

صفحہ ۵۹

لت ۔ زدن و کوفتن ۔ لات

کبریت احمر ۔ سرخ گندھک چونکہ نایاب ہے۔ اس لیے بمعنی نایاب مستعمل ہے ؛

ناساختہ ۔ نادرست ؛

موم از انگبین جدا ساختن ۔ غلط اور صحیح میں امتیاز کرنا ؛

پیشدستان ۔ پیشکاران و خدمتگاران ؛

سخن ساز ۔ بناوٹی باتیں کرنے والا ؛

مفتری ۔ بہتان و الزام لگانے والا

صمت گنگی و خموشی و صنیت بکسر نجل ؛

صفحہ ۶۰

اجلاف ۔ جمع جلف بکسر فرومایگان ؛

Marfat.com

تقاوی۔ قوت دینا۔ اصطلاح دیوان میں روپیہ جو نادار کاشتکاروں کو سامان زراعت درست کرنے کے لیئے دیا جاتا ہے ؛

جنس کامل۔ عبارت از گندم۔ نیشکر۔ کنجد۔ گل معصفر پنبہ وغیرہ ؛

روزگار گزراندن۔ دراز عمر ہونا ؛

خُدُوک۔ **خودک** بضم اول و واؤ معدولہ وضم دال مہملہ بمعنی پریشانی و پراگندگی وخلجان

صفحہ ۶۱

فراترک بلندتر بود صحیح نباید بود

گرانی۔ ناگواری و مکروہ ؛

خرخشہ۔ خصومت۔ جھگڑا۔ مواخذہ ؛

ہزل۔ خلاف جد۔ بیہودگی۔ مسخرگی ؛

جاسوس۔ جوئندۂ حالات مردم برائے اجرائے مقصودِ خود ؛

چرب زبان۔ چکنی چپڑی باتیں کرنیوالا ؛

خوشامدی ؛

نادرست۔ اُجڈ ؛

صفحہ ۶۲

درازنفسی۔ زیادہ گوئی ؛

دانش۔ علم وحکمت ؛

یراق۔ سامانِ جنگ ؛ درگرو۔ وابستہ ؛

طرح اقامت انداختن۔ بیکار بیٹھے رہنا کیونکہ جس سے سستی پیدا ہوتی ہے اور چستی جاتی رہتی ہے

ورزش۔ مشق وریاضت ؛

مشعوف۔ دیوانہ وفریفتہ (حرف سوم مہملہ ومعجمہ ہر دو)

بجنس۔ بجنسہٖ کل کا کل۔ سارا ؛

نیر نورِ بخش عالم۔ آفتاب ؛

واگر کوتوال نباشد واگر در شہرے کوتوال نباشد۔ او مرجع کوتوال ؛

آن۔ مرجع کوتوال ؛

روستایانہ۔ مانند مردا جاہل گنوارونکی طرح ؛

بایکدگر اتصال نخشند باہم یکے را ضامن دیگرے گرداند ؛

صفحہ ۶۳

صواب دید۔ صلاح مشورہ ؛

خبرداراں۔ ہرکارے ؛

اخذ و جبر لینا اور کھینچنا مراد رشوت وانعام

چوکی۔ نگہبانی۔ حفاظت ؛

اوچکہ۔ اُٹھائی گیرا ؛

گرہ بُر۔ گرہ کٹ۔ جیب کترہ ؛

بواقعی۔ کماحقہٗ **غائب**۔ شخص غائب ؛

صفحہ ۶۴

چنانکہ در بوم روم یعنی روم میں وہاں کے حاکم ہاں شخص غائب و مردہ پر متصرف ہو جاتے ہیں ؛

پیروی۔ مُراد جستجو ؛

چوں دوا۔ شراب را بطور دوا خورد ؛

بمرور بفروشد۔ اتنا زمانہ گذرنے کے بعد بیچے کہ غلہ مہنگا ہو جائے۔ مراد احتکار ؛

Marfat.com

عیدہائے متعارف۔ شب برات۔ عید الفطر عید الضحیٰ

(۱۳) فرمان اکبر بہ شہباز خاں کنبو

شہباز خاں۔ حاکم صوبہ مالوہ ؛

کنبو۔ کمنبوہ ایک قوم جسمیں سے نواب وقار الملک مشتاق علی خان سیکرٹری علیگڈھ کالج تھے ؛

استظلال۔ سایہ گرفتن ؛

جل جناب کبریایہ۔ بزرگ است بارگاہ عظمت او

صفحہ ۶۵

استدامت ہمیشگی ؛ چوں۔ باشد تک شرط ہے

المنۃ للہ ..... اعتلا نمایند جزا ؛

صورت اینمعنی مراد در آسودگی حال بودہ شکر گذار باشد ؛ داد حق ؛ دادگستری انصاف ؛

سامیہ۔ بلند ؛ ارتقا صعود۔ اعتلا بلند شدن ؛

بہیہ روشن خوب روز بہ ترقی روز افزوں ؛

رتق و فتق قبض۔ بسط سب سے مراد انتظام ؛

قلع اکھاڑنا ؛ استیصال بیخ کنی ؛

جبر شکستہ را بستن ؛ علوفہ۔ خوراک ؛

تابینان۔ پیروان۔ تابعداران۔ نوکران ؛

حاصل۔ پیداوار ؛ صفحہ ۶۶

واصل میشدہ باشد۔ پہنچتا رہے ؛

کروری۔ وہ عامل جو ایک کرور دام تحصیل کرتا ہے چالیس دام کا ایک روپیہ ہوتا ہے اس حساب سے ڈھائی لاکھ روپیہ تحصیل کرنیوالا کروری ہوا ؛

جار و ملجار۔ طلب قلیل و طلب کثیر (ترکی) بعضے بمعنی وقت و بیوقت کہتے ہیں۔ شکست و بست۔

شائبہ۔ آمیزش ؛ منجم۔ روان شوندہ ؛

قضا امضا۔ جو مثل حکم الٰہی جاری ہو ؛

اضطرار۔ ناچاری۔ مجبوری (صفحہ ۶۷)

(۱۴) فرمان اکبر در منع زکوۃ

زکوٰۃ۔ چالیسواں حصہ مال محفوظ کا جو حق مساکین ہے ؛

ناموس اکبر۔ قانون کلی مراد شریعت ؛

جل جلال قدسہ بزرگ است بزرگی پاکی او ؛

دریں ہنگام ..... جمال ست۔ ظرف ؛

ظہور یافتن فرمان عدالت۔ مظروف ؛

چوں ناموس ..... صورت پذیر باشد شرط ؛

یکے از وجوہ ..... اشیاست جزا (داد سر جملہ غلط)

بالغہ رسا و کامل سلسلہ جنبان فاعل و مختار ؛

دار و گیر حکومت عالم ایجاد۔ دنیا ؛

تعبیہ پرواز آرائندہ کن مکن۔ حکومت ؛

دائرۂ کون و فساد۔ کنایہ از دنیا ؛

مقیم۔ بومی۔ متوطن ؛ مہاجر۔ مسافر و نو وارد

انتساق۔ انتظام و درستی مصالح۔ مراد کاروبار معاش کاسب۔ پیشہ ور۔ و اہل حرفہ ؛

دریا دل۔ فیاض ؛ حارس۔ نگہبان ؛

اعمار۔ حیات و زندگی و جان۔ جمع عمر ؛

مدن۔ جمع مدینہ شہر دیدہ بانی۔ پاسبانی ؛

ریاست حکومت انتظامی سیاست حکومت تحریری

وجوہ۔ آمدنی ؛ چارسو۔ بازار ؛

خراج۔ چیزیکہ از جائے حاصل شود و از انجا بر آید اعم از انکہ این تحصیل بسبب ملکیت آن چیز باشد یا بجہت

Marfat.com

صیانت و حفاظت و اعانت آں چیز۔ پس آنچہ بادشاہ را از بابت زمین مملکتش پیدا شود خراج است۔ و ہمچنین از شاہان زیردست بدست آید یا از سود اگراں گرفتہ شود اما باج پس مخصوص است بآنکہ حاصل از چیز مملوک نباشد۔ بلکہ حق صیانت و اعانت بود۔ چنانچہ از بادشاہانِ زیردست گیرند و آن حق اعانت است (از بہار عجم) مگر خراج بمعنی لگان و باج بمعنی چنگی مستعمل است۔ و دریں محل خراج عام و باج خاص است۔

بیع فروختن **شراء**۔ بکسر خریدن ؛

چون و چرا کیوں اور کس واسطے۔ اگرچہ از کلمات فروشندہ و خریدار است مگر اینجا بمعنی خرید و فروخت آمدہ محشی بمعنی باز پرس و مواخذہ نوشتہ ؛

ارباب صیانت وہ لوگ جو سلطنت کیطرف سے بازاروں میں محصول وصول کرنیکے لیئے معین ہوتے ہیں؛

سنجیدہ و گردیں سے کسی ایک کو صیغہ منفی ہونا ضروری ہے۔ ورنہ معنی مختل ہو جائینگے ؛

نقادان پرکھنے والے **نقود**۔ زر و مطلق و مال ؛

اجناس کونی و الٰہی ؛ چیزیں جو بغیر دستکاری و صنعتِ انسانی پیدا ہوتی ہیں جیسے زر جواہر و سم و میوہ جات و حبوب وغیرہ۔ محشی کہتے ہیں جس چیز میں تدبیر انسانی کو دخل نہ ہو۔ اور قدرت الٰہی سے پیدا ہو۔ وہ جنس کونی ہوتی ہے ؛

مقوم۔ اسم فاعل از تقویم قیمت کنندہ و درست کنندہ ؛

اعراض۔ جمع عرض بفتح عین مہلہ رخت و متاع و ہر چہ غیر از نردیم باشد (منتخب) ملا غیاث الدین اعراض و جواہر نفسی و آفاقی پڑھ چکے۔ اعراض سے مراد اعراض تسعہ اور جواہر سے مراد اجسام لیتے ہیں۔ انفسی کے معنی متعلق بذی روح اور آفاقی کے متعلق بعالم کہتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ سب تکلفات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ مقوم بمعنی مصلح و منتظم ہے۔ اور اغراض انفسی بعین معجمہ سے مقصود و مقاصد روحی یعنی اصلاح نفس و درستی اخلاق ہے کیونکہ بازاروں میں لوگ چوری کا مال بھی لاتے ہیں اگر انکی دیکھ بھال نہ کیجائے اور مواخذہ و باز پرس سے کام نہ لیا جائے۔ تو ان کو عادت چوری کی ہو جائیگی اور نظام امور و امن عالم میں بھی خلل پڑیگا۔ اس لیے ارباب صیانت و دیانت کو مقومان اغراض نفسی و آفاقی کہا ہے اور ان معنوں پر یہ جملے "ہر آئینہ جمیع بمفاسد انجامد و تمامی محامد بنام کشد۔ دال ہیں۔ اس لیئے **مقوم** بمعنے مصلح و منتظم درست و راست کنندہ ہے۔ اور

اغراض انفسی سے مراد اصلاح مقاصد اخلاقی اور **اغراض آفاقی** سے مراد مقصود انتظام امور دنیوی ہے ؛

مصالح۔ خوبی و فوائد ؛ **مفاسد** تباہی و خرابی

کہ اگر سنجیدہ نگردد سے کاف حذف کر دیا جائے تو بہتر ہے اسی طرح **توجہ کہ خاطر عدالت مناظر** میں سے بھی کاف کا حذف اولیٰ ہے ؛

ولادت۔ دلیری ؛ **اضارت** روشن کرد ؛

لوامع جمع لامعہ درخشانہا ؛ **منہل** چشمہ ؛

نعیم۔ نعمت ؛ **مامن**۔ جائے امن ؛

Marfat.com

ودائع جمع ودیعت۔ امانت ۔ توسعہ فراخی ۔
مکارم۔ نوازشہا جازم قاطع ایراد وارد کردن
جبوبات۔ جمع الجمع حب تخمہا و دانہا ۔ صفحہ ۶۸
کرباس۔ نیمہ سوتی موٹا کپڑا ۔ اسباب پشمینہ مراد کمل
دوات چرمینہ۔ مثل ڈول۔ چرسہ۔ مشک۔ جوتا ۔
آلات مسینہ۔ تانبے کے برتن ۔
ہیمہ۔ ایندھن ۔ لنے۔ بالس۔ نرقل ۔
ظروف چوب۔ ڈوئی۔ کٹھوتی۔ موسل۔ تخت وغیرہ۔
کاہ۔ بھوسہ۔ مدار۔ موقوف علیہ ۔
ملائم۔ بکسر اصل چیزے و باعث قیام چیزے
قماش۔ بضم مراد اونی یا سوتی نفیس کپڑے ۔
تمغا۔ بفتح مہر۔ مجازاً مال پر مہر لگانے کی اجرت یعنی
محصول اور چنگی صدیک سو روپیہ میں سے ایک روپیہ
مرفوع القلم مراد معاف کرنا۔ بخشدینا ۔
بملاحظہ خبرداری بودہ یعنی یہ تمغہ باج وغیرہ
اس لیے لیا جاتا تھا کہ سپاہی نوکر رکھ کر حفاظت راہ کی
جائے اب ہماری ہیبت اور شوکت سے کوئی دست تعدی
دراز نہیں کر سکتا اس لیے نہ ضرورت سپاہی رکھنے کی رہی
اور نہ باج و تمغہ لینے کی ۔ تتق۔ بضمتین سراپردہ ۔
تتق بستن۔ چھا جانا۔ گھیر لینا ۔
متقاطعان۔ اجارہ داران۔ ٹھیکہ لینے والے ۔
خالصہ۔ وہ جاگیر جو خاص ذات بادشاہ سے
تعلق رکھتی ہو۔ ملک سلطنت نہ ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
. . . . . .
(۱۰) فرمان اکبر بنام راجی علیخاں

امارت بکسر امیری ۔ ایالت بکسر سیادت حکومت ۔
آلاف ہزارہا۔ راسخ البرہان۔ قوی دلیل ۔
راجی علی اگرچہ علم ہے مگر معنی لفظی امیدوار حضرت علی
یا امیدوار بخدا کے ہیں کیونکہ علی بھی اسمائے الٰہی میں سے
ایک اسم ہے اضعاف۔ بفتح جمع ضعف بکسر بمعنی
دو چند مراد کثیر ۔ (صفحہ ۶۹)
فخیم۔ بزرگ ۔ امتثال۔ بجا آوردن ۔
مطاعہ قابل اطاعت شقاوت۔ بدبختی ۔
ہمایون۔ اے بظہور آمدن خدات پسندیدہ ۔
بنشیند صحیح ننشیند ۔ سرمدی۔ دائمی ۔
وعالمیان صحیح وبرعالمیان ۔
طلایہ۔ بفتح طاوہ فوج جو رات کے وقت گرد لشکر
برائے حفاظت گھومتی رہتی ہے ۔ صفحہ ۷۰
وحوش افاغنہ اضافت مشبہ بہ طرف مشبہ یعنی
وہ افغان کہ جو مثل وحوش ہیں ۔
صاحبقران۔ تیمور ۔ استطلاق۔ رہائی ۔
جد بزرگوار شاہ اسمٰعیل سے مراد شاہ صفی ہیں ۔
استخلاص روسائے روم۔ تیمور نے ایران کے
راستہ سے شام روم پر چڑھائی کی تو دعائے شاہ صفی سے
کامیاب ہوا اور کئی ہزار قیدی وہاں سے چھڑا کے
لایا۔ واپسی میں جب شاہ صفی سے ملا۔ تو شاہ صفی کے
کہنے سے ان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ شاہ اسمٰعیل نے
انہیں قیدیوں کی مدد سے حکومت ایران
پائی ۔
جنت آشیانی۔ لقب ہمایوں بعد مرگ ۔

Marfat.com

بآن نواحی - اے باطراف سیستان ٭
آن دودمان - اے خاندان صفویہ ٭
شاہ مبرور - شاہ طہماسپ صفوی کہ پسر شاہ اسمٰعیل وجد شاہ عباس است
رابطہ حضرت جنت آشیانی - ہمایوں شیر شاہ سے شکست کھا کر تباہ حال شاہ طہماسپ کے پاس ایران چلا گیا۔ شاہ طہماسپ نے اعزاز و اکرام کیساتھ بارہ برس اپنے پاس رکھا۔ شیر شاہ اور سلیم شاہ کے مرنے کے بعد شاہ طہماسپ نے ہمایوں کو اپنی فوج کیساتھ ہندوستان بھیجا اور ہمایوں پھر سلطنت دہلی پا گیا ٭
کار - مشکل ٭ فتوت - جوانمردی ٭
مرتفعہ - بلند - یا مزتفہ - پھسلا دینے والا ٭
متصاعدہ بلند یا متراکمہ - انبوہ - کثیر ٭

صفحہ ۷۱

طرح انداختن
مواقف صحیح موافقت - ناحیہ جانب
بلند بنیان زوایائے نہانی کنایہ از منجمان
مختار - اختیار کردہ شدہ - دبرگزیدہ ٭
مقدم - مصدر میمی بمعنی آمدن ٭
انتہاس صحیح انتہاض - کوچ کردن ٭
ترفیہ - از رفاہ خوش حال گردانیدن ٭
قرب مسافت - اے قربت از شاہزادہ

(صفحہ ۷۲)

بحضور اشرف - جبکہ شاہزادہ ہمارے پاس تھا

ایں معنی - اخلاص و اطاعت ٭
تنگ صحیح ننگ - بمعنی عزت و ناموس بہتر است کہ بجائش ملک خوانند ٭
مستمر الاخلاص - ہمیشہ اخلاص رکھنے والا
فتور - سستی ٭ اوفی - کامل ٭ مآثر - نشانی ہائے نیک و کارہائے پسندیدہ (صفحہ ۷۳)
نسبت قرابت - اکبر نے عبدالرحمان پسر ابوالفضل کی نسبت راجی علی خان کی لڑکی سے کر دی تھی اور ابوالفضل کی بہن شریفہ کی نسبت راجی علی کے لڑکے سے کر دی تھی ٭
ازان خیر اندیش - مراد راجی علی خان اکبر نے اعظم خان کو کہ راجی علی کے پاس بھیجا تھا اور اس سے خاطر داری میں کمی ہوئی تھی - جس سے وہ شرمندہ اور خائف تھا - رفع خوف و شرمندگی کے لیے ایسا لکھ رہے ہیں
در آید کا فاعل راجی علی اور دیدہ کا اکبر ٭
لئیق صحیح ٭ لائق - کماہی چنانکہ ہست ٭

صفحہ ۷۴

انجاح - حاجت برآوردن ٭ کافل ضامن
رساس صحیح راس - اظہار عدد اسپ کے لئے
قطار - اظہار عدد شتر کے لئے
افاضت پناہ یا مآب یعنی فیضی (صفحہ ۷۵)
بالکل مراد از قبائل و زن و فرزند

(۱۶) فرمان اکبر بنام نظام الملک

اماجد - جمع امجد بزرگان - اسوہ - پیشوا
آن - اعزاز - ظہور آں - ظہور فتح

Marfat.com

(صفحہ ۷۶) **مبانی**۔ بنیادہا ۔
حرز متین۔ جائے پناہ محکم ۔ **ازدیاد**۔ زیادتی ۔
گربزت فریب مکاری **وُلات**۔ جمع والی ۔
ضعفا۔ جمع ضعیف ۔ **اقویا** جمع اقوی ۔
عادل خان۔ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور ۔
قطب الملک۔ والی حیدرآباد ۔
فرنگستان سے مراد سواحل مدراس اور بعضے جزائر جہاں اہل یورپ قابض تھے ۔
افساد۔ فساد ڈالنا ۔ **اخلال** خلل ڈالنا ۔
مہاد۔ بستر ۔ (صفحہ ۷۷)
بنادر۔ جمع بندر ۔ **آنہا** عادل خان و قطب الملک
بآن تربیت کردۂ ما۔ مراد نظام الملک
(۱۷) **فرمان اکبر ورطلب یکے از فضلائے شیراز**
اعوام۔ جمع عام سالہا۔ **اہتزاز**۔ جنبش پُرطرب ۔
اگر بواسطہ خُردسالی وہجوم کوتہ بنیان
(چنیں اتفاق افتد) کہ **بعد مسافت** الخ یہ کاف
بیان جملہ مطویہ محذوف کا ہے۔ جس کو میں نے
خطوط وحدانی میں لکھا ہے اسے میں سولہویں
فرمان میں لکھنا بھول گیا تھا۔ اس لیئے اس
محل پر لکھدیا ۔
عنفوان آغاز۔ **رَیعان**۔ بالیدگی و اول جوانی
مراد ابتدا۔ **فلکی اعتصام**۔ بمعنی قوی و بلند
ریحان۔ برگ کشت و ہر گل خوشبو علاوہ گلاب
و درخت نازبو ۔
حدیقہ۔ وہ باغ جسکے گرد چار دیواری ہو ۔

مستغرقان۔ غرق شوندگان یا حرف ششم
فاجس کے معنی چُلّو چُلّو پانی لینے والے ۔
اُنسی۔ منسوب بہ اُنس بمعنی محبت یا بکسر
بمعنی انسانی ۔ **محفوف**۔ گھیرا ہوا ۔
افادات القصاف۔ وصفت فائدہ
رسانی سے متصف ہو ۔
مستسعد۔ طالب سعادت ۔
آوردن۔ کسی اور صاحب استعداد کو ساتھ لانا
فتاحا۔ نام تاجر شیرازی ۔
سرانجام راہ۔ سامان و مصارف سفر کا
بندوبست کرنا ۔

خاتمہ

چونکہ تصحیح وحل دقائق وغوامض میں بہت دماغ
سوزی کی گئی ہے اس لیئے کہا جاسکتا ہے کہ صرف
فرہنگ ہی مطالب کے حل کرنے میں طلبا کے
لیئے ایک استاد کا کام دیگی۔ جن الفاظ کو چھوڑا ہے
وہ یا تو معمولی ہیں یا مشہور اور اپنے معنی وضعی میں مستعمل
ہیں جس لفظ کے معنی مجازی یا لزومی سے اس
کتاب میں کام لیا گیا ہے اُسے میں نے بالضرور
لکھا ہے اور استعارات وکنایات واشارات
کی کامل تشریح کی گئی ہے۔ مصنف وکتاب
کی بابت کچھ معلوم کرنا ہو۔ تو میری شرح دفتر
سوم ابوالفضل کو دیکھا جائے ۔
تاریخ ختم فرہنگ ۵ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء یوم دوشنبہ

شادان بلگرامی

Marfat.com



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com